متن، اردو ترجمہ، تشریح وحل مشکل الفاظ

گلستانِ سعدی

مترجم

غلام عباس راھو

سیل پوائنٹ

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز
ناشران وتاجران کتب

Scanned with CamScanner

○ "غلام عباس ماہو مختلف ادبی موضوعات پر تخلیقی اظہار کتابوں کی صورت میں کرتے چلے آرہے ہیں۔ گلستان سعدی کا اردو میں ترجمہ ان کا تازہ کارنامہ ہے۔ گلستان سعدی کی فارسی اور اُردو زبان و ادب میں جو اہمیت ہے اس کے پیشِ نظر اس سے پہلے اس کے کئی اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن غلام عباس ماہو نے یہ ترجمہ نہ صرف معیاری بلکہ اُردو ادب کے طالب علموں کیلئے خاص طور پر عام فہم انداز میں کیا ہے۔ ان کی یہ کاوش گلستان سعدی کی تفہیم میں یقیناً اہم کردار ادا کرے گی۔"

ڈاکٹر حسن رضوی

○ "غلام عباس ماہو نے اپنی عملی زندگی اور ادبی کاوشوں میں تہذیب اور زندگی کی جن قدروں کو اپنایا ہے وہ ان کے شعوری انتخاب کا لطیف ثمر ہے۔ انہوں نے گھنے درخت کی طرح ادب کے ہر تھکے قاری کو سایہ دیا ہے۔ اپنے مخصوص اسلوب سے گلستان کی اصل روح کے ترجمے کے جسم میں اس خوبصورت انداز میں سمو دیا ہے کہ اصل متن اور ترجمے میں ہم آہنگی کا پہلو نمایاں رہتا ہے۔ ترجمہ کی ہوئی ہر سطر کے مطالعہ سے عبارت کھلی کھلی دکھائی دیتی ہے۔ جس سے حسن و دلکشی کے ساتھ معنی و مفہوم کی اُجلی تصویر ہمارے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔ غلام عباس ماہو نے گلستان کے ترجمے کی زبان حتی الوسع آسان اور رواں رکھی ہے تاکہ قاری کی جبلت ناگواری پر مفاہیم کا بوجھ گراں نہ گزرے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ مشکل الفاظ کے معنی نے ترجمے کے لطف کو دوبالا کر دیا ہے۔ میں انہیں اس علمی کاوش پر مبارک باد دیتا ہوں"

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد

چیئرمین شعبہ پنجابی اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

○ "ترجمہ نگار نکتہ رس دماغ رکھتا ہو تو وہ اپنی ادراکی قوت سے صاحب تخلیق کی اس ذہنی فضاء تک جا پہنچتا ہے جو تخلیقی عمل سے مشروط ہوتی ہے۔ ایسا ترجمہ تخلیق نہ ہوتے ہوئے بھی تخلیق کے اوصاف سے عاری نہیں ہوتا۔ غلام عباس ماہو بحیثیت ترجمہ نگار ادب کی لطافت و نزاکت کا جھلملاتا لباس پہنے نظر آتے ہیں اور اپنے طرز احساس سے حرارت ایمانی کے ایک دہکتے ہوئے تنور عشق میں سلگتے دکھائی پڑتے ہیں۔ نتیجہ حکایت میں اسلامی اقدار اور صالح روایات کا ذکر ان کی حرارت ایمانی کا عکاس ہے۔ غرض ان کے ترجمے کے لہجے میں نہ پردہ داری ہے نہ جھجک ہے بلکہ خلوص اور محنت شاقہ نمایاں ہے۔"

پروفیسر خالد محمود (ریسرچ سکالر اقبالیات)

گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاء الدین

○ "غلام عباس ماہو بیان کی شگفتگی اور شستگی سے آگاہ ہیں۔ انہوں نے قاری کے ادبی ذوق کو ترجمے کے ذریعے فارسی زبان و ادب سے روشناس کروانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کا یہ جدید اسلوب ترجمہ ایک طویل عرصے تک فارسی ادب کے قاری کو اپنی تحریر کا گرویدہ بنائے رکھے گا۔ امید واثق ہے کہ زبان و ادب کے قدردان اُن کی اس کاوش کو قدر کی نگاہ سے سراہیں گے۔ کیونکہ جس طرح سعدی کا لب و لہجہ نشاطیہ ہے اسی طرح ماہو نے بھی ترجمہ میں سرشاری اور سرمستی کا دامن نہیں چھوڑا۔"

ڈاکٹر سیدہ نادرہ زیدی

ریسرچ آفیسر شعبہ اقبالیات، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

بسم

اللہ

الرحمٰن

الرحیم ط

Scanned with CamScanner

مکتبہ
دانیال
لاہور

©

سن اشاعت 2001ء

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

محمد ابوبکر صدیق و
محمد عثمان شیخ
نے ندیم یونس پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر
مکتبہ دانیال لاہور سے شائع کی

قیمت
بلا جلد [redacted]/-
مجلد =250

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلستان سعدیؒ

متن، اردو ترجمہ، مشکل الفاظ کے معنی
اور نتیجہ حکایت

غلام عباس ماہو

باہتمام
مکتبہ دانیال، لاہور
سیل پوائنٹ: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار، لاہور- 7660736

Scanned with CamScanner

انتساب

میں سوچتا ہوں کہ میرے گھر میں
جو ایک مشعل جلی ہوئی تھی
وہ جس کی لو سے
میرا چمن جگمگا رہا تھا
وہ جس کی کرنوں سے میرے آنگن میں
نُور کی پو پھٹی ہوئی تھی
جو میرے جیون کی آگہی کا
سنگھار بن کر
چمک رہی تھی
جو میرے دل کی حسین وادی میں
نُور بن کر دمک رہی تھی
میں سوچتا ہوں
کہ یہ چمکتی دمکتی مشعل
اندھیرے پیراہنوں میں لپٹی
اداسیوں کے عمیق غاروں
میں جا چھپی ہے'
میں خود بھی ظلمت کی وادیوں میں
بھٹک رہا ہوں
یہ میرے ننھے سے دونوں بچے
جنہوں نے معصومیت کی چادر
لپیٹ رکھی ہے
اپنے تن پر
اب اس اُجالے کو ڈھونڈتے ہیں
وہ شفقتوں کا عظیم سایہ
وہ روشنی کا حسین پرتو

میں ان کی آنکھوں میں ڈھونڈتا ہوں
مگر وہاں حیرتوں میں گم
پتلیاں ہیں خالی
جو اپنی ممتا تلاش کرتی ہوئیں
سوالی ہیں اپنے رب سے
وہ گود کیوں چھین لی ہے تو نے
جہاں ابھی ہم نے کھیلنا تھا
ہماری قسمت میں گر یہی دن
لکھا ہوا تھا
تو ایسے جسموں کو تو نے
تخلیق کیوں کیا تھا
کہ جن سے ممتا کی انگلیوں کے نشان
ابھی سے مٹا دیئے ہیں
میں سوچتا ہوں
میری شریک حیات بشریٰ
وفا کے سپنے دکھا کے مجھ کو
فنا کی وادی میں جا بسی ہے
غلام عباس میرا جیون
فضول شے ہو کے رہ گیا ہے
یہ شہر میں جتنی زندہ لاشیں
رواں دواں ہیں
میرا بھی ان میں شمار کر لو
کہ میری اُمید کا ستارا
افق کے اس پار
اتر گیا ہے

غلام عباس ماہو 7 فروری 2001

ترتیب

حرف چند دربارۂ گلستان سعدی	1
شیخ سعدیؒ کے حالات زندگی	6
دیباچہ	9
باب اول: در سیرت بادشاہان	24
باب دوم: در اخلاق درویشاں	91
باب سوم: در فضیلت قناعت	138
باب چہارم: در فوائد خاموشی	174
باب پنجم: در عشق وجوانی	184
باب ششم: در ضعف پیری	215
باب ہفتم: در تاثیر تربیت	225
باب ہشتم: در آداب صحبت	254

حرف چند دربارۂ گلستان سعدی

اس دہر ناپائیدار میں کئی ایک معاشرتی مصلح اور ریفارمر پیدا ہوئے جو زندگی کا لطف اٹھا کر اس جہان آب و گل سے چلتے بنے۔ بھلا زندگی ان کا ساتھ کیا دیتی وہ خود موت کے ہاتھوں نالاں تھی۔ آج تک زندگی موت سے اپنے آپ کو بچانے کا دعویٰ نہیں کر سکی کیونکہ وہ تو محض مجبور ہے۔ یاد رہے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو معاشرتی فلاح اور سماجی آسودگی کا سبب بننے والے لوگ ہیں، فطرت ان کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ بظاہر موت کا جام نوش کرتے ہیں لیکن حقیقت میں زندۂ جاوید زندگانی کے حامل ہوتے ہیں۔ بقول شاعر

زندگی اک شعلہ ہے
جو موت کے ہاتھوں
صرف سرد ہوتا ہے
بجھ سکتا نہیں
کیونکہ!

راز خدا ہے یہ
کسی پہ منکشف ہو سکتا نہیں
جو اپنی آفرینش کا راز پا گیا
وہ کبھی مر سکتا نہیں

شیخ سعدی کا شمار ان معاشرتی مصلحوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اس چمن دہر کی سیر کرتے ہوئے ایسے افکار و نظریات تخلیق کیے جن کی خوشہ دانی سے انسان ہمت و استقلال اور عزم و شہامت جیسے جذبوں کی تڑپ اپنے درون میں محسوس کرتا ہے، یاسیت اور مایوسی کو اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا۔ گلستان سعدی 1258ء میں شیراز میں لکھی گئی۔ یہ سقوط بغداد کا زمانہ تھا۔ چار سو تیرگی پھیلی ہوئی تھی۔ جہالت نے اطراف و اکناف میں اپنے ڈیرے جما رکھے تھے۔ انسانیت دم توڑ کر اپنے آخر کو پہنچ جانے والی تھی کہ اُمت مسلمہ میں پھر ایک ایسا معاشرتی مدبر سعدی کی شکل میں پیدا ہوا جس کی حلاوت زبان اور انداز گفتار و بیاں نے فارسی ادب کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دی اور لوگوں کو انسانیت سے محبت کرنے کا درس عظیم دیا۔ ہیئت کے اعتبار سے یہ کتاب نثری جملوں پر مشتمل ہے لیکن نثر میں شعری کاٹ کا وزن برابر موجود رہتا ہے اور زبان و بیان کی حسن زیبائی کے لئے ایسا لطیف بیان سخن اپنایا کہ عمدہ اشعار تخلیق کئے اور وہ اشعار آج ضرب المثل کی سی اہمیت و وقعت رکھتے ہیں۔

گلستان سعدی کا اسلوب بیاں اپنے اندر ایسی گھلاوٹ رکھتا ہے کہ قاری کے دل و دماغ میں سعدی کی باتیں سرایت کرتے ہوئے اس کی زندگی کا متاع عزیز بن جاتی ہیں۔ اسے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ باتیں صرف اور صرف اس کے لئے ہی تخلیق کی گئی ہیں اور اس کے من کی ترجمانی ہے۔ فارسی دنیائے ادب میں ایسا نثری صحیفہ تخلیق نہیں ہوا۔ یہ کتاب گلستان سعدی کی عظمت و افکار کا ایک نادر نمونہ ہے۔ سعدی نے اپنی مشاہداتی حس سے ایسے اخلاق آموز نکتے حیات انسانی کے بارے میں بیان کئے ہیں کہ انسان کی فکر و دانش ورطۂ حیرت میں پڑ جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

سعدی نے گلستان کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ ان ابواب کی تعداد آٹھ اور عنوان حسب ذیل ہیں:

1. در سیرت پادشاہاں
2. در اخلاق درویشاں
3. در فضیلت قناعت
4. در فوائد خاموشی
5. در عشق و جوانی
6. در ضعف و پیری
7. در تاثیر تربیت
8. در آداب صحبت

ان ابواب کے علاوہ کتاب کے آخر میں ایک مکالمہ ہے جس کا عنوان "جدل سعدی با مدعی" ہے ؎

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

کتاب کے آغاز کے بارے میں خود سعدیؒ کا کہنا ہے کہ ایک رات میں اپنے بیتے ہوئے دنوں کا جائزہ لے رہا تھا، زندگی کے اکارت جانے پہ پچھتا رہا تھا اور خانہ دل کے پتھر کو آنسوؤں کے الماس سے تانک رہا تھا اور اپنے حسب حال یہ شعر گنگنا رہا تھا ؎

ہر دم از عمر میرود نفسی
چوں نگہ میکنی نماندہ بسی

ترجمہ: سانس کی ڈور ہر لحظہ کم ہو رہی ہے، پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ عمر تھوڑی رہ گئی ہے۔

یک پنجاہ رفت در خوابی
مگر این پنجروز دریابی

ترجمہ: عمر کے پچاس سال گزر گئے اور تم ہنوز خواب غفلت میں ہو، اٹھو شاید باقی ماندہ چند روزہ مہلت سے کچھ فائدہ اٹھا لو۔

سعدیؒ کہتے ہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے کہ ہر شے کو فنا ہے۔ کوئی شے ایسی نہیں جس کو زوال نہ ہو یہ دنیا ناپائیدار ہے اس سے دوستی نہ گانٹھ، یہ غدار دوستی کے ہرگز لائق نہیں سعدی کا بیان ہے کہ گہری سوچ بچار کے بعد میں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ دوست احباب سے دامن سمیٹ کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ نہ واہی تباہی سنوں اور نہ ہی بہکی بہکی باتیں کروں۔ سعدی بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح میں نے دیکھا کہ میرا دوست پھولوں سے جھولی بھر کر لایا اور شہر لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ میں نے کہا تم جانتے ہو، نہ موسم بہار کو بقا ہے اور نہ اس کی کلیوں اور پھولوں میں بوئے وفا ہے اور داناؤں نے کہا ہے، ناپائیدار شے سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ اس نے کہا، پھر کیا کیا جائے؟ میں نے کہا، قارئین کی ضیافت طبع کے لئے اور حاضرین کی تربیت کے لئے کتاب گلستان کیوں نہ تصنیف کی جائے جس کے اوراق باد خزاں کی دست بُرد سے محفوظ ہوں اور جس کے سدابہار پھول کبھی مرجھانے نہ پائیں اور نہ ہی موسموں کا ہیر پھیر ہو اور نہ ہی اس کی بہار کی رنگینیوں کو خزاں ویرانیوں میں بدل سکے۔

دیکھو! پھولوں کے طبق سے کیا حاصل؟ کتاب "گلستان" سے کوئی ورق لے تو بات بھی ہے۔ پھولوں کو فنا ہے، ان کی

زندگی چند روزہ ہے یہ "گلستان" یونہی لہلہاتا رہے گا اور اس کے پھول سدا بہار سے آشنا رہیں گے۔ جونہی میں نے یہ بات کہی اس نے اپنے دامن سے پھول گرا دیئے اور میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگا یاد رہے کہ تم ہمیشہ وعدہ وفا کرتے ہو۔ آداب صحبت کا باب تو اسی دن مکمل ہو گیا اور وہ بھی اس انداز میں کہ مقررین کے کام آئے اور ادیبوں کی فصاحت و بلاغت کو بڑھائے۔ قصہ مختصر کہ ابھی باغات میں اکا دکا پھول باقی تھے اور خزاں کا منحوس اور تاریک سایہ بڑھنے نہ پایا تھا کہ گلستان مکمل ہو گئی۔

سعدیؒ کی شہرت اس کی زندگی ہی میں اطراف عالم میں پھیل چکی تھی۔ ایران کے بے شمار عالموں اور دنیا بھر کے فاضلوں نے سعدیؒ کی بزرگی کے اعتراف میں عقیدت و محبت کے پھول پیش کئے ہیں۔ سعدیؒ نے ایرانی اور مشرقی ادبیات پر بڑا گہرا اثر ڈالا اور کئی نسلوں نے سعدیؒ کے اثر کو محسوس کیا اور آج بھی سعدی کا فیض عام جاری ہے۔

سعدیؒ نے فراغت کے دور میں اپنے نغمات اور کلام کو سیر و سیاحت سے واپسی پر جمع کیا سعدیؒ کو گزشتہ شعراء مثلاً فردوسی، سنائی، اسدی، انوری، ظہیر فاریابی وغیرہ سے بڑی محبت تھی اور سعدیؒ نے ان قدماء کے اشعار کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اس مطالعے کے بل بوتے پر آج گلستان کو یہ کمال حاصل ہے کہ مشرقی علوم کی اس ناقدری اور کسمپرسی کے باوجود دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہے اور کسی نہ کسی طرح نصاب تعلیم میں شامل رہی ہے۔ گلستان سلاطین ہند اور سلاطین عثمانی کے درس میں رہی ہے اور ان ملکوں کے بادشاہ اور شہزادے اس کے اشعار زبانی یاد رکھتے تھے الغرض ہر جگہ سعدی کے اشعار و افکار کا احترام کیا گیا ہے۔

پند و نصیحت کا موضوع انسانی طبع کے لئے ہمیشہ سے خشک، غیر دلچسپ اور پھیکا رہا ہے۔ لیکن سعدیؒ کی کلک گوہر فشانی نے اس موضوع کو چاشنی اور مٹھاس کچھ اس طرح عطا کی ہے کہ جو پڑھتا ہے، بے ساختہ تحسین و آفرین کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس جہاں گرد و سیاح کا فطرت انسانی کا مطالعہ بڑا گہرا ہے اور نفسیات کے اس اصول سے بخوبی واقف ہے کہ براہ راست یا بلاواسطہ نصیحت مخاطب کے لئے نفرت اور وحشت کا سبب بنتی ہے اس لئے سعدیؒ نے عام مبلغانہ اور واعظانہ انداز چھوڑ کر نیا، اچھوتا اور دل خوش کن انداز بیان اپنایا۔ وہ حقائق و معارف کو تمثیل کے انداز میں بیان کرتے ہیں اور گلستان کی اکثر حکایات کا محور سعدیؒ کی اپنی ذات و شخصیت ہے۔ سعدیؒ کو جہاں سے بھی کوئی اخلاقی نکتہ ملا اسے انہوں نے اپنی کتاب کی زینت بنا لیا۔ وہ خود کہتے ہیں ؎

تمتع زہر گوشتہ یافتم
زہر خرمنے خوشہ یافتم

گلستان کی حکایتوں کا مقصد پند و نصیحت، تربیت، اخلاق فاضلہ کی تبلیغ اور تہذیب نفس ہے۔ سعدیؒ کا کمال ہے کہ انہوں نے اس موضوع کو تمثیل کے انداز میں بڑے شیریں اور دل پذیر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ آیئے گلستان کے اسلوب بیاں کا تجزیہ کریں تاکہ قاری کو اس کا اسلوب سمجھنے میں آسانی رہے۔

- گلستان کا انداز بیان اچھوتا، منفرد اور دلفریب ہے۔ فارسی ادب میں گلستان کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ گلستان کی تمام عبارت رواں، جاذب، شیریں اور دلفریب ہونے کے ساتھ ساتھ قاری کو حقیقت شناسی کی ترغیب دیتی ہے۔ جملوں اور فقروں کی ساخت میں فطری دلآویزی ہے۔
- گلستان میں ایک بھی مصنوعی اور پرتصنع جملہ نہیں جبکہ دیگر فارسی کتب میں بات کی گہرائی و اصلیت کو جاننے کے لئے مبالغہ آرائی کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت قصے کہانیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ گلستان سعدی کے جملوں کی سادگی کی وجہ سے یہ حقیقت سے زیادہ تر قریب معلوم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے فہم پر زیادہ زور نہیں دینا پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس کی مقبولیت میں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

- گلستان سعدی تکلف اور تصنع سے پاک ملتی ہے بلکہ سعدیؒ عام طور پر چھوٹے چھوٹے فقرات اور مرادفات بڑی روانی سے تحریر کرتے ہیں۔ یہی وجہ قاری کو بور نہیں ہونے دیتی۔ مولانا حالی نے "حیات سعدیؒ" میں گلستان سعدی کو "ریشم کے لچھے" کہا ہے۔ گویا سعدیؒ کے کلام میں نفاست ہے۔ تکلف اور بناوٹی فقرات سے کتاب مبرا ہے۔
- عموماً لکھنے والے اپنے جذبات و احساسات کو زینت قرطاس بناتے ہوئے قاری کے محسوسات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے جس سے بعض اوقات قاری کے دل میں ادیب کے متعلق بدگمانی پیدا ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے لیکن سعدی ایک ماہر نفسیات کی طرح فوراً سمجھ جاتا ہے کہ کہاں اس کی بات قاری کے مزاج کے خلاف جائے گی۔
- بعض اوقات سیدھی سادی حکایت میں کوئی لطیف استعارہ و کنایہ بڑھا کر ایسی جودت پیدا کرنا سعدیؒ کا کار خاص ہے۔ ایسا کرنے سے وعظ کی تلخی شیرینی میں بدل جاتی ہے۔ اس خوبی کے زیر اثر قاری پند و نصیحت کو اپنے لئے بوجھ تصور نہیں کرتا۔ سعدیؒ نے پند و نصائح کا جو طریقہ اختیار کیا ہے' وہ عام نہیں ہے بلکہ وہ مدلل اور محققانہ انداز میں ہر بات کا کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کرتے ہیں جس کو سب پسند کرتے ہیں۔
- گلستان میں تازہ و شگفتہ تشبیہات کو بڑے ہی خوبصورت انداز میں استعمال کیا گیا ہے جیسے "میوہ عنفوان" "شاباش نورسیدہ و سبزہ گلستان عذارش نودمیدہ" وہ ایک لفظ کی مناسبت سے دوسرے الفاظ کو ان کی مناسب جگہ پر استعمال کرنے کا فن خوب جانتے تھے۔
- سعدیؒ پُر تکلف نثر میں بھی قافیے لاتے ہیں۔ سعدیؒ نے گلستان میں کئی ایسے جملے تحریر کئے ہیں جن میں شعر کے مصرعوں کی طرح وزن اور آہنگ ہے۔ ان کی نثر میں بھی ترنم ہے۔ نثر میں استعمال کئے گئے کئی اشعار آج ضرب المثل کی شکل اختیار کر گئے ہیں:

ہر بیشہ گماں مبرکہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد
ہر کجا چشمہ بود شیریں
ملغ و مرغ و مور گرد آیند

گلستان میں درج کئی اشعار کا صرف ایک مصرع ہی مقولہ بن گیا:

ع صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد
ع جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

- سعدیؒ طویل مضمون کو بڑے اختصار سے رقم کر جاتے ہیں اور اس فن میں سعدیؒ کے ہم پلہ کوئی ادیب نظر نہیں آتا۔ ایک شفیق بادشاہ کسی فقیر کی آواز سن کر کہتا ہے: "دامن برارای درویش" فقیر کہتا ہے: "دامن از کجا آرام کہ جامہ ندارم" اس معمولی فقرے سے مفلسی اور بے کسی کی پوری حالت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔
- سعدیؒ دور اندیش انسان ہونے کے ساتھ ساتھ زندہ دل آدمی بھی تھے۔ انہوں نے نکتہ آفریں ذہن کو عطیہ خداوندی سمجھتے ہوئے اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔ وہ بات سے بات نکالنے کا فن بخوبی جانتے تھے۔ لطیف ظرافت کی باتیں ان کی تحریر کی نمایاں خصوصیت میں سے ہے۔ ظرافت کی وجہ سے گلستان کی تاثیر اور دلچسپی میں بے پناہ اضافہ ہوا اور گلستان کے حسن و دلکشی میں بھی اضافہ ہوا جس سے ہر طبقہ اور ہر ذہنی سطح کا قاری لطف اٹھاتا ہے۔
- سعدیؒ نے اپنے کلام میں جابجا آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے تاکہ قاری کے نظریہ قبولیت کو تقویت مل سکے۔

1- اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسراً "بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔" (پارہ 20' سورہ الم نشرح)

2- کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوْاO "کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔" (پارہ 8' سورہ الاعراف)

سعدیؒ نے اپنے کلام میں پختگی اور پُر تاثیریت لانے کے لئے کلام ربانی اور حدیث نبوی کو بھی بیان کیا ہے۔ غرض لوگوں کے دلوں سے ظلمت و تاریکی کو دور کرنے کے لئے اور انہیں راہ راست دکھانے کے لئے سعدیؒ نے شیوۂ شاعری اور انشاء پردازی اپنایا۔ سعدیؒ فطرت شناس بھی تھا اور حقیقت کا ترجمان بھی تھا۔ وہ اہل نظر کے پھولوں کے لئے باد نسیم کا جھونکا ہے اور اس کے کلام میں مرغان چمن کی نوائے خروش بھی بلند ہوتی نظر آتی ہے اور انسانیت سے محبت و عقیدت کا درس بھی سعدیؒ نے اپنے کلام کے ذریعے عوام تک خوب پہنچایا ہے۔

غلام عباس ماہو

باغبانپورہ' لاہور

22 اکتوبر 1999ء

شیخ سعدیؒ کے حالات زندگی

ایلخانی فتنے کے ہاتھوں جب ایران میں تباہی و بربادی پھیلی تو علم و ادب کے مرکز بھی اس تیغ ستم کا نشانہ بنے۔ یکتائے روزگار اس ظلم اور بربریت سے بوکھلا اٹھے۔ اس کربناک اور پُرآشوب دور میں ایران کے علمی و ادبی آسمان پر ایک درخشندہ ستارہ نمودار ہوا جس نے اپنے علمی و ادبی خدمات کے بل بوتے پر اہل ایران کے افسردہ اور پژمردہ دلوں کو رونق بخشی۔ ان کے مردہ جسموں میں حرارت اور تپش پیدا کی' انہیں تازگی اور شگفتگی عطا کی یہ عظم المرتبت انسان شیخ سعدیؒ تھے جن کا اصل نام مشرف الدین بن مصلح الدین عبداللہ تھا۔ فارسی زبان و ادب میں یہ شیخ سعدیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

پیدائش:

شیخ سعدیؒ شیراز میں پیدا ہوئے۔ پروفیسر ای جی براؤن نے آپ کا سال پیدائش 1184ء اور وفات 1291ء تحریر کیا ہے جبکہ ایک ایرانی تذکرہ نویس نے سعدیؒ کا سال ولادت 580ھ لکھا ہے۔ بہرحال یہ کہیں سے ثابت نہیں ہو سکا کہ سعدی نے 107 سال یا 111 سال عمر پائی ہو۔ گلستان کے دیباچے میں سعدیؒ نے اپنے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے ؎

ای کہ پنجاہ رفت در خوابی
مگر این پنج روز دریابی

گلستان جب لکھی گئی تو اس وقت سعدی کی عمر پچاس سال تھی بہرحال ہم یہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ سعدی کا سال پیدائش کیا تھا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

سعدیؒ کے آباؤاجداد کا شمار اہل علم و دانش میں ہوتا تھا اور علوم دینی میں یکتائے روزگار تھے۔ سعدیؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا شبلی نعمانی سعدیؒ کے متعلق لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے والد ان کی تربیت اس طرح کرتے تھے کہ جس طرح ایک عارف و سالک اپنے مرید کو تزکیہ نفس کی منزلیں طے کرواتا ہے اور اپنے مرید کو راہ سلوک کے پیچیدہ اسرار و رموز سے آگاہ کرتا ہے۔ سعدی کے والد انہیں بات بات پر ٹوکتے' غلط باتوں سے منع کرتے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے۔ سعدیؒ ایک دفعہ اپنے باپ کی صحبت میں رات بھر جاگتے رہے اور قرآن پاک کی تلاوت سے اپنا سینہ منور کرتے رہے۔ کچھ لوگ غافل سوئے ہوئے تھے۔ سعدیؒ نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ لوگ کیسے بے خبری کی نیند سو رہے ہیں۔ کسی کو بھی اتنی توفیق نہیں کہ وہ اٹھ کر خدائے قدیر کے حضور سجدہ بجا لائے۔ اللہ کے ذکر و فکر سے اپنے تاریک دلوں کو روشن کرے۔ باپ جو ایک کامل انسان تھا' نے کہا: اے آنکھوں کے نور! اس سے تو بہتر تھا کہ تُو بھی ان لوگوں کی طرح سویا رہتا کیونکہ تم غیبت سے تو بچے رہتے۔

افسوس صد افسوس کہ سعدی کے والد گرامی سعدیؒ کی اوائل عمر میں ہی انتقال کر گئے۔ سعدیؒ نے اپنے باپ سے جو فیض حاصل کیا' اس کا ذکر وہ کچھ یوں کرتے ہیں ؎

مرا باشد از درد طفلاں خبر کہ در طفلی از سر برفتم پدر

Scanned with CamScanner

والد کی وفات کے بعد سعدی نے بغداد کا رخ کیا اور مشہور مدرسہ نظامیہ اور دوسری علمی محفلوں سے کسب علوم و فضائل کیا۔ علامہ عبدالرحمن جوزی جیسے مشہور زمانہ استاد سے تعلیم پائی۔ تصوف و سلوک کی تعلیم کا فیض شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے پایا۔ معلوم نہیں کہ شیخ سعدیؒ نے کتنا عرصہ بغداد میں قیام کیا۔ قیام بغداد سے وہ خطابت اور مذاکرہ میں لاثانی ہو گئے۔ اہل یونان اس فن کو سوفسطائیت کہتے تھے۔ اس کے علاوہ سعدیؒ نے دینیات اور ادب کا مطالعہ بھی کیا۔

سیر و سیاحت:

جوانی سے ہی شیخ سعدیؒ بے چین و بے قرار روح رکھتے تھے۔ کسی ایک جگہ یا بند ہو کر بیٹھنا نہیں چاہتے تھے بلکہ ساری دنیا کو گھوم کر دیکھنا چاہتے تھے۔ انسائیکلو پیڈا برٹانیکا کے مطابق شیخ سعدیؒ کا زمانہ سیر و سفر 623ھ/1226ء سے 654ھ/1256ء کا ہے۔ آپ دنیا کی سیر و سیاحت کے لئے نکلے۔ اس جہاں گردی کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانہ میں ایران مغلوں کے ہجوم میں اسیر تھا اور فارس خوارزم شاہیوں اور اتابکوں کی اولاد کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا دل بھی اپنے وطن سے اُچاٹ ہو گیا اور تیس سال کا عرصہ مسافرت میں گزار دیا۔ بغداد، شام، فلسطین اور مکہ سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے رہے۔ اس دوران میں سعدیؒ نے چودہ پاپیادہ حج بھی کئے۔ اس سیر و سیاحت میں مختلف شہر، گوناگوں اقوام، مختلف مذاہب دنیا اور فرقوں سے آشنائی حاصل ہوئی۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ سعدیؒ نہایت دشوار گزار اور چٹیل صحراؤں میں پاپیادہ سینکڑوں کوس چلے جاتے تھے۔ رات بھر کی مسلسل پیادہ روی سے تھک کر چور ہو جاتے تھے اور بعض اوقات عین راستہ میں پتھریلی زمین پر ہی سو جاتے تھے۔ کبھی نفس کشی کے لئے بیت المقدس میں مشک کاندھے پر رکھ کر سقائی کرتے تھے۔ لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔ کبھی کسی صاحب درویش کی کشف و کرامات کا سن کر اس کی زیارت کے لئے روم چلے جاتے۔ کبھی انبیاء کے مزارات پر اعتکاف کرتے۔

سعدیؒ کی سیاحت کے دوران کئی خاندان مٹ گئے۔ بغداد پر تاتاریوں کی یورش، ہلاکو خاں کا ظلم و ستم، سکندریہ اور دمشق کا ہولناک قحط اور ایلخانیوں کا کم و بیش آٹھ لاکھ مسلمانوں کا خون بہانا، خوارزم شاہیوں کی حکومت کا تاتاریوں کے ہاتھوں ختم ہونا، غرضیکہ سعدیؒ ان واقعات سے بڑے متاثر ہوئے یعنی طبیعت میں عجیب سے بوکھلاہٹ سی آگئی۔ ان تمام واقعات دہر اور حوادث دوراں کو دیکھ کر سعدیؒ نے لوگوں کے کردار و افعال کی اصلاح کرنے اور دنیا کی بے ثباتی کا احساس دلایا۔

سعدیؒ کئی ایک صفات کے مالک تھے۔ وہ عابد، زاہد، واعظ، عالم، مفکر، مدبر، فلسفی اور ریفارمر تھے۔ انہوں نے سیر و سیاحت میں مختلف النوع تجربات و مشاہدات، تکالیف و مصائب برداشت کر کے حاصل کئے اور ان واقعات سے نتائج بھی اخذ کئے۔ اپنے انہی تجربات و مشاہدات کو انہوں نے گلستان اور بوستان میں صفحہ قرطاس کی زینت بنایا ہے۔ مسافرت کے دوران مصائب برداشت کرنے کی وجہ سے آپ کا کلام ہر قاری کے دل و دماغ پر ایک انمٹ اثر و تاثر مرتب کرتا ہے۔

سعدیؒ کے سوز و گداز اور اثر آفرینی کے اعجاز سے ہر طبقہ کے لوگ پچھلے سات سو سال سے آپ سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

شیخ سعدیؒ نے زندگی کے آخری تیس چالیس سال شیراز میں گزارے اور یہی وہ زمانہ ہے، جب انہوں نے تصنیف و تالیف کا کام کیا اور لوگوں کو رشد و ہدایت کی تعلیم دے کر راہ راست پر ڈالا۔ سعدیؒ جیسی جامع الصفات شخصیتیں دنیا میں بھی کبھی پیدا ہوتی ہیں۔ وہ بیک وقت صوفی اور مجاہد بھی تھے۔ شاعر اور مفکر بھی تھے۔

665ھ جب سعدیؒ دنیا جہان کی سیر کے بعد وطن واپس آئے تو اس وقت شیراز پر اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی کی حکومت تھی اور چاروں طرف امن تھا۔ اس زمانے میں سعدیؒ کو فراغت نصیب ہوئی اور انہوں نے زمانے کی رہنمائی کے

Scanned with CamScanner

لئے شعر و تصوف کی باتیں تخلیق کیں اور ان تمام باتوں کا فیض اب بھی جاری و ساری ہے۔

تصانیف:

گلستان' بوستان' پندنامہ (کریما) قصائد فارسی و عربی' دیوان غزلیات' قدیم غزلیں' چند رسائل نثر (ان میں سلوک و تصوف کے مضامین ہیں) مطائبات و ہزلیات وغیرہ گلستان اور بوستان سعدی دنیا بھر میں مشہور اور مقبول ہیں۔ سعدیؒ کی یہ آفاقی تصانیف سینکڑوں سالوں سے بدستور آج بھی عزت' احترام اور عقیدت سے پڑھی جاتی ہیں اور ان کتابوں نے سعدیؒ کو لازوال شہرت عطا کر دی ہے۔

ہمام تبریزی سعدیؒ کی شہرت اور بلند عظمت کا اظہار کچھ یوں کیا ہے ؎

ہمام را سخن دلفریب و شیرین است
دلی چہ سود کہ لگا چارہ نیست شیرازی

وفات:

شیخ سعدیؒ نے سفر سے واپسی پر اپنی باقی عمر ایک خانقاہ میں گزاری جو رکناباد کے کنارے شیراز سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ سعدیؒ نے زندگی کے آخری سانس بھی اس خانقاہ میں لئے اور اسی جگہ تقریباً 691ھ میں وفات کے بعد مدفون ہوئے۔ چند سال ہوئے کہ سعدی کی قبر پر ایک شاندار مزار تعمیر کر دیا گیا ہے اور آج یہ جگہ "سعدیہ" کے نام سے مشہور ہے اور سعدیؒ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

چوہدری فیض احمد ماہو
چک 358 ج ب' گوجرہ
8 فروری 2001ء

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نثر منت مرخدائے را عزوجل کہ طاعتش موجب قربت است و بہ شکر اندرش مزید نعمت۔ ہر نفسے کہ فرومی رود ممد حیات است وچوں برمی آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب۔

ترجمہ نثر: احسان اسی خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہے جس کی تابعداری قربت کا باعث بنتی ہے اور اُس کا شکر ادا کرنے سے نعمت اور بڑھتی ہے۔ ہر جو سانس اندر جاتا ہے' زندگی دینے والا ہے اور جب باہر آتا ہے تو فرحت بخشتا ہے لہٰذا ہر سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اور ہر نعمت کے لئے شکر ادا کرنا واجب ہے۔

بیت

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید

ترجمہ بیت: کس کے ہاتھ اور زبان سے اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو سکتا ہے۔

آیت: اعملوا ال داودَ شکراً وَّقلیلٌ من عبادیَ الشکورO

ترجمہ آیت: "اے آل داوٗد! خدا کا شکر کرو اور میرے بندے کم ہی شکر گزار ہیں۔"

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بہ درگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نہ تواند کہ بجا آورد

ترجمہ قطعہ: انسان وہی اچھا ہے جو اپنی کوتاہی پر خدا سے معافی چاہے ورنہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جا سکے۔

نثر باران رحمت بے حسابش ہمہ جا رسیدہ۔ وخوان نعمت بے دریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموس بندگاں بہ گناہ فاحش نہ درد و وظیفہ روزی بہ خطائے منکر نہ برد۔

ترجمہ نثر: اس کی بے حساب رحمتوں کی بارش سب پر برس رہی ہے اور اس کی بے دریغ نعمتوں کا دستر خوان اطراف و اکناف میں بچھا ہوا ہے۔ بندوں کی شرم کا پردہ گناہوں کی وجہ سے بھی چاک نہیں کرتا اور نہ ہی خطاکاروں کی خطاؤں پر ان کی روزی قرق کرتا ہے۔

قطعہ

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

ترجمہ قطعہ: اے مولا کریم! تو غیب کے خزانے سے آتش پرست اور عیسائی کو روزی پہنچاتا ہے جب کہ تو دشمنوں کی دیکھ بھال کرتا ہے بھلا دوستوں کو کب محروم رکھے گا۔

نثر فراش باد صبا را گفتہ تا فرش زمردیں بگسترد و دایۂ ابر بہاری را فرمود تا بنات نبات را در مہد زمین پرورد و درختاں را بخلعت نوروزی قبائے استبرق در بر گرفتہ و اطفال شاخ را بہ قدوم موسم ربیع کلاہ شگوفہ بر سر نہادہ عصارۂ نحلے بقدرت او شہد فائق شدہ و تخم خرمائے بہ تربیت او نخل باسق گشتہ۔

ترجمہ نثر: باد نسیم کے فراش کو حکم دیا کہ سبزے کا فرش بچھائے اور موسم بہار کی دایہ کو حکم دیا کہ گل و بوٹی کی بچیوں کو زمین کے گہوارے میں پالے اور درختوں کو نوروزی خلعت کے بدلے سبز پتیوں کی پوشاکیں عطا کیں اور شاخ کے بچوں کے سر پر موسم بہار کی آمد سے کلی کی ٹوپی پہنائی۔ شہد کی مکھی کا نچوڑ اس کی قدرت سے شہد بنا اور چھوارے کی گٹھلی کی پرورش سے تناور کھجور بنی۔

قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تاتو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

ترجمہ قطعہ: ابر، ہوا، بادل، سورج، چاند اور آسمان سبھی اپنے اپنے کام میں لگے ہیں تاکہ تو روزی حاصل کرے اور خدا کی عبادت سے غفلت نہ کرے۔ یہ سبھی تیری خدمت پر سرگرداں ہیں اور تابعدار ہیں لہٰذا انصاف کے لئے مناسب نہ ہو گا کہ تو اللہ کا حکم بجا نہ لائے۔

نثر در خبر است از سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیاں صفوت آدمیاں تتمہ دور زماں۔

ترجمہ نثر: حدیث میں یہ بیان آتا ہے سرور کائنات، فخر موجودات رحمت انسانیت اور انتخاب آدمیت حضور محمد مصطفیٰ ﷺ آدمیوں کا خلاصہ ہیں اور دور زمانہ کا تتمہ ہیں۔

بیت

شَفِیْعٌ مُطَاعٌ نبیٌ کریم قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وَسیم

بیت: جو شافع روز جزا ہیں، قابل اطاعت ہیں، سخی حسین شاندار پاکیزہ اور حسین و جمیل ہیں۔

قطعہ

بَلغَ العلےٰ بکمَالِہ کَشَفَ الدُّجےٰ بِجمَالِہ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہ

ترجمہ قطعہ: اپنے کمال سے فراز انسانی پر پہنچے۔ اپنے جمال سے تاریکیوں کو روشنی عطا کی۔ آپ ﷺ کی سب عادتیں بھلی ہیں۔ آپؐ پر اور آپؐ کی اولاد پر درود بھیجو۔

بیت چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں

چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

ترجمہ بیت: اس امت کی دیوار کو کیا غم جو آپ جیسا پشتہ رکھتی ہو۔ اس کشتی کو سمندر کی موجوں کا کیا خوف جو نوحؑ جیسا

کشتی بان رکھتی ہو۔

نثر ہر گاہ کہ یکے از بندگان گنہگار پریشان روزگار دست انابت بامید اجابت بدرگاہ خداوند جل و علا بردارد۔ ایزد تعالیٰ در و نظر نکند بازش بخواند بار دیگر اعراض فرماید بازش بہ تضرع و زاری بہ خواند حق سبحانہ و تعالیٰ گوید یَا مَلَائِکَتِی قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ عَبْدِی وَلَیْسَ لَہٗ غَیْرِیْ دعوتش را اجابت کردم و امیدش برآوردم کہ از بسیاری دعا و گریۂ بندہ ہمی شرم دارم۔

ترجمہ نثر: حضور اکرم ﷺ کی حدیث یوں ہے کہ جب کوئی گناہ گار پریشان حال قبولیت کی امید سے اپنے ہاتھ خدائے بزرگ و برتر کی درگاہ میں بلند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم نہیں فرماتے۔ وہ پھر اس کو پکارتا ہے خدا پھر نگاہ نہیں کرتا اور پھر وہ عاجزی سے رو کر پکارتا ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! مجھے اپنے بندے کی آہ و فغاں سے شرم آتی ہے۔ اس کا میرے سوا کوئی اور چارہ نہیں میں نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اس کی دعا قبول کر لی ہے۔

بیت

کرم بین و لطف خداوند گار   گنہ بندہ کردست و او شرمسار

ترجمہ بیت: خدا کا لطف کرم اور مہربانی دیکھ کہ گناہ انسان سے سرزد ہوا اور شرماتا رب قدیر ہے۔

نثر عاکفان کعبہ جلالش بہ تقصیر عبادت، معترفند کہ مَا عبدنَاكَ حقَّ عبادتكَ و واصفان حلیہ جمالش تحیر منسوب کہ مَا عرفنَاكَ حقَّ مَعْرِفتِكَ

ترجمہ نثر: اس کے کعبہ جلال کے خلوت نشیں اپنی ناقص عبادت کی خامی کا اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے کماحقہ تیری عبادت نہیں کی۔ اس کے حسن کے حلیہ کی تعریف کرنے والے حیران و ششدر ہو کر کہتے ہیں کہ ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہئے تھا۔

قطعہ

گر کسے وصف او زمن پرسد   بیدل از بے نشاں چہ گوید باز
عاشقاں کشتگان معشوقند   برنیاید ز کشتگاں آواز

ترجمہ قطعہ: اگر کوئی اس کی تعریف مجھ سے پوچھے تو بے دل' بے نشاں کے بارے میں آخر کیا کہے گا۔ ہم شہید جلوہ دلبرانہ ہیں' ہم کشتہ ناز کی آواز کہاں نکلتی ہے۔

نثر یکے از صاحبدلاں بجیب مراقبہ فرو بردہ بود و در بحر مکاشفہ مستغرق شدہ حالے کہ ازاں معالمت باز آمد یکے از میاں گفت ازیں بوستاں کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں بدرخت گل برسم دامنے پر کنم ہدیۂ اصحاب راچوں برسیدم بوئے گلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔

ترجمہ نثر: ایک صاحب دل مراقبے میں سر ڈالے ہوئے تھا اور کشف کے سمندر میں غرق رہنے کے بعد جب اسی حالت میں واپس لوٹا۔ ایک دوست نے کہا کہ اس باغ سے جس میں تو تھا کیا تحفہ لایا ہے۔ اس نے ساتھیوں سے کہا' میرا خیال یہ تھا کہ جب پھول کے درخت کے پاس جاؤں گا تو دوستوں کے لئے بطور تحفہ پھولوں سے اپنا دامن بھر لوں گا۔ جب میں وہاں پہنچا تو پھول کی خوشبو نے مجھے ایسا مست کر دیا کہ دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

Scanned with CamScanner

قطعہ

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز   کاں سوختہ را جاں شدو آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بیخبرا نند   کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ قطعہ: اے مرغ سحر عشق! عشق کے آداب پروانے سے سیکھ، جل کر راکھ ہو گیا مگر آواز نہ نکلی۔ یہ اس کی طلب کے جھوٹے دعویدار بے خبر ہیں کیونکہ جس کو خبر ہو گئی پھر اس کی خبر نہ آئی۔

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

ترجمہ قطعہ: اے خدا تیری ذات جو خیال، قیاس، گمان اور وہم سے بالاتر ہے اور اس سے جو لوگوں نے کہا ہے اور ہم نے پڑھا اور سنا ہے کتاب حمد ختم ہو گئی اور عمر اپنے انجام کو پہنچی اور ہم اسی طرح تیری ابتدائی تعریف و توصیف میں لگے ہوئے ہیں۔

ذکر محامد پادشاہ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نور اللہ تربتہ

نثر ذکر جمیل سعدی کہ در افواہ عوام افتادہ است وصیت سخنش کہ در بسیط زمین رفتہ و قصب الحبیب حدیثش کہ ہمچو شکری خورند ورقعہ منشآتش کہ ہمچو کاغذ زر میبرند بر کمال فضل و بلاغت او حمل نتواں کرد بلکہ خداوند جہاں و قطب دائرۂ زماں و قائم مقام سلیماں و ناصر اہل ایماں اتابک اعظم مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد زنگی ظل اللہ تعالی فی ارضہ رب ارض عنہ و ارضہ بہ عین عنایت نظر کردہ است و تحسین بلیغ فرمودہ و ارادت صادق نمودہ لاجرم کافہ انام از خواص و عوام بہ محبت او گرائیدہ اند والناس علی دین ملوکھم

ترجمہ نثر: سعدی کا ذکر خیر ہر کسی کی زبان پر ہے اور اس کے کلام کا چرچا ہر سو پھیلا ہوا ہے۔ اس کی شگفتہ تحریر کو لوگ گنے کی شکر کی طرح کھاتے ہیں اور اس کے ادب پاروں کے کاغذ سونے کے پتر کی طرح لے جاتے ہیں۔ اس کی بزرگی اور بلاغت کے کمال کو محض علم و فضل سے منسوب نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ سب بادشاہ وقت کا فیضان نظر ہے جو جہاں پناہ، زمانے کے دائرہ کا قطب اور حضرت سلیمان کا قائم مقام اور اہل ایمان کا مددگار، اتابک اعظم اور دین اور دنیا کا فتح مند ابوبکر بن سعد زنگی ہے جو زمین پر خدا کا سایہ ہے۔ اس کی سلطنت کو خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل رہے۔ اس نے میری ادبی سعی کو نگاہ التفات سے نوازا اور بے حد سراہا لامحالہ یہ اس کا خلوص ہے کہ عوام اور خواص تمام مخلوق اس کی محبت کی طرف مائل ہو گئی اور لوگ اپنے بادشاہ کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔

رباعی

زانکہ کہ ترا بر من مسکیں نظرست   آثارم از آفتاب مشہور ترست
گر خود ہمہ عیب ہا بدیں بندہ درست   ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنرست

ترجمہ رباعی: جب سے تیری نظر کرم مجھ پر پڑی ہے، میری شہرت کا آفتاب کہیں سے کہیں آگے بڑھ گیا ہے۔ اگرچہ میں عیبوں کی پوٹ ہوں۔ اگر عیب بادشاہ پسند کرے تو وہ ہنر ہی ہے۔

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ قطعہ: ایک دن حمام میں ایک خوشبودار مٹی ایک مہربان محبوب کے ہاتھ سے میرے ہاتھ آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر تیری دلکش خوشبو نے مجھے مست کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں تو ناچیز مٹی ہوں مگر کچھ عرصہ پھولوں کی ہم نشینی کا موقع میسر رہا ہے اور یہ سب پھولوں کی صحبت کا اثر ہے ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں۔

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ جَمِیْلِہٖ وَ حَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجَ اَوِدَّائِہٖ وَوُلَاتِہٖ وَ دَمِّرْ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَاتُلِیَ فِی الْقُرَانِ مِنْ اٰیَاتِہٖ وَآمِنْ بَلَدَہٗ یَارَبِّ وَاحْفَظْ وَلَدَہٗ۔

ترجمہ عربی نثر: اے اللہ اس نیک دل حاکم کی زندگی دراز کرتے ہوئے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور اس کے اچھے کاموں کا ثواب دوگنا عنایت فرما اور اس کے دوستوں اور یاروں کے مراتب بلند کر دے اور اس کے دشمنوں اور بدخواہوں کو تباہ و برباد کر دے۔ قرآن کی ان آیات کی برکت سے جن کی تلاوت کی گئی ہے اور اس کے ملک کو پُرامن رکھ اور اس کے لڑکے کو اپنی حفاظت میں رکھ۔

قطعہ

لقد سعد الدنیا به دام سعده — وایده المولی بالویة النصر
کذالك تنشالینة هو عرقها — وحسن نبات الارض من کرم البذر

ترجمہ قطعہ: اس کی ذات سے دنیا میں سکھ رہا۔ اس کی نیکی ہمیشہ رہی اور مولی مدد کے جھنڈوں سے اس کو بلندی عطا فرما۔ یہ جڑ ہے اگر یہ سرسبز و شاداب رہی تو دیگر شاخیں بھی ہری بھری رہیں گی اور زمین کے پودوں کی خوبصورتی اس کے بیج کی فیاضی پر مبنی ہے۔

نثر ایزد تعالیٰ و تقدس خطہ پاک شیراز را بہ ہیبت حاکمان عادل و بہ ہمت عالمان عامل تا زمان قیامت در امان سلامت نگہدارد۔

ترجمہ نثر: خدائے بلند اور پاک ذات شیراز کے پاک علاقہ کو عادل حاکموں کی ہیبت اور باعمل عالموں کی برکت سے قیامت تا سلامتی و امن میں رکھے۔

قطعہ

اقلیم پارس را غم از آسیب دہر نیست — تا برسرش بود چو تو اے سایۂ خدا
امروز کس نشاں ندہد در بسیط خاک — مانند آستان درت ما من رضا

برتست پاس خاطر بیچارگان و شکر برما و بر خدائے جہاں آفریں جزا
یا رب زباد فتنہ نگہدار خاک پارس چندانکہ خاک را بود و باد را بقا

ترجمہ قطعہ: جب تک تیرے جیسا نائب حق حکمران سرزمین فارس پر ہے' اس علاقہ کو زمانہ کے حوادث کا غم نہیں۔ آج روئے زمین پر تیرے آستانہ سے بڑھ کر کوئی خوشنودی کا ٹھکانہ نہیں۔ تیرا کام دکھ درد کے ماروں اور بیچارے کی دلجوئی کرنا ہے ہمارا کام شکر گزاری۔ اے خدا فارس کی زمین کو اس وقت تک فتنہ کی ہوا سے محفوظ رکھنا جب تک مٹی اور ہوا کو بقاء ہے۔

در سبب تالیف کتاب

یک شب تامل ایام گزشتہ می کردم و بر عمر تلف کردہ تاسف می خوردم و سنگلاخہ دل را بالماس آب دیدہ می سفتم و ایں بیتہا مناسب حال خود می گفتم۔

ترجمہ نثر: ایک رات میں گزرے ہوئے دنوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ زندگی کے یوں اکارت چلے جانے پر پچھتا رہا تھا اور دل کے پتھر کو آنسوؤں کے الماس سے چھید کر رہا تھا اور اپنے مناسب حال یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

مثنوی

ہر دم از عمر می رود نفسے چوں نگہ می کنم نماند بسے
اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی مگر ایں پنجروز دریابی
خجل آں کس کہ رفت و کار نساخت کوس رحلت زدند و بار نساخت
خواب نوشین بامداد رحیل بازدارد پیادہ راز سبیل
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت رفت و منزل بدیگرے پرداخت
واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے ویں عمارت بسر نبرد کسے
یار ناپائدار دوست مدار دوستی را نشاید ایں غدار
مادۂ عیش آدمی شکم است تا بتدریج می رود چہ غم است
گر بہ بندد چنانکہ نکشاید گر دل از عمر برگند شاید
در کشاید چنانکہ نتواں بست گو بشواز حیات دنیا دست
چار طبع مخالف و سرکش چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے زیں چہار شد غالب جان شیریں بر آید از قالب
لا جرم مرد عارف کامل نہ نہد بر حیات دنیا دل
نیک و بد چوں ہمی بباید مرد خنک آں کس کہ گوئے نیکی برد
برگ عیشے بگور خویش فرست کس نیارد ز پس تو پیش فرست
عمر برف ست و آفتاب تموز اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز

اے تہیدست رفتہ در بازار ترسمت پرنیاوری دستار
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید وقت خرمنش خوشہ باید چید
پند سعدی بگوش دل بشنو رہ چنین است مرد باش و برو

مثنوی:

- ہر لحظہ سانس کی ڈور کم ہو رہی ہے۔ جب غور کرتا ہوں تو اب زیادہ باقی دکھائی نہیں پڑتی۔
- اے شخص! عمر کے پچاس سال گزر گئے اور تو خواب میں رہا شاید باقی ماندہ پانچ روزہ مہلت سے کچھ فائدہ اٹھا لے۔
- وہ بہت شرمسار ہے جو نیک کام کئے بغیر یہاں سے چل دیا۔ کوچ کا نقارہ بج گیا اور بغیر تیاری اور سواری کے وہ سامان اٹھائے سفر پر روانہ ہو گیا۔
- کوچ کی صبح کو میٹھی نیند مسافر کی راہ میں بری طرح حائل رہتی ہے۔
- جو کوئی بھی آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی۔ وہ چلا گیا اور عمارت کسی دوسرے کے لئے خالی کر گیا۔
- اور نیا آنے والا بھی اسی ہوس کی دیگ میں پکتا رہا اور اس عمارت کو کوئی پورا نہ کر سکا۔
- ناپائیدار اور غیر مستقل مزاج سے دوستی نہ کر۔ یہ غدار دوستی کے قابل نہیں ہے۔
- آدمی کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے۔ جب تک اس کی رفتار اعتدال میں ہے کیا فکر ہے۔
- اگر اس میں ایسا بند پڑ جائے جو کھل نہ سکے تو زندگی سے تو دل ہٹا لے' یہی مناسب ہے۔
- اور اگر ایسا چل پڑے جو روکا نہ جا سکے تو کہہ دو کہ دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو لے۔
- یہ چار طبیعتیں باہمی مخالف اور سرکش ہیں۔ چند دن ہی آپس میں خوش رہ سکتی ہیں۔
- اگر ان چار میں سے ایک طاقتور ہو جائے تو میٹھی جان جسمانی قالب سے باہر آ جاتی ہے۔
- لامحالہ سب کچھ جاننے والے انسان دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا۔
- نیک اور بد جب سب کو مرنا ہے تو وہی اچھا ہے جو نیکی میں بازی لے گیا۔
- اپنی قبر میں زندگی کا سامان بھیج دے' بعد میں کوئی نہیں لائے گا تو پہلے سے بھیج دے۔
- عمر برف کی طرح ہے اور سورج تموز کے مہینے کا ہے۔ تھوڑی رہی ہے اور جناب ابھی تک غافل ہیں۔
- اے شخص! جو خالی ہاتھ بازار چلا گیا۔ مجھے ڈر ہے دستار بھر کر نہ لائے گا۔
- جو اپنی کھیتی کچی کھا جائے اس کو کھلیان کرتے وقت دوسروں کی بالیں چگنی پڑیں گی۔
- سعدی کی نصیحت آموز باتیں دل کے کان سے سن کیونکہ درست راستہ یہی ہے۔ مرد بن اور چل۔

نثر بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم و من بعد پریشاں نہ گویم۔

ترجمہ نثر: کافی غور و خوض کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ کٹیا میں گوشہ نشینی اختیار کروں اور یارباشی سے اپنا دامن سمیٹ لوں اور فضول باتوں سے دامن بچا لوں اور واہی تباہی نہ کروں۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم بہ از کسے کہ نباشد ز بانش اندر حکم

ترجمہ بیت: گوشہ تنہائی میں چپ چاپ بیٹھا آدمی اس آدمی سے ہزار درجہ بہتر ہے جسے اپنی زبان پر قابو نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

اے تہیدست رفتہ در بازار ترسمت پرنیاوری دستار

ہر کہ مزروعِ خود خورد بخوید وقت خرمنش خوشہ باید چید

پندِ سعدی بگوش دل بشنو رہ چنین است مرد باش و برو

مثنوی:

✪ ہر لحظہ سانس کی ڈور کم ہو رہی ہے۔ جب غور کرتا ہوں تو اب زیادہ باقی دکھائی نہیں پڑتی۔

✪ اے شخص! عمر کے پچاس سال گزر گئے اور تو خواب میں رہا شاید باقی ماندہ پانچ روزہ مہلت سے کچھ فائدہ اٹھا لے۔

✪ وہ بہت شرمسار ہے جو نیک کام کئے بغیر یہاں سے چل دیا۔ کوچ کا نقارہ بج گیا اور بغیر تیاری اور سواری کے وہ سامان اٹھائے سفر پر روانہ ہو گیا۔

✪ کوچ کی صبح کو میٹھی نیند مسافر کی راہ میں بُری طرح حائل رہتی ہے۔

✪ جو کوئی بھی آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی۔ وہ چلا گیا اور عمارت کسی دوسرے کے لئے خالی کر گیا۔

✪ اور نیا آنے والا بھی اسی ہوس کی دیگ میں پکتا رہا اور اس عمارت کو کوئی پورا نہ کر سکا۔

✪ ناپائیدار اور غیر مستقل مزاج سے دوستی نہ کر۔ یہ غدار دوستی کے قابل نہیں ہے۔

✪ آدمی کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے۔ جب تک اس کی رفتار اعتدال میں ہے کیا فکر ہے۔

✪ اگر اس میں ایسا بند پڑ جائے جو کھل نہ سکے تو زندگی سے تو دل ہٹا لے' یہی مناسب ہے۔

✪ اور اگر ایسا چل پڑے جو روکا نہ جا سکے تو کہہ دو کہ دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو لے۔

✪ یہ چار طبیعتیں باہمی مخالف اور سرکش ہیں۔ چند دن ہی آپس میں خوش رہ سکتی ہیں۔

✪ اگر ان چار میں سے ایک طاقتور ہو جائے تو میٹھی جان جسمانی قالب سے باہر آ جاتی ہے۔

✪ لامحالہ سب کچھ جاننے والے انسان دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا۔

✪ نیک اور بد جب سب کو مرنا ہے تو وہی اچھا ہے جو نیکی میں بازی لے گیا۔

✪ اپنی قبر میں زندگی کا سامان بھیج دے' بعد میں کوئی نہیں لائے گا تو پہلے سے بھیج دے۔

✪ عمر برف کی طرح ہے اور سورج تموز کے مہینے کا ہے۔ تھوڑی رہی ہے اور جناب ابھی تک غافل ہیں۔

✪ اے شخص! جو خالی ہاتھ بازار چلا گیا۔ مجھے ڈر ہے دستار بھر کر نہ لائے گا۔

✪ جو اپنی کھیتی کچی کھا جائے اس کو کھلیان کرتے وقت دوسروں کی بالیں چگنی پڑیں گی۔

✪ سعدی کی نصیحت آموز باتیں دل کے کان سے سن کیونکہ درست راستہ یہی ہے۔ مرد بن اور چل۔

نثر: بعد از تأمل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم و من بعد پریشاں نہ گویم۔

ترجمہ نثر: کافی غور و خوض کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ کنیا میں گوشہ نشینی اختیار کروں اور یارباشی سے اپنا دامن سمیٹ لوں اور فضول باتوں سے دامن بچالوں اور واہی تباہی نہ کروں۔

بیت

زبان بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم بہ از کسے کہ نباشد ز بانش اندر حکم

ترجمہ بیت: گوشۂ تنہائی میں چپ چاپ بیٹھا آدمی اس آدمی سے ہزار درجہ بہتر ہے جسے اپنی زبان پر قابو نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

نثر تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہم نشین من بودے و در حجرۂ جلیس برسم قدیم از در در آمد چنداں کہ نشاط ملاعبت کرد و بساط مداعبت گسترد جوابش نہ گفتم و سر از زانوئے تعبد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و گفت۔

ترجمہ نثر: یہاں تک کہ ایک دوست جو کجاوے میں میرے ساتھ بیٹھتا تھا اور حجرہ میں ہم مجلس تھا' معمول کے مطابق دروازے سے اندر آیا چھیڑ خانی اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگا اور پھر شوخی و مزاح پر آ گیا۔ میں نے جواب نہ دیا اور نہ مراقبے سے سر اٹھایا۔ حسرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے یوں گویا ہوا۔

قطعہ

کنونت کہ امکاں گفتار ہست بگوائے برادر بلطف و خوشی
کہ فردا چو پیک اجل در رسد بحکم ضرورت زباں در کشی

ترجمہ قطعہ: اے بھائی! اب جبکہ تجھے بات کرنے کی طاقت ہے نرمی اور خوشی سے بات کر لے اس لئے کہ جب کل موت کا قاصد پہنچ جائے گا تو مجبوراً تو زبان بند کر لے گا۔

نثر کسے از متعلقان منش بر حسب واقعہ مطلع گردانید کہ فلاں عزم کردہ است و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تونیز اگر توانی سر خویش گیرد مجانبت پیش گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم کہ دم برنیارم و قدم برندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف کہ آزردن دل دوستاں جہل است و کفارت یمین سہل۔ خلاف راہ صواب ست و عکس رائے اولی الالباب ذوالفقار علیؓ در نیام و زبان سعدی در کام۔

ترجمہ نثر: میرے ایک واقف حال نے اسے اصل صورت حال سے آگاہ کر دیا کہ اس نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ زندگی کے باقی دن خلوت نشینی میں گزارے گا اور چپ سادھے رکھے گا۔ تجھ سے اگر ہو سکے تو تو بھی اپنا راستہ لے اور یکسوئی اختیار کر۔ وہ بولا کہ میں خدائے بزرگ و برتر اور پرانی دوستی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس وقت تک سانس نہ لوں گا اور ایک قدم یہاں سے نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ پہلی عادت اور قدیم طریقے سے بات نہ ہو جائے۔ قسم کا کفارہ ادا کرنا آسان ہے مگر دوستوں کے دل دکھانا بڑی نادانی ہے۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نہ لہرانا اور سعدی کی زبان کا تالو سے لگنا بھلائی کی راہ سے دور اور داناؤں کی رائے کے خلاف ہے۔

قطعہ

زباں در دہان خرد مند چیست کلید در گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

ترجمہ قطعہ: دانا کے منہ میں زبان علم و ہنر کے خزانے کی چابی ہے جب دروازہ بند ہو تو کسی کو کیا خبر کہ یہ جوہری کی دوکان ہے یا بساطی۔

قطعہ

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادب ست بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقل ست دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ترجمہ قطعہ: عقلمند کے سامنے چپ رہنا اگرچہ ادب ہے مگر حالات کا تقاضا ہو تو موقع محل کے مطابق بات کرے۔ دو باتیں

عقل کے خلاف ہیں کہنے کے وقت چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا۔

نثر فی الجملہ زبان از مکالمت او در کشیدن قوت نداشتم د روئے از محادثت بگردانیدن مروت ندانستم کہ یار موافق بود و محب صادق۔

ترجمہ نثر: خلاصہ یہ کہ اس کے ساتھ بات کرنے سے زبان روکنے کی مجھ میں طاقت نہ رہی اور اس کی ہمکلامی سے منہ موڑنے کو میں نے آدمیت نہ سمجھی اس لئے کہ موافق یار اور سچا دوست تھا۔

بیت

چو جنگ آوری با کسے برستیز — کہ از وے گزیرت بود یا گریز

ترجمہ بیت: اگر کسی سے لڑنے کی نوبت آ ہی جائے تو الجھنے سے پہلے چارۂ کار اور راہ فرار کا خیال کر لینا چاہئے۔

نثر بحکم ضرورت سخن گفتم و تفرج کناں بیروں رفتم در فصل ربیعے کہ صولت برد آرمیدہ بود را دان دولت ورد رسیدہ۔

ترجمہ نثر: مجبوری کے عالم میں میں۔ نے بات کر لی اور تفریح کے لئے باہر نکل پڑا' بہار کا موسم تھا۔ سردی کا حملہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور گلاب کی حکومت کا موسم و سماں آ گیا تھا۔

قطعہ

اول اردی بہشت ماہ جلالی — بلبل گوینده بر منا بر قضباں

بر گل سرخ از نم او فتادہ لآلی — ہمچو عرق بر عذار شاہد غضباں

ترجمہ قطعہ: جلالی سن کے اردی بہشت مہینہ کا شروع تھا۔ شاخوں کے ممبروں پر بلبل چہک رہی تھی۔ گلاب کے پھول پر شبنم کے موتی بکھرے ہوئے تھے جیسے غصے کی حالت میں معشوق کے رخسار پر پسینہ آ جائے۔

نثر شب را بوستاں با یکے از دوستاں اتفاق بیست افتاد موضعے خوش و خرم و درختان دل کش و درہم گفتی کہ خردۂ مینا برخاکش ریختہ و عقد ثریا از تاکش آویختہ۔

ترجمہ نثر: رات کو باغ میں ایک دوست کے ساتھ قیام کا اتفاق ہوا۔ ایک سرسبز و شاداب جگہ اور درختوں کے جھرمٹ دار دلچسپ درخت گویا کہ کانچ کے ٹکڑے اس کی خاک پر بکھرے ہوئے ثریا کی لڑیاں اس کے انگور کی بیل میں لٹکا دی گئی ہیں۔

قطعہ

روضة ماء نهرها سلسالٌ — دوحةٌ سجع طيرها موزونٌ

آں پر از لالہ ہائے رنگا رنگ — ویں پر از میوہ ہائے گوناگوں

باد در سایۂ درختانش — گسترانید فرش بو قلموں

ترجمہ قطعہ: ایک ایسا باغ جس کی نہر کا پانی جاری تھا۔ ایسا درخت جس کے پرندوں کا گانا بھلا وہ رنگ برنگ کے گل لالوں سے پُر اور یہ طرح طرح کے میوؤں سے لدا ہوا۔ ہوا نے اس کے درختوں کے سایہ میں رنگارنگ فرش بچھا دیا تھا۔

نثر بامداداں کہ خاطر باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے گل و ریحان و سنبل و ضمیران فراہم آوردہ و آہنگ رجوع کردہ گفتم گل بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستاں را وفائے نباشد و حکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دل بستگی را نشاید

گفت طریق چیست گفتم برائے نزہت ناظراں و فسحت حاضراں کتاب گلستاں توانم تصنیف کردن کہ باد خزاں را بر ورق او دست تطاول نباشد و گردش زماں عیش ربیعش را بہ طیش خریف مبدل نہ کند۔

ترجمہ نثر: صبح کو جب واپسی کا خیال گوشہ نشینی کی رائے پر غالب آگیا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ گل ریحان سنبل اور ضمیران سے دامن کو بھرے ہوئے ہے اور لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جیسا تو جانتا ہے' باغ کے پھول کو ٹھہراؤ نہیں اور باغ کے زمانہ میں وفا نام کی چیز نہیں ہوتی اور دانشمندوں نے کہا ہے جو چیز ناپائیدار ہے وہ دوستی کے قابل ہرگز نہیں ہے۔ اس نے کہا' پھر کیا صورت ہے۔ میں نے کہا دیکھنے والوں کی تفریح اور موجودہ لوگوں کی کشادگی کے لئے ایک ایسا گلستان کتاب تخلیق کرنا چاہتا ہوں جس کے پتوں پر باد سموم کا اثر نہ ہو اور زمانے کی گردش بہار کی خوشگواری کو موسم خزاں کی ناگواری میں تبدیل نہ کر سکے۔

قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے   از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنجروز شش باشد   ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

ترجمہ قطعہ: پھولوں کا طبق تیرے کام کا نہیں۔ میری گلستان کا ایک ورق ہی کافی ہے۔ پھول تو یہی پانچ چھ روزہ زندگی کے مالک ہیں اور یہ گلستان ہمیشہ شگفتہ و شاداب رہے گی۔

نثر حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامن گل بریخت و در دامنم آویخت کہ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی فصلے دوہماں روز اتفاق بیاض افتادہ در حسن معاشرت و آداب محاورت در لباسے کہ متکلماں را بکار آید و مترسلاں را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستاں تمام شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ!

ترجمہ نثر: جیسے ہی میں نے یہ بات کہی اس نے پھولوں کا دامن چھوڑ دیا اور میرے دامن سے چمٹ کر کہنے لگا کہ شریف جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔ دو فصل تو اسی دن لکھنے لگے۔ میل جول کی خوبی اور بات چیت کے آداب ایسے عبارت کہ بولنے والوں کے کام آئے اور خط و کتابت کرنے والے بھی اپنی بلاغت میں اضافہ کریں۔ خلاصہ یہ کہ ابھی موسم بہار باقی تھا کہ کتاب گلستان مکمل ہوگئی۔ خدا صحیح بات کا سب سے زیادہ جاننے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے۔

ذکر پادشاہزادہ جہاں سعد بن ابی بکر بن سعد نور اللہ قبرہ

نثر وتمام آنگہ شود بحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہاں پناہ سایۂ کردگار پر تو لطف پروردگار و ذخر زماں و کہف اماں اَلْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَاءِ اَلْمَنْصُوْرُ عَلَی الْاَعْدَاءِ عَضُدُ الدَّوْلَۃِ الْقَاہِرَۃِ سِرَاجُ الْمِلَۃِ الْبَاہِرَۃِ جَمَالُ الْاَنَامِ مَفْخَرُ الْاِسْلَامِ سَعْدُ بْنُ الْاَتَابِکِ الْاَعْظَمِ شَہَنْشَاہُ الْمُعَظَّمُ مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلٰی مُلُوْکِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ سُلْطَانُ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَارِثُ مُلْکِ سُلَیْمَانَ مُظَفَّرُ الدِّیْنِ اَبُوْبَکْرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَنْگِیْ اَدَامَ اللّٰہُ اِقْبَالَہُمَا وَضَاعَفَ اِجْلَالَہُمَا وَجَعَلَ اِلٰی کُلِّ خَیْرٍ مَاٰلَہُمَا بکرشمہ لطف خداوندی مطالعہ فرماید۔

ترجمہ نثر: یہ گلستان درحقیقت اس دن مکمل تصور ہوگی جب جہاں پناہ کے دربار میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائے گی جو خدا کا سایہ ہے۔ خدا کی مہربانی کا عکس جمال ہے۔ زمانہ کا ذخیرہ اور امن کی پناہ ہے جس کو آسمانی تائید و نصرت حاصل ہے۔ دشمنوں پر فتح مند ہے' غالب حکومت کا دست و بازو ہے' روشن ملت کا چراغ ہے' مخلوق کا حسن ہے اور اسلام کا باعث افتخار

فرد ہے یعنی سعد جو اس اتابک اعظم کا فرزند ارجمند ہے جو کہ بڑا بادشاہ ہے' امتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔ عجم اور عرب کے بادشاہوں کا آقا ہے۔ خشکی اور سمندر کا بادشاہ ہے۔ ملک سلیمان کا وارث ہے' دین کا فتح مند ہے یعنی ابوبکر جو بیٹا سعد کا ہے جو بیٹا زنگی کا خدا ان کی اقبال مندی کا ستارہ ہمیشہ قائم رکھے اور دونوں کی بزرگی کو دوگنا کرے اور ہر بھلائی کی طرف ان کا انجام کرے اور مالکانہ لطف مہربانی سے مطالعہ کرے۔

قطعہ

گر التفات خداوندیش بیا راید نگار خانہ چینی و نقش ارژنگیست
امید ہست کہ روئے ملال در نکشد ازیں سخن کہ گلستان نہ جائے دلتنگیست
علی الخصوص کہ دیباچہ ہمایونش بنام سعد ابوبکر سعد بن زنگیست

ترجمہ قطعہ: اگر اس کتاب (گلستان) کو شاہی توجہ حاصل ہو تو یہ چین کا نگار خانہ ہے اور ژنگ کا کھینچا ہوا نقش ہو۔ امید تو یہی ہے کہ ملال سے منہ نہ پھیرے گا۔ اس کلام سے اس لئے کہ گلستان دل تنگ ہونے کا مقام نہیں ہے خصوصاً جبکہ اس کا متبرک دیباچہ ابوبکر بن سعد زنگی کے نیک نام سے ہے۔

ذکرِ امیر کبیر فخر الدین بی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ

نثر دیگر عروس فکر من از بے جمالی سر برنیارد و دیدۂ یاس از پشت پائے خجالت برندارد و در زمرۂ صاحب نظران متحلی نشود مگرانگہ کہ متحلی گردد بزیور قبول امیر کبیر عالم عادل مظفر و منصور ظہیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کَہْفُ الْفُقَرَاءِ مَلاذُ الْغُرَبَاءِ مُرَبِّی الْفُضَلاءِ مُحِبُّ الْاَتْقِیَاءِ اِفْتِخَارِ اٰلِ پارِسْ یَمِیْنُ الْمُلْکِ مَلِکُ الْخَوَاص باربک فَخْرُ الدَّوْلَۃِ وَالدِّیْن غیَاثُ الْاِسْلامِ وَالْمُسْلِمِیْن عُمْدَۃُ الْمُلُوْکِ وَالسَّلاطِیْن اَبِیْ بَکْرِ بِنِ اَبِیْ نَصْر اَطَالَ اللّٰہُ عُمْرَہٗ وَاَجَلَّ قَدْرَہٗ وَشَرَحَ صَدْرَہٗ وَضَاعَفَ اَجْرَہٗ کہ ممدوح اکابر آفاق است و مجموع مکارم اخلاق۔

ترجمہ نثر: علاوہ ازیں میرے فکر کی دلہن بدصورتی کی وجہ سے سر نہیں اٹھائے گی اور مایوسی کی نگاہ شرمندگی کے پشت پا سے نہیں ہٹائے گی اور صاحب نظر لوگوں کی جماعت میں روشن نہ ہو گی۔ جب تک کہ امیر کبیر کی قبولیت سے زیور سے آراستہ نہ ہو جو کہ عالم' منصف' کامیاب' منصور' تخت سلطنت کا مددگار' مملکت کی تدبیر کا مشیر' فقراء کی جائے پناہ غرباء کا ٹھکانہ' فضلاء کو پالنے والا متقیوں کا دوست اہل فارس کے لئے فخر' ملک کا دایاں ہاتھ مقربان بارگاہ کا سردار' وزیر حضوری دولت اور دین کا فخر' اسلام اور مسلمانوں کا فریادرس بادشاہوں اور سلاطین کا معتمد علیہ ہے یعنی ابوبکر بن ابی نصر خدا اس کی عمر دراز کرے اور اس کا مرتبہ بڑھائے اور اس کا دل کھول دے اور اس کا ثواب دوگنا کر دے جو کہ دنیا کے بزرگوں کا ممدوح ہے اور عمدہ اخلاق کا مجموعہ ہے۔

شعر

ہر کہ در سایۂ عنایت اوست گنہش طاعتست و دشمن دوست

ترجمہ شعر: جو اس کے لطف کرم کے سائے میں ہے اس کا گناہ بھی عبادت ہے اور اس کا دشمن بھی دوست ہے۔

نثر بر ہریک از سائر بندگاں و حواشی خدمتے معین است کہ اگر در ادائے برخے ازاں تہاون و تکاسل روا دارند در معرض

Scanned with CamScanner

خطاب آیند و در محل عتاب مگر براں طائفہ درویشاں کہ شکر نعمت بزرگاں برایشاں واجب و ذکر جمیل و دعائے خیر و ادائے چنیں خدمت در حد غیبت اولی ترست کہ در حضور ایں بہ تصنع نزدیک ست و آں از تکلف دور و باجابت مقرون۔

ترجمہ نثر: حاشیہ نشین اور غلاموں میں سے ہر ایک پر ایک خدمت مقرر ہے۔ یہ اگر اس کے ادا کرنے میں تھوڑی سی بھی ڈھیل اور سستی جائز رکھیں تو ان سے جواب طلب ہو جائے اور عتاب میں آجائیں بجز فقیروں کے اس گروہ کے کہ جن پر بزرگوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اور بہتر ذکر اور اچھی دعائیں اور اس طرح کی خدمت گزاری پیٹھ پیچھے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ آمنے سامنے میں بناوٹ سے قریب ہوتی ہے اور وہ تکلف سے دور اور قبولیت سے نزدیک ہے۔

قطعہ

پشت دو تائے فلک راست شد از خرمی — تاچو تو فرزند زاد مادر ایام را
حکمت محض ست گر لطف جہاں آفریں — خاص کند بندۂ مصلحت عام را
دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست — کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را
وصف ترا گر کندور نکند اہل فضل — حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را

ترجمہ قطعہ: خوشی کی وجہ سے آسمان کی کبڑی کر سیدھی ہوگئی جب سے مادر ایام نے تجھ سا فرزند پیدا کیا ہے یہ خالص حکمت ہے۔ اگر جہان کے پیدا کرنے والے کی مہربانی عوام کی بھلائی کی خاطر کسی کو مخصوص کرے جو نیک نامی سے زندہ رہا تو اس نے لازوال دولت پائی اس لئے کہ اس کے بعد اس کا ذکر خیر نام کو زندہ رکھے گا۔ اہل فضل خواہ تیری تعریف کریں یا نہ کریں حسین چہرہ کو بناؤ سنگھار کرنے والی کی احتیاج نہیں ہے۔

ذکر تقصیر خدمت و موجب اختیار عزلت

نثر تقصیر و تقاعدے کہ در مواظبت خدمت بارگاہ خداوندی می رود بنا بر آنست کہ طائفہ از حکمائے ہندوستان در فضائل بزرجمہر سخن می گفتند باآخر جزیں عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار ہمی کند و مستمع را بسے منتظری باید بود تاوے تقریر سخنے کند بزرجمہر .شنید و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم۔

ترجمہ نثر: جو کوتاہی اور سستی بادشاہ کے دربار میں مستقل حاضری میں ہوتی ہے اس وجہ سے ہے کہ ہندوستان کے عقلمندوں کا ایک گروہ بزرجمہر کی خوبیوں کی بات کر رہا تھا۔ آخرکار اس کا عیب سوائے اس کے نہ جانا کہ وہ بات کرنے میں ست ہے یعنی بہت دیر کرتا ہے اور سننے والے کو بہت دیر تک منتظر رہنا پڑتا ہے تو کہیں وہ ایک بات کی تقریر کرتا ہے۔ بزرجمہر نے سنا اور بولا سوچنا کہ میں کیا کہوں اس کی پشیمانی اٹھانے سے بہتر ہے کہ میں نے کیوں کہا۔

نظم

سخندان پروردہ پیر کہن — بیندیشد آنگہ بگوید سخن
مزن بے تامل بگفتار دم — نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم
بیندیش وانگہ برآور نفس — وزاں پیش بس کن کہ گویند بس
بہ نطق آدمی بہترست از دواب — دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

ترجمہ نظم: بات کا جاننے والا تجربہ کار پرانا بڈھا سوچ لیتا ہے' پھر بات کرتا ہے بغیر سوچ کے بات کہنا شروع نہ کر بات بہتر کہہ اگر دیر میں کہے تو کیا غم ہے۔ سوچ لے ہر بات منہ سے نکال اور اس سے پہلے ختم کر دے کہ لوگ کہیں "بس بس" گویائی کی وجہ سے آدمی جانوروں سے افضل ہے۔ اگر تو ٹھیک بات نہ کہے تو تجھ سے جانور بہتر ہیں۔

نثر تکلیف در نظر اعیان حضرت خداوندی عز نصرہ کہ مجمع اہل دل ست و مرکز علمائے متبحر اگر در سیاقت سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و بضاعت مزجات بحضرت عزیز آوردہ و شبہ در بازار جوہریاں جوے نیارد و چراغ پیش آفتاب پرتوے ندارد و منارۂ بلند بردامن کوہ الوند پست نماید۔

ترجمہ نثر: تو پھر شاہی دربار کے سرداروں کے سامنے کہا ہو۔ خدا کرے اس کی فتح غالب رہی جو اہل دل کا مجمع ہے اور جو ماہر علماء کا مرکز ہے۔ اگر طرز کلام میں کروں تو میری گستاخی ہو گی اور عزیز مصر کے دربار میں کھوٹی پونجی لے جانا ہوگی جو کہ جوہریوں کے بازار میں ایک جو کے بھی برابر نہیں اور آفتاب کے سامنے چراغ کی کوئی روشنی نہیں ہوتی اور کوہ الوند کے دامن میں بلند مینار پست نظر آتا ہے۔

مثنوی

ہر	کہ	گردن	بدعوی	افرازد	خویشتن	را	بہ	گردن	اندازد			
سعدی	افتاد	است	و	آزادہ	کس	نیاید	بجنگ	افتادہ				
اول	اندیشہ	وا	نگہے	گفتار	پائے	پیش	آمدست	و	پس	دیوار		
نخل	بندم	ولے	نہ	دربستاں	شاہدم	من	ولے	نہ	در	کنعاں		

ترجمہ مثنوی: جو شخص کسی دعوئی کے لئے گردن بلند کرتا ہے وہ اپنے آپ کو گردن کے بل گرتا ہے۔ سعدی عاجز اور آزاد آدمی ہے۔ عاجز سے لڑنے کوئی نہیں آتا۔ پہلے سوچ پھر بات کر بنیاد پہلے ہے پھر دیوار پیچھے ہے۔ میں مالی ہوں لیکن نہ باغ میں معشوق ہوں لیکن نہ کنعان میں۔

نثر لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایاں کہ تاجائے نہ بینند پائے ننہند قَدِّمِ الْخُرُوْجَ قَبْلَ الْوُلُوْجِ

ترجمہ نثر: لقمان سے لوگوں نے پوچھا تو نے دانائی کس سے سیکھی۔ اس نے کہا اندھوں سے جب تک جگہ نہ ٹٹول لیں قدم نہیں دھرتے۔ داخل ہونے سے پہلے نکلنے کی سوچ لے۔

مصرعہ مردیت بیازما وانگہ زن کن

ترجمہ مصرعہ: پہلے قوت مردی کو آزما لے پھر شادی کر۔

قطعہ

گرچہ	شاطر	بود۔	خروس	بجنگ	چہ	زند	پیش	باز	روئیں چنگ
گربہ	شیرست	در	گرفتن	موش	لیک	موش	ست	در	مصاف پلنگ

ترجمہ قطعہ: مرغ اگرچہ لڑنے میں چالاک ہو لیکن کانسی کے پنجے والے باز کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے۔ چوہا پکڑنے میں بلی شیر ہے لیکن چیتے کی لڑائی میں چوہا ہے۔

نثر اما باعتماد وسعت اخلاق بزرگاں کہ چشم از عوائب زیر دستاں بپوشند و در افشائے جرائم کہتراں نکوشند کلمہ چند بطریق اختصار از نوادر وامثال و شعر و حکایات در سیر ملوک ماضی رحمہم اللہ دریں کتاب درج کردیم و برخے از عمر گراں مایہ برو خرج

موجب تصنیف کتاب ایں بود وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق

ترجمہ نثر: ہم بزرگوں کے اخلاق کی وسعت پر بھروسہ کرتے ہوئے جھوٹوں کے عیب سے چشم پوشی کرتے ہیں اور چھوٹوں کے عیب ظاہر نہیں کرتے۔ چند کلمے مختصر نادر باتوں' مثالوں' شعر' حکایتوں' گزشتہ بادشاہوں کی عادتوں کے اس کتاب میں ہم نے لکھ دیئے ہیں اور تھوڑی سی قیمتی عمر اس پر خرچ کی ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا سبب یہ ہے اور توفیق خدا کی جانب سے ہے۔

قطعہ

به ماند سالہا ایں نظم و ترتیب زما ہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقشیست کزما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت کند در کار درویشاں دعائے

ترجمہ قطعہ: یہ نظم اور ترتیب برسوں رہے گی۔ ہماری خاک کا ایک ایک ذرہ جگہ بہ جگہ پڑا ہو گا۔ غرض یہ ایک نقش ہے جو ہماری یادگار رہے گا۔ اس لئے کہ ہستی کو تو بقاء نہیں معلوم ہوتی ہے شاید کوئی صاحب دل کسی دن رحم کھا کر درویشوں کے معاملہ میں کوئی دعا کر دے۔

امعان نظر در ترتیب کتاب و تہذیب ابواب ایجاز سخن را مصلحت دید تا مرایں روضہ غنا و حدیقہ غلبا را چوں بہشت بہ ہشت باب اتفاق افتادا زیں سبب مختصر آمد تا بہ ملامت نہ انجامد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَاٰبُ

باب اول: در سیرت پادشاہاں

باب دوم: در اخلاق درویشاں

باب سوم: در فضیلت قناعت

باب چہارم: در فوائد خاموشی

باب پنجم: در عشق و جوانی

باب ششم: در ضعف پیری

باب ہفتم: در تاثیر تربیت

باب ہشتم: در آداب صحبت و حکمت

دراں مدت کہ مارا وقت خوش بود ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

ترجمہ نثر: نظر کی گہرائی نے کتاب کی ترتیب اور ابواب کی تہذیب میں بات کے اختصار کو مناسب سمجھا چنانچہ گنجان باغ اور گھنے باغیچہ کو بہشت کی طرح آٹھ باب میں اتفاق ہو گیا اسی وجہ سے یہ مختصر ہو گئی تاکہ کدورت پیدا نہ ہو اور بہتر بات جاننے والا ہے اور اسی کی طرف مرجع اور ٹھکانہ ہے۔

- باب اول: بادشاہوں کی عادت کے بیان میں
- باب دوم: درویشوں کے اخلاق کے بیان میں
- باب سوم: قناعت کی نضیلت کے بیان میں

- باب چہارم: چپ رہنے کی فضیلت کے بیان میں
- باب پنجم: عشق اور جوانی کے بیان میں
- باب ششم: بڑھاپے کی کمزوری کے بیان میں
- باب ہفتم: پرورش کی تاثیر کے بیان میں
- باب ہشتم: ساتھ رہنے کے طریقوں اور حکمت کے بیان میں

مثنوی

دراں مدت کہ مارا وقت خوش بود   ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود
مراد ما نصیحت بود و گفتیم   حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ترجمہ مثنوی: جن اچھے اور بھلے دنوں میں ہم کتاب (گلستان) تخلیق کرنے میں معروف عمل تھے' وہ سن چھ سو چھپن ہجری کا زمانہ تھا۔ ہمارا مقصد نصیحت کرنا تھا' سو وہ ہم کر چکے۔ اب تمہیں اللہ کے حوالے کرتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔

باب اول

در سیرت بادشاہان

حکایت نمبر1

حکایت پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیری اشارت کرد بیچارہ دران حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت و سقط گفتن، کہ گفتہ اند: ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید:

وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز

اذا یئس الانسان طال لسانہ. کسنور مغلوب یصول علی الکلب

ملک پرسید چہ میگوید؟ یکی از وزرای نیک محضر گفت: ای خداوند ہمی گوید "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" ملک را رحمت آمد و از سر خون او در گذشت۔ وزیر دیگر، کہ ضد او بود گفت: ابنای جنس ما را نشاید در حضرت پادشاہان سخن جز براستی گفتن، این مرد ملک را دشنام داد و ناسزا گفت۔ ملک روی ازین سخن درہم کشید و گفت: مرا آن دروغ وی پسندیدہ تر آمد ازین راست کہ تو گفتی روی آن در مصلحتی بود و بنای این بر خبثی و خردمندان گفتہ اند: دروغی مصلحت آمیز بہ کہ راستی فتنہ انگیز۔

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید حیف باشد کہ جز نکو گوید

برطاق ایوان فریدون نبشتہ بود:

جہان ای برادر نماند بکس دل اندر جہان آفرین بند و بس
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چون تو پرورد و کشت
چو آہنگ رفتن کند جان پاک چہ بر تخت مردن، چہ بر روی خاک

مشکل الفاظ کے معنی: شنیدم: سنا۔ بکشتن: قتل کرنا، جان سے مارنا۔ اشارت کرد: اشارہ کیا۔ حالت نومیدی: مایوسی کی حالت۔ دشنام: گالی۔ سقط گفتن: برا بھلا کہنا۔ گفت: بات کرنا۔ بگوید: کہہ دینا۔ وقت ضرورت: ضرورت کے وقت۔ گریز: فرار ہونا، بھاگنا۔ سر شمشیر: تلوار کا دستہ یا تلوار کی دھار۔ اذا یئس الانسان: مایوس انسان۔ طال: لمبا، دراز۔ لسان: زبان۔ سنور: بلی۔ یصول: حملہ کرنا۔ کلب: کتا۔ پرسید: پوچھنا۔ وزارئی نیک: نیک سیرت وزیر۔ نیک محضر گفت: نیک وزیر نے کہا۔ درگزشت: درگزر کرنا، معاف کر دینا۔ ابنائی جنس: ہم جیسے لوگ۔ ناسزا گفت: برا بھلا کہا ہے۔ دروغ: جھوٹ۔ در مصلحتی: نیکی کا کام۔ خبثی: برا، برائی۔ حیف: افسوس۔ برطاق ایوان: محل کا محراب۔ بنشتہ: لکھا ہوا۔ فریدون: ایران کا ایک نیک سیرت بادشاہ۔ دنیا و پشت: دنیا کے پیچھے بھاگنا۔ آہنگ: ارادہ۔ رفتن: چلے جانا۔ دل بستن: دل لگانا۔

ترجمہ: میں نے ایک بادشاہ کے متعلق سنا کہ اس نے ایک قیدی کے قتل کا حکم صادر کیا۔ لاچار و ناچار قیدی نے مایوسی کی حالت میں بادشاہ کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ عقل مندوں نے کہا ہے کہ جسے اپنی جان کے لالے پڑ

Scanned with CamScanner

جائیں تو پھر جو کچھ اس کے جی میں آتا ہے، کہہ دیتا ہے۔

بیت: "ضرورت کے وقت جب بچ نکلنے کے راستے مسدود ہو جائیں تو ہاتھ تیز تلوار کی دھار تھام لیتا ہے۔"

تشریح: اس بیت میں شیخ سعدیؒ نے بڑی شگفتہ اور دل لگتی بات کی ہے کہ جب انسان کو پتہ چل جائے کہ اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں اور کسی وقت بھی اجل کا نقارہ بج سکتا ہے، اس کی زندگی کا سورج غروب ہونے کے قریب ہے۔ کسی وقت بھی موت کی ظلمت و تاریکی اس کی روشن زندگی کو اپنے دامن میں سمیٹ لے گی۔ ایسی حالت مایوسی میں انسان زندگی کو بچانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ زندگی کی کچھ اور بہاریں دیکھ سکے۔ شریعت کے لحاظ سے بھی جان بچانے کے وسیلے کو ترک کر دینا درست نہیں۔ موقع ملے تو جان بچانا فرض ہے۔ بقول اقبالؒ

ع ترک سبب ز روئے شریعت کجا روا است

شاعر کہتا ہے جب جان بچانے کی فکر لاحق ہو تو انسان خود بخود بہادر ہو جاتا ہے اور دشمن پر حملہ کرنے سے نہیں گھبراتا۔ مضبوطی سے تیز تلوار کا قبضہ تھام کر جان بچانے کے لئے میدان کارزار میں کود جاتا ہے۔ اسے لڑائی کا ڈھنگ بھی آجاتا ہے اور بہادری و شجاعت سے دشمن پر جھپٹنا بھی جانتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اس شعر کے ذریعے ہمت و بہادری کا درس دیا ہے کہ اگر کبھی جان بچانی ہو تو ڈرنا نہیں چاہئے اور نہ ہی ہمت ہارنی چاہئے بلکہ اپنی قوت کو باہم متحد کرکے دشمن پر یکبارگی سے حملہ کرکے اپنی جان بچالینا چاہئے جو لوگ دشمن سے مغلوب ہو جاتے ہیں، وہ کم ہمت اور بزدل ہوتے ہیں۔ دشمن کو مغلوب کر لینا بلند ہمتی اور شجاعت کی نشانی ہے۔

شعر کا ترجمہ: "جب انسان مایوس ہو جائے تو اس کی زبان لمبی ہو جاتی ہے جس طرح مجبور بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔"

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے مایوس انسان کی نفسیات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر انسان مایوس ہو یا اس کی شخصیت پر مایوسی و ترناکی کا غلبہ ہو تو انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ کوشش و سعی کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ اس کی طبیعت میں عجیب سا چڑچڑا پن آجاتا ہے۔ بات بات پر تلخی اور ناگواری کا اظہار کرتا ہے۔ ہر وقت عجیب ذہنی کشمکش کا شکار رہتا ہے۔ اس کی زبان بھی لمبی ہو جاتی ہے یعنی کہ جو کچھ منہ میں آئے کہہ دیتا ہے۔ خرافات بکتا رہتا ہے، ہوش و حواس، فہم و ادراک اور عقل و خرد سے آزاد ہو جاتا ہے۔ زندگی سے بے زار ہوتا ہے۔ غرض کہ مایوس انسان معاشرے میں تباہی و بربادی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ سماجی اقدار کو پامال کر سکتا ہے۔ کسی کی زندگی کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے کیونکہ اسے اپنی زندگی سے پیار نہیں ہوتا تو دوسرے سے کیا پیار کرے گا؟ شیخ سعدیؒ نے ایسے شخص کو بلی سے مشابہ قرار دیا ہے کہ بلی اگرچہ کتے سے ڈرتی ہے لیکن جب اسے پتہ چل جائے کہ کتا مجھے ضرور مارے گا تو وہ پنجے سے چیتے کی طرح آنکھیں نکال کر کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔ شاعر یہاں پر مایوس قیدی کے حوالے سے بات کرتا ہے کہ اسے قتل کا حکم سنا دیا گیا تو قیدی نے مایوس ہو کر بادشاہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ اب قتل تو ہونا ہی ہے تو پھر ڈر کیسا؟ اسلام میں مایوسی گناہ کے زمرے میں آتی ہے۔ بندہ کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، ہر وقت اس کے فضل و کرم کا خواستگار رہنا چاہئے۔ وہ اپنے بندے کی بات قریب ہو کر سنتا ہے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ نے پوچھا یہ قیدی کیا کہتا ہے؟ ایک نیک سیرت وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت یہ بیچارہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ بڑے اچھے ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں۔ بادشاہ کو قیدی پر رحم آگیا اور اسے معاف کر دیا لیکن ایک دوسرے وزیر نے جو پہلے کی برعکس طبیعت کا تھا، کہا کہ بادشاہ سلامت ہم جیسے لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ آپ کے سامنے سچ کے سوا کوئی اور بات کہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس قیدی نے آپ کو برا بھلا کہا ہے اور گالیاں دیں ہیں۔ بادشاہ نے اس وزیر کی بات سن کر منہ پھیر لیا اور کہا کہ پہلے وزیر کا جھوٹ تیرے سچ سے بہتر ہے کیونکہ اس جھوٹ کی بنیاد بھلائی پر تھی جبکہ تیرے سچ کی بنیاد برائی پر ہے۔ خردمندوں نے کہا ہے کہ وہ جھوٹ اس سچ سے بہتر ہے جس

Scanned with CamScanner

سے فساد پھیلنے کا خطرہ ہو۔

شعر کا ترجمہ: جس شخص کے کہنے پر بادشاہ عمل کرے، وہ اگر اسے نیک مشورہ نہ دے تو ایسے شخص پر افسوس صد افسوس ہے۔

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے مشیران حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر بادشاہ تمہاری کہی ہوئی بات کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے، تمہاری رضا پر عمل کرنا ہی اپنی رضا سمجھتا ہے تو بادشاہ کو اچھا مشورہ دینا چاہئے۔ نیک کام کی ترغیب دینی چاہئے۔ اگر تو صحیح مشورہ نہیں دے گا تو یہ لوگوں کے لئے مصیبت کا موجب بن جائے گا کیونکہ بادشاہ لوگ تو ہمیشہ مشیران کی بات مانتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں جو بادشاہ کو غلط مشورہ دے ایسے انسان کی زندگی پر افسوس صد افسوس ہے۔ وہ انسانیت کا دشمن ہے گو اس نے یہ مقام مشیر حاصل کر لیا ہے لیکن وہ مقام بندگی سے گر جاتا ہے۔ اگر بادشاہ کو وہ نیکی کی طرف مائل کرے تو ایسا شخص ہی کمال آدمیت کا گوہر کامل ہے۔

ترجمہ: فریدون بادشاہ کے محل کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا۔

اشعار کا ترجمہ:

1. اے بھائی! یہ دنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تو اپنا دل اپنے پیدا کرنے والے سے لگا۔
2. دنیا کے سہارے نہ رہ اور نہ اس دنیا کے پیچھے بھاگ کیونکہ اس دنیا نے تجھ سے کتنوں کی پرورش کی اور پھر خود ہی انہیں موت کے حوالے کر دیا۔
3. جب جان نے جسم سے رخصت ہونے کا ارادہ کر ہی لیا تو پھر کیا تخت پر مرنا یا فرش پر مرنا سب کا برابر ہے۔

اشعار کی تشریح: شیخ سعدیؒ ایک صوفی منش انسان تھے۔ زندگی کے حقائق سے آشنا تھے۔ زندگی کے بارے میں کامل آگاہی رکھتے تھے۔ اسی لئے ان اشعار میں انہوں نے دنیا کے فانی ہونے کا اظہار کیا ہے کہ دنیا ایک فانی چیز ہے۔ اس کو گل کی طرح بے ثباتی ہے۔ لہٰذا دنیا کی نام نہاد نمود و نمائش کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اپنے پیدا کرنے والے خدائے قدیر سے دل لگانا چاہئے جس کو بقا حاصل ہے، ابدی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دنیا کی بادشاہت پر بھروسہ کرنا نادانی ہے کیونکہ یہ حقیقت ازلی ہے کہ اس جہاں میں بڑے بڑے آئے اور انہوں نے اپنے رعب سے دنیا کو مغلوب کئے رکھا۔ دنیا میں ان کی حکمرانی کا توتی بولتا تھا، آج وہ کہاں ہیں؟ زیر خاک، نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ اے انسان! دنیا نے تجھ جیسے کئی لوگوں کی پرورش کی۔ ان کے ناز اٹھائے اور پھر خود ہی ان کو ہلاک کر دیا کیونکہ انساں کو فنا ہے بلکہ کائنات کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ ہر ذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جب موت کا ڈنکا بج جاتا ہے تو پھر انسان کو اپنی زندگی کی عزت و تکریم کی خبر نہیں رہتی۔ موت کی دہشت سے دل کانپ جاتا ہے۔ اس کے لئے تخت و زمین سب برابر ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں موت چاہے تخت پر آئے یا زمین سے روح آسمانوں کی طرف پرواز کر جائے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حکایت نمبر 2

حکایت یکی از ملوک خراسان محمود سبکتگین را بخواب دید کہ جملہ وجود او ریختہ بود و خاک شدہ، مگر چشمان او کہ ہمچنان در چشم خانہ ہمی گردید و نظر ہمیکرد۔ سائر حکما از تاویل این فرو ماندند، مگر درویشی کہ بجای آورد، و گفت: ہنوز نگرانست کہ ملکش باگردان است۔

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند ۔۔۔ کز ہستیش بردی زمین در نشان نماند
وآن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک ۔۔۔ خاکش چنان بخورد کزد استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بخیر ۔۔۔ گرچہ بس گذشت کہ نوشیروان نماند
خیری کن' ای فلان و غنیمت شمار عمر ۔۔۔ زان پیشتر کہ بانگ برآید: فلان نماند

مشکل الفاظ کے معنی: یک: ایک۔ ملوک: ملک کی جمع' بادشاہ۔ را بخواب دید: خواب میں دیکھا۔ جملہ وجود: تمام جسم۔ ریختہ بود: بکھر گیا تھا۔ چشمان: آنکھیں۔ ہم چناں: اسی طرح۔ نظری کرد: دیکھ رہی تھی۔ سائر: تمام۔ حکما: عقل مند لوگ۔ فروماندند: تنگ آجانا یعنی عاجز آجانا۔ ہنوز: ابھی تک۔ نگرانست: دیکھ رہا ہے' حیران ہے' فکرمند ہے۔ ملکش بادگرانست: ملک دوسروں کے پاس ہے یعنی کہ غیر لوگ ملک پر قابض ہیں۔ بزیر زمیں: زمیں کے نیچے۔ دفن کردہ اند: زیر خاک کر دیئے گئے۔ ہستیش: وجود' ہستی۔ نشان نماند: نشان تک نہیں۔ پیر لاشہ: بوڑھی لاش۔ زیر گل: مٹی کے تلے۔ استخوان نماند: ہڈیاں تک نہیں رہیں۔ نام فرخ: مبارک نام۔ نوشیرواں: ایران کے ایک نیک دل بادشاہ کا نام نوشیرواں تھا۔ بس گزشت: بہت سے گزر گئے یعنی اک عرصہ بیت گیا۔ خیری کن: نیکی کا کام کر۔ زان پیشتر: اس سے پہلے۔ بانگ برآید: یہ آواز آئے۔

ترجمہ نثر: خراسان کے بادشاہوں میں سے کسی ایک نے سلطان محمود سبکتگین کو خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کا سارا وجود ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا ہے اور مٹی میں مل گیا ہے مگر اس کی آنکھیں ابھی تک اپنے حلقوں میں گردش کر رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں۔ تمام خردمند یعنی مفکر' دانشمند اس خواب کی تاویل بتانے سے عاجز آگئے لیکن ایک مرد درویش نے اس کی تعبیر بتائی کہ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کا ملک دوسروں کے قبضے میں چلا گیا ہے۔

اشعار کا ترجمہ:

1. بہت سے مشہور اور نامور لوگ زمین کی خاک میں دفن کر دیئے گئے ہیں اور آج ان کے وجود کا زمین پر نشان تک باقی نہیں رہا۔
2. لوگوں نے جس بوڑھی لاش کو مٹی کے تلے دفن کیا تھا' مٹی نے اس کو ایسا ہڑپ کیا کہ اس کی ہڈیوں تک کا نشان نہیں رہا۔
3. نوشیرواں کا نام نیکی و بھلائی کی وجہ سے اب بھی زندہ ہے' گو نوشیرواں کو گزرے اک عرصہ بیت گیا۔
4. اے انسان! نیکی کا کام کر اور باقی زندگی کو غنیمت سمجھ اس سے پہلے کہ آواز آئے فلاں نہیں رہا یعنی کہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے۔

تشریح: ان اشعار میں شیخ سعدیؒ نے آدم کی (جو مٹی کا پتلا ہے) زندگی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس روئے زمین پر بڑے بڑے مشہور لوگ ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے بڑی شہرت حاصل کی ہر خاص و عام ان کے نام سے آگاہ تھا۔ موت نے ان کو زمین کے نیچے دفن کر دیا اور آج اس دنیا میں ان کا نام تک نہیں رہا۔ ان کے وجود کا احساس تک باقی نہیں رہا۔ اس بوڑھی لاش کو زمین نے ایسا ہڑپ کیا کہ زمین کی ظلمت کے دانتوں نے ان کی ہڈیوں تک کو چبا لیا ہے۔ ان کا نشان تک باقی نہیں رہنے دیا۔ مگر جو لوگ نیک کام کرتے ہیں' ایک دوسرے سے بھلائی کرنے کا درس دیتے ہیں' ان کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہتا ہے۔ نوشیرواں کو ہی دیکھ لیجئے کہ وہ عدل و انصاف کا پیکر تھا اس کا نام آج بھی اسی طرح زندہ ہے جس طرح اس کے زمانے میں اس کا نام نیکی و بھلائی کی وجہ سے زندہ تھا۔

جس کسی بادشاہ نے رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا' وہی ابدی حیات کا سراغ پا گیا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں' اے بے خبر انسان اٹھ تو بھی کوئی نیکی کا کام کر لے۔ اپنی اس باقی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اچھائی و بھلائی کی راہ پہ چل نکل اسی میں

تیری فلاح ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ تو نادانی میں اپنی عمر گزار دے اور ایک دن کہیں سے یہ صدا بلند ہو کہ فلاں شخص آج اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے اور اس کا جنازہ فلاں جگہ پڑھایا جائے گا' جنازے میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

حکایت نمبر3

ملک زادہ ای راشنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبرو' باری پدر بکراہت و استحقار در و نظر میکرد۔ پسر بفراست و استبصار بجای آورد و گست: ای پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند' ز ہرچہ بقامت مہتر بقیمت بہتر اَلشَّاۃُ نَظِیفَةٌ وَالفِیلُ جِیفَةٌ

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَاِنَّه لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا وَّ مَنْزِلاً

آن شنیدی کہ لاغری دانا گفت: باری بابلهی فربہ

اسپ تازی وگر ضعیف . بود همچنان از طویلہ خر بہ

پدر بخندید' وارکان دولت پسندیدند و برادران برنجیدند۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہر بیشہ گمان مبر نہالی باشد کہ پلنگ خفتہ باشد

شنیدم کہ: ملک را در آن قرب دشمنی صعب روی نمود' چون لشکر از ہر دو طرف روی درہم آوردند اول کسیکہ بمیدان اندر آمد این پسر بود و گفت:

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سری

کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند روز میدان وانکہ بگریزد بخون لشکری

آوردہ اند کہ: سپاہ دشمن بی قیاس بود و اینان اندک' جماعتی آہنگ گریز کردند۔ پسر نعرہ زرد و گفت: ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید۔ سواران را بگفتن او تہور زیادت گشت' دبیکبار حملہ آوردند' شنیدم کہ: ہم در آن روز بر دشمن ظفر یافتند۔ ملک سر و چشمش را ببوسید و در کنار گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولی عہد خویش کرد' برادران حسد بردند و زہر در طعامش کردند۔ خواہرش از غرفہ بدید و دریچہ برہم زد' پسر دریافت۔ دست از طعام باز کشید و گفت: محالست کہ ہنرمندان بمیرند و بی ہنران جای ایشان بگیرند۔

کس نیام43 بزیر سایہ بوم ور ہمای از جہان شود معدوم

پدر را ازیں حال آگہی دادند' برادرانش را بخواند و گوشمالی بواجب داد' پس ہریک را از اطراف بلاد حصہ مرضی معین کرد تا فتنہ بنشست و نزاع برخاست' کہ دہ درویش در گلیمی بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمی نگنجند۔

نیم نانی گر خورد مرد خدای بذل درویشان کند نیمی دگر

ملک اقلیمی بگیرد پادشاہ ہمچنان در بند اقلیمی دگر

مشکل الفاظ کے معنی: ملک زادہ: بادشاہ کا لخت جگر۔ کوتاہ قد: قد کا چھوٹا ہونا یعنی کہ ٹھگنا۔ حقیر: ادنیٰ' بدشکل۔ بلند و خوب روی: قد آور اور خوبصورت۔ باری پدر: ایک بار باپ نے۔ بکراہت: حقارت و نفرت سے۔ استحقار: حقارت' پسند نہ ہونا۔ پسر: بیٹا۔ فراست: عقل مندی' دانائی۔ استبصار: چشم بصیرت۔ کوتاہ خردمند: چھوٹے قد کا عقل مند۔ نادان بلند: قد آور

Scanned with CamScanner

بیوقوف۔ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر: وہ چیز جو قد میں چھوٹی ہے وہ قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔ الشاۃ: بکری۔ الفیل: ہاتھی۔ تطیفہ: حلال و پاک۔ جیفہ: حرام چیز۔ طور: کوہ طور۔ لا عظم عنداللہ: اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ قدراً و منزلاً: قدر و منزلت۔ لاغری: کمزوری۔ ابلہی فربہ: موٹا بیوقوف۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ ضعیف: کمزور ناتواں۔ طویلہ خر: گدھوں کا باڑہ، گدھوں کا اصطبل۔ بخندید: ہنسا۔ ارکان دولت: امراء وزراء یعنی حکومتی ارکان۔ برنجیدند: ناراض ہونا۔ مرد سخن: آدمی کی بات۔ نہفتہ: چھپا ہوا یعنی پوشیدہ۔ گماں مبر: خیال میں نہ لا۔ خالیست: خالی ہے۔ پلنگ: چیتا۔ خفتہ: سویا ہوا۔ در آن قرب: اسی کے قریب زمانے میں۔ صعب: خطرناک، دشوار، سخت۔ روی نمود: ظاہر ہوا۔ روی درھم آوردن: ایک دوسرے کے سامنے آجانا۔ میدان در آمد: میدان میں آیا۔ آن نہ من باشم: میں وہ نہیں۔ روز جنگ: لڑائی کے دن۔ پشت: پیٹھ۔ میان خاک و خون: خاک و خوں کے درمیان۔ جنگ آرد: جنگ کرنا۔ بخون: خون سے۔ بازی میکند: کھیلتا ہے۔ بگریزد: بھاگ جانا، فرار ہونا۔ سپاہ دشمن: دشمن کے سپاہی۔ بینداخت: مار گرانا۔ درشتی: سخت چیز۔ نینداری: خیال نہیں کیا یا سمجھا نہیں۔ اسپ لاغر: ناتواں گھوڑا۔ بکار آید: کام آتا ہے۔ گاو پرواری: وہ بیل جو بہت پلا ہوا ہو۔ سپاہ دشمن بسیار بود: دشمن کے سپاہی زیادہ تھے۔ اندک: کم، تھوڑے۔ آہنگ: ارادہ۔ گریز: بھاگنا، فرار ہونا۔ بکوشید: سعی کرو۔ جامہ زنان بپوشید: عورتوں کا لباس پہن لو۔ تہور زیارت: زیادہ دلیری و جرأت سے۔ یکبار حملہ آوردند: اچانک حملہ آور ہونا۔ آن روز: اسی دن۔ بر دشمن ظفر یافتند: دشمن کو مغلوب کر لیا یعنی کہ فتح نصیب ہوئی۔ سر و چشمش بوسید: سر اور آنکھوں کا چومنا۔ در کنار گرفت: آغوش میں لے لینا۔ نظر بیش کرد: زیادہ توجہ دینا۔ حسد بردند: حسد کی آگ میں جلنا۔ در طعامش: کھانے میں۔ خواہر: بہن۔ غرہ بدید: کھڑکی میں سے دیکھنا۔ دست از طعام کشید: کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا۔ محالست: محال، مشکل۔ بمیرند: مرجائیں۔ سایۂ بوم: اُلو کا سایہ۔ ہمای: ایک پرندہ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس کے سر پر سے گزر جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ معدوم: ختم ہو جانا۔ ازیں حال: اس حالت سے۔ آگہی: آگاہ ہونا، پتہ چلنا۔ اطراف بلاد: شہر کے اردگرد۔ فتنہ نشست: فساد جھگڑا بیٹھ گیا یعنی کہ ختم ہو گیا۔ نزاع برخاست: جھگڑا ختم ہو جانا۔ دہ درویش: دس بزرگ۔ گلیمی: ایک کمبل۔ بخسپند: سو جانا۔ اقلیمی: ایک ریاست۔ نیم نانی: آدھی روٹی۔ بذل کند: بانٹ دینا، تقسیم کر دینا ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے ایک بادشاہ کے بیٹے کے بارے میں سنا کہ وہ بدشکل اور ٹھگنا تھا جبکہ اس کے دوسرے بھائی بلند قد کے اور خوبصورت تھے۔ ایک دفعہ باپ نے اسے نفرت و حقارت سے دیکھا۔ بیٹا عقل اور ہوشیاری سے باپ کی نظر کو سمجھ گیا اور کہنے لگا۔ اے باپ! چھوٹے قد کا عقل مند لمبے قد کے بیوقوف سے ہر لحاظ میں بہتر ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو چیز قد میں بڑی ہو، قیمت میں بھی زیادہ ہو۔ بکری چھوٹے قد کی ہے مگر پاک اور حلال ہے۔ ہاتھی بڑے قد کا ہے مگر مُردار اور حرام ہے۔

اشعار کا ترجمہ:

بیت: گو کوہ طور دنیا کا چھوٹا پہاڑ ہے لیکن اللہ کے نزدیک قدر و منزلت میں بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

قطعہ: آپ نے یہ بات سنی ہو گی کہ کسی دُبلے پتلے عقلمند نے ایک دفعہ موٹے تازے بیوقوف سے کہا تھا کہ عربی گھوڑا خواہ کتنا ہی کمزور ہو پھر بھی گدھوں کے اصطبل سے بہتر ہوتا ہے۔

تشریح: ان اشعار کے ذریعے شیخ سعدیؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو چیز قد و قامت میں چھوٹی ہو ضروری نہیں کہ اس کی اہمیت نہ ہو، ہر چیز کی اپنی اہمیت و وقعت ہے۔ کسی کی خوبیوں کا اندازہ جسمانی ساخت سے نہیں بلکہ اس کے کردار اور اس کے تخیل باطن سے کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر ایک آدمی کو دیکھ کر اس کے بارے میں آپ کی رائے اچھی ہو کہ وہ اچھی شخصیت کا مالک ہے شاید اندر سے اس کے اندر بہت زیادہ ذلالت و غلاظت ہو یعنی کہ کمینہ انسان ہو۔ دیکھئے کوہ طور کا پہاڑ دنیا کے دوسرے پہاڑوں میں سے سب سے چھوٹا ہے لیکن اللہ کی نگاہ میں اس کی بہت زیادہ قدر ہے۔

Scanned with CamScanner

خدا نے موسیٰ سے ہمکلام ہونے کے لئے اسی پہاڑ کو چنا اس لئے وہ دنیا کے دوسرے پہاڑوں کے نسبت مقام بلند پا گیا۔ اس کی یہ خوبی تمام اونچے پہاڑوں اور کہساروں پر حاوی ہے۔

شیخ سعدی" کہتے ہیں' آپ نے یہ سنا ہوگا کہ جو عقل مند' دانش مند اور ہوش و خرد کے مالک ہوتے ہیں' وہ جسمانی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں کیونکہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے سوچتے ہیں جبکہ ہٹے کٹے اور موٹے تازے لوگ بیوقوف ہوتے ہیں کیونکہ وہ فکر سے آزاد ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی تخلیق کے مقصد کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ ان کا کام صرف کھانا ہے اور پھر سو جانا ہے۔ ایک دفعہ ایک کمزور و ناتواں دانا آدمی نے موٹے تازے بیوقوف سے کہا کہ عربی گھوڑا خواہ کتنا ہی کمزور ہو' دبلا پتلا ہو' پھر بھی وہ گدھوں کے اصطبل سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ زیادہ تیز دوڑ سکتا ہے۔ اپنے سوار کی خطرے کی حالت میں جان بچانے کے لئے کافی مدد کر سکتا ہے یعنی کہ اس کو لے کر تیزی سے بھاگ جاتا ہے جبکہ گدھا سست رفتار ہے۔ اگر اسے آگے کی طرف دھکیلیں وہ پیچھے کی طرف آتا ہے۔ گدھا کسی طرح بھی گھوڑے سے بہتر نہیں اسی طرح کمزور عقل مند کے مقابلے میں ہٹا کٹا بیوقوف بہتر نہیں۔

ترجمہ نثر: باپ یہ بات سن کر ہنس پڑا' حکومتی ارکان کو یہ بات بہت پسند آئی جبکہ اس کے بھائی حسد کی آگ میں جلنے لگے۔

قطعہ کا ترجمہ: جب تک کوئی شخص بولتا نہیں اس کے معائب و محاسن چھپے رہتے ہیں۔ ہر جنگل کو خالی نہیں سمجھنا چاہئے' ہو سکتا ہے اس میں کوئی چیتا سو رہا ہو۔

تشریح: سعدی" کہتے ہیں کہ جب تک انسان چپ سادھ رکھے' اس کے عیب اور ہنر چھپے رہتے ہیں۔ اس کی اچھائی اور برائی اس کی خاموشی میں دب جاتی ہے۔ اس کی خوبیاں اور خامیاں نظر سے اوجھل رہتی ہیں۔ جب وہ بات کرے گا تو اس کی سوچ کا پتہ چلے گا کہ وہ کس سوچ کا مالک ہے اس کا کردار کیسا ہے؟ اس کا اخلاق کیسا ہے؟ اس گفتگو سے اس کی عقلمندی اور دانشمندی کا پتہ چلتا ہے اور اس کی بات چیت سے ہی اس کے بُرے ہونے کا اور بیوقوف ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ شیخ سعدی" نے اپنی اسی کتاب "گلستان سعدی" میں جس سے یہ حکایت ماخوذ ہے' کتاب کے چوتھے باب کا نام بھی "فوائد خاموشی" ہے جس میں وہ ایک حکایت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میں اکثر اوقات بولنے کی بجائے خاموشی اختیار کئے رکھتا ہوں کیونکہ میں اس بات سے آگاہ ہوں کہ بات کرتے وقت برے بھلے ہر قسم کے کلمات منہ سے نکل جاتے ہیں اور دشمن کی نظر تو ہمیشہ برائی پر پڑتی ہے۔ وہ بولا' دشمن وہی بھلا جو اچھائی پہ نگاہ نہ رکھے۔ دشمن جب کسی نیک آدمی کے قریب سے گزرتا ہے اسے جھوٹا اور ہٹ دھرم کہے بغیر نہیں رہتا۔

اس قطعہ کے دوسرے شعر میں شیخ سعدی" نے کہا ہے کہ خاموشی کا مطلب یہ نہیں کہ خاموش انسان کو کچھ پتہ ہی نہیں' یہ جاہل ہے۔ وہ کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر علم کا اک سمندر موجزن ہو۔ اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے انہوں نے جنگل کی مثال دی ہے کہ ہر جنگل کو خالی نہیں سمجھنا چاہئے' ہو سکتا ہے کہ اس جنگل کی کسی جھاڑی میں چیتا سو رہا ہو جو آپ پر اچانک حملہ آور ہو اور آپ کو نقصان پہنچا دے۔

ترجمہ نثر: میں نے سنا کہ اسی عرصے کے دوران بادشاہ پر کسی خطرناک اور بخت دشمن نے چڑھائی کر دی۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سب سے پہلے میدان جنگ میں کودنے والا وہی کوتاہ قد شاہزادہ تھا اور کہنے لگا:

قطعہ کا ترجمہ: کہ میں جنگ کے دن پیٹھ دکھانے والا نہیں بلکہ وہ ہوں جو سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں اور تو مجھے خاک و خون میں لت پت دیکھے گا۔ جو ڈٹ کر لڑتا ہے' وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے اور جو میدان جنگ سے بھاگ جاتا ہے' وہ لشکر کے خون سے کھیلتا ہے۔

تشریح: اس قطعہ میں شیخ سعدی نے کوتاہ قد شہزادے کی بہادری اور دلیری کو موضوع سخن بنایا ہے کہ جب جنگ شروع ہوئی تو دونوں طرف سے جوان میدان جنگ میں اترنے لگے تو اس بادشاہ کی طرف سے جو مرد میدان سب سے پہلے جنگ کے

لئے نکلا وہ یہی بدصورت شہزادہ تھا جس کو باپ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ شہزادے نے میدان جنگ میں آنے سے پہلے باپ کو مخاطب کرکے کہا کہ اے باپ میں وہ نہیں جو میدان جنگ سے بھاگ جاتے ہیں اور پیٹھ پر تیر کھاتے ہیں بلکہ میں وہ ہوں جو ثابت قدم رہ کر فتح سے ہمکنار ہونے کے لئے جان کی بازی لگا دیتے ہیں تو آج مجھے خون میں لت پت دیکھے گا۔ میں تیری سلطنت کو بچانے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ دشمن کو پیش کروں گا کیونکہ میرے نزدیک جو جنگ کے دن ہمت و بہادری سے لڑتا ہے' وہ اپنے خون سے کھیل رہا ہوتا ہے جبکہ جو بزدل میدان جنگ سے مارے بزدلی کے بھاگ جاتے ہیں' وہ پورے لشکر کے خون سے کھیلتے ہیں یعنی کہ اپنے ساتھیوں کو دشمن کے نرغے میں پھنسا کر خود بھاگ گئے۔ ایسے سپاہی سخت دشمن سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ جنگ کے وقت ساتھیوں کو چھوڑ جانا کہاں کی عقل مندی ہے۔

ترجمہ نثر: یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور کئی تجربہ کار سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار ڈالا۔ جب باپ کے پاس آیا تو احتراماً زمین بوس ہو کر آداب بجالایا اور کہا۔

قطعہ کا ترجمہ: اے باپ! میں تیری نگاہ میں اک حقیر چیز تھا' موٹے اور چوڑے چکلے پن کو خوبی نہ سمجھ۔ میدان میں پتلی کمر والا گھوڑا ہی کام آتا ہے نا کہ موٹا تازہ بیل۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں موٹاپا اور جسمانی طور پر صحت مند یعنی ہٹا کٹا ہونا کوئی خوبی نہیں اگر ایسے شخص کو لڑائی کا ڈھنگ ہی نہ آئے تو اس کی جسامت کا کیا فائدہ ظاہر ہے۔ موٹاپا کے وجہ سے آدمی میں چست و چالاکی نہیں رہتی۔ دشمن کے وار سے بچنے کے لئے چست و چالاکی بڑی ضروری ہوتی ہے۔ شیخ سعدیؒ اپنی بات کی سچائی کو دوسرے معنوں میں یوں بیان کرتے ہیں کہ میدان جنگ میں پتلی کمر والا گھوڑا کام آتا ہے کیونکہ وہ چست و چالاک ہوتا ہے۔ اپنے دبلے پتلے ہونے کی وجہ سے آسانی سے آگے پیچھے دوڑ سکتا ہے جبکہ موٹا تازہ بیل سست رو ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا اور لوگ اسے میدان جنگ میں لے کے نہیں آتے۔ لڑائی کے دن بیلوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ دبلے پتلے گھوڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ نثر: کہتے ہیں دشمن لاتعداد تھے اور ان کی فوج بہت کم تھی۔ فوج کے ایک دستے نے بھاگنے کا ارادہ کرلیا۔ شہزادے نے فلک شگاف نعرہ لگایا کہ اے بہادرو! کوشش کرو' مردانگی دکھاؤ یا عورتوں کا لباس پہن لو۔ یہ کہنے سے سپاہیوں کا حوصلہ بلند ہوا اور وہ یکبارگی سے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ میں نے سنا اسی دن وہ دشمن پر غالب آگئے۔ بادشاہ نے شہزادے کے سر اور آنکھوں کو چوما اور سینے سے لگا لیا۔ بادشاہ دن بدن اس کی طرف متوجہ ہوا حتیٰ کہ اسے اپنا ولی عہد مقرر کرلیا۔ دوسرے بھائی حسد کرنے لگے اور انہوں نے شہزادے کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اتفاقاً بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور زور سے کھڑکی کا پٹ کھنکھنایا۔ شہزادہ جان گیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ دانشمند مر جائیں۔ بے ہنر اور نالائق ان کی مسند پر بیٹھ جائیں۔

بیت:

آتا نہیں کوئی بُوم کے سائے تلے
گو ہما اِس جہاں سے ہو مُعدوم چلے

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ اُلو ایک ایسا منحوس پرندہ ہے جس کسی پر اس کا سایہ پڑ گیا' وہ تباہ ہو گیا۔ یہ بات عام فہم بھی ہے کہ فلاں تباہ شدہ عمارت میں اب اُلو بولتے ہیں یعنی کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ اُلو کے مقابل ہما ایک ایسا پرندہ ہے جس کا سایہ پڑنے سے آدمی فقیر سے بادشاہ بن جاتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے اس بیت میں انسان کی نفسیات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا میں ہما کا وجود نہ بھی رہے' پھر بھی انسان اُلو کے سائے سے دور بھاگے گا۔ اس شعر کے ذریعے شاعر نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ کوئی بھی انسان بیوقوف کو اپنا رہنما نہیں سمجھتا۔ خواہ دنیا میں عقل مند نہ رہیں۔ خوبیاں کبھی بھی خامیاں نہیں بن سکتیں اور نہ ہی اچھی چیز کی عدم موجودگی میں بُری چیز بہتر اور اچھی ہو جاتی ہے گو دنیا سے ہنرمند رخصت ہو

جائیں۔ پھر بھی بے ہنر ان کی جگہ نہیں لے سکتے کیونکہ ہنر اک ابدی چیز ہے۔ اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

ترجمہ نثر: باپ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو اس نے اس کے دوسرے بھائیوں کو بلا کر انہیں قرار واقع سزا دی۔ پھر ہر ایک کو ان کی دل پسند جاگیر میں سے برابر کا حصہ دے دیا جس سے فتنہ دب گیا اور جھگڑا ختم ہوگیا کیونکہ دس درویش تو ایک کمبل سو سکتے ہیں مگر دو بادشاہ ایک سلطنت میں نہیں رہ سکتے۔

قطعہ کا ترجمہ: مرد خدا کے پاس اگر ایک روٹی ہو تو آدھی خود کھا کر باقی آدھی وہ درویشوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ بادشاہ اگر سات ملک بھی فتح کر لے تو پھر بھی وہ ایک اور کو دبا لینے کی سوچتا ہے۔

تشریح: اس قطعہ میں شیخ سعدیؒ نے درویشوں کی قناعت پسندی کو موضوع سخن بناتے ہوئے بادشاہوں کی ہوس ملک گیری کو بھی بیان کیا ہے کہ خدا کے بندے اللہ پر توکل رکھتے ہیں۔ اگر انہیں رات کی روٹی ملے تو وہ آدھی خود کھا کر باقی دوسرے فقیروں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ صبح کی فکر نہیں کرتے۔ قناعت پسند ہوتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے کامل بندے ہوتے ہیں' خدا اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں بیان کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی اور جی چاہا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی! تین دن کے بعد یہ پہلا لقمہ ہوگا جو تمہارے باپ کے منہ میں جائے گا۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے گھر میں گندم کی روٹی متواتر تین دن تک کبھی کسی نہیں کھائی۔ امام غزالیؒ کی طرح شیخ سعدیؒ بھی اوصاف صابرین کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے بندے اپنی نسبت دوسروں کا زیادہ خیال رکھتے ہیں' ایثار کرتے ہیں۔ خود بھوک پیاس برداشت کر لیتے ہیں لیکن دوسروں کے منہ میں لقمہ ڈالتے ہیں جبکہ جو بادشاہ ہوتے ہیں' ان کی طبیعت میں طمع' لالچ اور ہوس ہوتی ہے۔ خدا اگر ان کو سات ملک بھی بادشاہت کرنے کے لئے دے دے تو پھر بھی ایک اور فتح کر لینے کی فکر ان کے دامن گیر رہتی ہے۔ ہوس ملک گیری ان کے رگ و پے میں سما جاتی ہے۔ حرص و ہوا کو ہی وہ زندگی سمجھتے ہیں۔

حکایت نمبر 4

حکایت طائفہ دزدان عرب بر سر کوہی نشستہ بودند و منفذ کاروان بستہ و رعیت بلدان از مکاید ایشان مرعوب و لشکر سلطان مغلوب' بحکم آنکہ ملاذی منیع از قلہ کوہی بدست آوردہ بودند و ملجاء وماوای خود کردہ مدبران ممالک آں طرف در دفع مضرت ایشان مشاورت کردند کہ' اگر این طائفہ ہم برین نسق روزگاری مداومت نمایند مقاومت ایشان ممتنع گردد۔

درختی کہ اکنون گرفتست پای   بہ نیروی مردی بر آید ز جای
ورش ہمچنان روزگاری ہلی   بگردونش از بیخ . بر بگسلی
سرچشمہ شاید گرفتن بمیل   چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سخن برآن مقرر شد کہ یکی را بہ تجسس ایشان برگماشتند و فرصت نگاہ داشتند' تاوقتیکہ در سر قومی راندہ بودند و بقعہ خالی ماندہ' تنی چند مردان واقعہ دیدہ جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعب جبل پنہاں شدند۔ شبانگاہ کہ دزدان باز آمدند' سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رخت و غنیمت بنہادند' نخستین دشمنیکہ در سر ایشان تاخت خواب

بود؛ چندانکه پاسی از شب درگذشت۔

قرص خورشید در سیاهی شد　　　یونس اندر دهان ماهی شد

مردان دلاور از کمینگاه بدر جستند و دست یکان یکان برکتف بستند و بامداوان بدرگاه ملک حاضر آوردند۔ همه را کشتن فرمود۔ در آن میان جوانی بود که، میوه عنفوان شبابش نورسیده و سبزه گلستان عذارش نودمیده؛ یکی از وزرا پای تخت ملک را بوسه داد و روی شفاعت برزمین نهاد و گفت: این پسر هنوز از باغ زندگی برنخوردست و از ریحان جوانی تمتع نیافته؛ توقع بکرم و اخلاق خداوندی چنان است که به بخشیدن خون او بربنده منت نهد۔ ملک روی ازین سخن درهم کشید و موافق رای بلندش نیامد و گفت:

پرتو نیکان نگیرد هرکه بنیادش بدست　　　تربیت نا اهل را چون گردگان برگنبد است

نسل فساد اینان منقطع کردن اولی ترست و بیخ تبار ایشان برآوردن؛ که آتش نشاندن واخگر گذاشتن وافعی کشتن وبچه نگاه داشتن کار خردمندان نیست:

ابر گر آب زندگی بارد　　　هرگز از شاخ بید برنخوری

با فرو مایه روزگار مبر　　　کز نی بوریا شکر نخوری

وزیر چون این سخن بشنید طوعا و کرها پسندید و برحسن رای ملک آفرین خواند و گفت: آنچه خداوند دام ملکه، فرمودعین حقیقت است که اگر در صحبت آن بدان تربیت یافتی طبیعت گرفتی اما بنده امیدوار است که بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوی خردمندان گیرد؛ که هنوز طفل است و سیرت بغی و عناد آن گروه در نهاد او متمکن نشده؛ و در حدیث است: مامن مولود الا وقد یولد علی الفطرة ثم ابواه یهودانه وینصرانه ویمجسانه

با بدان یار گشت همسر لوط　　　خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کهف روزی چند　　　پی نیکان گرفت و مردم شد

این بگفت و طائفه ای ازندما ملک بادی بشفاعت یار شدند؛ تاملک از سرخون او درگذشت و گفت: بخشیدم اگرچه مصلحت ندیدم:

دانی که چه گفت زال با رستم گرد؟　　　دشمن نتوان حقیر و بیچارا شمرد

دیدیم بسی که آب سرچشمه خرد　　　چوں پیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجمله پسر را بناز و نعمت برآوردن گرفت و استاد ادیب را بتربیت او نصب کرد تا حسن خطاب و رد جواب و سائر آداب خدمت ملوکش درآموخت؛ چنانکه در نظر همگنان پسند آمد؛ باری وزیر از شمائل او در حضرت ملک شمه میگفت که: تربیت عاقلان دروا اثر کرده است و جهل قدیم از جبلت او بدر برده؛ ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت:

عاقبت گرگ زاده گرگ شود　　　گرچه با آدمی بزرگ شود

سالی دو براین برآمد؛ طائفه اوباش محلت درد پیوستند و عقد مرافقت بستند؛ تابوقت فرصت وزیر و هردو پسرش را بکشت و نعمتی بی قیاس برداشت و در مغاره دزدان بجای پدر بنشست و عاصی شد۔ ملک دست تحسر بدندان گزیدن گرفت و گفت:

شمشیر نیک از آهن بد چون کند کسی؟　　　ناکس به تربیت نشود، ای حکیم، کس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   از باغ لالہ روید و ز شورہ بوم خس
زمین شورہ سنبل بر نیارد   درو تخم و عمل ضائع مگردان
نکوئی با بدان کردن چنانست   کہ بد کردن بجای نیکمردان

مشکل الفاظ کے معنی: طائفہ: گروہ' جماعت۔ دزدی: چوری۔ بر سر کوہی: پہاڑ کی چوٹی۔ منفذ: راستے' گزرگاہ۔ رعیت بلدان: شہروں کے لوگ۔ مکاید: فریب دینا' دھوکہ دینا۔ ملاذی: ٹھکانہ' جائے پناہ۔ منیع: دشوار گزار۔ گرفتہ بودند: قبضہ کرنا۔ ملجاو ماوای: پناہ گاہ' ٹھکانہ۔ مدبران: دانش مند' عقل مند۔ دفع مضرت ایشان: اس نقصان کو دور کرنا۔ مشاورت: مشورہ۔ نسق: انتظام' و طریقہ' انداز۔ مداومت: ہمیشہ رہنا' ابدی چیز۔ مقاومت: مقابلہ کرنا۔ گرفت پای: اُگنا' جڑ پکڑنا۔ بکیرزوی: طاقت۔ برآید: باہر نکل آئے۔ زجای: اپنی جگہ سے۔ ہمچناں: اسی طرح۔ روزگاری ہلی: جیسا ہے اسی طرح چھوڑ دینا۔ گردونش: چرخی سے' گاڑی سے۔ بیخ: جڑ۔ بر نکسلی: جڑ سے اکھاڑ نہ سکے گا۔ بمیل: سلائی سے۔ پیل: ہاتھی۔ بتجسس ایشان: ان لوگوں کی جاسوسی کے لئے۔ برگماشتند: مقرر کیا گیا۔ شعب جبل: پہاڑ کی گھاٹی۔ شب نگاہی: رات کے وقت۔ قرص خورشید: آفتاب کی ٹکیہ۔ دہان ماہی: مچھلی کا منہ۔ مردان دلاور: بہادر لوگ۔ کمین: گھات' چھپنے کی جگہ۔ کتف: کندھا' شانہ۔ بامداداں: صبح صادق کے وقت۔ عنفوان شباب: آغاز جوانی۔ عذار: رخسار' چہرہ۔ نودمیدہ: تازہ کھلا ہوا۔ ہنوز: ابھی تک۔ ریعان جوانی: اٹھتی جوانی' جوانی کا آغاز۔ تمتع نیافتہ: فائدہ نہیں اٹھایا۔ پرتو نیکاں: نیک لوگوں کا سایہ۔ گردگان: اخروٹ۔ نسل فساد: فساد برپا کرنے والی نسل۔ اخگر: چنگاری۔ افعی: سانپ۔ ابر: بادل۔ آب زندگی: آب حیات۔ فرومایہ: کمینہ' ذلیل۔ نی بوریا: پٹ سن کا پودا۔ شکر نخوری: چینی نہیں کھائے گا۔ طوعاً و کرہاً: چار و ناچار' مجبوراً۔ تربیت پذیرد: تربیت حاصل کرے۔ طفلست: بچہ۔ بغی: بغاوت۔ درخبرست: حدیث شریف میں ہے۔ ہمسر لوط: حضرت لوطؑ کی زوجہ۔ سگ اصحاب کہف: اصحاب کہف کا کتا۔ روزی چند: چند روز' کچھ دن۔ پی نیکاں: نیک لوگوں کے پیچھے۔ مردم شد: آدمی بن جانا۔ ندماء: ساتھی' دوست۔ فی الجملہ: قصہ مختصر' مختصراً۔ در آموخت: سیکھ جانا۔ نظر همگنان پسندیدہ: سب کی نظروں میں سما گیا۔ شمائل: عادات' اطوار۔ شمہ ای: تھوڑا سا' بہت کم۔ جہل قدیم: پرانی جہالت۔ جبلت: فطرت۔ بدر بردہ: دور ہو جانا۔ عاقبت: بالآخر۔ گرگ زادہ: بھیڑیئے کا بچہ۔ طائفہ اوباش: بدمعاشوں کا گروہ' بدقماش لوگ۔ عقد موافقت: دوستی نبھانے کا عہد۔ مغارۂ دزداں: چوروں کی غار۔ عاصی شد: گناہگار ہو گیا' سرکش ہو گیا۔ گزیدن گرفت: کاٹنے لگا۔ بدنداں: دانتوں سے۔ آہن بد: بُرا لوہا۔ ناکس: نااہل۔ باران: بارش۔ لطافت: مٹھاس۔ طبعش: طبیعت۔ روید: اُگنا۔ بوم و خس: خس و خاشاک' گھاس پھونس۔ زمین شورہ: بنجر زمین۔ بابداں: بُروں سے۔ بد کردن: بُرا کرنا۔ نیک مردان: نیک لوگ۔

ترجمہ نثر: عرب چوروں کی ایک جماعت نے پہاڑ کی چوٹی پر قدم جما رکھے تھے اور قافلہ والوں کا راستہ بند کر رکھا تھا۔ ان چوروں کے مکر و فریب سے شہروں کی رعایا خوف زدہ تھی اور بادشاہ کی فوج بھی لاچار و ناچار تھی کیونکہ ان چوروں نے اپنی جائے پناہ پہاڑ کی دشوار گزار چوٹی پر بنا رکھی تھی۔ اس علاقے کے سمجھدار آدمی ان چوروں کے نقصانات کے قلع قمع کے لئے آپس میں مشورے کر رہے تھے کہ اگر یہ گروہ اسی طرح کچھ دیر کے لئے قائم رہا تو پھر ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔

اشعار کا ترجمہ:

1. جس درخت نے ابھی ابھی جگہ پکڑی ہو ایک آدمی کی طاقت سے اسے جڑ سے اُکھاڑا جا سکتا ہے۔
2. اور اگر اسے اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو پھر اسے چرخی کی مدد سے بھی تو اسے جڑ سے نہیں اکھاڑ سکے گا۔
3. چشمے کا منہ آغاز میں ایک سلائی سے بند کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بھر جائے گا تو پھر ہاتھی پر سوار ہو کر بھی نہیں گزرا جا سکتا۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ نثر: آخر اس بات پر اتفاق ہوا کہ ایک شخص کو انہیں تلاش کرنے کے لئے مقرر کیا جائے اور وہ موقعے کے انتظار میں رہے حتیٰ کہ ایک دفعہ چور کسی قوم کو لوٹنے کی غرض سے گئے اور ان کی جائے پناہ خالی تھی۔ چند تجربہ کار اور لڑاکا لوگوں کو بھیجا جو پہاڑ کی گھاٹی میں چھپ گئے۔ رات کو چور جب سفر کرکے اور لوٹ کا مال لئے ہوئے واپس آئے' انہوں نے اسلحہ بدن سے کھول دیا اور لوٹا ہوا سامان رکھ دیا تو سب سے پہلے جس دشمن نے ان پر حملہ کیا وہ ان کی نیند تھی۔ یہاں تک کہ رات کا ایک پہر ختم ہوا۔

شعر:

جب گئی اندھیرے میں آفتاب کی ٹکیہ
حضرت یونس کو بھی مچھلی نے ہڑپ کر لیا

ترجمہ: بہادر اور لیر آدمی گھات سے باہر آگئے ان تمام کے ہاتھ کندھوں پر باندھ دیئے اور صبح سویرے ان کو بادشاہ کے روبرو قیدیوں کی حیثیت سے پیش کیا۔ بادشاہ نے سب کو قتل کرنے کا اشارہ کیا۔ اتفاق سے ان میں ایک جوان بھی تھا' اٹھتی جوانی کا میوہ پک رہا تھا۔ اس کے رخساروں کے باغ کا سبزہ ابھی ابھی اگا تھا۔ وزیروں میں سے ایک وزیر نے بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیا اور سفارش کے لئے چہرہ زمین پر رکھ کر کہا۔ اس نوجوان نے ابھی زندگی کے باغ کا میوہ نہیں کھایا اور جوانی کی نوخیزی سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ حضور آپ کے کرم اور اخلاق سے امید ہے کہ آپ اس نوجوان کا خون معاف کرکے مجھ پر احسان فرمائیں گے۔ یہ بات سن کر بادشاہ نے منہ پھیر لیا اور اس کی بلند رائے کو یہ بات پسند نہ تھی۔

شعر:

بنیاد جس کی ہو بری وہ نیکوں کا اثر قبول نہیں کرتا
نااہل کو تربیت دینا گنبد پر اخروٹ رکھنے کے مترادف ہے

ترجمہ نثر: ان کو ختم کر دینے میں ہی بھلائی ہے۔ ان کے تمام قبیلوں کو بھی جڑ سے اکھاڑ دینا ہی بہتر ہے۔ آگ بجھا دینا اور انگارا چھوڑ دینا یا سانپ کو مار ڈالنا اور سانپ کے بچے کو پالنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

اشعار کا ترجمہ:

1. اگرچہ آسمان سے آب حیات برسے تو تب بھی شاخ بید سے پھل حاصل نہ کر سکے گا۔
2. کمینے شخص کے ساتھ تعلق نہ رکھ کیونکہ پٹ سن سے کبھی شکر نہیں مل سکتی۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں' فطرت کو بدلنا آسان کام نہیں۔ اگر انسان کی فطرت بد ہے تو اس کو بدلنا ناممکن ہے۔ بارش کے لطیف ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ بارش سے بنجر علاقے بھی سرسبز ہو جاتے ہیں اور درختوں کو پھل لگتا ہے لیکن بید کا درخت بارش کے لطیف ہونے کے باوجود پھل نہیں دیتا۔ اس طرح پٹ سن سے شکر حاصل کرنا ناممکن ہے چنانچہ آدمی کو کمینے اور ذلیل شخص کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ ایسے کمینے شخص سے کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں الٹا نقصان ہو سکتا ہے کیونکہ کمینہ شخص فطرتاً بد ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔

ترجمہ نثر: وزیر نے بادشاہ کی بات سنی اور چار و ناچار پسندیدگی کا اظہار بھی کیا بلکہ بادشاہ کی عمدہ رائے کی تعریف بھی کی اور عرض کی کہ خدا آپ کی حکومت کو دوام بخشے۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ اگر بروں کی صحبت میں تربیت پاتا تو انہی کا اثر حاصل کر لیتا اور ان میں سے ایک ہو جاتا لیکن بندہ ناچیز کو امید ہے کہ یہ ابھی بچہ ہے اور لوگوں کے ظالمانہ اور بغاوت کے اطوار سے ابھی واقف نہیں۔ اگر یہ نیکوں کی صحبت میں تربیت پائے گا تو یہ نیک بن جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ تمام بچے دین فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے ماں باپ انہیں یہودی' عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اشعار کا ترجمہ:

1. صحبت بد کی وجہ سے حضرت لوطؑ کی بیوی شان پیغمبری کھو بیٹھی۔

Scanned with CamScanner

2 اصحابِ کہف کا کتا انسان کا درجہ پا گیا کیونکہ وہ نیک لوگوں کے ہمراہ رہا تھا۔
اس کی عرض کی کچھ اور درباری بھی تائید کرنے لگے حتیٰ کہ بادشاہ نے اس لڑکے کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا اور فرمایا' میں اس کی جان معاف کرتا ہوں اگرچہ مجھے اس میں مصلحت نظر نہیں آتی۔

اشعار کا ترجمہ:

1 کیا جاتا ہے کہ زال نے رستم سے کیا کہا تھا۔ دشمن کو حقیر اور کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔
2 میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ چھوٹے سے چشمے کا پانی جب زیادہ ہو گیا تو پھر اونٹ اور سامان کو بہا لے گیا۔

تشریح: زال اور رستم ایران کے دو عظیم طاقتور اور قوی ہیکل پہلوان تھے اس دور میں ان کی طاقت کا کوئی دوسرا دنیا میں نہ تھا۔ زال جو رستم کا باپ تھا اس نے ایک دفعہ اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسی کو کمزور' حقیر اور ناتواں نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات ناتواں اور کمزور شخص بھی بڑا خطرناک حریف ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ مغلوب ہونے کے ڈر سے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح جس طرح ایک چھوٹے سے چشمے کا پانی جب زیادہ ہو جائے تو وہ اونٹ اور سامان کو اپنے ساتھ ہی خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے۔ للہذا انسان کو اپنی طاقت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔

نثر کا ترجمہ: قصہ مختصر لڑکے کو نہایت لاڈ پیار سے پالا گیا اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے کئی ایک استاد مقرر کئے گئے۔ یہاں تک کہ نہایت عمدہ طریقے سے بات کرنا' بات کا جواب دینا اور بادشاہوں کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب سیکھ گیا اور سب لوگ اسے چاہنے لگے۔ ایک مرتبہ وزیر اس کی عادات کے بارے میں بادشاہ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ خردمندوں کی تربیت نے لڑکے پر بڑا اثر کیا ہے اور پرانی جہالت کا اس کی فطرت سے دور کا تعلق بھی نہیں بادشاہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

شعر:

ہوتا ہے بھیڑیے کا بچہ بالآخر بھیڑیا
خواہ آدمیوں کے ساتھ رہ کر ہوا ہو بڑا

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے خصلت بد کی فطرت کو بیان کیا ہے کہ بُرا آدمی صحبت نیکاں سے اچھا نہیں ہو جاتا گو وقتی طور پر وہ سدھر جاتا ہے لیکن جلد ہی وہ فطرت بد کی وجہ سے راہ راست سے ہٹ جاتا ہے اور جس راستے پر وہ پہلے چل رہا ہوتا ہے' دوبارہ اسی راہ باطل پر چل نکلتا ہے اور تمام اچھی باتوں اور نصیحتوں کو بھول جاتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے بد شخص کی مثال کے لئے بھیڑیے کا لفظ استعمال کیا ہے کہ جس طرح بھیڑیے کا بچہ عادتاً' خصلتاً اور فطرتاً بھیڑیا ہی ہوتا ہے خواہ وہ آدمیوں میں کیوں نہ رہ کر بڑا ہوا ہو اسی طرح بد کی خصلت نہیں بدلتی۔

نثر کا ترجمہ: اس بات کو ہوئے دو سال ہو گئے' محل کے اوباش آدمیوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس سے دوستی کا دم بھرنے لگے' یہاں تک کہ موقع ملتے ہی وزیر اور اس کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کر ڈالا اور بہت سا سامان ساتھ اٹھا لے گیا اور چوروں کے غار میں اپنے باپ کی جگہ جا بیٹھا اور سرکش یعنی باغی ہو گیا۔ بادشاہ نے حیرت سے انگلی دانتوں میں داب کر کہا۔

اشعار کا ترجمہ: اچھی تلوار بُرے لوہے سے کیسے بن سکتی ہے۔ اے عقلمند! نااہل تربیت سے عقلمند نہیں بن سکتا۔
بارش جس کی لطافت سے کوئی بھی انکاری نہیں اس کے اثر سے باغ میں گل لالہ اور شور زمین میں گھاس پھونس اگتی ہے۔
شور زمین سنبل نہیں اگا سکتی للہذا اس میں تو بیج اور محنت ضائع نہ کر۔ بُروں کے ساتھ بھلائی کرنا ایسا ہی ہے جیسا نیکوں سے برائی کرنا۔

تشریح: اس حکایت میں شیخ سعدیؒ نے بار بار ان لوگوں کی فطرت نہ بدلے جانے کا ذکر کیا ہے جو فطرتاً عادتاً اور خصلتاً اور ارادتاً بد ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں بُرا آدمی اچھی تربیت سے اچھا انسان نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کی بد فطرت کو بدلا جاسکتا ہے۔ بد شخص کی فطرت اس برے لوہے کی طرح ہے جس سے کبھی بھی اچھی شمشیر نہیں بن سکتی۔ بارش کی لطافت سے ہر اک شخص آگاہ ہے کہ بارش کے اثر سے باغ میں گل لالہ اُگتا ہے۔ راغ میں گھاس پھونس۔ بارش تو زرخیز زمین پر بھی ہوئی اور بنجر زمین پر بھی اس نے چھڑکاؤ کیا' نتیجہ مختلف نکلا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں جس طرح بنجر زمین پر محنت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ملتا ہر کوشش بے سود رہتی ہے اسی طرح نااہل آدمی تربیت سے اچھا انسان نہیں بن سکتا۔ اس کی شخصیت میں نکھار نہیں آسکتا' ہاں شاید بگاڑ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ بد شخص بد سے بھی بدتر ہو سکتا ہے کیونکہ ایسا شخص جذبات اور احساسات سے عاری ہوتا ہے۔ سعدیؒ کے نزدیک بُرے لوگوں سے بھلائی کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیک لوگوں کے ساتھ کوئی برائی کرتا ہے۔ غرض بد کو مارنا اور بد کی ماں کو چھوڑ دینا عقلمندوں کے نزدیک کارِ خیر نہیں دونوں کا قلع قمع ضروری ہے۔

حکایت نمبر5

حکایت سرہنگ زادہ ای را در سرای اغلمش دیدم کہ عقل و کیاستی و فہم و فراستی زاید الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیہ او پیدا:

بالائی سرش ز ہوشمندی می تافت ستارہ بلندی

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد' کہ جمال صورت و کمال معنی داشت و خرد مندان گفتہ اند کہ توانگری بہنر است' نہ بمال و بزرگی بعقل است' نہ بسال۔ ابنای جنس او بر منصب او حسد بردند و بخیانتش متہم کردند و در کشتن او سعی بیفائدہ نمودند' ء دشمن چہ زند چو مہربان باشد دوست؟ ملک پرسید کہ' موجب خصمی اینان در حق تو چیست؟ گفت در سایہ دولت خداوندی' دام ملکہ' ہمگنان را راضی کردم مگر حسود را' کہ راضی نمی شود الا بزوال نعمت من و اقبال و دولت خداوند باد!

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست
بمیر تا برہی' ای حسود کین رنجیست کہ از مشقت آن جز بمرگ نتوان رست

○

شور بختان باآرزو خواہند مقبلان را زوال نعمت و جاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چنان کور' بہتر' کہ آفتاب سیاہ

مشکل الفاظ کے معنی: سرہنگ: سپاہی' فوجی۔ سرہنگ زادہ: سپاہی کا بیٹا۔ بردر: دروازے پر۔ سرای: محل۔ اغلمش: ایران کے ایک بادشاہ کا نام۔ کیاستی: فہم و فراست' عقل و خرد۔ زاید الوصف: بہت زیادہ خوبیاں۔ عہد خردی: لڑکپن کی عمر۔ ناصیہ: پیشانی' ماتھا۔ تمیافت: چمک رہا تھا۔ توانگر: مالدار' امیر۔ متہم کردند: جھوٹا الزام لگانا۔ خصمی: دشمنی۔ حسود: حسد کرنے والے لوگ۔ شور بختاں: بدقسمت لوگ۔ مقبلان: خوش قسمت لوگ۔ شپرہ چشم: چمگادڑ کی آنکھ۔ چشمہ آفتاب: سورج کی ٹکیہ۔ کور: اندھا۔

ترجمہ نثر: میں نے ایک سپاہی کے بیٹے کو اغلمش کے محل کے دروازے پر دیکھا' وہ بہت زیادہ سمجھ دار' عقلمند اور دانا تھا۔

Scanned with CamScanner

بچپن میں ہی اس کی پیشانی سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔
شعر کا ترجمہ: عقل مندی کی وجہ سے اس کے سر پر بلندی کا ستارہ پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔
ترجمہ نثر: المختصر! سپاہی کا بیٹا بادشاہ کو بھا گیا کیونکہ وہ اچھی شکل و صورت کا مالک تھا اور فہم و ادراک بھی رکھتا تھا۔ حکمت والوں کا قول ہے کہ امارت ہنرمندی سے ہے' مال و دولت سے نہیں اور بزرگی عقل سے ہے نہ کہ عمر سے۔ اس کے دوست یا ساتھی اسے کے عہدے سے جلنے لگے اور اس پر خیانت کا جھوٹا الزام لگا دیا اس کو جان سے مار دینے کی کوشش بھی کی جو ناکام رہی۔ دوست مہرباں ہو تو دشمن کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ (ضرب المثل) "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" بادشاہ نے سپاہی کے بیٹے سے پوچھا کہ آخر یہ لوگ تمہارے کیوں دشمن ہیں۔ اس نے کہا' خداوند کریم آپ کی حکومت کو دائمیت نصیب کرے' آپ کے سایۂ شفقت میں میں نے تمام لوگوں کو راضی کیا ہے مگر حاسد راضی نہیں ہوں گے سوائے اس کے کہ مجھے زوال آئے۔
ترجمہ قطعہ: میں تو یہ کر سکتا ہوں کہ کسی کو دکھ نہ دوں' مگر حاسد کا کیا کروں جو اپنی خود ساختہ آگ میں جل رہا ہے۔ اے حاسد تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو مرجائے تاکہ تجھے حسد کی آگ میں جلنے سے رہائی ملے۔ کیونکہ حسد کا عذاب ایسا ہے کہ موت کے سوا اس عذاب سے چھٹکارا نہیں۔

بدبخت لوگ دل و جاں سے چاہتے ہیں کہ خوش بختوں کی دولت اور مرتبے کو زوال آئے۔
اگر چمگادڑ کی آنکھ دن کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کی ٹکیہ کا کیا قصور ہے۔
اور اگر سچ پوچھتے ہو تو ایسی ہزار آنکھیں اندھی ہی بہتر ہیں کہ آفتاب سیاہ ہو جائے۔

تشریح: ان اشعار میں شیخ سعدی نے حاسد انسان کی ذہنی پیچیدگی کو موضوع سخن بنایا ہے کہ حاسد جب حسد کی آگ میں جلتا ہے تو اسے دوسروں کو نقصان دے کر سکون ملتا ہے۔ یہ سکون حاصل کرنے کی غرض سے وہ دوسروں کی بدبختی کے لئے دعائیں مانگتا ہے اور اندر ہی اندر کڑھتا رہتا ہے۔ تخیل میں خوش بختوں کی تباہی و بربادی کو دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے حاسد کو چمگادڑ سے تشبیہ دی ہے۔ اگر چمگادڑ دن کے وقت سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ سکتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے۔ ایسی ہزار آنکھیں اندھی ہی بہتر ہیں جو روشنی ختم ہونے کی جستجو میں رہتی ہیں۔ شاعر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حاسد عذاب حسد میں مبتلا رہیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا خوش بختوں کے ساتھ ہو تو کوئی حاسد ان کا بال تک بیکا نہیں کر سکتا۔

حکایت نمبر 6

حکایت یکی را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بمال رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز نہادہ۔ تابحدی کہ خلق از مکاید فعلش بجہان برفتند و از کربت جورش راہ غربت گرفتند چوں رعیت کم شد ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت' و خزانہ تہی ماند و دشمنان زور آوردند:

ہرکہ فریاد رس روز مصیبت خواہد گو' در ایام سلامت بجوانمردی کوش
بندہ حلقہ بگوش ار ننوازی برود لطف کن' لطف' کہ بیگانہ خود حلقہ بگوش

باری بمجلس او در کتاب شاہنامہ ہمیخواندند' در زوال مملکت ضحاک و عہد فریدون۔ وزیر ملک را پرسید' ہیچ توان دانستن کہ فریدون۔ کہ گنج و ملک و حشم نداشت' چگونہ برو مملکت مقرر شد' گفت آنچنانکہ شنیدی: خلقی برو بتعصب گرد

آمدند و تقویت کردند، پادشاہی یافت وزیر گفت: ای ملک، چون گرد آمدن خلقی موجب پادشاہیست تو مر خلق را چرا پریشان میکنی؟ مگر سر پادشاہی نداری؟

ہمان بہ کہ لشکر بجان پروری — کہ سلطان بہ لشکر کند سروری

ملک گفت: موجب گرد آمدن سپاہ و رعیت چہ باشد؟ گفت، پادشاہ را کرم باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در پناہ دولتش ایمن نشینند۔ وترا این ہر دو نیست:

نکند جور پیشہ سلطانی — کہ نیاید ز گرگ چوپانی
پادشاہی کہ طرح ظلم افگند — پای دیوار ملک خویش بکند

ملک را پند وزیر ناصح موافق طبع نیامد و روی از سخن درہم کشید و بزندانش فرستاد بسی برنیامد کہ بنی عم سلطان بمنازعت خاستند و بمقاومت لشکر آراستند و ملک پدر خواستند قومی کہ از دست تطاول او بجان آمدہ بودند و پریشان شدہ برایشان گرد آمدند و تقویت کردند، تا ملک از تصرف این بدر رفت و برآنان مقرر شد۔

پادشاہی، کو روا دارد ستم بر زیر دست — دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است
بارعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین — زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است

مشکل الفاظ کے معنی: ملوک عجم: غیر عربی بادشاہ یعنی کہ ایران کا بادشاہ۔ حکایت کنندہ: کہانی بیان کرتے ہیں، کرنے والا۔ دست تطاول: ظلم کا ہاتھ یعنی جور و ستم کرنا۔ مکاید: دھوکا دینا۔ کربت: تکلیف۔ جورش: ظلم۔ ارتفاع: محصول، ٹیکس۔ ایام سلامت: امن کا دور۔ ضحاک: ظلم کرنے والا ایرانی بادشاہ۔ حشم: فوج، لشکر۔ چگونہ: اس طرح۔ برد مملکت مقرشد: اسے حکومت مل گئی۔ گرد آمدند: جمع ہونا۔ تقویت کردند: طاقت بہم پہنچائی۔ بجان پروری: دل سے پرورش کرے۔ سروری: طاقت، سرداری، بادشاہت۔ ایمن: امن سے، بے خوف و خطر۔ پای دیوار: دیوار کی بنیاد۔ پند: نصیحت۔ ناصح: نصیحت کرنے والا۔ زندان: قید خانہ، بندی خانہ۔ بنی عم: چچازاد بھائی۔ منازعت: نزاع، جھگڑا۔ مقاومت: مقابلہ۔ تصرف: قبضہ۔ بجان آمدہ بودند: تنگ آئے ہوئے تھے۔ پریشان شدہ: بکھرے ہوئے۔ زیردست: ماتحت، کمزور، ناتواں۔ خصم: دشمن۔ زانک: اس لئے کہ۔ شاہنشاہ عادل: انصاف کرنے والا بادشاہ۔

ترجمہ نثر: ایران کے ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ وہ رعایا کا مال بہ زور طاقت چھین لیتا اور ان پر ظلم و ستم ڈھاتا تھا۔ نوبت یہاں تک آگئی کہ لوگ اس کی نئی نئی کرتوتوں سے تنگ آگئے اور ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور اس کے ظلم و ستم سے بچنے کی خاطر سفر میں نکلے۔ رعایا کم ہو گئی۔ اس سے آمدنی بھی گھٹ گئی۔ خزانہ خالی ہو گیا اور دشمنوں نے قوت حاصل کر لی۔

اشعار کا ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ مصیبت کے دنوں میں کوئی اس کی فریاد سنے تو اس سے کہہ دے کہ بھلے دنوں میں لوگوں سے بھلائی کرے اگر تو غلام پر نوازشات نہیں کرے گا تو وہ وقت پڑنے پر چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اس سے بھلائی کر تاکہ غیر بھی تیرے غلام ہو جائیں۔

تشریح: شیخ سعدی ”کہتے ہیں یہ دنیا غم و خوشی اور دکھ و درد کا امتزاج ہے۔ تغیر سے کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ کبھی انسان خوشی سے سرشار ہوتا ہے، کبھی وہ کسی اپنے کی موت پر نوحہ خواں ہے۔ غرض خوشی و غم کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ انسان کو ایام سلامت میں بہتر کام کرنے چاہئیں۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا چاہیے تاکہ جب وہ خود کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی فریاد پر لوگ دوڑے چلے آئیں۔ آج اگر آپ کسی کو دکھ دیں گے تو کل کہاں آپ کی کوئی سنے گا۔

شیخ سعدی ”کہتے ہیں اگر تو چاہتا ہے غلام تیرے پاؤں چاٹے تو تجھے اس پر غیر معمولی نوازشات کا دروازہ کھولنا ہو گا۔ اس سے اس قدر اچھا سلوک کر تاکہ غیر تیرا حسن سلوک دیکھ کر رام و غلام ہو جائیں۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو تیرا چہیتا غلام

Scanned with CamScanner

بھی وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ جائے گا۔ غرض سعدیؒ اخلاقی اقدار کو زندگی کا وطیرہ بنانے کا درس دیتے ہیں۔

ترجمہ نثر: ایک دن اس کی مجلس میں کتاب شاہنامہ پڑھی جا رہی تھی جس میں ضحاک کی سلطنت کے زوال اور فریدون کے دور کا ذکر تھا۔ وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کہ فریدون کے پاس تو کوئی خزانہ، ملک اور لشکر نہیں تھا۔ اسے سلطنت کس طرح مل گئی۔ بادشاہ نے جواباً کہا جیسا کہ تو نے سنا کہ لوگ تعصب (حمایت) کی وجہ سے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اسے قوت ملی جس سے اس نے بادشاہی حاصل کر لی۔ وزیر نے کہا، اے بادشاہ جب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرنا ہی بادشاہی کا سبب ہے تو پھر لوگوں کو کیوں منتشر کر رہا ہے۔ شاید تو بادشاہی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

شعر کا ترجمہ: بہتر یہی ہے کہ دل و جان سے تُو لشکر کی پرورش کرے کیونکہ بادشاہ لشکر کے بل بوتے پر ہی بادشاہی کرتا ہے۔

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے بادشاہ وقت کو مشورہ دیا کہ تجھے اگر اپنے تخت و تاج کو برقرار رکھنا ہے تو لشکر یعنی اپنی فوج کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر ہر فوجی بادشاہ پر خوش ہو گا تو وہ اپنی جان بادشاہ پر نچھاور کرنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے گا۔ ناراضگی کی صورت میں نہ صرف نظام سلطنت درہم برہم ہو جائے گا بلکہ بادشاہ کے وجود کو دشمن پامال کر دے گا لہٰذا بہتر یہی ہے کہ حکمران طبقہ اپنی رعایا کا خیال رکھے تاکہ بوقت ضرورت لوگ بادشاہ پر مرمٹنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ سلطنت کو بھی دشمن سے بچائیں اور بادشاہ کی بادشاہت کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ نے کہا کہ فوج اور رعایا اپنے پاس جمع کرنے کیا طریقہ ہے؟ اس نے جواباً عرض کیا کہ بادشاہ کو ان لوگوں پر مہربانی کرنی چاہئے تاکہ وہ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور ان پر رحم کرنا چاہئے تاکہ وہ اس کی حکومت کی پناہ میں امن و امان سے رہیں۔ تمہارے پاس یہ دونوں چیزیں نہیں۔

اشعار کا ترجمہ: ظالم آدمی، حکومت نہیں کر سکتا۔ بھیڑیا کبھی بھی گلہ کی رکھوالی نہیں کر سکتا۔ جو بادشاہ ظلم و ستم کرتا ہے، وہ اپنی سلطنت کی بنیاد خود ہی کمزور کر دیتا ہے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کے نزدیک ظالم و سفاک آدمی حکومت کرنے کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ اس کی طبیعت میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ ظلم و ستم کو اپنا حق سمجھتا ہے اسی طرح اگر بھیڑیئے کو بھیڑوں کی نگرانی پر لگا دیا جائے تو کیا وہ چیر پھاڑ نہیں کرے گا۔ ظالم بادشاہ کو شیخ سعدیؒ نے بھیڑیئے سے مشابہ کہا ہے کیونکہ ظاہراً وہ آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن اندر سے درندہ صفت ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت دوسروں کے حقوق کے خون سے اپنے جبڑے خون آلودہ رکھنا اپنا حق سمجھتا ہے۔

جو بادشاہ رعایا پہ ظلم کرتا ہے، وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی خود ہی مارتا ہے۔ مصیبت کے وقت اس کے کوئی کام نہ آئے گا۔ وہ اپنی حکومت کی بنیادیں خود ہی کھوکھلی کر لیتا ہے بالآخر پھر ایک روز وہ ذلیل و خوار ہو کر قصر سلطنت کھو بیٹھتا ہے۔

ترجمہ نثر: ناصح وزیر کی بات بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی اس سے خفا ہو کر اسے بندی خانے میں بند کر دیا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے چچا زاد بھائیوں نے جھگڑا کھڑا کر دیا اور اپنا وراثتی حق مانگا جو لوگ بادشاہ کے ظلم سے تنگ آکر اِدھر اُدھر بکھر گئے تھے، ان کے گرد جمع ہو کر وفاداری کا دم بھرنے لگے اور انہیں قوت بہم پہنچائی حتیٰ کہ ملک کی حکومت ظالم بادشاہ کے ہاتھ سے نکل کر ان کے ہاتھ میں آگئی۔

اشعار کا ترجمہ: جو حاکم اپنے ماتحتوں پر ظلم روا رکھتا ہے، وقت پڑنے پر خیر خواہ بھی دشمن بن جاتے ہیں۔ رعایا سے بھلائی روا رکھ اور دشمن کی جنگ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کیونکہ عادل بادشاہ کی ساری رعایا ہی اس کی فوج ہے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں جو بادشاہ رعایا پر ظلم و ستم ڈھاتا ہے، وہ اپنی تباہی کے گھڑے خود کھودتا ہے کیونکہ جونہی ان کو موقع ملے گا، وہ بادشاہ کے خلاف بغاوت پر جلد آمادہ ہو جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ ان کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کیا جائے، ان پر ہمیشہ نظر الفت ڈالنا چاہئے تاکہ وہ حالت جنگ میں بادشاہ کی مدد

کریں۔ رعایا سے بھلائی کرنے میں ہی بادشاہ کی فلاح ہے۔ یہ دستور ازل ہے کہ ہر ذی شعور عدل پسند بادشاہ کو اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ اس کے لئے لڑ مرنا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔

حکایت نمبر 7

حکایت پادشاهی باغلامی عجمی در کشی نشست غلام دیگر دریا ندیده بود و محنت کشتی نیازموده۔ گریہ و زاری درنهاد و لرزه براندامش ادفتاد۔ چندانکه ملاطفت کردند آرام نمیگرفت و ملک را عیش از و منغص بود' چاره ندانستند حکیمی در آن کشتی بود' ملک را گفت: اگر فرمان دہی من او را بطریق خاموش گردانم' گفت' اگر بکنی غایت لطف و کرم باشد' بفرمود تا غلام را بدریا انداختند۔ باری چند غوطه خورد' مویش گرفتند و به پیش کشتی آوردند بدودست در سکان کشتی آویخت' چون برآمد بگوشه ای بنشست و آرام یافت ملک را عجب آمد' پرسید که درین چه حکمت بود؟ گفت: از اول محنت غرق شدن ناچشیده بود' و قدر سلامت کشتی نمیدانست' همچنین قدر عافیت کسی داند که بمصیبتی گرفتار آید۔

ای سیر' ترا نان جوین خوش ننماید معشوق من است آنکه بنزدیک توزشت
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوز خیان پرس که اعراف بہشت
فرق است میان آنکه یارش در بر تا آنکه دو چشم انتظارش بر در

مشکل الفاظ کے معنی: عجم: ایران' غیر عربی علاقہ۔ غلام عجمی: ایرانی غلام۔ نیازموده: تجربہ نہیں' آزمائش سے نہیں گزرا۔ گریہ و زاری: رونا دھونا۔ درنهاد: رونا شروع کر دیا۔ اندامش: اس کا جسم' اس کا بدن۔ ملاطفت: نرمی برتنا۔ منغص بود: غارت ہو گیا' خراب ہو گیا۔ حکیمی: ایک دانا آدمی۔ بطریقی: ایک طریقہ۔ غایت: بہت۔ بدریا انداختند: دریا میں ڈال دیا۔ باری: ایک بار۔ مویش: بال۔ سکان کشتی: کشتی کا چپوار یعنی پچھلا حصہ۔ ناچشیده: نہیں چکھا تھا۔ عافیت: خیریت۔ نان جویں: جو کی روٹی۔ زشت: بُرا' بدشکل۔ حوران بہشتی: بہشتی حوریں۔ مقام اعراف: جنت اور دوزخ کے درمیاں ایک جگہ کا نام ہے۔ دربر: آغوش' پہلو میں۔ دو چشم انتظارش: انتظار کرتی دو آنکھیں۔ بردر: دروازے پر۔

ترجمہ نثر: ایک بادشاہ ایک ایرانی غلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا غلام نے پہلے کبھی دریا کی سیر نہ کی تھی اور نہ ہی کشتی پر سمندری سفر کرنے کا تجربہ تھا۔ اس نے رونا دھونا شروع کر دیا اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اسے دلاسا دیا گیا مگر وہ چپ نہ ہوا بادشاہ کا لطف خراب ہو گیا۔ کوئی چارہ کار سمجھ نہ آتا تھا۔ ایک عقل مند بھی کشتی میں سوار تھا' وہ بادشاہ سے کہنے لگا اگر آپ حکم دیں تو میں اس کو ایک طریقے سے چپ کرا دوں گا۔ بادشاہ نے کہا' اگر ایسا کریں تو یہ نہایت لطف کی بات ہے۔ دانا نے حکم دیا کہ اسے دریا میں ڈال دیا جائے جب وہ چند غوطے کھا چکا تو اسے بالوں سے پکڑ کر کشتی کے قریب لایا گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے کشتی کے چپوار سے لٹک گیا باہر آیا تو کشتی کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ بادشاہ حیران ہوا' پوچھا اس میں کیا حکمت پوشیدہ تھی۔ دانا نے کہا کہ اس سے پہلے یہ ڈوب جانے کی مصیبت سے آگاہ نہ تھا اور نہ ہی کشتی کی سلامتی سے واقف تھا۔ عافیت کی قدر وہی جانے جو مصیبت جھیل چکا ہو۔

اشعار کا ترجمہ:

تجھے نہیں بھاتی جو کی روٹی اے سیر شکم انساں
جسے تو بُرا سمجھے میرے نزدیک ہے وہ مہماں

Scanned with CamScanner

حوران بہشت کے لئے مقام اعراف دوزخ ہے
دوزخیوں کے لئے یہی مقام فلاح ہے
فرق ہے ان کے درمیاں جس شخص کا یار پہلو میں ہے
اور جس کی دو آنکھیں محو انتظار ہیں اور دروازے پر لگی ہیں

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا رہا ہو وہی آرام و سکون کا قدردان ہوگا جس شخص نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوگا اسے جو کی روٹی کب اچھی لگے گی۔ بھوکے شخص کے لئے جو کی روٹی ہی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے وہ اسی سے اپنا پیٹ بھر کر خوش ہو جائے گا۔ دوسرے شعر میں شیخ سعدیؒ نے مقام اعراف کی اہمیت و وقعت کو بیان کیا ہے۔ جو دوزخیوں کے لئے جنت سے کم نہیں۔ اعراف عرف کی جمع ہے ہر اونچی زمین کو عرب میں عرفہ کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ "یہ ایک اونچی جگہ ہے جنت اور دوزخ کے درمیان جہاں کچھ لوگ روک دیئے جائیں گے۔"

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ "ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہو گی اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے' وہ لوگ ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ السلام علیکم! ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہ ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں اہل دوزخ پر جا پڑیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے۔" (سورہ اعراف آیت 46-47)

شیخ سعدی کہتے ہیں کہ حوروں کے لئے مقام اعراف ہی دوزخ ہے اور دوزخیوں کے لئے مقام اعراف ہی جنت ہے۔

آخر میں شاعر کے نزدیک انتظار کے لمحات بڑے کٹھن ہوتے ہیں۔ حدیث بھی ہے: اَلَا اِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوتِO "انتظار کی شدت موت سے بدتر ہے۔" جس کے پہلو میں یار ہو' وصل یار سے لطف اٹھا رہا ہو اسے ہجر و فراق کے معانی کا کیا پتا؟ اسے جدائی کے صدمے کا کیا اندازہ؟ جو انتظار کی آگ میں جھلس رہا ہو' وہی انتظار کی کیفیت محسوس کرتا ہے کہ بن یار کے زندگی میں کوئی رنگ نہیں۔ غرض ان تین اشعار کے ذریعے شیخ سعدیؒ نے قاری کو یہ باور کروایا ہے کہ جس کسی کو کوئی معاملہ پڑے گا' وہی اس کی خلش اور دکھ کو محسوس کر سکتا ہے۔

حکایت نمبر 8

حکایت ہرمز را گفتند وزیران پدر راچہ خطا دیدی کہ بند فرمودی؟ گفت خطای معلوم نکردم ولیکن دیدم کہ مہابت من در دل ایشان بیکران است و بر عہد من اعتماد کلی ندارند ترسیدم از بیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند۔ پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند۔

از آن کز تو ترسد بترس' ای حکیم — وگر با چنون صد بر آئی بجنگ
نہ بینی کہ چون گربہ عاجز شود — بر آرد بہ چنگال چشم پلنگ؟
از آن مار بر پای رائی زند — کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ

مشکل الفاظ کے معنی: ہرمز: ایران کا ایک بادشاہ' نوشیراں کا بیٹا۔ وزیران پدر: باپ کے وزیر۔ خطا: غلطی' قصور۔ دیدی: دیکھی۔ بند فرمودی: قید کر دیا۔ مہابت: خوف' ڈر۔ بی کرانست: بہت زیادہ۔ برعہد من: میرے وعدے پر۔ اعتماد کلی: مکمل اطمینان و بھروسہ۔ بیم: ڈر' خوف۔ گزند: نقصان۔ آہنگ: ارادہ۔ ہلاک من: مجھے ہلاک کر دیں۔ کار بستم: میں نے عمل کیا۔ ترسد: ڈرتا ہے۔ بترس: تو بھی ڈر۔ برپای: پاؤں پر۔ رائی: چرواہا' گڈریا۔ نبینی: نہیں دیکھتا۔ گربہ: بلی۔ پنجگال: پنجے۔ پلنگ: چیتا۔

ترجمہ نثر: ہرمز سے لوگوں نے استفسار کیا کہ تو نے اپنے باپ کے وزیروں کا کیا قصور دیکھا کہ ان کو جیل میں ڈال دیا۔ کہنے لگا' میں نے قصور تو نہیں دیکھا لیکن یہ محسوس ہوا کہ ان کے دل میں میرا خوف و ہیبت ہے اور وہ میرے وعدے پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ اس لئے میں ڈرا کہ کہیں وہ اپنے نقصان کے خوف سے مجھے مار ڈالنے کا ارادہ نہ کر بیٹھیں۔ لہٰذا میں نے خردمندوں کے قول پر عمل کیا جنہوں نے کہا ہے۔

اشعار کا ترجمہ: اے سمجھ دار آدمی جو تجھ سے ڈرتا ہے تو بھی اس سے ڈر خواہ تو اس جیسے سینکڑوں سے لڑائی میں غالب آ جائے۔ سانپ اس لئے چرواہے کے پاؤں پر کاٹتا ہے' وہ خود ڈرتا ہے کہ چرواہا پتھر سے اس کا سر کچل دے گا۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ جب بلی عاجز ہو جاتی ہے تو اپنے پنجے سے چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ دشمن کو کمزور سمجھنا نادانی ہے۔ عقل مندی کی نشانی یہ ہے کہ دشمن پر نگاہ رکھی جائے۔ اگر وہ ڈرتا ہے تو اس سے خود بھی ڈرنا چاہئے اور اپنے آپ کو بچائے رکھنا چاہئے کیونکہ خوف انسان کو بہادر بنا دیتا ہے۔ مارے ڈر کے انسان خود بھی کسی کو مارنے کا ارادہ کر بیٹھتا ہے۔ سانپ بھی صرف اپنے مارے جانے کے خوف سے چرواہے کے پاؤں پر کاٹتا ہے کہ نہ یہ حرکت کرے اور نہ ہی یہ کوئی پتھر اٹھا کر میرا سر کچل دے۔

نہ ہو گا بانس نہ بجے بانسری! یہ اسی طرح ہے جس طرح دبی ہوئی بلی چیتے پر حملہ کرنے سے نہیں گھبراتی۔ بلی اور چیتے کا کیا مقابلہ؟ صرف خوف کی وجہ بلی حملہ کر دیتی ہے اور اپنی جان کی حفاظت کرتی ہے۔ اقبال "اسرار خودی" میں لکھتے ہیں

ناتواں خود را اگر رہرو شمرد
نقد جان خویش با رہزن سپرد

جب مسافر اپنے آپ کو کمزور سمجھتا ہے تو وہ اپنی جان کی نقدی بھی راہزن کے سپرد کر دیتا ہے۔

شیخ سعدیؒ کے نزدیک دشمن پر نگاہ رکھنا عقل مندی ہے۔ دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہی زندگی ہے۔ اب یہ بھی نہیں کہ انسان ہر وقت اپنے دشمن سے خائف رہے۔ دشمن تو عزیز ہوتے ہیں' ان کی وجہ سے تو زندگی کے بازار میں رونق ہوتی ہے۔ بہر حال انسان باہمت ہو تو راستے کی ہر رکاوٹ پانی کی مانند بہہ جاتی ہے جیسے سیلاب کے سامنے پستی اور بلندی کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

حکایت نمبر9

حکایت یکی از ملوک عرب رنجور بود' در حالت پیری' و امید زندگانی قطع کردہ' کہ سواری از در در آمد و بشارت داد کہ' فلان قلعہ را بدولت خداوند کشادیم و دشمنان اسیر آمدند' و سپاہ و رعیت آن طرف بھمگی مطیع فرمان گشتند' ملک نفسی سرد بر آورد و گفت: وارثان ملک مرا بشارت دہ:

درین امید بسر شد' دریغ عمر عزیز — کہ آنچہ در دلم است از درم فراز آید
امید بستہ بر آمد ولی چہ فائدہ زانک — امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

○

کوس رحلت بکوفت دست اجل — ای دو چشم' وداع سر بکنید
ای کف دست و ساعد و بازو — ہمہ تو دیع یک دگر بکنید
بر من او فتادہ دشمن کام — آخر' ای دوستان' گذر بکنید

روزگارم شد بہ نادانی من نکردم' شما حذر بکنید

مشکل الفاظ کے معنی: یکی از ملوک عرب: عرب بادشاہوں میں سے ایک۔ رنجور: بیمار۔ حالت پیری: بڑھاپے کی حالت۔ امید زندگانی: زندگی کی امید۔ قطع کردہ: ختم ہو گئے یعنی مایوس ہونا۔ سواری از در آمد: دروازے سے ایک سوار آگیا۔ بشارت داد: خوشخبری دی۔ کشادیم: مسخر کر لیا' کھول دینا۔ سپاہ: فوج۔ رعیت: رعایا۔ بجملگی: مکمل طور پر' تمام کے تمام۔ مطیع فرمان: حکم کے پابند۔ نفسی سرد بر آورد: ٹھنڈی آہیں بھرنا۔ مژدہ: خوشی کی خبر۔ وارثان مملکت: ملک کے وارث۔ بسر شد: گزر گئی۔ دریغ: افسوس۔ از درم فراز آید: مراد پوری ہو جائے۔ امید بستہ: جو امید بندھی ہوئی تھی۔ باز آید: واپس آئے۔ کوس رحلت بکوفت: موت کا منظر' کوچ کا نقارہ بجنا۔ حذر: پرہیز۔ کف دست: ہاتھ کی ہتھیلی۔ ساعد: کلائی۔ تودیع: الوداع کرنا' رخصت کرنا۔

ترجمہ نثر: عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بیمار تھا اور بڑھاپے کی حالت میں تھا۔ زندگی کی امید سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا کہ ایک سوار دروازے سے اندر داخل ہوا اور خوش خبری دی کہ بادشاہ سلامت آپ کا اقبال بلند ہو' ہم نے فلاں قلعہ فتح کر لیا ہے اور دشمن کو قید کر لیا ہے اور وہاں کی فوج اور رعایا تمام لوگوں نے اطاعت کا جام نوش کر لیا ہے۔ بادشاہ نے سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا' یہ خوش خبری میرے لئے نہیں بلکہ مملکت کے وارثوں یعنی میرے دشمنوں کے لئے ہے۔

اشعار کا ترجمہ: صد افسوس کہ عمر اس امید پر ختم ہو گئی کہ دل کی مراد پوری ہو جائے۔ دل کی تمنا تو بھر آئی پر کیا فائدہ؟ عمر گزر گئی اور زندگی کی واپسی کی امید نہیں۔

تشریح: ان اشعار میں شاعر نے زندگی کی حقانیت کو زیب قرطاس کیا ہے کہ زندگی عارضی چیز ہے۔ کسی وقت بھی فرشتہ اجل اس کا قلع قمع کر سکتا ہے۔ انساں امید کے سہارے زندگی گزار دیتا ہے کہ کبھی نہ کبھی تو دلی خواہش پوری ہو جائے گی۔ اگر دل کی مراد اس وقت پوری ہو جب انسان بستر مرگ پر ہو تو ایسی آرزو کی تکمیل انساں کے لئے خوشی کا باعث نہیں بن سکتی۔

جب زندگی کا سورج غروب ہونے کے قریب ہو کاہے کی زندگی کی لطافت اور کاہے کی حلاوت زندگانی۔ جب عمر ہی بیت گئی ہو' خوشی کا راس نہ آنا فطری امر ہے کیونکہ آخری ایام میں دنیاوی خواہشات کا حصول فرد کے لئے خس و خاشاک کی طرح ہے وہ تو صرف اب خدا کی خوشنودی چاہتا ہے کیونکہ نادانی میں گزری ہوئی زندگی کو سنوارنے کا یہی موقع ہوتا ہے۔ اگر یہ بھی نکل گیا تو سمجھیں آدمی واصل جنہم ہو گیا۔ اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہی متصور زندگی ہونا چاہیے۔

اشعار کا ترجمہ: موت کے ہاتھ نے نقارہ بجا دیا ہے۔ اے میری آنکھوں میرے سر کو رخصت کر دو یعنی الوداع کر دو۔ اے ہاتھ کی ہتھیلی' کلائی اور بازو تم سب ایک دوسرے کو الوداع کہہ دو۔ اے دوستو میرے پاس سے گزر کر دیکھو کہ میں کس طرح دشمنوں کی خواہشوں کے مطابق گرا پڑا ہوں۔

میری زندگی تو نادانی میں گزر گئی' میں نے احتیاط سے کام نہیں لیا' تم ضرور احتیاط کرنا۔

تشریح: ان اشعار میں سعدیؒ نے انسانی جسم کو ایک مشین قرار دیا ہے کہ اگر ایک پرزہ بھی خراب ہو جائے تو مشین ناکارہ ہو جاتی ہے۔ جسمانی اعضاء اگر ساتھ چھوڑ جائیں تو بدن مردہ ہے۔ پنڈت چکبست نارائن نے بھی کہا تھا

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ موت جب اپنا نقارہ بجا دے تو ہر طرف حسرت و یاس کی فضاء ہوتی ہے۔ موت کے آنکھوں میں جادوئے نیستی ہے جب وہ رخت ہستی کے پرزے اڑا دیتی ہے' پھر تمام جسمانی اعضاء ایک دوسرے کو الوداع کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ بادشاہ کی زبانی شاعر کہلواتا ہے کہ میرے اعضاء ناکارہ ہو رہے ہیں یعنی موت آنے والی ہے اور ہاں تم بھی موت سے بچ نہ سکو گے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں' اپنی عمر نادانی میں نہ گزارنا' اپنے پیدا کرنے والے سے دل لگانا۔ میں نے تو عمر بیوقوفی میں گزار دی ہے۔ تم احتیاط سے اپنی زندگانی گزارنا۔ میری زندگی کو سامنے رکھنا اور عبرت پکڑنا۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر 10

حکایت بربالین تربت یحیی پیغمبر علیہ السلام معتکف بودم، در جامع دمشق، کہ یکی از ملوک عرب کہ بہ بی انصافی منسوب بود، اتفاقا بزیارت آمد و نماز کرد و حاجت خواست۔

درویش و غنی بندہ این خاک درند و آنانکہ غنی تراند محتاج تراند

آنگہ مراگفت: از آنجا کہ ہمت درویشانست و صدق معالمت ایشان خاطری ہمراہ من کنید کہ از دشمنی صعب اندیشناکم، گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن، تا از دشمن قوی زحمت نہ بینی:

بہ بازووان توانا و قوت سر دست خطاست پنجہ مسکین ناتوان بشکست
نترسد آنکہ برافتادگان نبخشاید کہ گر ز پای در آید کش نگیرد دست؟
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست
زگوش پنبہ برون آرو داد خلق بدہ دگر تو می ندہی داد، روز دادی ہست

○

بنی آدم اعضای یک دیگراند کہ در آفرینش زیک جوہراند
چو عضوی بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار
تو، کز محنت دیگران بیغمی نشاید کہ نامت نہند آدمی!

مشکل الفاظ کے معنی: بربالین: سرہانے پر۔ تربت: قبر۔ معتکف: اعتکاف میں۔ منسوب: معروف، مشہور۔ حاجت خواست: مراد کے لئے دعا منگوانا۔ درویش: فقیر۔ صدق: سچائی۔ معالمت: معاملات۔ صعب: سخت دشوار، مشکل۔ اندیشناکم: میں ڈر رہا ہوں، خوف محسوس کر رہا ہوں۔ گفتمش: میں نے اس سے عرض کیا۔ رعیت ضعیف: کمزور رعایا یعنی بدحال لوگ۔ بازوان توانا: طاقت ور بازو۔ خطاست: غلطی ہے، قصور ہے۔ پنجہ مسکین: کمزور و نحیف کا پنجہ۔ نترسد: خوف نہیں ہے۔ افتادگان: مصیبت زدہ لوگ۔ زپای در آید: رتبہ نہ رہنا، گرے ہوئے بے بس لوگ۔ تخم: بیج۔ چشم نیکی داشت: نیکی کی آرزو رکھے۔ بیہدہ: فضول۔ آفرینش: تخلیق، پیدائش۔ زیک گوہرند: ایک ہی موتی یا گوہر سے تعلق ہو۔ روزگار: زمانہ۔ محنت دیگراں: دوسروں کی تکلیف۔ نشاید: ناشائستہ، زیب نہیں دیتا۔ نامت: تیرا نام گرامی۔

ترجمہ نثر: میں دمشق کی جامع مسجد میں پیغمبر خدا حضرت یحییٰ کی قبر کے سرہانے اعتکاف میں بیٹھا تھا کہ عرب کے بادشاہوں میں سے ایک جو بے انصافی کی بنا پر مشہور تھا، اتفاق سے زیارت کے لئے آیا۔ اس نے نماز پڑھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔

اشعار کا ترجمہ: امیر اور غریب سب اسی کے در پر آتے ہیں۔ جو زیادہ مالدار ہیں، وہ دعاؤں کے زیادہ طلب گار ہوتے ہیں۔

تشریح: بزرگان دین کے مزاروں پر لوگ حاجت روائی کے لئے جاتے ہیں۔ سب امیر غریب ان آستانوں کا رخ کرتے ہیں کیونکہ ہر آدمی کی کوئی نہ کوئی خواہش ہوتی ہے جس کی وہ تکمیل چاہتا ہے۔ خدا کے نیک بندوں کے در پر آکر خدا سے عرض کرتا ہے کہ یا خدایا ان اپنے نیک بندوں کے طفیل میری آرزو کو ثمرآور کر دے۔ سعدی" کہتے ہیں، غریب تو بزرگوں کے مزارات پر آتے ہی ہیں مالدار اور تونگر حضرات کچھ زیادہ ہی ان مزارات کا رخ کرتے ہیں کیونکہ ان کی خواہشات اور حاجات زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ مالدار ہو کر بھی مفلس رہتے ہیں کیونکہ ان کی طبیعت میں حرص و ہوا اور طمع و لالچ زیادہ ہوتا ہے۔ دنیاوی

دولت سے مالامال لوگ خدا کے یہاں سب سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ وہ ناگہانی آفت کے خوف سے خدا کے حضور زیادہ دعائیں کرتے ہیں' مبادا نقصان نہ ہو جائے۔

ترجمہ نثر: پھر اس نے مجھ سے کہا کہ درویشوں کی دعا میں تاثیر ہوتی ہے اور ان کے معاملے میں صداقت ہوتی ہے۔ میری طرف کچھ توجہ کیجئے کیونکہ میں ایک خطرناک دشمن سے خوف محسوس کر رہا ہوں۔ میں نے کہا' کمزور رعایا پر رحم کر تاکہ تجھے طاقت ور دشمن سے نقصان نہ پہنچے۔

اشعار کا ترجمہ: طاقتور بازوؤں اور سخت پنجے سے کسی کمزور و ناتواں آدمی کا پنجہ توڑنا غلطی ہے۔ جو آدمی کمزور گرے پڑے لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ خود گرے گا تو کوئی اسے سہارا نہ دے گا جس شخص نے بدی کا بیج بویا اور وہ نیکی کی امید رکھے اس کا خیال محض خیالی پلاؤ ہے اور باطل فکر میں مبتلا رہا۔

تجھے اپنے کان سے روئی نکال کر لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے' اگر تو انصاف نہ کرے گا تو پھر عدل و انصاف کا ایک دن مقرر تو ہے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کے نزدیک طاقتور کا کمزور کو تنگ کرنا غلطی ہے۔ جو شخص نحیف اور کمزور و ناتواں پر ظلم کرے گا وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ جب وہ کبھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو گا تو کوئی بھی اس کو سہارا نہیں دے گا۔ وہ لاچار و ناچار ہو جائے گا۔ اس نے خود ہی بدی کا بیج بویا تھا' اس کے حصے میں بھی بدی کا پھل ہی آئے گا۔ نیکی کے پھل تک رسائی اس کے بس کی بات نہ ہو گی۔ بُرا آدمی کسی کے ساتھ برائی کرے' پھر اس سے نیکی کی امید رکھے۔ یہ نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسا انسان صرف خوش فہمی میں مبتلا رہا کہ وقت پڑنے پر لوگ ساتھ دیں گے یہ اس کی باطل فکر ہے' بدگمانی ہے۔

شیخ سعدیؒ بادشاہ کو مشورہ دیتے ہیں کہ فطرت بد رکھنے والے لوگ طاقت کے نشے میں چور ہو کر ناتواں لوگوں پر ہر وقت ظلم کی تلوار لٹکائے رکھتے ہیں۔ وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ایک دن ہمیں بھی اپنے اعمال کا حساب دینا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ انصاف کر' عدل کا راستہ اختیار کر۔ اگر تو نے عدل و انصاف قائم نہ کیا تو پھر اک دن ایسا آئے گا جب لوگ تیرا گریبان پکڑیں گے اور اپنے خدا سے تیرے ظلم کا بدلہ مانگیں گے۔ یہ دن مقرر ہے' یہ دن ضرور آئے گا۔

اشعار کا ترجمہ: بنی آدم ایک دوسرے کے اعضاء ہیں کیونکہ سب کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ اگر ایک عضو چوٹ لگنے سے بے قرار ہو تو پھر دوسرے کو کیسے قرار آئے گا۔ جو دوسرے کی تکلیف کو دیکھ کر بے حسی کا مظاہرہ کرتا ہے' اسے آدمی کے نام سے پکارنا درست نہیں ہے۔

تشریح: اس عالم دہر میں تمام انسانوں کی تخلیق ایک ہی جوہر سے ہوئی یعنی تمام انسان آگ' مٹی' ہوا' پانی سے تخلیق کئے گئے۔ اس لئے سب کی نمود کا ایک ہی جوہر ہے۔ ان کی بنیاد ایک ہے۔ تمام بنی آدم ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر کسی ایک عضو جسم کو تکلیف ہو تو تمام اعضائے جسمانی بے قرار و بے چین ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک انسان کا دکھ پوری انسانیت کا دکھ ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی اپنی کتاب بانگ درا میں "شاعر" کے عنوان کے تحت اسی مفہوم کو یوں بیان کیا ہے کہ جب جسم کے کسی بھی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور آنکھ سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں ؎

مبتلائے درد کوئی عضو ہو' روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

غرض اگر کوئی انسان دوسرے انسان کی تکالیف کا احساس نہیں کرتا تو آدمی نہیں وہ کمال انسانیت سے گر جاتا ہے۔ ایسے آدمی کو انسان کہنا بھی زیب نہیں دیتا۔ انسان تو پیدا ہی محبت اور الفت کے لئے کیا گیا ہے۔

یاد رہے شیخ سعدیؒ کے ان اشعار کا ترجمہ اقوام متحدہ کی عمارت کی دیوار پر لکھا ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر11

حکایت درویشی مستجاب الدعوۃ در بغداد پدید آمد۔ حجاج یوسف را خبر کردند۔ بخواندش و گفت: دعای خیری بر من بکن۔ گفت: خدایا جانش بستان۔ گفت از بہر خدا، ایں چہ دعاست؟ گفت دعای خیراست ترا و جملہ مسلمانانرا:

ای زبردست زیر دست آزار گرم تا کی بماند این بازار؟

بچہ کار آیدت جہانداری؟ مردنت بہ کہ، مردم آزاری

مشکل الفاظ کے معنی: مستجاب الدعواۃ: وہ شخص جس کی دعا قبول ہوتی ہو۔ دربغداد: بغداد عراق کے شہر کا نام ہے، بغداد میں۔ پدید آمد: نمودار ہوا، پہنچا، ظاہر ہوا، آیا۔ بخواندش و گفت: اس کو بلایا اور کہا۔ دعای خیری بر من: میرے لئے دعائے خیر کرنا۔ خدایا جانش بستان: اے خدا! اس کی جان لے لے۔ از بہر خدای: خدا کے لئے۔ زیردست: کمزور، نحیف۔ تاکی بماند گرم: کب تک حرارت میں رہے گا۔ بچہ کار آیدت: تیرے کس کام کی۔ جہانداری: حکومت۔ مروفت: تیرا مرجانا۔ مردم آزاری: لوگوں کو پریشان کرنا۔

ترجمہ نثر: بغداد میں ایک بزرگ جس ی دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی تھی، آنکلا۔ حجاج بن یوسف کو اطلاع دی گئی اس نے درویش کو بلایا اور کہا کہ میرے لئے دعائے خیر کہو۔ فقیر نے کہا، اے خدا اس کی جان لے لے۔ حجاج نے کہا، خدا کے لئے یہ کیسی دعا ہے۔ درویش نے کہا، یہ تیرے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے حق میں بہترین دعا ہے۔

اشعار کا ترجمہ: کمزوروں کو تنگ کرنے والے اے طاقتور تو کب تک یہ ظلم کا بازار گرم رکھے گا۔ یہ حکومت تیرے کس کام کی، لوگوں کو تنگ کرنے سے تیرا مرجانا ہی بہتر ہے۔

تشریح: ان اشعار میں شیخ سعدیؒ نے ظلم و بربریت کی مذمت کی ہے۔ ظالم اور سفاک کی ریشہ دوانیوں کو نشانہ ملامت بنایا ہے اور کہا ہے اے ظالم تو کب تک لوگوں پر ظلم ڈھاتا رہے گا۔ ایک نہ ایک دن یہ سلسلہ بند ہو جائے گا کیونکہ سفاکی نظام ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ یہ تیرا حکومتی رعب و دبدبہ تیرے کام نہیں آسکتا۔ تجھے اپنے سفلہ انداز چھوڑنے ہوں گے۔ درویش کی زبانی شیخ سعدیؒ کہتے ہیں، میرے نزدیک تیرا جلد مرجانا انسانیت کے لئے سکون کا باعث ہے اور ہاں لوگ تیرے ظلم سے بھی بچ جائیں گے اور روز محشر تو بھی خدا کے سامنے زیادہ شرمندہ نہ ہو گا۔

یاد رہے "حجاج بن یوسف" مسلمانوں کے ایک بڑے جرنیل ہو گزرے ہیں۔ ان کی تلوار سے دنیائے عالم میں اسلام پھیلا۔ مؤرخ حجاج کو مسلمانوں کا خیرخواہ بھی کہتے ہیں اور دشمن بھی کیونکہ اس نے کئی صحابہؓ کو خانہ کعبہ میں شہید کر دیا تھا۔ خدا کے گھر کی حرمت کا بھی خیال نہ رکھا۔ سعدیؒ بھی اسی لئے اس کو سفاک اور ظالم کہتے ہیں۔

48

حکایت نمبر12

حکایت یکی از ملوک بی انصاف پارسائی را پرسید کہ از عبادتھا کدام فاضل تراست؟ گفت ترا خواب نیم روز تا در آن یک نفس خلق را نیازاری:

ظالمی را خفتہ دیدم نیمروز گفتم، این فتنہ است خوابش بردہ بہ

وانکہ خوابش بہتر از بیداری است آن چنان بد زندگانی مردہ بہ

مشکل الفاظ کے معنی: پُرسید: پوچھا۔ پارسائی: نیکی' متقی آدمی کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے۔ عبادتہا کدام: کون سی عبادت۔ فاضل ترست:؛ زیادہ قبولیت کا درجہ رکھنے والی' فضیلت والی۔ خواب نیم روز: دوپہر کا سونا۔ یک نفس: ایک لمحہ۔ نیازاری: تو تنگ نہ کرنا' تو تکلیف نہ پہنچا۔ ظالمی: ظالم۔ خفتہ: سویا ہوا۔ خوابش بردہ: اس کو نیند آگئی یعنی وہ سو گیا۔ بد زندگانی: بُری حیات۔ مردہ بہ: مرجانا اچھا ہے۔

ترجمہ نثر: ایک بے انصاف بادشاہ نے کسی نیک آدمی سے پوچھا کہ عبادتوں میں سب سے افضل عبادت کون سی ہے؟ اس نے کہا' تیرا دوپہر کے وقت سو جانا تاکہ تو ان چند لمحات میں خلق خدا کو کم از کم ستا تو نہ سکے۔

اشعار کا ترجمہ: میں نے دوپہر کے وقت ایک ظالم کو سوئے دیکھا۔ میں نے کہا' یہ فتنہ ہے اس کا سونا ہی بہتر ہے۔ جس آدمی کا سونا اُس کے جاگنے سے بہتر ہو ایسا بُرا آدمی مر ہی جائے تو بہتر ہے۔

تشریح: ان اشعار میں شیخ سعدیؒ نے ظالم بادشاہ کی ظلمت کو موضوع سخن بناتے ہوئے کہا ہے کہ اے ظالم و سفاک آدمی تیرا دوپہر کو سونا بہتر ہے تاکہ رعایا کچھ دیر کے لئے تیرے ظلم سے بچ جائے یعنی کہ جو لوگ تیرے جور و ستم کا شکار ہوتے ہیں' انہیں سکون کے چند لمحات میسر آسکیں۔ تیرے سونے میں رعایا کا بھلا ہے اور ہاں اس میں تیرے لئے بھی فلاح کا عنصر ہے کیونکہ تو جاگتے میں ظلم کرکے اپنے لئے دوزخ کا سامان پیدا کر رہا ہے۔ اگر کچھ دیر کے لئے تو سو جائے گا تو ان لمحات میں تُو ظلم نہ کر سکے گا لہٰذا تیرے لئے بہتر عبادتے یہی ہے کہ دوپہر کے وقت سو جایا کر۔

دوپہر کو سونا سنت رسول ﷺ بھی ہے شاید سعدیؒ کے ذہن میں یہ ہو کہ اگر وہ اس سنت پر عمل کرے گا تو ہو سکتا ہے اس کے کردار میں بہتری کا پہلو پیدا ہو جائے اور وہ آتش دوزخ سے بچ سکے۔

حکایت نمبر 13

حکایت یکی از ملوک را شنیدم کہ' شبی در عشرت روز کردہ بود و در پایان مستی ہمی گفت:

مارا بجہان خوشتر از ایں یکدم نیست　　کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

درویشی برہنہ بسرما بردن خفتہ بود و گفت:

ای آنکہ باقبال تو در عالم نیست　　گیرم کہ غمت نیست' غم ماہم نیست

ملکے را خوش آمد صرہ ہزار دینار از روزن بیرون داشت کہ دامن بدار' ای درویش' گفت: دامن از کجا آرم؟ کہ جامہ ندارم۔ ملک را بر حال ضعیف او رقت زیادت گشت' خلعتی برآن مزید کرد و پیشش فرستاد۔ درویش مرآن نقد و جنس را باندک زمان بخورد و پریشان کرد و باز آمد:

قراء بر کف آزادگان نگیرد مال　　نہ صبر در دل عاشق' نہ آب در غربال

در حالتی کہ ملک را پروای او نبود حال بگفتند' بہم برآمد و روی از و درہم کشید' و ازینجا گفتہ اند اصحاب فطنت و خبرت کہ' از حدت و صولت پادشاہان بر حذر باید بودن کہ غالب ہمت ایشان بمعظمات امور مملکت متعلق باشد و تحمل ازدہام عوام نکنند:

حرامش بود نعمت پادشاہ　　کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

مجال سخن تا نہ بینی ز پیش　　بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش

گفت ایں گدای شوخ مبذر را کہ چندان نعمت بچندین مدت برانداخت' برانید' کہ خزینہ بیت المال لقمہ

مساکین است، نہ طعمہ اخوان الشیاطین!!

ابلہی کو روز روشن شمع کافوری نہد   زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یکی از وزرای ناصح گفت: ای خداوند، مصلحت آن بینم کہ چنین کسان را وجہ کفاف بتفاریق مجری دارند، تا در نفقہ اسراف نکنند، اما آنچہ فرمودی از زجر و منع، مناسب سیرت ارباب ہمت نیست۔ یکی را بلطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خستہ کردن:

بروی خود در طماع باز نتوان کرد   چو باز شد، بہ درشتی فراز نتواں کرد

کس نبیند کہ تشنگان حجاز   بر لب آب شور گردآیند

ہر کجا چشمہ بود شیریں   مردم و مرغ و مور گردآیند

مشکل الفاظ کے معنی: یکی: ایک۔ ملوک: ملک کی جمع یعنی بادشاہ۔ شبی: ایک رات۔ در عشرت: ناچ گانے میں، عیش و عشرت میں۔ خوشتر: اچھا، خوب۔ درپایان مستی: مدہوشی کی حالت میں انتہائی مست۔ اندیشہ: خطرہ۔ بسرما: سردی میں۔ خفتہ بود: سویا ہوا تھا۔ در عالم: دنیا میں۔ گیرم: میں نے تسلیم کر لیا، میں نے مان لیا۔ غمت نیست: اپنا غم نہیں۔ غم ماہم نیست: ہمارا غم بھی نہیں۔ صرہ ای ہزار دینار: ایک ہزار دینار کی تھیلی۔ روزن: دریچہ، روشندان۔ برون داشت: باہر نکالی۔ دامن بدار: دامن پھیلانا۔ دامن از کجا آرم: دامن کہاں سے لاؤں۔ جامہ ندارم: لباس نہیں ہے۔ برحال ضعیف: غریبی کی حالت۔ رقت زیادت شد: دل دکھ سے بہت زیادہ بھر آیا۔ خلعتی: پوشاک، لباس۔ فرستادہ: بھیجا۔ باندک زماں: تھوڑے ہی وقت میں۔ پریشاں کرد: ضائع کر دیا۔ باز آمد: واپس آگیا۔ برکف آزادگان: آزاد خیال لوگوں کے ہاتھوں میں۔ نگیرد مال: مال و دولت کا پاس نہ رہنا۔ غربال: چھلنی۔ بہم برآمد: غصہ آجانا۔ اصحاب فطنت و خبرت: ذہین اور باخبر لوگ۔ حدت و صولت: رعب و دبدبہ کی شدت۔ حذر: پرہیز۔ بمعظمات امور: عظیم کام یا اہم کام۔ اژدہام: لوگوں کا مجمع، بھیڑ، ہجوم۔ نعمت: انعام میں دی گئی چیز۔ حرامش: حرام۔ ہنگام فرصت: فارغ لمحات یا فرصت کے وقت۔ ندارد نگاہ: نگاہ نہیں رکھتا۔ مجال سخن: بات کرنے کی ہمت نہ رکھنا۔ مبر قدر خویش: اپنی اہمیت کم نہ کرو۔ مبذر: فضول خرچ۔ چنداں نعمت: اس قدر انعام و دولت۔ برانداخت: ضائع کر دیا۔ برانید: باہر نکال کرو۔ طعمہ: غذا یا دانہ جو شکار کو دیا جاتا ہے۔ اخوان الشیاطین: شیطان کے بھائی۔ ابلہی: بیوقوف آدمی۔ زود بینی: جلدی دیکھے گا۔ چنین کسان را: ایسے لوگوں کے لئے۔ وجہ کفاف: گزر اوقات کے لئے الاؤنس، یا وظیفہ مقرر کرنا۔ بتفاریق: حصوں میں تقسیم کر کے، تھوڑا تھوڑا کر کے۔ مجرا دارند: جاری کر دیں۔ نفقہ: کھانے پینے کی اشیاء کے بارے میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یا کھانے پینے کے لئے خرچ کا انتظام۔ اسراف: فضول خرچی۔ در طماع: لالچ کا دروازہ۔ بدرشتی: سختی سے۔ تشنگان حجاز: حجاز کے پیاسے۔ بسر آب شور: کھارے پانی کے اردگرد۔ چشمہ شریں: میٹھا چشمہ۔ مردم: لوگ۔ گرد آیند: جمع ہو جانا۔

ترجمہ نثر: میں نے سنا کہ بادشاہوں میں سے ایک عیش پسند بادشاہ نے عیش و عشرت سے رات کو دن میں بدل رکھا تھا۔ شراب کے نشے میں مست ہو کر کہہ رہا تھا کہ

شعر کا ترجمہ: ہمارے لئے دنیا میں خوشی اور مسرت کا اور کون سا وقت ہوگا کیونکہ نہ ہمیں اچھے بُرے کا اندیشہ ہے اور نہ ہی کسی کا غم ہے۔

تشریح: مسرت اور خوشی کے لمحات انساں کو میسر آئیں تو وہ اپنے اِردگرد کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہ عالم مدہوشی اچھے بُرے کی پہچان انسانی عقل میں نہیں رہنے دیتا۔ وہ صرف اپنے حالات و واقعات میں گم رہ کر لطف زندگانی حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ خوشی میں انسان فطرتی طور پر ناچنے اور جھومنے لگتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے بھی ان اشعار میں مسرت کی کیفیت کو

موضوع سخن بنایا ہے۔
ترجمہ نثر: باہر سردی میں ایک ننگا دھڑنگا فقیر اونگھ رہا تھا' بولا۔
شعر کا ترجمہ: اے صاحب حیثیت بادشاہ تیرا دنیا میں کوئی مقابلہ کرنے والا نہیں' میں تسلیم کرتا ہوں کہ تجھے کوئی غم نہیں۔ کیا ہمارا بھی غم نہیں؟
تشریح: عالم مستی و مدہوشی میں جب بادشاہ نے اپنی عیش و عشرت کی زندگی کا ذکر کیا تو سردی میں پڑے درویش سے نہ رہا گیا اس نے کہا' اے بادشاہ گو تیرا دنیا میں کوئی ثانی نہیں۔ چلو ہم تیری یہ بات تسلیم کر لیتے ہیں کہ تجھے دنیا جہان کا کوئی غم نہیں تو اپنی زندگی مزے سے گزار رہا ہے۔ کیا تجھے اپنی رعایا کا بھی غم نہیں؟ ان کی ضروریات زندگی کا بھی خیال نہیں۔ کیا وہ یونہی بے یار و مددگار مر جائیں گے؟ کیا ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔
ترجمہ نثر: فقیر کی یہ بات بادشاہ کو پسند آئی۔ ہزار دینا کی تھیلی کھڑکی سے باہر نکال کر کہا کہ دامن پھیلاؤ۔ فقیر نے کہا' میں دامن کہاں سے لاؤں میرے پاس تو لباس تک نہیں۔ بادشاہ کو اس کی مفلسی پر رحم آگیا۔ تھیلی کے ساتھ ایک خلعت کا اضافہ کر دیا اور فقیر کے پاس بھیج دیا۔ فقیر چند دنوں میں اس نقد و جنس کو کھا اُجاڑ کر پھر بادشاہ کے دروازے پر آ ٹپکا۔
شعر کا ترجمہ: آزاد خیال لوگوں کے ہاتھ روپیہ پیسہ نہیں ٹھہرتا نہ چھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے اور نہ عاشق کے دل میں صبر۔
تشریح: سعدیؒ معاشرتی عادات و اطوار کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ رکھتے تھے۔ ان کی کی عمر کا زیادہ تر حصہ سیر و سیاحت میں گزرا تھا۔ وہ مختلف علاقوں کے رسم و رواج سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ اپنے تجربے کی بدولت وہ کہتے ہیں کہ آزاد منش اور آزاد خیال لوگ زیادہ خرچ خواہ ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا جونہی دولت آئی اسی وقت خرچ کر دینے میں ایسے آزاد لوگوں کو سکون ملتا ہے۔ فقیروں اور درویشوں کو بھلا دولت سے کیا رغبت ہو سکتی ہے۔ تبھی تو فقیر جلد کھا اُجاڑ کر بادشاہ کے در پر آن حاضر ہوا تھا۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں سعدیؒ نے عاشق کی قلبی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ جس طرح چھلنی میں پانی نہیں ٹھہر سکتا اسی طرح عاشق کے دل میں صبر و قرار نام کی کسی چیز کا وجود نہیں ہوتا۔ وہ ہر پل لذت طلب کا متلاشی رہتا ہے۔ وہ ہر آن محبوب کو پانے کی تمنا دل میں لئے محبوب کا انتظار کرتا رہتا ہے۔
ترجمہ نثر: ایسی حالت میں جب بادشاہ کو اس کی قطعاً پرواہ نہ تھی' لوگوں نے اُس کا حال بادشاہ کو بتایا۔ بادشاہ کو غصہ آگیا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ اسی لئے عقلمندوں اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ بادشاہوں کے رعب اور دبدبے کی حدت و تپش سے ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ ان کی توجہ سلطنت کے بڑے بڑے کاموں کی طرف ہوتی ہے اور وہ عوامی بھیڑ کو برداشت نہیں کرتے۔
شعر کا ترجمہ: وہ شاہی انعام و اکرام سے محروم رہتا ہے جو مناسب وقت کا خیال نہیں رکھتا۔ جب تک بات کرنے کے لئے حالات سازگار نہ پاؤ۔ التجا کر کے اپنی قدر مت گھٹاؤ یا کم نہ کرو۔
تشریح: ان اشعار میں شیخ سعدیؒ نے شاہی اطوار کو بیان کیا ہے کہ بادشاہ لوگ اکثر و بیشتر بڑے بڑے امور سلطنت میں الجھے رہتے ہیں۔ ان سے حال دل کہنا ہو تو مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جب کبھی وہ اچھے موڈ میں ہوں تو اپنا حال بیان کیجئے۔ وہ دل کھول کر آپ کی مدد کریں گے۔ جو ایسا نہیں کرتا' وہ ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے کیونکہ بادشاہ کو کہاں عام لوگوں کی پرواہ ہوتی ہے۔ سعدیؒ نصیحت کرتے ہیں کہ جب تک حالات سازگار نہ ہوں اپنی بات کی اہمیت کم نہیں کرنا چاہئے یعنی فضول میں التجا کرتے رہنا انسان کی عزت کم کر دیتا ہے اور انسان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ پہلے مناسب موقع تلاش کیا جائے اور پھر اپنی درخواست بادشاہ کے حضور پیش کی جائے۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو شاہی انعام و اکرام سے محروم رہے گا۔
ترجمہ نثر: بادشاہ نے کہا اس فضول خرچ درویش کو باہر نکال دو جس نے اتنے تھوڑے عرصے میں اتنی دولت ضائع کر دی

Scanned with CamScanner

کیونکہ بیت المال صرف مسکینوں کا لقمہ خوراک ہے۔ شیطانی بھائیوں کی خوراک کے لئے نہیں۔

شعر کا ترجمہ: جو احمق دن کے وقت کافوری شمع جلاتا ہے، جلد ہی ایسا وقت آئے گا کہ اس کے چراغ میں رات کے لئے تیل نہ ہوگا۔

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدیؒ نے فضول خرچ انسان کو احمق کہا ہے کہ جو بلاضرورت اور بلاوجہ اپنے مال و دولت کا ضیاع کرتے ہیں، وہ جا رہی مفلس اور بے حال ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی دن کو کافوری شمع جلائے گا ایک دن ایسا آئے گا کہ اس کو روشنی کے بغیر رات کے اندھیروں میں اپنی زندگی گزارنی پڑے گی کیونکہ فضول خرچی کی وجہ سے اسے اپنا چراغ روشن کرنے کے لئے تیل تک نہیں ملے گا۔

ترجمہ نثر: نصیحت کرنے والے وزیر نے کہا۔ بادشاہ سلامت مجھے یہ مناسب نہیں لگا، ایسے آدمیوں کے لئے مختصر مگر مقرر وظیفہ مرحمت کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ یہ فضول خرچی سے ہاتھ کھینچ لیں۔ جہاں تک سختی سے نکال دینے کا حکم ہے، یہ سخی لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ پہلے اپنے انعام و اکرام سے کسی کو خوش کیا اور پھر خود ہی اسے ناامیدی کے تیر سے چھلنی کر دیا۔

اشعار کا ترجمہ: طمع اور لالچ رکھنے والے لوگوں پر اپنا دروازہ نہ کھولو۔ اگر ایک دفعہ کھل گیا تو پھر سختی سے بند نہ کر پاؤ گے۔ یہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ حجاز کے پیاسے لوگ کھاری پانی کے پاس جمع ہوئے ہوں۔ جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہو گا آدمی، چرند پرند اور جانور سب وہیں جمع ہو جائیں گے۔

تشریح: لالچ، طمع اور حرص و ہوا سے انسان کا کردار بگڑ جاتا ہے لہٰذا ضروری ہے جو لوگ طمع پرست ہیں، ان سے بچا جائے۔ سعدیؒ کہتے ہیں اگر تو لالچی لوگوں پر انعام و اکرام کی بارش کرے گا تو بار بار وہ تیرے در پر آئیں گے۔ ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ جب ایک دفعہ ان پر سخاوت کا دروازہ کھول دیا ہے تو سختی سے بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ جہاں سے فیض کا چشمہ جاری ہو، وہاں لوگ بار بار آئیں گے۔ دستور ازل ہے سخی اور فیاض کے پاس ہی لوگ حاجت روائی کے لئے جاتے ہیں۔ اگر کہیں کھاری پانی ہو تو لوگ اسے نہیں پیتے خواہ انہیں کتنی ہی پیاس لگی ہو لیکن جہاں کہیں میٹھا اور شیریں سے بھرپور چشمہ ہوگا وہاں آدمی، چرند پرند اور تمام جانور جمع ہو جائیں گے اور اپنی پیاس بجھائیں گے۔ غرض سخاوت کرنے سے انسان دوسروں کے دل جیت سکتا ہے۔ مفلس اور قلاش کے پاس کوئی نہیں جاتا، لوگ صرف سخی اور فیاض آدمی کے در کا رخ کرتے ہیں۔

حکایت نمبر 14

حکایت یکی از پادشاہان پیشین در رعایت مملکت سستی کردی و لشکر را سختی داشتی۔ لاجرم دشمنی صعب روی نمود، ہمہ پشت بدادند:

چو دارند گنج از سپاہی دریغ . دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ

یکی را از آنان کہ غدر کردند بامن دم دوستی بود۔ ملامت کردم و گفتم: دونست و بی سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیر حال از مخدوم قدیم برگردد و حقوق نعمت سالہا در نوردد۔ گفت: ار بکرم معذور داری روا باشد، کہ اسپم بی جو بود و بمدرین بگرو و سلطان کہ بہ زر با سپاہی بخیلی کند، با او بجان جوانمردی نتوان کرد:

زر بدہ مرد . سپاہی را، تا سربنہد . دگرش زر ندہی سربنہد در عالم

اِذَا شَبِعَ الْکَمِیُّ یَصُوْلُ بَطْشًا وَخَاوِیَ الْبَطْنِ یَبْطِشُ بِالْفِرَار

مشکل الفاظ کے معنی: پادشاہان: بادشاہ۔ پیشین: پہلے، گزرے ہوئے۔ در رعایت: انتظام کرنے میں، معاملہ میں۔ سستی داشتی: سختی کے ساتھ رکھا۔ لاجرم: پایان کار، آخر کار۔ صعب: طاقتور۔ روی نہاد: ظاہر ہوا۔ پشت: پیٹھ۔ گنج: خزانہ۔ دریغ دارند: تامل کرتے ہیں، دیر کرتے ہیں، ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ عذر کردند: بغاوت کی، غداری کی۔ دم دوستی: دوستی کا دم بھرنا۔ ملامت کردم: لعن طعن کرنا، طعن و تشنیع کرنا۔ دونست: کمینہ ہے۔ بی سپاس: ناشکرا۔ سفلہ: گھٹیا، کمینہ، کم ظرف۔ ناحق شناس: نمک حرامی کرنے والا یعنی حق کو نہ پہچاننے والا۔ مخدوم قدیم: پرانا مالک، آقا۔ از بکرم: براہ کرم، برائے مہربانی۔ بخیلی کند: کنجوسی کرتا ہے۔ اذا: جب۔ شَبِعَ: سیر ہوگا، پیٹ بھرا ہوا ہوگا۔ الکَمِی: بہادر، دلیر، شجاع۔ یَصُولُ: حملہ کرنا۔ بطشاً: تندی و تیزی سے۔ خاوی: خالی۔ البَطن: پیٹ۔ بالفرار: فرار ہونا۔

ترجمہ نثر: پہلے زمانے میں کوئی بادشاہ تھا جو حکومتی امور میں سستی اور فوجیوں پر سختی کرتا تھا آخرکار ایک طاقتور دشمن نے جب حملہ کیا تو سب پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔

شعر کا ترجمہ: جب روپیہ پیسہ سپاہی سے بچا کر رکھا جائے تو وہ بھی تلوار اٹھانے سے دریغ کرتا ہے۔

تشریح: روپیہ پیسہ شروع سے ہی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا ذریعہ رہا ہے۔ اگر یہ سپاہیوں سے بچا کر رکھا جائے گا تو وہ کب بادشاہ پر مر مٹیں گے کیونکہ ان کی ضروریات تو پوری نہیں ہو رہیں وہ کیوں کسی کی خاطر مریں گے۔ شیخ سعدی کہتے ہیں، اگر سپاہی سے خزانہ بچا کر رکھا تو یاد رکھو وقت پڑنے پر وہ تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔

ترجمہ نثر: بغاوت کرنے والوں میں سے ایک کا میرے ساتھ دوستانہ تعلق تھا۔ میں نے اسے بُرا بھلا کہا کہ جو حالات بدل جانے سے اپنے پرانے مخدوم کو بھول جائے اور سالہا سال کی نعمتوں کو بھول جائے۔ ایسا شخص کمینہ، ناشکرا، ادنیٰ اور نمک حرام ہے۔ اس نے کہا مجھے مجبور ہی سمجھو تو مہربانی ہوگی کیونکہ میرے گھوڑے نے چارہ نہ کھایا تھا اور زین کا نمدہ گروی رکھا ہوا تھا۔ جو بادشاہ فوج کو تنخواہ دینے کے معاملے میں کنجوسی سے کام لے بھلا کون اس کی خاطر اپنی جان کی بازی لگائے گا۔

شعر کا ترجمہ: سپاہی کو تنخواہ دے تاکہ وہ اپنی جان قربان کرے اگر تو اسے روپیہ پیسہ نہیں دے گا تو وہ کہیں اور چلا جائے گا۔

تشریح: اس شعر میں شیخ سعدی نے بادشاہوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر تم اپنی بادشاہت کی رکھوالی چاہتے ہو تو تمہیں سپاہی کی تنخواہ بروقت ادا کرنی چاہئے۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو وہ تیری سلطنت کو بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی نہیں لگائے گا۔ وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے کوئی اور در تلاش کر لے گا اور تو بھی اپنی سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

عربی شعر کا ترجمہ: جس کا پیٹ بھرا ہوا ہوگا وہ تندی و تیزی سے حملہ کرے گا۔ خالی پیٹ والا راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

تشریح: فطری بات ہے جو کوئی بھوکا ہوگا، وہ پہلے اپنی بھوک پیاس ختم کرے گا، تب کہیں جا کر وہ میدان کارزار میں کودے گا اور اپنی توانائی سے دشمن کے دانت کھٹے کرے گا۔ اگر وہ خالی پیٹ رہے تو جم کر لڑنے کی بجائے وہ راہ فرار اختیار کرے گا کیونکہ اسی میں اس کی فلاح ہے سیر شکم دشمن پر یکبارگی سے حملہ کرکے اپنی جان پر کھیل جانے سے نہیں گھبراتا۔

حکایت نمبر 15

حکایت یکی از وزرا معزول شد و بحلقہ درویشان در آمد، برکت صحبت ایشان دروی سرایت کرد و جمعیت خاطرش دست داد۔ ملک بار دیگر بر دل خوش کرد و عمل فرمود، قبولش نیامد و گفت: معزولی بہ کہ مشغولی۔

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند دندان سگ و دہان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند و از دست زبان حرف گیران رستند

ملک گفت: ہر آئینہ مار خردمندی کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید۔ گفت' ای بادشاہ۔ نشان خردمند کافی آنست کہ بچنیں کارہا تن درندہد:

ہمای بر ہمہ مرغان ازآن شرف دارد کہ استخوان خورد و جانور نیازارد

مثل: سیاہ گوش را گفتند: ترا ملازمت صحبت شیر' بچہ وجہ اختیار افتاد؟ گفت: تا فضلہ صیدش میخورم و از شر دشمنان در پناہ صولتش زندگانی میکنم۔ گفتند: اکنون کہ بظل حمایتش در آمدی و بشکر نعمتش اعتراف کردی چرا نزدیکتر نیائی؟ تابحلقہ خاصانت در آرد و از بندگان مخلصت شمارد' گفت: از بطش او ہمچنان ایمن نیستم۔

اگر صد سال گبر آتش فروزد بیک دم کاندرو افتد بسوزد

افتد کہ' ندیم حضرت سلطان را زر بیاید و باشد کہ سربرود' و حکما گفتہ اند: کہ از تلون طبع بادشاہان برحذر باید بودن۔ کہ وقتی بسلامی برنجند و دیگر وقت بدشنای خلعت دہند و آوردہ اند کہ' ظرافت بسیار کردن ہنر ندیمان است و عیب حکیمان۔

تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار بازی و ظرافت بہ ندیمان بگذار

مشکل الفاظ کے معنی: معزول شد: معطل ہو گیا' برخاست کر دیا گیا۔ بحلقہ درویشان: فقیروں کے حلقے میں۔ در آمد: شامل ہو گیا۔ برکت صحبت: صحبت کی برکت۔ در و سرایت کرد: اس کے اندر رچ بس گئی یعنی اس پر اثر ہوا۔ جمعیت خاطرش: دلی سکون' تسکین دل۔ دست داد: حاصل ہوا۔ دل خوش کرد: دل کا خوش ہو جانا۔ عمل فرمودہ: حکم دیا۔ قبولش نیامد: قبول نہ کیا۔ بکنج عافیت: آرام کی جگہ' سکون و آرام کی جگہ۔ دندان سگ: کتے کے دانت۔ دہان مردم: لوگوں کا منہ۔ کاغذ بدریدند: کاغذ پھاڑ دیئے۔ حرف گیران: نکتہ چین لوگ۔ رستند: نجات پائی' رہائی مل گئی۔ ہر آئینہ: بہرحال۔ کافی باید: مکمل کرنا چاہئے۔ تدبیر مملکت: سلطنت کے امور اور انتظام و انصرام۔ فضلہ: باقی بچا ہوا۔ صولت: رعب' جلال۔ بظل: سائے میں آنا۔ بطش: تندی و تیزی۔ ایمن: امن' محفوظ۔ گبر: آتش کی پوجا کرنے والے۔ بسوزد: جل جائے۔ زربیابد: دولت کا ملنا۔ بدشنای: گالی دینے پر۔ آوردہ اند: کہتے ہیں۔ بگزار: چھوڑ دے۔

ترجمہ نثر: کہتے ہیں کسی بادشاہ نے اپنے ایک وزیر کو برخاست کر دیا اور وہ درویشوں کے حلقے میں شامل ہو گیا اور ان درویشوں کی صحبت کی برکت سے اسے دلی آرام و سکون میسر آیا۔ بادشاہ ایک مرتبہ پھر اس پر راضی ہو گیا اور اسے بحال کر دیا مگر وزیر نے یہ قبول نہ کیا اور کہا۔ عقلمندوں کے نزدیک معزولی مشغولی سے بہتر ہے۔

شعر کا ترجمہ: وہ لوگ جو گوشہ عافیت میں بیٹھ گئے' انہوں نے صفت سگ رکھنے والے لوگوں کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے کاغذ پھاڑ دیئے اور قلم توڑ دیئے اور وہ نکتہ چینوں کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں جن لوگوں نے اپنے لئے گوشہ عافیت تلاش کر لیا وہی کامیاب و کامران لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ نہ تو طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کی برائیاں کرتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ نکتہ چینوں کی زبان سے محفوظ بھی رہ گئے اور اپنی زندگی سے لطف اندوز بھی ہونے لگے گوشتہ تنہائی ہی درویش لوگوں کی قیمتی متاع ہے جس کسی نے گوشہ تنہائی میں دیدیار سے لطف اٹھالیا وہ کب حلقہ بادشاہ کو پسند کرے گا۔

ترجمہ نثر: بادشاہ نے کہا بہرحال ہمیں تو حکومتی کاروبار چلانے کے لئے ایسے ہی باکفایت شخص کی ضرورت ہے۔ وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! عقلمند شخص کی یہی نشانی ہے کہ وہ ایسے کاموں کا بیڑا ہی نہ اٹھائے۔

Scanned with CamScanner

شعر کا ترجمہ: ہما کو اسی لئے سب پرندوں پر فضیلت حاصل ہے کہ وہ ہڈیاں کھا کر بسر اوقات کر لیتا ہے مگر کسی جانور کو تکلیف نہیں دیتا۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کے نزدیک ہما ایک فضیلت والا پرندہ ہے کیونکہ وہ کسی کو ستاتا نہیں۔ وہ اپنی بھوک ہڈیاں کھا کر مٹاتا ہے، کسی اور کو تکلیف نہیں دیتا یعنی اپنے سے چھوٹے پرندوں کا شکار نہیں کرتا۔ ہما کے بارے میں مختلف روائتیں ہیں کہ اگر یہ کسی کے سر پر سے گزر جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہ اپنی فضیلت کے باوجود کسی کو تنگ نہیں کرتا۔ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے لہٰذا تم بھی کسی کو بلاوجہ تنگ نہ کیا کرو' حسن سلوک سے رہا کرو۔

ترجمہ مثل: سیاہ گوش سے لوگوں نے کہا کہ تو نے شیر کی نوکری کیوں کی؟ کہنے لگا اس لئے کہ شکار ہوئی چیز کا بچا کھچا میں کھاتا ہوں اور اس کے رعب و دبدبے کی پناہ میں دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ کر زندگی بسر کرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا' اب جب تُو اس کی پناہ کے سائے میں آگیا ہے اور اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا اعتراف بھی کر لیا ہے کیوں اس کے قریب نہیں جاتا تاکہ وہ تجھے اپنے حلقہ دوستاں میں شامل کر لے اور تیرا شمار اس کے مخلص بندوں میں ہو۔ کہنے لگا' میں اس طرح اس کی چیرہ دستی سے محفوظ نہیں ہوں۔

شعر کا ترجمہ: خواہ سو سال تک آتش پرست آگ کی پرستش کرتا رہا ہو' اگر پل بھر کے لئے اس میں گر جائے تو جل کر راکھ ہو جائے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں اگر آتش پرست سو سال تک آگ کی پوجا میں لگے رہیں تو کیا آگ کے جلانے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی؟ نہیں' ایسا ہرگز نہیں کیونکہ آگ کا کام ہی جلانا ہے۔ یہی اس کی خاصیت ہے کہ جو کوئی اس کے قریب گیا' جل کر راکھ ہو گیا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں اگر یہی لوگ جو آگ کو اپنا خیر خواہ یا اپنا آقا سمجھتے ہیں' ایک لمحے کے لئے اس کے پاس جائیں تو سب کے سب جل کر خاکستر ہو جائیں۔ غرض وزیر نے یہ بات کرکے بادشاہ کو لاجواب کر دیا کہ اب میں دنیاوی آگ میں جلنا نہیں چاہتا۔

ترجمہ نثر: ہو سکتا ہے کہ درباری مسخرے کو بادشاہ کی بارگاہ سے مال و دولت مل جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپنی گردن کٹوا بیٹھے۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ بادشاہ کی تلون مزاجی سے بچتے رہنا چاہئے کیونکہ کبھی وہ سلام کرنے پر ناراض ہو جاتے ہیں اور کبھی گالی پر خلعت و انعام سے نوازتے ہیں اسی لئے داناؤں نے کہا ہے کہ ہنسی مذاق و ظرافت مصاحبوں کے لئے تو ایک فن ہے جبکہ دانا لوگوں کے لئے اک عیب ہے۔

شعر کا ترجمہ: تو اپنی عزت و وقار کو ملحوظ خاطر رکھ۔ ہنسی مذاق اور تمسخر کو مصاحبوں کے لئے چھوڑ دے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ دانا لوگ ہمیشہ سنجیدگی و متانت سے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور اپنی عزت و وقار کو دھچکا نہیں لگنے دیتے کیونکہ وہ حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کرتے ہیں۔ شرفاء لوگوں کے برعکس ایک گروہ مسخروں کا ہے جو ہمیشہ ہنسی و مذاق کرتے ہیں۔ بادشاہ کو اپنی ظرافت سے خوش رکھتے ہیں اور انعام و اکرام پاتے ہیں۔ ظرافت ایک ہنر ہے اس کے لئے خاص لوگ ہیں جو ہنسی و مذاق کا کام بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ کے نزدیک اشراف کو اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے اور ہنسی و مذاق اور ظرافت کے لئے مصاحبوں کو چھوڑ دے کیونکہ وہی یہ کام اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں۔

حکایت نمبر 16

حکایت یکی از رفیقان شکایت روزگار نامساعد بنزد من آورد کہ' کفاف اندک دارم وعیال بسیار و طاقت بار فاقہ نمی آرم' و بارہا وور دلم آمد کہ' باقلیمی دگر نقل کنم تا در ہر آن صورت کہ زندگانی کردہ شود کسی را بر نیک و بد من

اطلاع نباشد۔

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست　　بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست

باز از شماتت اعدا بر اندیشم کہ .طعنہ در قفای من .بخنند و سعی مرا در حق عیال' برعدم مروت حمل کنند و گویند:

مبین آن بی حمیت را کہ ہرگز　　نخواہد دید روی نیک بختی
کہ آسانی گزیند خویشتن را　　زن و فرزند بگذارد بسختی

و در علم محاسبت' چنانکہ معلوم است' چیزی دانم' اگر بجاہ شما جہتی معین شود کہ موجب جمعیت خاطر باشد' بقیت عمر از عہدہ شکر آن برون آمدن نتوانم۔ گفتم: عمل پادشاہان' ای برادر' دو طرف دارد۔ امید و بیم' یعنی امید نان و بیم جان و خلاف رای خردمندان است بدان امید در این بیم افتادن۔

کس نیاید بخانہ درویش　　کہ' خراج زمین و باغ بدہ
یا بہ تشویش و غصہ راضی شو　　یا جگر بند پیش زاغ بنہ

گفت: این موافق حال من نگفتی و جواب سوال من نیاوردی' نشنیدہ ای کہ' ہر کہ خیانت ورزد پشتش از حساب بلرزد۔

راستی موجب رضائی خدا است　　کس ندیدم کہ گم شد ازرہ راست

و حکما گویند چار کس از چار کس بجان برنجند' حرامی از سلطان' و دزد از پاسبان' و فاسق از غماز و روبی از محتسب و آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک؟

مکن فراخ روی در عمل' اگر خواہی　　کہ وقت رفع تو باشد مجال دشمن تنگ
تو پاک باش و مدار ای برادر' از کس' باک　　زنند جامہ ناپاک گازران برسنگ

گفتم: حکایت آن روباہ مناسب حال تست' کہ دیدندش گریزان و بی خویشتن دافتان و خیزان' کسی گفتش: چہ آفت است کہ موجب چندین مخافت است؟ گفتا: شنیدہ ام کہ شتر را سخرہ می گیرند' گفت: ای سفیہ' آخر شتر را با تو چہ مناسبت است و ترا بدو چہ مشابہت؟ گفت' خاموش اگر حسودان بغرض گویند' شتر است' و گرفتار آیم کہ غم تخلیص من دارد تا تفتیش حال من کند؟ و تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود' و ترا ہمچنین فضل است و دیانت و تقوی و امانت' اما متعنتان در کمین اند و مدعیان گوشہ نشین' اگر آنچہ حسن سیرت تست بخلاف آن تقریر کنند و در معرض خطاب پادشاہ آئی' در آن حالت کرا مجال مقالت باشد؟ پس مصلحت آن بینم کہ' ملک قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی۔

بدریا در منافع بیشمار است　　دگر خواہی سلامت برکنار است

رفیق این سخن بشنید و بہم برآمد' وروی از حکایت من درہم کشید و سخن ہار بخش آمیز گفتن گرفت' کین چہ عقل و کفایت است و فہم و درایت؟ قول حکما درست آمد کہ گفتہ اند: دوستان در زندان بکار آیند کہ بر سفرہ ہمہ دشمنان دوست نمایند۔

دوست مشمار' آنکہ در نعمت زند　　لاف یاری و برادر خواندگی
دوست دانم آنکہ گیرد دست دوست　　در پریشانی حالی و درماندگی

Scanned with CamScanner

دیدم کہ متغیر می‌شود و نصیحت من بغرض می شنود' بنزدیک صاحب دیوان رفتم بہ سابقہ معرفتی کہ درمیان ما بود صورت حالش بیان کردم و اہلیت و استحقاقش بگفتم تابکاری مختصرش نصب کردند۔ چندی برین برآمد۔ لطف طبعش را بدیدند و حسن تدبیرش را پسندیدند و کارش ازآن درگزشتو بمرتبتی والاتر ازآن متمکن شد' ہمچنین نجم سعادتش در ترقی بود' تا باوج ارادت برسید' و مقرب حضرت سلطان و مشارالیہ و معتمد علیہ گشت برسلامت حالش شادمانی کردم و گفتم:

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار کہ آب چشمۂ حیوان درون تاریکست

اَلَا لَا تَحزَنَنَّ اَخا لُبلَیَه فَلِرَّحمٰن اَلطَافُ خَفِیَّه

نشین ترش تو از گردش ایام' کہ صبر گرچہ تلخست و لیکن بر شیرین دارد

درآن قربت مرا باطائفہ یاران اتفاق سفرافتاد۔ چون از زیارت مکہ باز آمدم دو منزلم استقبال کرد بفراست بجای آوردم کہ معزول است کہ دوست دیوانی را فراغت دیدار دوستان وقتی بود کہ از عمل فرومانند۔

در بزرگی و دار و گیرد عمل ز آشنایان فراغتی دراند

روز بیچارگی و درویشی درد دل پیش دوستان آرند

ظاہر حالتش را دیدم' پریشان و در ہیئات درویشان' گفتم چہ حالت است گفت' آنچنانکہ تو گفتی طائفہ ای حسد بردند و بخیانتم متہم کردند و ملک در کشف حقیقت آن استقصا نفرمود و یاران قدیم و دوستان حمیم از کلمہ حق خاموش شدند و صحبت دیرین فراموش کردند۔

نہ بنی؟ کہ پیش خداوند جاه نیایش کنان دست بربر نہند

اگر روزگارش در آرد ز پای ہمہ عالمش پای بر سر نہند

فی الجملہ بانواع عقوبت گرفتار آمدم' تا درین ہفتہ' کہ مژدہ سلامت حجاج برسید' از بند گرانم خلاص کردند و ملک موروثم خاص' گفتم: آن نوبت اشارت من قولت نیامد کہ گفتم: عمل پادشاہان چون سفر دریاست' خطرناک و سودمند' یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری۔

یا زر بہر دو دست کند خواجہ در کنار یا موج روزی افکندش مردہ بر کنار

مصلحت ندیدم ازین بیش ریش درونش را بملامت خراشیدن و نمک پاشیدن' بدین کلمہ اختصار کردم۔

ندانستی کہ'، بنی بند بر پای چو در گوشت نیاید پند مردم

دگر رہ گر نداری طاقت نیش مکن ۔ انگشت در سوراخ کژدم

مشکل الفاظ کے معنی: یکی ان رفیقان: دوستوں میں سے ایک۔ شکایت: گلہ۔ روزگار ناساعد: ناموافق حالات یا حالات کا ناسازگار ہونا۔ کفاف: آمدنی۔ اندک: تھوڑا' کم۔ عیال بسیار: زیادہ بال بچے۔ طاقت بار فاقہ: بھوک برداشت کرنے کی طاقت۔ اقلیمی دگر۔ دوسرا وطن یا ملک۔ نقل کنم: نقل مکانی کر جاؤں یعنی چلا جاؤں۔ زندگانی کردہ شود: میں زندہ رہ جاؤں۔ گرسنہ: بھوکا۔ خفت: سو گیا۔ برو: اس پر۔ جان بہ لب آمد: جان کا لبوں پر آجانا۔ شماتت: برا بھلا کہنا۔ اعدا: عدو کی جمع یعنی دشمن۔ براندیشم: میں سوچ و بچار کرتا ہوں۔ در قفای من: میرے پیچھے' میری عدم موجودگی میں۔ در حق عیال: اہل و عیال کے حق کے لئے۔ بر عدم مروت: ہمدردی کا اظہار نہ کرنا یعنی بے مروتی۔ حمل کردن: سمجھنا' محمول کریں۔ بی حمیت: بے غیرت' ذلیل۔ گزیدن: اختیار کرنا۔ نخواہد دید: دیکھے گا نہیں۔ روی: چہرہ' منہ۔ آسانی گزیند: آسائش چاہتا ہے۔ زن: عورت' بیوی۔ بگزارو: چھوڑ دینا۔ سختی: مصیبت' دکھ۔ علم محاسبت: اعداد کا علم یعنی حساب کا علم۔ بجاہ شما: آپ کی وجہ سے۔ جہتی معین شود:

کوئی اہم مقام مل جائے۔ بقیت عمر: عمر کا باقی حصہ۔ از عہدہ شکر: شکر ادا کرنا۔ عمل بادشاہ: حکمران کا حکم۔ دو طرف دارد: دو چیزیں رکھتا ہے۔ امید و بیم: امید اور خوف و ڈر۔ خلاف را: الٹ ہے۔ خرد منداں: عقل مند لوگ۔ بداں: سمجھ لے' جان لے۔ کس نیاید: کوئی نہیں آتا۔ بدہ: ادا کرنا۔ زاغ: کوا۔ خیانت و رزد: خیانت کرنا۔ دستش: اس کا ہاتھ۔ کس ندیدم: کس نے دیکھا ہے۔ بجان برنجند: بہت دکھ برداشت کرنا۔ حرامی: ڈاکو۔ غماز: چغل خور۔ روسپی: فاحشہ۔ محاسب: حساب لینے والا' احتساب کرنے والا۔ مدار باک: مت ڈرو۔ گازراں: دھوبی۔ روباہی: لومڑی۔ افتان و خیزاں: گرتے ہوئے۔ چہ آفست: کیا پریشانی ہے۔ سفیہ: احمق۔ حسوداں: حسد کرنے والے لوگ۔ مار گزیدہ: سانپ کا ڈسا ہوا۔ متعنتاں: تنقید کرنے والے یعنی نکتہ چیں۔ مجال مقالت: دلیری سے بات کرنا یعنی بات کرنے کی جرأت۔ گر خواہی سلامت: اگر تو خیریت چاہتا ہے۔ بہم برآمد: ناراض ہو جانا۔ رنجش آمیز: تکلیف دینے والی چیز۔ کفایت: حکمت' دانائی۔ درماندگی: بے چارگی۔ درایت: سوجھ بوجھ اور ادراک۔ بزنداں: قید خانہ' بندی خانہ۔ مشمار: مت شمار کرنا۔ لاف یاری: یاروں سے جھوٹ بولنا۔ متغیری شود: حالت بدل رہی ہے۔ صاحب دیوان: وزیر مشیر۔ استحقاقش: اس کا حقدار ہونا۔ مختصرش: مختصر طور پر۔ لطف طبعش: طبیعت کی لطافت۔ متمکن شد: مقرر ہو گیا' فائز ہو گیا۔ نجم سعادتش: خوش قسمتی کا ستارہ۔ معتمد علیہ: اعتباری۔ آب چشمہ حیواں: آب حیات۔ لاتَحْزَنْ: فکر نہ کرو۔ اخوالبلیہ: مصیبتوں میں گھرا ہوا۔ الطاف: مہربانیاں۔ خفیہ: چھپا ہوا' پوشیدہ۔ گردش ایام: زمانے کی گردش۔ طایفہ یاراں: دوستوں کا ایک گروہ۔ باز آمدم: واپس آیا۔ چہ حالتست: یہ کیا حال ہے؟ استقصا: کسی بات کی تہہ تک پہنچنا۔ ہمہ عالم: تمام جہاں۔ گرفتار بودم: مبتلا رہنا۔ خلاص کرد: چھوڑ دینا' رہا کر دیا۔ موروثم: وراثت والی۔ اشارت من: میرا حکم۔ در طلسم میری: گرداب میں پھنس کر مرجانا۔ افگندش: اس کو دور پھینک دینا۔ ندانستی: تو نے نہیں دیکھا۔ بنی: دیکھے گا۔ بند برپای: پاؤں میں زنجیر کا ہونا۔ پند: نصیحت۔ نیش: ڈنگ۔ کژدم: بچھو۔

ترجمہ نثر: دوستوں میں ایک غیر مددگار (معاون) روزگار کی شکایت میرے پاس لایا کہ میری آمدنی تھوڑی ہے اور بچے زیادہ ہیں اور فاقہ کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ میرے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ کسی دوسرے ملک چلا جاؤں تاکہ جیسی بھی زندگی گزرے کسی کو میرے اچھے برُے کی خبر نہ ہو۔

شعر کا ترجمہ: اکثر بھوکا سویا اور کسی نے کچھ نہ جانا کہ کون ہے۔ کئی مرتبہ مرنے کے قریب پہنچا مگر کوئی نہ رویا۔

تشریح: پردیس میں چونکہ کوئی واقف نہیں ہوتا اس لئے اگر کوئی بھوکا یا کسی مشکل میں ہو تو کوئی بھی اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والا نہ ہوگا حتیٰ کہ کسی پردیسی کی موت بھی واقع ہو جائے تو اس پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں ہوتا کیونکہ اس کی اصل حالت لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔

ترجمہ نثر: پھر میں دشمنوں کے طعنوں کے متعلق بھی خیال کرتا ہوں کہ وہ میری غیر حاضری میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھہ کریں گے اور میری کوشش کو میرے بال بچوں کے حق میں بداخلاقی سمجھیں گے اور کہیں گے۔

شعر کا ترجمہ: اس بے غیرت کو دیکھو جو ہرگز نیک بختی کا منہ نہ دیکھ سکے گا۔ جو اپنے لئے تو آسانی چاہتا ہے' بیوی اور بچوں کو مشکل میں چھوڑ دیتا ہے۔

تشریح: ہر جاندار کی روزی کا مالک تو رب تعالیٰ ہے لیکن جس کو وہ چاہتا ہے' زیادہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے لیکن دنیا والوں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ غریب اور محدود روزی والے کو اکثر مذاق کا نشانہ بناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اپنے لئے تو آسانی چاہتا ہے مگر اس نے بیوی بچوں کو مصیبت میں چھوڑ رکھا ہے۔

ترجمہ نثر: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ علم حساب کا میں تھوڑا بہت علم رکھتا ہوں۔ اگر آپ کے ذریعے میرے لئے کوئی کام بن جائے جو میرے لئے اطمینان کا باعث ہو تو باقی عمر اس نعمت کے شکر سے بری الذمہ نہ ہوں گا۔ میں نے کہا' بھائی بادشاہ کے کام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ امید اور ڈر یعنی روٹی کی امید اور جان کا خطرہ اس امید پر اس خطرے میں پڑنا داناؤں

کی رائے کے خلاف ہے۔
شعر کا ترجمہ: کوئی درویش کے گھر نہیں آتا کہ زمین اور باغ کا محصول دے یا تو پریشانی اور غصہ پر راضی ہو جا یا کوے کے آگے اپنے جگر کا ٹکڑا رکھ دے۔
تشریح: غریب اور درویش کے گھر کوئی جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ اس کی اس مشکل حالت میں کچھ نہ کچھ مدد کرنی پڑے گی۔ اس کی تنگی کو کچھ کم کرنے کے لئے اس کی مدد روپے پیسے سے ہی ہو سکتی ہے اور دنیا کی دولت خرچ کرنا دنیا والوں پر گراں ہے۔ اس لئے شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ یا تو تو اپنی تکلیف پر راضی رہو یا پھر دنیا والوں کے تیز اور تند طعنوں کو سننے پر آمادہ رہو۔
ترجمہ نثر: اس نے کہا کہ تو نے میرے حال کے موافق بات نہیں کی اور تو نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا تو نے نہیں سنا کہ جو کوئی خیانت کرتا ہے' حساب کی بازپرس پر وہ لرزتا ہے۔
شعر کا ترجمہ: سچائی خدا کی رضا کا سبب ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا کہ راہ راست پر چلتا ہوا کوئی بھٹک گیا ہو۔
ترجمہ نثر: داناؤں کا کہنا ہے کہ چار آدمی' چار آدمیوں سے بہت دکھ اٹھاتے ہیں۔ رہزن بادشاہ سے' چور چوکیدار سے' بدکار چغل خور سے اور فاحشہ کوتوال سے اور جس کا حساب پاک ہے اس کو محاسب کا کیا ڈر۔
شعر کا ترجمہ: اپنے عمل (کام) میں فراخ روی اختیار نہ کر تاکہ تیرے مشکل وقت میں دشمن کا حوصلہ تنگ رہے تو پاک رہ اور کسی سے نہ ڈر۔ اے بھائی تو بے باک رہ کیونکہ دھوبی ناپاک کپڑے کو پتھر پر مارتا ہے۔
تشریح: انسان کو ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے اور محتاط طریقے سے دنیاوی امور سرانجام دینے چاہئیں تاکہ کسی مشکل کے وقت وہ اپنے ہی ہمجولیوں کی طرح طرح کی باتوں سے محفوظ رہ سکے۔ جو شخص پاک ہے اور اس کا دامن بُرے کاموں سے صاف ہے تو ایسے شخص کو حساب کا کچھ خوف اور ڈر نہیں ہوتا۔ دھوبی ناپاک اور داغ دار کپڑے کو ہی پتھر پر مار کر صاف کرتا ہے۔
ترجمہ نثر: میں نے کہا کہ اس لومڑی کی کہانی تیرے حال کے مطابق ہے جسے لوگوں نے بھاگتے اور گرتے پڑتے دیکھا کسی نے اس سے کہا' کیا مصیبت ہے جو تیرے ڈر کا باعث ہے۔ اس نے کہا' میں نے سنا ہے کہ لوگ اونٹوں کو بیگار میں پکڑ رہے ہیں۔ کہا' اے احمق اونٹ کو تجھ سے کیا نسبت اور تیری اس سے کیا مشابہت ہے۔ لومڑی نے کہا' خاموش کہ اگر حاسد دشمنی کی خاطر کہہ دیں کہ یہ اونٹ ہے اور میں پکڑی جاؤں اور کس کو میری رہائی کی فکر ہوگی' تفتیش تک میرا کیا حال کریں اور جب تک تریاق عراق سے لایا جائے گا' سانپ کا ڈسا مرجائے گا۔ تجھ میں اگرچہ فضیلت' دیانت' تقویٰ اور امانت کی خوبیاں ہیں لیکن دشمن گھات میں ہیں اور کونے میں حریف چھپے بیٹھے ہیں۔ اگر تیری ان حسن سیرت کی خوبیوں کے خلاف وہ باتیں ہیں تو تو بادشاہ کے عتاب آجائے گا۔ اس حال میں کس کو بولنے کی ہمت ہوگی پس میں بہتری اسی میں دیکھتا ہوں کہ تو قناعت کی ملکیت کی حفاظت کر اور سرداری اور امارت کا خیال چھوڑ دے۔
شعر کا ترجمہ: سمندر میں اگرچہ بے شمار فائدے ہیں لیکن اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو کنارے پر ہی رہ۔
تشریح: سمندر سے انسان کو بے شمار فوائد ہیں۔ اس میں ہیرے موتی اور جواہرات بھی ملتے ہیں۔ انسانی غذا کے لئے بھی قدرت نے سمندر میں مچھلیاں پیدا کی ہیں جن سے انسان نہ صرف غذائی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ انسانی زندگی کی بقاء کے لئے بھی مچھلیوں میں قدرت نے اجزاء رکھے ہیں جو ادویات میں کام آتے ہیں لیکن ان فوائد کو حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے۔ ان کو حاصل کرنے کے لئے انسان اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکتا ہے۔
ترجمہ نثر: دوست نے یہ بات سنی اور منہ بنا لیا اور میری بات سے منہ موڑ لیا اور رنجش آمیز باتیں کرنے لگا کہ یہ کسی عقل' دانائی اور فہم و فراست ہے۔ داناؤں کا کہا درست ہوا' کہتے ہیں کہ دوست قید خانے میں کام آتے ہیں کہ دسترخوان پر تو

سب دوست دکھائی دیتے ہیں۔

شعر کا ترجمہ: اس کو دوست مت شمار کر جو خوش بختی میں دوستی اور بھائی چارے کی ڈینگیں مارے۔ دوست تو وہ ہوتا ہے جو پریشانی اور درماندگی اور بے بسی میں دوست کا ہاتھ تھامتا ہے۔

تشریح: اچھے دوست کی پہچان مشکل اور مصیبت کے وقت ہوتی ہے۔ دوست تو وہ ہوتا ہے جو ہر اچھے بُرے وقت کا ساتھی ہو، موقع پرست مشکل کے وقت ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

ترجمہ نثر: میں نے دیکھا کہ وہ متغیر ہو رہا ہے اور میری نصیحت غرض کی وجہ سے سن رہا ہے۔ میں اپنے ایک دربار شاہی میں جانے والے کے پاس گیا اور اس کی صورت حال بیان کی اور اس کی اہلیت اور اس کے حق دار ہونے کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے ایک معمولی کام پر لگا دیا۔ اس بات کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ لوگوں نے اس کی مہربان طبیعت کو دیکھا اور اس کے حسن تدبیر کو پسند کیا اور اس کا کام ترقی کر گیا اور وہ اس سے بلند مرتبہ پر پہنچ گیا۔ اسی طرح اس کے مقدر کا ستارہ ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عقیدت کی بلندی پر پہنچ گیا اور بادشاہ کا مصاحب، مشیر اور معتبر ہو گیا۔ میں نے اس کے حال کی سلامتی پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا۔

شعر کا ترجمہ: تو اپنے کام کے بند ہونے کے بارے میں نہ ڈر اور مایوس نہ ہو کیونکہ آب حیات کا چشمہ تاریکی اور اندھیرے میں ہے۔ خبردار مصیبتوں میں پھنسنے والے ملال نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم پوشیدہ ہے تو زمانے کی گردش سے نہ گھبرا کیونکہ صبر تلخ ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

تشریح: انسان کو کسی کام کے رک جانے یا بند ہو جانے سے فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔ مصائب اور مشکلات کے بعد آرام اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ روزی حاصل کرنے کے لئے آدمی دوسرے ممالک کا سفر اختیار کرتا ہے۔ عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو خیرآباد کہنا پڑتا ہے۔ ان تکالیف کو جھیلنے کے بعد ہی انسان کو راحت ملتی ہے۔ شیخ سعدیؒ تکالیف کا مقابلہ کرنے اور ساتھ ہی صبر اور حوصلہ کو ہاتھ سے نہ جانے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی خوش نصیبی کی منزل پر پہنچتے ہیں۔

ترجمہ نثر: اسی دوران مجھے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ جب میں مکہ کی زیارت سے واپس آیا تو اس نے دو منزل آگے آکر میرا استقبال کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی ظاہری حالت پریشان اور فقیروں کی سی تھی۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا جیسا کہ تو نے کہا تھا، ایک گروہ نے حسد کیا۔ مجھ پر خیانت کا الزام لگایا اور بادشاہ نے، خدا اس کی سلطنت قائم رکھے اس کی اصلیت جاننے کے لئے کوئی توجہ نہ دی اور پرانے رفیق اور پکے دوست حق بات کہنے سے خاموش رہے اور پرانی صحبت اور تعلقات کو فراموش کر دیا۔

شعر کا ترجمہ: تو نے نہیں دیکھا کہ صاحب منصب کے سامنے لوگ تعریف کرتے ہوئے ہاتھ سینے پر رکھتے ہیں۔ اگر زمانہ اسے گرا دے تو تمام عالم اس کے سر پر پاؤں رکھتا ہے۔

تشریح: طاقت ور اور صاحب مرتبہ کی خوشامد ہر کس و ناکس کرتا ہے۔ خوشامد میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اس کی خامیاں بھی خوبیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ جب گردش زمانہ اسے بلند مقام سے پاؤں پر گرا دیتا ہے تو ہر کس و ناکس اس کی پرواہ تک نہیں کرتے بلکہ اسے روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ برے دنوں سے انسان کا سایہ بھی پناہ مانگتا ہے۔

ترجمہ نثر: الغرض میں طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی ہفتہ حاجیوں کی سلامتی کی خوش خبری پہنچی۔ مجھے بھاری زنجیروں سے رہا کر دیا اور خاندانی جائیداد مجھے واپس مل گئی۔ میں نے کہا، اس وقت تو تم نے میری بات نہ مانی میں نے کہا تھا کہ بادشاہوں کی نوکری مثل سفر سمندر ہے، خطرناک بھی ہے اور فائدہ مند بھی۔ یا تو خزانہ پالے گا یا گرداب میں ہلاک ہو گا۔

شعر کا ترجمہ: یا تو خواجہ کنارے پہ بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹتا ہے یا پھر ایک اور موج اسے مردہ حالت میں

کنارے پر پھینک دیتی ہے۔
ترجمہ نثر: میں نے کوئی مصلحت نہ دیکھی کہ اس سے زیاد اس کے دل کے زخموں کو ملامت سے چھیدوں اور نمک پاشی کروں۔ اس بات پر اپنی بات کو مختصر کر دیا۔
شعر کا ترجمہ: تو نہیں جانتا کہ تو پاؤں پر بیڑی دیکھے گا جب تیرے کانوں میں لوگوں کی نصیحت نہیں آتی۔ اگر تو ڈنک کی تکلیف برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تو بچھو کے سوراخ میں انگلی نہ ڈال۔
تشریح: دنیا میں اچھے اور برے انسان پائے جاتے ہیں۔ برا آدمی تو اپنے انجام سے غافل ہوتا ہے۔ جب اچھے آدمی کو کوئی نیک اور صالح نصیحت کرتا ہے تو اس کو اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے وگرنہ دوسری صورت میں اس کو نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگر کسی کام کی تکالیف مشکلات کا اندازہ نہ ہو تو ہمیشہ اس کام سے کنارہ کشی کر لو۔

حکایت نمبر17

حکایت تنی چند از روندگان در صحبت من بودند' ظاہر ایشان بہ صلاح آراستہ و یکی را از بزرگان در حق این طائفہ حسن ظنی بلیغ بود و ادراری معین کردہ تا یکی ازینان حرکتی کرد نہ مناسب حال درویشان' ظن آن شخص فاسد شد و بازار اینان کاسد۔ خواستم تا بطریقی کفاف یاران مستخلص کنم۔ آہنگ خدمتش کردم' دربانم رہا نکرد و جفا کرد' معذور داشتمش کہ گفتہ اند:

در میرو وزیر و سلطان را بی وسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب این گریبانش گیرد' آن دامن

چندانکہ مقربان آن حضرت برحال وقوف یافتند باکرام در آوردند و برتر مقامی معین کردند' اما بتواضع فروتر نشستم و گفتم:

بگذار کہ بندہ کمینم تا در صف بندگان نشینم

گفت: اللہ اللہ! چہ جای این سخن است؟

گر بر سرو چشم ماشنی بارت بکشم کہ نازنینی

فی الجملہ بنشستم و از ہر دری سخن پیوستم' تاحدیث زلت یاران درمیان آمد و گفتم:

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام؟ کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد.
خدای راست مسلم بزرگواری و حلم کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد'

حاکم این سخن را عظیم بپسندید و اسباب معاش یاران فرمود تا بر قاعدہ ماضی مہیا دارند' و مونت ایام تعطیل وفا کنند۔ شکر نعمت بگفتم و زمین خدمت ببوسیدم و عذر جسارت بخواستم و در وقت برون آمدن گفتم:

چو کعبہ قبلہ حاجت شد' از دیار بعید روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ
ترا تحمل امثال ما بباید کرد کہ ہیچکس نزند بر درخت بی بر سنگ

مشکل الفاظ کے معنی: تنی چند: کچھ لوگ۔ در صحبت: مجلس میں۔ حسن ظن: اچھا تصور و خیال۔ بلیغ: واضح اور جامع' بہت زیادہ۔ فاسد: خراب۔ بازار اینان: اُن کا بازار۔ کفاف: روزی۔ کاسد: کھوٹا۔ مستخلص کنم: جاری کراؤں' وظیفے کا ملنا۔

آہنگ: عزم، ارادہ۔ غریب: اجنبی، پردیسی۔ وقوف: کھڑا ہونا۔ تواضع: عجز و انکساری۔ بندۂ کمینم: حقیر اور کمینہ آدمی۔ فرو تر: نیچے۔ چہ جای: کون سی جگہ یعنی کون سا موقع۔ نازت: ناز و ادا کا بوجھ اٹھانا۔ بکشم: اٹھانا۔ ذلت: رسوائی۔ خداوند سابق الانعام: وہ مالک جو پہلے انعام و اکرام کرتا ہو۔ خدائی راست: خدا کے لئے یعنی صحیح ہے۔ اسباب معاش: روزی کا سامان۔ قاعدۂ ماضی: گزشتہ اصول۔ مونت: بقایا۔ عذر جسارت بخواستم: گستاخی کی معافی چاہنا۔ دیار بعید: دور کا شہر۔ درخت بے بر: وہ درخت جو پھل نہ دیتا ہو۔

ترجمہ نثر: میرے ساتھ چند لوگ سفر کر رہے تھے۔ ظاہراً وہ درویش دکھائی دیتے تھے۔ ایک تونگر کی ان درویشوں کے بارے میں اچھی رائے تھی۔ اس نے ان تمام کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ اتفاقاً ان میں سے ایک نے ایسی حرکت کی جو فقیروں کے مزاج کے مطابق نہ تھی۔ امیر کا ان سے عتماد اٹھ گیا اور ان کا امدادی وظیفہ بند کر دیا۔ میں نے چاہا کہ کسی صورت ان دوستوں کا روزینہ بحال کروا دوں۔ میں نے امیر کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر دربان نے مجھے اندر جانے کی اجازت نہ دی اور سختی سے پیش آیا۔ میں نے اسے معذور سمجھا کیونکہ لوگوں نے کہا ہے۔

شعر کا ترجمہ: امیر، حاکم، وزیر کے دروازے پر بغیر وسیلے کے نہ جاؤ ورنہ اجنبی سمجھ کر دربار گریبان کو پکڑ لے گا اور کتا دامن پکڑ لے گا۔

تشریح: سعدیؒ کہتے ہیں کہ عقل مند حضرات بغیر وسیلے کے امیر، حاکم، وزیر اور بادشاہ کے دروازے کا رخ نہیں کرتے کیونکہ ایسی جگہ ہر خاص آدمی کے مخصوص ہوتی ہے۔ ہر شخص بادشاہوں کی بارگاہوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے جانا ہو تو پہلے وہ وسیلہ تلاش کرے تاکہ دربان سے اپنا گریبان بچا سکے اور کتے سے اپنے دامن کو محفوظ رکھ سکے۔ اگر ویسے ہی چلے گئے تو پھر ذلت اٹھانی پڑے گی۔

ترجمہ نثر: مقرب لوگوں کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو وہ خود باہر آئے اور مجھے عزت و تکریم سے اندر لے گئے اور بلند مقام پر بٹھانا چاہا مگر میں نے انکساری سے لیا اور ادنیٰ جگہ پر بیٹھ کر یوں گویا ہوا۔

شعر کا ترجمہ: میں آپ کا حقیر غلام ہوں اس لئے مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں غلاموں کی ہی صف میں بیٹھ جاؤں۔

تشریح: سعدیؒ کہتے ہیں میں نے عجز و انکساری کا دامن تھامتے ہوئے ان سے عرض کیا کہ میں ایک ادنیٰ اور حقیر غلام ہوں۔ میں بلند جگہ پر بیٹھنے کا حقدار نہیں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ میں غلاموں کی صفوں میں بیٹھ جاؤں کیونکہ معمولی آدمیوں میں بیٹھوں گا تو مجھے قلبی سکون ملے گا۔

ترجمہ نثر: اس نے کہا، اللہ اللہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

شعر کا ترجمہ: اگر آپ ہمارے سر آنکھوں پر بیٹھنا چاہتے ہیں تو بھی ہم آپ کا ہر ناز برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ترجمہ نثر: المختصر! میں بیٹھ گیا اور میں نے اِدھر اُدھر کی باتیں کیں۔ یہاں تک کہ باتوں باتوں میں دوستوں کی لغزش کا ذکر چھیڑ دیا اور میں نے کہا۔

شعر کا ترجمہ: اے انعام و اکرام سے نوازنے والے آقا کیا خطا دیکھی کہ اچانک ہمیں اپنی نظروں سے گرا دیا۔ بزرگی اور حکم تو صرف خدا ہی کو زیبا ہے جو جرم دیکھتا ہے پھر بھی روزی قرق نہیں کرتا۔

تشریح: سعدیؒ دراصل یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ انسان اور خدا میں یہی تو فرق ہے کہ انسان جلد غصے میں آکر دوسروں کے ساتھ اپنا تعلق، واسطہ اور رابطہ توڑ لیتا ہے اور کسی کی غلطی کو نظرانداز نہیں کرتا بلکہ اس کو نقصان پہنچانے کا سوچتا ہے جبکہ خدا انسانوں کی غلطیوں کو دیکھتا ہے اور پھر بھی ان کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ خطاوار کو معاف کر دیتا ہے اور کبھی کسی آدمی کی روزی بند نہیں کرتا۔ سعدیؒ امیر سے پوچھتا ہے کہ تو نے آخر ایسا کیوں کیا کہ قصور بھی معلوم نہ کیا اور درویشوں کا روزینہ بند کر دیا۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ نثر: حاکم نے میری بات کو پسند کیا اور اس نے فوراً حسب سابق ان درویشوں کا وظیفہ جاری کر دیا اور ایام بندش کا روزینہ بھی ادا کر دینے کا حکم جاری فرمایا۔ میں نے اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا اور جھک کر آداب بجا لایا اور اپنی جرأت سخن کی معافی چاہی اور دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا کہ:

شعر کا ترجمہ: جب کعبہ حاجت روائی کا قبلہ ٹھہرا تو دور دراز کے شہروں کے لوگ طویل فاصلہ طے کر کے اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ تجھے ہم جیسے لوگوں کی باتیں بردباری سے سننی چاہئے کیونکہ کوئی آدمی بے پھل کے درخت پر پتھر نہیں مارتا۔

تشریح: سعدیؒ کہتے ہیں کہ کعبہ مسلمانوں کے لئے قبلہ حاجات ہے۔ بیت اللہ شریف میں لوگ اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ کے حضور اپنا دامن پھیلاتے ہیں اور وہاں لوگوں کی مرادیں ثمر آور ثابت ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دراز سے طویل سفر طے کر کے جوق در جوق کعبۃ اللہ کی دید کے لئے آتے ہیں۔ جسے اللہ اپنی نعمتوں سے نوازے گا' لوگ تو وہاں ضرور آئیں گے۔ لہٰذا آپ کو ہم جیسے درویشوں سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ ہم سے محبت و عقیدت کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ خدا نے آپ کو جاہ و جلال عطا کیا ہے۔ تجھے مال و دولت سے نوازا ہے۔ یاد رکھو! لوگ پھل دار درخت کو پتھر مارتے ہیں کہ پتھر کے لگنے سے پھل زمین پر آجائے گا۔ بے پھل درخت کوئی نہیں چھیڑتا۔ ہم جیسے لوگوں کو آپ امیروں سے ہی مدد کی توقع ہوتی ہے۔ تہی دامن تو در تونگر پر آئے گا اور اپنی پیاس بجھائے گا۔

حکایت نمبر 18

حکایت ملک زادہ ای گنج فراوان از پدر میراث یافت' دست کرم برکشاد و داد سخاوت بداد و نعمت بیدریغ بر سپاہ و رعیت بریخت:

نیاساید مشام از طبلہ عود ... بر آتش نہ' کہ چون عنبر ببوید
بزرگی بایدت بخشندگی کن ... کہ دانہ تا نیفشانی' نروید

یکی از جلسای بی تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ' ملوک پیشین مرین نعمت را سعی اندوختہ و برای مصلحتی نہادہ۔ دست ازین حرکت کوتاہ کن کہ واقعہ ہا در پیش است و دشمنان از پس' نباید کہ وقت حاجت فرو سانی۔

اگر گنجی کنی بر عامیان بخش ... رسد ہر کدخدائی را برنجی
چرانستانی از بریک جوی سیم؟ ... کہ گرد آید ترا ہر سال گنجی

ملک را تدبیر او ناپسند آمد و زجر فرمود گفت: خداوند مرا مالک این مملکت گرداندہ است تا بخورم و ببخشم' نہ پاسبان کہ نگاہ دارم۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت

مشکل الفاظ کے معنی: ملک زادہ: شہزادہ' بادشاہ کا بیٹا۔ گنج فراوان: بہت بڑا خزانہ۔ دست کرم: مہربانی کرنا۔ بے دریغ: بے دھڑک' بلاجھجک۔ مشام: دماغ۔ طبلہ: صندوقچہ۔ عود: خوشبودار لکڑی۔ چون عنبر: خوشبودار چیز کی طرح۔ جلسا: مصاحبین' پاس بیٹھنے والا۔ فروماندن: عاجز آنا۔ عامیان: عام لوگ' عوام۔ برنجی: ایک چاول کا دانہ۔ سیم: چاندی۔ گرد آید: جمع ہونا۔ زجر فرمود: اسے ڈرایا دھمکایا۔ گرداندہ است: بنایا ہے۔ تا بخورم: تاکہ کھاؤں۔ ببخشم: بخشش کروں۔ نگاہ دارم: حفاظت کروں۔ قارون: حضرت موسیٰ کے دور میں ایک انتہائی مالدار قارون نامی شخص ہو گزرا ہے جو بدنام اور کنجوس دولت مند تھا۔ چہل خانہ گنج:

دولت کے چالیس گھر۔ نام نکو: نیک نام' اچھا نام۔

ترجمہ نثر: کسی شہزادے کو ورثے میں بہت بڑی دولت ملی۔ اس نے اپنا دست کرم کھولا' دل کھول کر سخاوت کی اور پھر فوج اور عوام دونوں کے لئے خزانے کے منہ کھول دیئے۔

اشعار کا ترجمہ: عود سے بھری صندوقچی تو دل و دماغ کو معطر نہیں کرتی اس کو آنچ دکھایئے تاکہ وہ عنبر کی طرح خوشبو دے۔ اگر بڑائی چاہتے ہو تو کرم اور بخشش سے کام لو کیونکہ جب تک کچھ بوؤ گے نہیں دانہ کیسے اُگے گا۔

تشریح: عود ایک خوشبودار لکڑی ہے جب اسے جلایا جائے تو اس سے خوشبو پیدا ہو کر چاروں طرف پھیل جاتی ہے اور دل و دماغ کو آسودگی بہم پہنچاتی ہے اور آدمی ذہنی طور پر سکون محسوس کرنے لگتا ہے۔ شیخ سعدیؒ جو جہاں دیدہ انسان تھے' کہتے ہیں کہ اگر عود کو صندوقچی میں بند کئے رکھو گے تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ جب تک کھیت میں دانہ نہ بکھیرا جائے' پودا کیسے اُگے گا۔ دراصل سعدیؒ تونگر حضرات کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت سے نوازا ہے تو تمہیں بخشش کرنی چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے دولت بڑھتی ہے۔ اس میں اللہ کی طرف سے برکت ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ روپے پیسہ یعنی دولت خرچ کرنے والی چیز ہے اس کو سنبھال کر نہ رکھو بلکہ لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کر دو تاکہ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو۔ بخیلی سے کام نہ لینا' دست کرم سے کام لیتے ہوئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دو تاکہ لوگ تیری بخشش کا دروازہ کھول دیں یعنی جب خلق خدا خوش ہوگی تو اللہ کی بابرکت ذات بھی خوش ہو کر تجھے بلند درجات سے نوازے گی۔ رعایا کی خدمت میں تیری بڑائی ہے۔

ترجمہ نثر: ایک پاس بیٹھے ہوئے ناسمجھ مصاحب نے نصیحت کی کہ حضور آپ کے بزرگوں نے بڑی محنت و کوشش سے یہ دولت جمع کی تھی اور کسی مصلحت کی خاطر اسے رکھا ہوا تھا۔ ایسی بے جا سخاوت اچھی نہیں کیونکہ کئی اور ضرورتیں ہیں اور دشمن تاک میں ہے۔ یہ نہ ہو کہ ضرورت کے وقت تم عاجز ہو جائے۔

اشعار کا ترجمہ: اگر آپ سارے کا سارا خزانہ بھی بانٹ دیں تو ہر کسی کے حصے میں یہ دولت بقدر ایک چاول آئی گی۔ اس کے برعکس آپ ہر کسی سے جو کے برابر چاندی کیوں نہیں لیتے تاکہ ہر روز تیرے پاس ایک نیا خزانہ جمع ہو جائے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ صرف اس غرض سے کہ لوگ بادشاہ کو سخی کے نام سے پکاریں' کی خاطر خزانے کو لٹا دینا عقل مندی نہیں۔ اگر سارے خزانے کا منہ کھول بھی دیا جائے تو ہر کسی کے حصے میں چاول کے ایک دانے کے برابر دولت آئے گی جس سے اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ الٹا خزانہ خالی ہو جائے گا۔ بادشاہ کو سعدیؒ بذریعہ مصاحب یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ مال و دولت بڑی مشکل سے تیرے بزرگوں نے جمع کی تھی اور اس دولت کو کسی خاص مقصد کے لئے جمع کر رکھا تھا اور ایک تو ہے کہ بے دریغ فوج اور عوام پر یہ دولت لٹا رہا ہے۔ اس سخاوت سے ہاتھ کھینچ لینے میں تیری بہتری ہے کیونکہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ دنیا میں انقلابات آتے رہتے ہیں۔ اگر تو کمزور ہو گیا تو دیکھ لے دشمن تاک میں ہے جونہی موقع ملا نقصان پہنچائے گا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ دولت ان عام لوگوں میں تقسیم کرنے کی بجائے ہر کسی سے جو برابر چاندی جمع کرتا رہ تاکہ بوقت ضرورت یہ دولت کام آئے۔ ایسا کرنے سے تیرے پاس ایک بیش بہا خزانہ جمع ہو جائے گا اور پھر تو کسی اور کا محتاج نہیں رہے گا۔ آفافت کے دنوں میں تو دشمن کا مقابلہ کر سکے گا۔

ترجمہ نثر: شہزادے کو یہ بات ناگوار گزری اور اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ خدا نے مجھے یہ سلطنت اس لئے عطا کی ہے کہ خود بھی کھاؤں اور دوسروں کو بھی کھلاؤں۔ یہ دولت اس لئے نہیں دی کہ اس کی رکھوالی کرتا رہوں۔

اشعار کا ترجمہ: قارون کا نام خاک میں مل گیا جو چالیس گھر خزانے کے رکھتا تھا۔ نوشیرواں کا نیک نام آج بھی اس کے مرنے کے بعد زندہ ہے۔

تشریح: اس بیت میں شیخ سعدیؒ نے ایک مشہور واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ قارون جو حضرت موسیٰؑ کے دور میں

Scanned with CamScanner

ایک دولت مند آدمی تھا لیکن وہ انتہائی درجے کا کنجوس تھا۔ چالیس گھر خزانے کے رکھتا تھا۔ مجال ہے کہ زکوٰۃ دے یا صدقے کے طور پر کچھ رقم نکال کر غریب غرباء پر خرچ کرے۔ دولت کی فراوانی قارون کو موت سے نہ بچا سکی۔ اس کی دولت یہاں ہی دھری کی دھری رہ گئی اور یہی دولت اس کا نام بدوں کی فہرست میں لکھوا گئی اور آج لوگ اسے بُرے القابات سے نوازتے ہیں۔ اس کے برعکس نوشیرواں جو ایک نیک سیرت اور رحم دل بادشاہ تھا' عادل اور سخی تھا۔ اس کا نام آج بھی نیک لوگوں کی فہرست میں شامل ہے۔ لوگ اسے اچھے لفظوں میں یاد کرتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے نیکی ابدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کو فنا نہیں جبکہ تمام مادی اشیاء ایک نہ ایک دن اپنا وجود کھو دیتی ہیں جو مال و دولت کی وجہ سے کبر و نخوت کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی دولت کے بل بوتے پر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں' انھیں اذیتیں دیتے ہیں' ایسے لوگ کتے کی موت مرتے ہیں۔ ان کا خزانہ اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ اے حضرت انسان! دیکھ تیری زندگی کسی کی ادھار دی ہوئی ہے لہٰذا اس زندگی کو اسی کے نام پر قربان کر دے یعنی اس کی پیدا کردہ مخلوق کی فلاح کے لئے کچھ کام کر تاکہ تیرا نام بھی نیک ناموں میں شامل ہو جائے اور تیرے مرنے کے بعد لوگ تجھے بھی یاد کریں اور نوشیرواں کی طرح تیرا نام بھی زندہ رہے۔

حکایت نمبر19

حکایت آوردہ اند کہ نوشیروان عادل را در شکار گاہی صیدی کباب کردند و نمک نبود۔ غلامی بروستا رفت تا نمک آرد۔ نوشیروان گفت: نمک بقیمت بستان' تا رسمی نشود و دہ خراب نگردد۔ گفتند ازین قدر چہ خلل آید' گفت' بنیاد ظلم در جہان اول اندکی بودہ است' ہر کہ آمد برو مزیدی کردہ تا بدین غایت رسیدہ:

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبی ‏ برآورند غلامان او درخت از بیخ

بہ پنج بیضہ کہ سلطان روا دارد ‏ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

مشکل الفاظ کے معنی: آوردہ اند: کہتے ہیں' لوگ بیان کرتے ہیں۔ نوشیرواں: ایران کا عادل اور سخی بادشاہ۔ صید: شکار۔ روستا: گاؤں۔ بقیمت بستاں: قیمت ادا کر کے لینا۔ رسمی نشود: رسم نہ پڑ جائے۔ دیہہ: گاؤں' روستا' دیہات۔ خراب نگردد: کہیں تباہ نہ ہو جائے' خراب نہ ہو جائے۔ چہ خلل آید: اس میں کیا برائی ہے' کیا فرق پڑتا ہے۔ اندک: تھوڑا' کم۔ فریدی کرد: اضافہ کر دینا۔ غایت: انتہا۔ باغ رعیت: عوام کا باغ۔ برآوردند: اکھاڑ پھینکنا۔ بیخ: جڑ۔ بیضہ: انڈا۔ ستم روا دارد: ظلم جاری رکھیں گے۔ ہزار مرغ بسیخ: ہزار مرغ سیخ پر بھون کر کھا جائیں گے۔

ترجمہ نثر: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نوشیرواں عادل کے نوکر ایک دن شکار گاہ میں شکار کئے ہوئے جانور کے کباب بنانے لگے مگر نمک موجود نہ تھا' ایک غلام کو قریب ہی ایک گاؤں کی طرف نمک لینے کے لئے بھیجا۔ نوشیرواں نے کہا' نمک قیمت ادا کر کے لانا تاکہ رسم نہ پڑ جائے اور یہ گاؤں برباد نہ ہو جائے۔ کسی نے کہا' اتنی چھوٹی سی بات سے کیا خلل پڑے گا۔ نوشیرواں نے جواباً کہا' دنیا میں ظلم کی بنیاد پہلے پہل تھوڑی تھی' پھر جو کوئی آتا گیا اس میں اضافہ کرتا چلا گیا حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی۔

اشعار کا ترجمہ: اگر بادشاہ رعایا کے باغ سے ایک سیب کھا لے تو اس کے غلام باغ کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ بادشاہ ایک انڈا مفت میں کھا لے' اس کے خدام ہزار مرغ سیخوں پر چڑھا دیں گے۔

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ بادشاہ انصاف پسند ہو تو معاشرے میں معاشرتی بگاڑ پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ عدل و انصاف

Scanned with CamScanner

معاشرے میں امن و سکون قائم کرتا ہے۔ اگر بادشاہ عادل نہ ہو' وہ بے انصافی سے کام لے تو باقی لوگ تو بادشاہ سے بڑھ کر ظلم و ستم اور بے انصافی کریں گے اسی لئے سعدیؒ کہہ رہے ہیں کہ اگر بادشاہ رعایا کے باغ میں سے ایک سیب مفت کھا لے تو باقی لوگ تو پورے باغ کو تہس نہس کر دیں گے۔ اگر بادشاہ ہر روز مفت میں پانچ انڈے کھائے گا تو اس کے خدام ہر روز ہزار مرغ سیخ پر چڑھا کر کھا جائیں گے۔

غرض بادشاہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کسی کو اس کی ذات سے نقصان نہ پہنچے۔ اگر وہ تھوڑا ستم کرے گا تو اس کے خدام تو ظلم کی انتہا کر دیں گے لہٰذا بادشاہ کو معمولی سا ظلم کرنے سے بھی باز رہنا چاہئے۔

حکایت نمبر20

حکایت وزیری غافل را شنیدم کہ' خانہ رعیت خراب کردی تا خزینہ سلطان آباد کند' بی خبر از قول حکیمان کہ گفتہ اند: ہر کہ خدای را' عزوجل' بیازارد تا دل خلقی بدست آرد خداوند تعالی ہمان خلق را بر وگمارد تا دمار از روزگارش برآرد۔

آتش سوزان نکند با سپند آنچہ کند دود دل دردمند

سر جملہ حیوانات گویند کہ شیر است و کمترین و اذل جانوران خر و باتفاق خر باربر بہ کہ شیر مردم در۔

مسکین خر' اگرچہ بی تمیز است چون بار ہمی برد عزیز است

گاوان و خران باربردار بہ ز آدمیان مردم آزار

باز آمدیم بحکایت وزیر غافل' ملک را طرفی از ذمائم اخلاق او بقرائن معلوم شد ع توہمندار کہ خونریزی و پنہان ماند در شکنجہ کشید و بانواع عقوبات بکشت

حاصل نشود رضای سلطان تا خاطر بندگان نجوئی

خواہی کہ خدای بر تو بخشد با خلق خدای کن نکوئی

آوردہ اند کہ یکی از ستم دیدگان بر سر او بگذشت و در حال تباہ او تامل کرد و گفت:

نہ ہر کہ قوت بازوی منصبی دارد بسلطنت بخورد مال مردمان بگزاف

توان بحلق فرو بردن استخوان درشت ولی شکم بدرد چون بگیرد اندر ناف

بماند بر و لعنت پائیدار

نماند ستمکار بد روزگار

مشکل الفاظ کے معنی: شنیدم: میں نے سنا۔ خانہ رعیت خراب: رعایا کا گھر اجاڑنا۔ عز و جل: بزرگ و برتر۔ دل خلقی بدست آرد: خلق خدا کا دل جیت لے۔ گمارد: مقرر کر دینا۔ سپند: ہرمل۔ آتش سوزاں: جلتی آگ۔ دود دل: دل کا دھواں۔ سر جملہ حیوانات: تمام حیوانوں کا سردار۔ اذل جانوران: ذلیل جانور یعنی گدھا۔ خربار بربہ: بوجھ اٹھانے والا گدھا۔ مردم در: آدمیوں کا شکار کرتا ہے۔ بار ہمی بُرد: بوجھ اٹھاتا ہے۔ عزیز است: پسند ہے۔ گاوان: گائے' بیل۔ مردم آزار: انسانوں کو ستانے والا۔ ذمائم اخلاق: اخلاقی برائیاں۔ بقرائن: بمطابق' اندازے سے۔ در شکنجہ کشید: شکنجے میں کس دینا۔ عقوبت: سزا۔ بکشت: قتل کر ڈالا' مار ڈالا۔ کن نکوئی: نیکی کا کام کر۔ تامل کرد: سوچ بچار کرنا۔ بگزاف: مفت میں۔ استخوان: ہڈی۔ درشت: سخت۔ اندر ناف: پیٹ میں۔ لعنت پائیدار: ہمیشہ قائم رہنے والی لعنت۔

ترجمہ نثر: میں نے ایک حاکم کے متعلق سنا کہ وہ بادشاہ کا خزانہ بھرنے کی خاطر عوام کا گھربار تباہ کر دیتا۔ وہ عقل مندوں کی

بات سے واقف نہ تھا کہ جو مخلوق کو خوش کرنے کے لئے خالق کا دل دکھاتا ہے' خدا اسی مخلوق کو اس پر اس طرح مسلط کرتا ہے۔ یوں وہ تباہ برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

شعر کا ترجمہ: دہکتی آگ بھی ہرل کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی دکھی دل کی آہ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

تشریح: ہرل ایک جنگلی بوٹی ہے جس کے دانوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ اگر دانوں کو آگ پر ڈال دیا جائے تو بتاخ سے وہ باہر نکل آتے ہیں یعنی کہ آگ کا اثر بہت جلدی قبول کرتے ہیں۔ سعدیؒ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ آگ بھی ہرل کے دانوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی دکھی دل کی آہ جلا کر راکھ کر دیتی ہے یعنی دکھی دل جب اپنے دل سے آہ نکالتا ہے تو وہ آہ ظالم کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے یعنی کہ دردمند انسان کے دل سے نکلی ہوئی آہ آگ سے بھی زیادہ اثر رکھتی ہے۔

ترجمہ نثر: لوگ کہتے ہیں کہ شیر تمام حیوانوں کا بادشاہ ہے اور سب سے حقیر جانور گدھا ہے لیکن تمام عقل منداس رائے پر متفق ہیں کہ پھاڑ کھانے والے شیر سے بوجھ اٹھانے والا گدھا ہزار درجہ بہتر ہے۔

اشعار کا ترجمہ: بیچارہ گدھا اگرچہ بہت بے تمیز ہے لیکن وہ بوجھ اٹھاتا ہے اس لئے عزیز ہے۔

لیکن یہاں ہیں موجب آزار جو بشر
فضول ہیں وہ ان سے تو بہتر ہیں گاؤ خر

تشریح: شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ وہ جانور ایسے آدمیوں سے بہتر ہیں جو دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ گدھا اگرچہ بے تمیز اور احمق جانور ہے لیکن وہ ہر کسی کو عزیز بھی ہے کیونکہ وہ بوجھ اٹھاتا ہے اس لئے وہ آدمیوں کو چیر پھاڑ کر کھانے والے شیر سے کئی درجے بہتر ہے۔ شیر اگرچہ جانوروں کا سردار ہے لیکن اس کی گدھے کے مقابلے میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ غرض یہ بیل اور گدھے ان انسانوں سے بہتر ہیں جو آدمیوں کو ستاتے اور تنگ کرتے ہیں۔

ترجمہ نثر: حاکم کے قصے کی طرف ہم پھر واپس لوٹتے ہیں۔ بادشاہ نے کسی طرح اس کی اخلاقی خرابیوں کو بھانپ لیا' خون چھپائے نہیں چھپتا۔ بادشاہ نے اسے شکنجے میں کس دیا اور طرح طرح کی سزائیں دے کر مروا دیا۔

اشعار کا ترجمہ: جب تک تو بندوں کا دل خوش نہ کرے' خالق کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر تو خدا کے بندوں پر مہربانی کرے گا تو اللہ تیرے ساتھ بھلائی کرے گا۔

تشریح: سعدیؒ کہتے ہیں کہ وہ نادان ہے جو صرف بادشاہ کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے لیکن جو خالق کے ساتھ مخلوق کو بھی خوش رکھتے ہیں' وہ کبھی بھی ستم کا نشانہ نہیں بنتے کیونکہ اگر بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ وہ اس کے رعایا پر جور و ظلم ڈھا رہا ہے تو وہ کبھی مشیر یا وزیر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ سعدیؒ کہتے ہیں اگر تو خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے تو تیرے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے بندوں سے بھلائی کر اور ان سے محبت و پیار کر۔ بقول اقبال ؂

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

ترجمہ نثر: کہتے ہیں کہ کسی مظلوم کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے وزیر کی تباہ حالی دیکھ کر کہا۔

اشعار کا ترجمہ: ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ جو شخص اختیار رکھتا ہو وہ لوگوں کا مال بے دھڑک ہو کر کھاتا رہے۔ سخت ہڈی حلق سے نیچے اتاری تو جا سکتی ہے مگر ناف میں پھنس جائے تو پیٹ بھی پھاڑ دیتی ہے۔

تشریح: سعدیؒ کہتے ہیں اقتدار میں لوگ اگر اپنے اختیارات کا ناجائز اور بے جا استعمال کریں تو ایسا مال سخت ہڈی کی طرح کبھی نہ کبھی ان کا پیٹ پھاڑ دیتا ہے۔ گو سخت ہڈی حلق سے نیچے تو اتاری جا سکتی ہے لیکن وہ اگر ناف میں پھنس جائے تو پیٹ پھاڑ دیتی ہے۔ سعدیؒ دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے صاحب اقتدار! غرباء کا مال نہ کھانا ورنہ پچھتاؤ گے۔ ملک کو نقصان نہ

Scanned with CamScanner

پہنچانا ورنہ تم بھی ملک کے ساتھ اپنا وجود کھو بیٹھو گے۔

بیت کا ترجمہ: بدبخت ظالم خود تو سدا زندہ نہیں رہتا لیکن اس کے لئے ظلم کی لعنت ہمیشہ باقی رہ جاتی ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ انسان اس دنیا میں سدا نہیں رہ سکتا۔ اس کائنات کی ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ از روئے ایمان ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے مگر ہر انسان اپنے اعمال کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے جس طرح جیسا بیج لگایا جائے تو پودا پروان چڑھ کر ویسا ہی پھل دیتا ہے۔ اسی طرح اچھا انسان اپنے اچھے عملوں کی وجہ سے اچھا نام کماتا ہے جبکہ برا انسان ہمیشہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے لعنت کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے۔

حکایت نمبر21

حکایت مردم آزاری را حکایت کنند کہ سنگی بر سر صالحی زد، درویش را مجال انتقام نبود، سنگ را نگاہ ہمی داشت تا زمانی کہ سلطان را بر آن لشکری خشم آمد و در چاہش کرد و درویش آمد و سنگ بر سرش کوفت، گفتا: تو کیستی و مرا این سنگ چرا زدی؟ گفت، من فلانم و این ہمان سنگ است کہ تو بر سر من زدی در فلان تاریخ۔ گفت: چندین روزگار کجا بودی؟ گفت: از جاہت اندیشہ ہمی کردم، اکنون کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم

نا سزای را، کہ بنی بخت یار ‍ ‍ ‍ ‍ عاقلان تسلیم کردند اختیار

چون نداری، ناخن درندہ تیز ‍ ‍ ‍ ‍ با بدان آن بہ کہ کم گیری ستیز

ہر کہ با پولاد بازو پنجہ کرد ‍ ‍ ‍ ‍ ساعد مسکین خود را رنجہ کرد

باش تا دستش .بند روزگار ‍ ‍ ‍ ‍ پس بکام دوستان مغزش برآر

مشکل الفاظ کے معنی: مردم آزارے: ایک ظالم شخص۔ حکایت کنند: قصہ کہتے ہیں۔ سنگے: ایک پتھر۔ بر سر صالحے: ایک نیک آدمی کے سر پر۔ زد: مارا۔ درویش: فقیر۔ مجال: طاقت، ہمت، قوت۔ انتقام: بدلہ۔ نبود: نہیں تھی۔ سنگ: پتھر۔ راہ نگاہ میداشت: محفوظ رکھے ہوئے۔ تا زمانیکہ: اس وقت تک کہ۔ ملک: بادشاہ، حاکم، شہنشاہ۔ براں: اس پر۔ لشکری: سپاہی، فوجدار۔ خشم آمد: غصے ہوا۔ و در چاہ کرد: اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ اندر آمد: اس جگہ آیا۔ و سنگ: اور پتھر۔ بر سرش: اس کے سر پر۔ کوفت: مارا۔ گفتا: کہنے لگا۔ تو کیستی: تو کون ہے۔ وایں: اور یہ۔ چرا زدی: کیوں مارا۔ گفت: کہنے لگا، کہا۔ من فلانم: میں فلاں ہوں۔ وایں: اور یہ۔ ہماں: وہی۔ در فلاں: فلاں میں۔ تاریخ: دن۔ بر سر: سر پر۔ من زدی: تو نے مجھ پر، میرے پر مارا تھا۔ چندیں: اتنے۔ روز: دن۔ کجا بودی: کہاں تھا۔ از جاہت: تیرے مرتبے، عہدے سے۔ اندیشہ: خوف۔ میکردم: کرتا تھا۔ اکنوں: اب کہ۔ در: میں۔ چاہت: تجھے کنوئیں میں۔ دیدم: میں نے دیکھا۔ فرصت: فرصت، فراغت، موقعہ۔ غنیمت: اچھا، مناسب۔ دانستم: میں نے جانا۔ ناسزائے: جس احمق، نالائق، بے وقوف۔ را کہ بنی: کو تو دیکھے۔ بختیار: قسمت والا۔ عاقلاں: عقلمندوں۔ تسلیم کردند: تسلیم کیا۔ اختیار: اپنانا، حق۔ چوں: جب۔ نداری: تو نہ رکھے۔ ناخن: ناخن۔ درندہ: نوچ ڈالنے والے۔ تیز: تیز۔ بابداں: بدوں، بروں سے۔ آں بہ: وہ کہ جو۔ کم گیری: تو کم پائے۔ ستیز: جھگڑنے، جھگڑے۔ ہرکہ: جس کسی نے بھی۔ بافولاد: فولاد، لوہے سے۔ بازو: بازو۔ پنجہ کرد: لڑا، پنجہ آزمائی کی۔ ساعد سیمیں: نازک کلائی، پہنچے۔ خود را: اپنے کو۔ را رنجہ کرد: تکلیف دی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک ظالم کا قصہ بیان کا جاتا ہے کہ اس نے ایک پتھر ایک نیک انسان کے سر پر دے مارا۔ فقیر میں انتقام لینے کی ہمت نہیں تھی اس پتھر کو سنبھالے رکھے ہوا تھا۔ اس وقت شہنشاہ کا اس محافظ پر غصہ نازل ہوا اور ایک کنوئیں میں

قید کر دیا گیا۔ فقیر اس جلد آیا اور پتھر کو اس سپاہی کے سر پر مار دیا۔ اس محافظ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کہ پتھر تو نے مجھے کیوں مارا ہے تو فقیر نے جواب دیا کہ میں فلاں شخص ہوں اور یہ وہی پتھر ہے جو کہ فلاں روز کو تو نے ہی میرے سر پر مارا تھا تو اس پر وہ کہنے لگا کہ تو اتنا عرصہ تک کہاں تھا۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں تو تیرے عہدہ سے خوفزدہ تھا' اب جبکہ میں نے تجھے کنوئیں میں گرا پڑا' بے بس قید میں دیکھا تو اس فرصت کو غنیمت جانا۔

مثنوی: ایسی جگہ جہاں کہ تو جس بے وقوف کو قسمت والا دیکھے' عقلمندوں نے تسلیم و رضا کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ جب تو تیز ناخن نوچ ڈالنے والے نہیں رکھتا تو یہ بہتر ہے کہ تو بُروں سے لڑائی نہ کرے۔ جس کسی نے بھی فولادی بازو رکھنے والے سے پنجہ آزمائی کی' اپنی نازک کلائی کو تکلیف پہنچائی۔ تب تک رک جا کہ زمانہ اس کا ہاتھ باندھ ڈالے۔ پھر دوستوں کے اقبال سے اس کا مغز نکال دے۔

نتیجہ حکایت: بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو' ظالم کے ظلم کی ایک حتمی سزا مقرر ہے۔ قوت کو بے موقعہ اور بے حیثیت استعمال کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

مثنوی: ظاہری حالت پر نہ جاؤ۔ طاقت نہ ہو تو بروں سے مت الجھو۔ اپنی طاقت کا بے جا اور غلط استعمال نہ کرو۔

حکایت نمبر 22

حکایت یکی را از ملوک ماضی مرضی ہائل بود کہ عادت ذکر آن ناکردن اولی' طایفہ حکمای یونان متفق شدند' کہ مرین درد را دوای نیست' مگر زہرہ آدمی' بچندین صفت موصوف' بفرمود طلب کردن' دہقان پسری یافتند بدان صفت کہ حکیمان گفتہ بودند۔ پدر و مادرش را بخواند و بنعمت بیکران خوشنود گردانید و قاضی فتوی داد کہ' خون یکی از احاد رعیت ریختن سلامت نفس پادشاہ را روا باشد۔ جلاد قصد او کرد۔ پسر سربسوی آسمان برآورد و تبسم کرد۔ ملک پرسیدش کہ' درین حالت چہ جای خندیدن است؟ گفت: ای پادشاہ ناز فرزندان بر پدر و مادر باشد و دعوی پیش قاضی برند و داد از پادشاہ خواہند' اکنون پدر و مادر بعلت حطام دنیا مرا بخور در سپردند و قاضی بکشتم فتوی داد' و سلطان مصالح خویش اندر ہلاک من ہمی بیند بجز خدای عز و جل پناہی نمی بینم

پیش کہ بر آورم زدستت فریاد؟ ہم پیش تو از دست تو میخواہم داد

سلطان را دل ازین سخن بہم برآمد و آب در دیدہ بگردانید و گفت: ہلاک من اولی تر از خون بیگناہی ریختن' سرو چشمش بوسید و درکنار گرفت' و نعمت بی اندازہ بخشید و آزاد کرد' گویند ہم در آن ہفتہ شفا یافت۔

ہمچنان در فکر آن بیتم کہ گفت پیلبانی برلب دریای نیل
زیر پایت گر ندانی حال مور ہمچو حال تست زیر پای پیل

مشکل الفاظ کے معنی: یکے را: کوئی ایک۔ از ملوک: شہنشاہوں میں سے۔ مرضے: بیماری' ایک روگ۔ ہائل بود: مہلک' جان لیوا' ہولناک' خطرناک۔ اعادت: اس کا دہرانا۔ ذکر آں: اس کا بیان کرنا' مذکور' ذکر کرنا۔ ناکردن: نہ ہی کرنا۔ اولیٰ: روا' اچھا' درست' اعلیٰ۔ طائفہ: گروہ' ٹولی' گروپ۔ از حکمائے: عقلمندوں' اطباء' حکیموں میں سے۔ متفق شدند: راضی ہوئے' اتفاق کر گئے۔ مرایں درد را: کہ اس درد' روگ' بیماری' مرض کی۔ دوائے نیست: دوا موجود نہیں ہے' دوا نہیں۔ مگر زہرہ آدمی: لیکن اس شخص کا ا= پتہ۔ کہ بچندیں: جو کہ اس قدر۔ صفت موصوف باشد: صفات کا حامل ہو۔ بفرمود: فرمایا۔ طلب کردن: طلب کرنا' بلانا۔ دہقان: کسان' کھیت کار۔ پسرے: بیٹا۔ رایافتند: ڈھونڈ نکالا گیا۔ برآں صورت: اسی حلئے' چہرے مہرے

والا۔ حکیما: حکماء، اطباء، عقلمندوں۔ گفتہ بودند: بتلایا تھا۔ پدر و مادرش: اس کے باپ اور ماں، والدین۔ را بخواندند: کو بلایا گیا۔ نعمت بیکراں: بے شمار مال و دولت۔ خوشنود گردانیدند: خوش کر دیا۔ قاضی فتویٰ داد: قاضی نے فتوی دے دیا۔ کہ خون یکے: کہ کسی ایک انسان کا خون۔ از رعیت: رعایا میں سے۔ ریختن: بہانا۔ سلامت نفس: جان کی سلامتی۔ پادشاہ را: بادشاہ کو، شہنشاہ کے لئے، واسطے۔ روا باشد: جائز ہے، درست ہے، روا ہے۔ جلاد: سزائے موت دینے والا داروغہ۔ قصد کرد: ارادہ باندھا۔ پسر: بیٹے۔ سر سوئے آسمان: سر آسمان کی طرف۔ بر آورد: اوپر کو اٹھایا۔ تبسم کرد: مسکرا دیا، ہنسا، تبسم کیا۔ ملک: بادشاہ۔ پرسید: پوچھا۔ دریں حالت: اس حال میں، اس حالت کے اندر۔ چہ جائے: کون سا مقام، موقعہ محل، وقت۔ خندیدن ست: ہنسی کا ہے، مسکراہٹ، تبسم کرنے کا۔ گفت: بولا، کہنے لگا، عرض کیا۔ ناز: مان، فخر، ناز، نخرہ۔ فرزند: بیٹا۔ بر پدر و مادر: والدین پر، ماں باپ پر۔ باشد: ہوتا ہے، ہوا کرتا ہے۔ دعویٰ: دعویٰ، قانونی نالش کا حق۔ پیش قاضی: منصف کے روبرو، قاضی کے سامنے۔ برند: کیا جاتا ہے، کرتے ہیں، کیا کرتے ہیں۔ داد: انصاف۔ از پادشاہ خواہند: بادشاہ سے چاہا جاتا ہے، مانگتے ہیں۔ اکنوں: اب۔ پدر و مادر: والد اور والدہ (والدین)، ماں باپ۔ بعلت حطام دنیا: دنیا کے مال کی وجہ سے۔ مرا: مجھے، مجھ کو۔ بخون: مارے جانے کا، ہلاک ہونے، قتل کئے جانے کو۔ در سپردند: حوالے کر دیا، سپرد کر دیا، سونپ دیا۔ و قاضی: اور منصف، دین کا مفتی۔ بکشتم: مجھ کو مار دینے کا۔ فتویٰ: دینی، شرعی حکم۔ داد: دے دیا، دے چکا۔ سلطان: حاکم، تخت نشین، فرمانرواء۔ مصالح: مصلحتیں۔ خویش: اپنی۔ اندر ہلاک من: میری موت میں۔ می بیند: دیکھتا ہے۔ بجز: سوائے، ماسوائے، کے علاوہ، کے سوا، بجائے۔ عز و جل: عزت اور بزرگی والے۔ پناہے: پناہ، بچاؤ کا مقام۔ نمی بینم: نہیں دیکھتا ہوں۔ پیش کہ: کس کے روبرو، آگے، سامنے، حضور۔ برآورم: لاؤں۔ ز دستبست: تمہارے ہاتھ (مراد ستم، ظلم)۔ ہم پیش تو: پھر بھی تیرے ہی سامنے، روبرو۔ از دست تو: تمہارے ہاتھ سے۔ میخواہم داد: داد چاہتا ہوں۔ سلطان: حاکم، بادشاہ۔ را: کا، کے، کی۔ دل ازیں: اس سے۔ سخن: بات، بیان، کلام۔ بہم برآمد: بھر آیا، بھر گیا (پسیج گیا)۔ آب در دیدہ: آنکھ کے اندر پانی (آنسو)۔ بگردانید: بھر آئے، تیر گئے، پرنم ہونا۔ گفت: اس نے کہا۔ ہلاک من: میرا مرنا۔ اولیٰ تر: بہتر، اچھا، اعلیٰ، فائق۔ خون چنیں: ایسے کا خون۔ طفلے: ایک لڑکا۔ رنجش: بہانا۔ بے گناہ: معصوم، بے قصور۔ سر و چشمش: اس کے سر اور آنکھ کو۔ بوسید: چوما، بوسہ دیا۔ در کنار گرفت: گود میں اسے اٹھا لیا۔ آزاد کرد: رہا کر دیا، چھوڑ دیا، آزاد کیا۔ نعمت بے اندازہ: بے شمار نعمت، انعام و اکرم، مال و منال، دولت۔ بخشید: بخشا، عطا کیا، بخش دیا، نواز دیا۔ گویند: کہا جاتا ہے، کہتے ہیں، بتایا جاتا ہے۔ ہمدراں ہفتہ: اسی ہفتے کے اندر، بیچ میں، دوران۔ صحت یافت: صحت پائی، صحت یاب ہوا، تندرست و توانا، بھلا چنگا، ٹھیک ہو گیا۔ ہمچناں: اسی طرح، برابر، بدستور۔ در فکر آں: اس کی فکر میں، سوچ میں۔ مستم: مرے جا رہا ہوں، پڑا ہوا ہوں۔ گفت: کہا، کہتا تھا۔ پیلبانے: ایک فیل بان، مہاوت۔ برلب دریا: دریا کے کنارے پر۔ نیل: مصر کے دریا کا نام۔ زیر: نیچے۔ پایت: تیرے، تمہارے۔ گربدانی: اگر تو جانے، سمجھ لے۔ حال: حالت۔ مور: چیونٹی، نمل۔ ہمچو: تو بھی ایسے ہی۔ حال تست: تیرا حال، تیری حالت۔ زیر: نیچے۔ پائے: پاؤں۔ پیل: فیل، ہاتھی۔

حکایت کا ترجمہ: شہنشاہوں میں سے کسی بادشاہ کو ایک ہولناک مرض لاحق تھا کہ اس کے ذکر تک کو بھی نہ دہرانا ہی اچھا ہے۔ ایک گروہ یونان کے حکیموں کا جمع ہوا اور اس نے اتفاق کے ساتھ یہ مشورہ دیا کہ اس بیماری کی کوئی بھی دوا موجود نہیں ہے۔ مگر اس شخص کا پتہ جو کہ اتنی صفات سے متصف ہو، الگ ہے۔ بادشاہ نے اس آدمی کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ حکیموں نے جیسے بتلایا تھا، ایک کسان کا بیٹا ویسا ہی لا حاضر کر دیا گیا۔ اس کے والدین کو بلایا گیا اور ڈھیر سارے مال و دولت سے نواز کر اسے خوش کر دیا گیا اور قاضی نے فتویٰ جاری کر دیا کہ رعایا میں سے کسی بھی ایک انسان کا خون بہانا۔ شہنشاہ کی زندگی کی سلامتی کے لئے روا یا جائز ہے۔ جلاد نے ارادہ باندھا تو لڑکے نے آسمان کی جانب اپنے سر کو اٹھایا اور ہنس دیا۔ شہنشاہ نے دریافت فرمایا کہ اس حالت میں بھلا اس کی ہنسی کا کون سا موقعہ ہے تو لڑکے نے جواباً عرض کیا کہ اولاد کا مان والدین پر ہی ہوتا ہے اور دعویٰ قاضی کے سامنے کیا جاتا ہے اور انصاف بادشاہ سے ہی لوگ چاہتے ہیں۔ اب والدین نے تو دنیوی مال و دولت

کے باعث مجھے قتل کیے جانے کی خاطر سونپ دیا ہے اور قاضی نے بھی مجھے ہلاک کر دینے کا حکم صادر کر دیا ہے اور شہنشاہ اپنی مصلحتیں میرے قتل ہونے میں ہی دیکھتا ہے۔ اب سوائے خدائے بزرگ و برتر کے میں کوئی بھی مددگار نہیں دیکھتا۔

بیت: تیرے ہاتھ کی پکڑ کی درخواست کس کے آگے کروں۔ تیرے سامنے تیرے ہی ہاتھ سے انصاف کا طلب گار ہوں۔

نثر کا ترجمہ: اس سے بادشاہ کا دل بھر گیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر گئے اور شہنشاہ نے کہا کہ میرا مرنا زیادہ ہی اچھا ہے اس امر کے بجائے کہ ایک ایسے بے گناہ لڑکے کا خون بہانا روا خیال کیا جائے۔ بادشاہ نے لڑکے کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور اسے گود میں اٹھالیا اور یوں اسے رہا کر دیا اور بہت سا مال و دولت بھی لڑکے کو بخش دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی ہفتہ کے اندر شہنشاہ بھلا چنگا یعنی کہ صحت مند (تندرست و توانا) ہو گیا۔

قطعہ: ایک مہاوت (ہاتھی کو چلانے والا) نے دریائے نیل کے کنارے پر جو شعر پڑھا تھا' میں برابر اس شعر کے فکر میں پڑا ہوا ہوں۔

اگر تو اپنے پیروں تلے چیونٹی کا حال جان لے تو بس یہ ایسا ہی جیسے کہ تیرا ہاتھی کے پیروں کے نیچے حال ہو۔

نتیجہ حکایت: کسی بے گناہ یا بے خطا کی معافی اور بخشش یا رہائی سب سے بڑا فدیہ / صدقہ ہے۔ احسان اور انصاف سے بڑا تحل اور جان لیوا روگ کا علاج کوئی نہیں ہے۔ معاملہ فہمی سے بیماری ٹل جاتی ہے۔ مرض جرم کی وجہ سے آتا ہے۔ فدیہ اور احسان یا صدقہ سے ٹل جاتا ہے۔ بندوں کی زیادتی کا انصاف صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔ اپنے دکھ کو دوسرے کا ہی دکھ جانو۔ یہی اچھی سوچ اور فکر ہے۔ کسی کی تکلیف سے الگ تھلگ رہنا دانشمندی نہیں ہے۔

حکایت نمبر 23

حکایت یکی از بندگان عمرو لیث گریختہ بود۔ کسان در عقبش برفتند و باز آوردند' وزیر را بادی غرضی بود۔ اشارت بکشتن فرمود' تا دگر بندگان چنین فعل روا ندارند بندہ مسکین پیش عمرو سر بر زمین نہاد و گفت:

ہرچہ رود بر سرم' چون تو پسندی رواست
بندہ چہ دعوی کند؟ حکم خداوند راست

اما بموجب آنکہ پروردہ نعمت این خاندانم نخواہم کہ در قیامت بخون من گرفتار آئی' اگر بی گمان این بندہ را بخواہی کشت بتاویلی شرعی بکش تا در قیامت ماخوذ خود نباشی۔ عمرو گفت تاویل چگونہ است؟ گفت: اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم آنگاہ بقصاص او بفرمائی خون مرا ریختن تا بحق کشتہ باشی۔ ملک راخندہ گرفت۔ وزیر را گفت چگونہ مصلحت می بنی؟ گفت' ای خداوند جہان از بہر خدای این شوخ دیدہ را بصدقات گور پدر آزاد کن' تا مرا در بلای نیفگند۔ گناہ از من است و قول حکما معتبر کہ گفتہ اند:

چو کردی با کلوخ انداز پیکار سر خود را بنادانی شکستی
چو تیر انداختی در روی دشمن عذر کن' کاندر آماجش نشستی

مشکل الفاظ کے معنی: یکے: کوئی ایک۔ از: سے' میں سے۔ بندگان: غلاموں' خادموں' نوکروں۔ عمرو لیث: ایک بادشاہ کا نام۔ گریختہ بود: فرار ہو گیا' بھاگ گیا' دوڑ گیا تھا۔ کسان: سپاہیوں' اہل کاروں میں سے آدمیوں میں سے۔ در عقبش: اس کے تعاقب میں' اس کے پیچھے۔ برفتند: گئے۔ وباز: اور پھر سے۔ آوردند: پکڑ کر لے آئے۔ وزیر را: وزیر کو۔ باوے: اس کے ساتھ۔ غرضے بود: مفاد تھا' مخاصمت' دشمنی' مخالفت یا غرض تھی۔ اشارت: اشارہ دیا' مشورہ دیا' تجویز کیا۔ بکشتن کرد: اس کو

ہلاک کر ڈالنے کا' مار دینے' قتل کر دینے کا۔ تا دیگر: تاکہ دوسرے۔ بندگان: غلام' بندے' افراد۔ چنیں: ایسے ہی' ایسی' اس طرح کی۔ فعل: کام' حرکت۔ نیارند: جرأت نہ کریں' ہمت نہ کر سکیں۔ بندہ: غلام' نوکر۔ سر: سر۔ پیش: سامنے' روبرو۔ بر: پر۔ زمین: زمین' فرش۔ نہاد: گرا دیا' جھکا دیا۔ وگفت: اور کہا' اور کہنے لگا۔ ہرچہ: جو چاہے' جو کچھ بھی کہ۔ رود: ہو گزرے۔ برسرم: میرے سر پر۔ تو: تم' تو۔ پسندی: چاہے' پسند کرے۔ روا است: درست ہے' جائز ہے' روا ہے۔ بندہ: غلام' نوکر۔ چہ: کیا' کون سا۔ دعویٰ کند: دعویٰ کرے' دعویٰ کر سکتا ہے۔ حکم: حق و اختیار' حکم۔ خداوند: مالک' آقا' مختار مطلق۔ را است: کا ہے' کاہی ہے' کو سزاوار ہے۔ لیکن: مگر۔ بموجب: وجہ سے' سبب سے' باعث۔ آنکہ پروردہ: کہ اس گھرانے کا پالا ہوا۔ نعمت ایں: اس نعمت سے۔ خاندانم: خاندان کا ہوں' گھرانے کا ہوں۔ نخواہم: نہیں چاہتا ہوں' پسند نہیں کرتا ہوں۔ کہ در قیامت: کہ قیامت میں' روز حشر کو۔ بخون من: میرے خون سے۔ گرفتار آئی: تو پکڑا جائے' گرفتار کیا جائے' دھرا لیا جائے۔ اجازت فرمائی: تو مجھے اجازت دے دے۔ تا وزیر را: تاکہ تیرے وزیر/ نائب کو۔ بکشم: ہلاک کر ڈالوں' مار دوں' قتل کر ڈالوں۔ پس آنگہ: پھر' تب اس وقت۔ قصاص رو: اس کے بدلے' اس کے خون کے عوض۔ بفرمائی: تو حکم دے۔ خون من: میرے خون کا۔ ریختن: بہانے۔ تا بحق: تاکہ سچ بات' حق بات پر۔ کشتہ باشی: تو قتل کرے' تو خون کرے۔ ملک را: بادشاہ کو۔ خندہ گرفت: ہنسی آگئی' بادشاہ ہنس پڑا' مسکرا دیا۔ وزیر را: وزیر سے' وزیر کو۔ گفت چگونہ: کہا کہ تیری کیا' تو کیا۔ مصلحت بینی: مشورہ دیتا' تجویز کرتا' رائے دیتا اور مصلحت دیکھتا ہے۔ وزیر گفت: وزیر نے کہا' وزیر کہنے لگا۔ اے خداوند جہان: اے دنیا کے مالک۔ مصلحت آں: مجھے یہ درست' جائز دکھائی پڑتا یا معلوم پڑتا ہے۔ می بینم: اس کی مصلحت' دکھائی دیتی ہے۔ از بہر خدا: خدا کے لئے۔ صدقہ: صدقہ' عوض' فدیہ۔ گور پدر او: والد کی قبر کے واسطے اسے۔ را آزاد کنی: کو چھوڑ دے' رہا کر دے' آزاد کر ڈال۔ تا: تاکہ۔ مرا: مجھے' مجھ کو۔ نیز: بھی۔ بلائے: کسی مصیبت' بلا' مشکل۔ نیفگند: نہ پھنسا دے۔ گناہ از: گناہ تو۔ سنت: مجھ سے' میرا ہے۔ قول حکیماں: عقلمندوں کا قول' دانشمندوں کا کہنا یا کہا ہوا۔ معتبر: قابل اعتبار' درست' سچا' حق' سچی بات۔ چو کردی: تو نے کی۔ باکلوخ: ڈھیلا' پتھر' کنکر' روڑا۔ انداز: پھینکنے والے' مارنے والے۔ پیکار: لڑائی' جنگ۔ سر خود را: اپنے ہی سر کو۔ بنادانی: حماقت سے' نادانی سے' بے وقوفی سے۔ شکستی: تو نے توڑا' تو توڑتا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: عمرو لیث کے غلاموں میں سے ایک غلام فرار ہو گیا تھا۔ آدمیوں یعنی کہ سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو پھر پکڑ کر لے آئے۔ بادشاہ کے وزیر کو اس سے کچھ دشمنی تھی۔ اس نے غلام کے مار ڈالنے کا مشورہ دے دیا تاکہ اور کوئی غلام ایسی حرکت کرنے کی جرأت ہی نہ کریں۔ غلام نے عمرو لیث کے سامنے اپنا سر زمین پر جھکا دیا اور کہا کہ

ترجمہ فرد: میرے سر پر جو کچھ بھی ہو گزرے اگر تو پسند کرے تو روا (جائز' درست یا حق بجانب) ہے۔ غلام کیا دعویٰ کر سکتا ہے۔ آقا کو سارا ہی اختیار و حق حاصل ہے۔

ترجمہ نثر: مگر اس وجہ سے کہ اس گھرانے کی نعمت سے پلا ہوا ہوں۔ میں بالکل نہیں پسند کرتا کہ قیامت کے دن کو تو میرے خون کے بدلے پکڑ لیا جائے۔ مجھے اجازت دے کہ میں ہی وزیر کو ہلاک کر ڈالوں۔ تب اس وقت اس کے خون کے بدلے میرا خون بہانے کا تو حکم دے دے تاکہ سچی بات پر تو خون کرے۔ شہنشاہ ہنس پڑا۔ وزیر کہنے لگا کہ تیری کیا مرضی ہے۔ وزیر نے کہا کہ اے جہان کے مالک مجھے تو یہی مناسب معلوم پڑتا ہے کہ اللہ کے واسطے اور اپنے والد کی قبر کے صدقے میں اس کو رہا کر دیں تاکہ مجھ کو بھی کسی بلا میں نہ پھنسا سکے۔ گناہ تو میں نے کیا ہے اور دانشمندوں کی یہ بات حق ہے جو کہ کہی گئی ہے۔

ترجمہ قطعہ: جب کنکر پھینکنے والے سے تو نے بڑائی کی تو یہ جان لے کہ حماقت سے تو نے اپنا ہی سر توڑا۔ جب تو نے تیر کے ساتھ اپنے دشمن پر حملہ کیا تو پھر یہ سمجھ لو کہ تو اس کے نشانے پر لگا۔

نتیجہ حکایت: کسی دشمن کی مخالفت بھی عدل سے کسی کو باز یا دور نہ رکھے۔ دشمن کو چھوڑ دینا والد کی قبر سنوارنے کے

Scanned with CamScanner

برابر کام ہے۔ عدل ہی عقل مندی ہے' انصاف ہی خدا کی خوشنودی کا وسیلہ ہے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے۔ حاکم کی پسند ہی جائز حکم ہے۔ بادشاہ کبھی غلطی نہیں کرتا' غلامی بجائے خود سزا ہے۔ غلام کا کوئی اجر نہیں ہوتا۔ مالک' آقا کی مرضی ہی غلام کا قصور ہے۔ ہر ہتھیار ہر ایک کے لئے برتنا یا استعمال کرنا درست اور عقلمندی نہیں ہوتا۔ نابرابری اور غیر مساویانہ لڑائی حماقت ہوتی ہے۔ ہتھیار سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے۔ کنکر کا جواب تیر نہیں ہو سکتا۔ دشمن کو معاف کر دینا ہی رحم اور صدقہ ہے۔ انصاف کا ترک بہادری اختیار یا عقلمندی نہیں ہے۔

حکایت نمبر 23-A

حکایت ملک زوزن را خواجہ ای بود' کریم النفس' نیک محضر کہ ھمگنان را در مواجہ خدمت کردی و در غیبت نکوئی گفتی' اتفاقا از و حرکتی در نظر سلطان ناپسند آمد' مصادرہ فرمود و عقوبت کرد' سرہنگان ملک بسوابق نعمت او معترف بودند و بشکر آن مرتہن' لاجرم در مدت توکیل او رفق و ملاطفت کردندی و زجر و معاقبت روا نداشتندی

صلح با دشمن' اگر خواہی' ہرگہ کہ ترا در قفا عیب کند' در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہن میگذرد موذی را سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن

آنچہ مضمون خطاب ملک بود از عہدہ بعضی بدر آمد و بہ بقیتی در زندان بماند۔ یکی از ملوک نواحی در خفیہ پیامش فرستاد کہ' ملوک آن طرف قدر چنان بزرگواری ندانستند و بی عزتی کردند' و برما گران آمد' اگر رای عزیز فلان اَحْسَنَ اللّٰہُ خَلَاصَہ بجانب ما التفاتی کند در رعایت خاطرش ہرچہ تمام تر سعی کردہ شود واعیان این مملکت بدیدار او مفتقرند و جواب این حروف را منتظر' خواجہ بر این وقوف یافت و از خطر اندیشید در حال جوابی نبشت کہ' اگر پیش از بلاغ کشف کنند از مواخذت ایمن باشد یکی از متعلقان واقف شد و ملک را اعلام کرد کہ' فلان را کہ حبس فرمودی' با ملوک نواحی مراسلہ دارد' ملک بہم برآمد و کشف این خبر فرمود' قاصد را بگرفتند' و رسالت را بخواندند نبشتہ بود کہ: حسن ظن بزرگان بیش از فضیلت ماست و تشریف قبولی کہ فرمودند' بندہ را امکان اجابت نیست' بحکم آنکہ پروردہ نعمت این خاندانست و باندک مایہ تغیر خاطر باولی نعمت بیوفائی نتوان کرد۔ چنانکہ گفتہ اند:

آنرا کہ بجای تست ہر دم کرمی عذرش بنہ' ار کند بعمری ستمی

ملک را سیرت حق شناسی از و پسند آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر خواست کہ' خطا کردم کہ ترا بی جرم و خطا بیازردم گفت: ای پادشاہ روی زمین' بندہ درین حالت مر خداوند را خطای نمی بیند' بلکہ تقدیر خداوند تعالی بود کہ مرین بندہ را مکروہی برسد' پس بدست تو اولی تر کہ سوابق نعمت بر این بندہ داری و ایادی منت و حکما گفتہ اند:

گر گزندت رسد ز خلق' مرنج کہ نہ راحت رسد ز خلق' نہ رنج
از خدا دان خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست
گرچہ تیر از کمان ہمی گزرد از کماندار بیند اہل خرد

مشکل الفاظ کے معنی: ملک: بادشاہ' شہنشاہ' حکمران۔ روزن: علاقہ' خطے' ملک کا نام۔ خواجہ: وزیر' نائب۔ کریم النفس: نیک سرشت' نرم خو' ہمدرد۔ نیک محضر: بزرگ ذات' محترم۔ ھمگناں: کسی کے بارے بھی۔ در مواجہ: روبرو' سامنے۔ حرمت داشتے: عزت کرتا تھا۔ در غیبت: عدم موجودگی' غیر حاضری۔ نکو گفتے: کسی کی نہ برائی کرتا۔ از و حرکتے: اس کی کسی

بات، حرکت سے، کوئی حرکت۔ در نظر: نگاہ میں۔ ناپسند آمد: بری لگی۔ مصادرت فرمود: جرمانے کا حکم دے دیا۔ عقوبت کرد: سزا دے دی۔ سرہنگان: اہل کاران، سپاہی، فوجدار۔ بسوابق نعمت: گزشتہ کرم نوازی، احسان۔ معترف: اعتراف کرنا، کرنے والا۔ بشکر آں مرتہن: شکر ہے میں گروی، رہن ہونا۔ در مدت توکیل: سزا کے عرصے میں۔ رفق: نرمی۔ ملاطفت: شائستگی۔ کردندے: روا رکھتے، برتتے تھے۔ در جرو معاقبت: دکھ دہی اذیت رسانی اور سرزنش۔ روا نداشتندے: درست، روا نہ خیال کرتے تھے۔ صلح با دشمن: دشمن کے ساتھ صلح۔ اگر خواہی: اگر تو چاہتا ہے۔ ہرگہ کہ ترا: جس وقت کہ تیرا۔ در قفا عیب کند: پیٹھ پیچھے برائی کرے۔ در نظرش: اس کی موجودگی میں۔ تحسین کن: تعریف کر۔ سخن آخر بدہاں میگذرد: بات آخر منہ سے ہی ہو کر نکلتی ہے۔ موذی را: موذی، ایذا دینے والے کو۔ سخنش: اس کی بات۔ تلخ: بُری، کڑوی ترش، خراب۔ نخواہی: تو نہیں چاہتا۔ دہنش: اس کا منہ۔ شیریں کن: میٹھا کر دے، بنا دے، کرا دے۔ آنچہ خطاب ملک بود از عہدہ: بادشاہ کی پوچھ کچھ ذمہ دارانہ۔ بعضے بیروں آمد: کچھ تو باہر آگیا، جواب مل گئے۔ بقیضے در زنداں بماند: باقی باتوں پر قید میں پڑا رہا۔ آوردہ اند: کہا جاتا ہے، بتایا گیا، بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یکے از ملوک: کہ ایک بادشاہوں میں سے بادشاہ۔ نواحی: اردگرد۔ در خفیہ پیغامش: خفیہ، سربستہ پیغام، اس کے پوشیدہ پیغام میں۔ فرستاد: بھیجا، ارسال کیا، پہنچایا۔ قدر چناں: اس کی قدر، عزت اس کی۔ بزرگوارند ا ستنذند: بزرگ کی نہیں سمجھی۔ بے عزتی: ذلت، توہین، بے قدری۔ احسن اللہ خلاصہ: خدا اس کی رہائی کو پسند کرے۔ بجانب ما التفاتے کند: ہماری طرف متوجہ ہو۔ در رعایت خاطرش: اس کی خاطر میں رعایت۔ ہرچہ تمام تر سعی: جو کچھ بھی مکمل کوشش۔ کردہ آید: کی جائے۔ اعیان: بڑے بڑے افراد۔ بدید اراد: اس کے دیکھنے کے۔ مفتقر اند: محتاج، آرزومند ہیں۔ ایں حروف را: اس تحریر کا۔ منتظر: انتظار کرنے والا۔ خواجہ چوں بریں: وزیر کو اس پر، اس بارے میں۔ وقوف یافت: معلوم پڑا، پتہ چلا۔ از خطر: خطرے سے۔ اندیشید: فکرمند ہوا۔ در حال جوابے مختصر: حال کے بارے میں مختصر جواب۔ اگر برملا افتد: اگر آشکارا، ظاہر ہو جائے۔ فتنہ نباشد: فتنہ پیدا، برپا نہ ہو۔ برقفائے ورق: کاغذ کی دوسری جانب۔ نوشت: لکھا۔ رواں کرد: بھیج دیا۔ یکے از متعلقاں: اہل کاروں میں سے کسی ایک، کوئی ایک۔ بریں واقف: اس سے واقف۔ ملک را: بادشاہ کو۔ اعلام کرد: خبر کر دی، معلوم کرا دیا، مطلع کر دیا۔ فلاں را: فلاں کو۔ حبس فرمود: قید کیا گیا، قیدی، سزا کا حکم یافتہ۔ باملوک: بادشاہوں کے ساتھ۔ نواحی: اردگرد کے۔ مراسلت دارد: نامہ و پیام رکھتا ہے۔ ملک: بادشاہ۔ بہم برآمد: آپے سے باہر ہو گیا، غصہ میں آگیا۔ کشف ایں خبر: اس اطلاع کی چھان بین کا۔ فرمود: حکم دے دیا۔ قاصد را: پیغام رساں کو۔ بگرفتند: پکڑ لیا گیا۔ رسالت: تحریر، خط کو۔ برخواندند: پڑھا۔ بنشتہ بود: لکھا ہوا تھا۔ حسن ظن: بہتر، اچھا گمان۔ بزرگاں: بزرگوں۔ بیش از: زیادہ، بڑھ کر۔ فضیلت ما: میری فضیلت، عزت اوقات۔ تشریف قبولیکہ فرمود: خلعت قبولیت کا جو عطا کیا گیا۔ بندہ را: بندہ کو۔ امکان اجابت: قبول کرنے کا امکان۔ بحکم آنکہ: اس کے حکم۔ پروردۂ نعمت: نعمت کا پالا ہوا۔ ایں خاندانست: اس خاندان کا۔ باندک مایہ: تھوڑی سی۔ تغیر خاطرے: مزاج کی تبدیلی۔ بادلی: آقا سے۔ نعمت قدیم: پرانی نعمت۔ بیوفائی نتوان کرد: بے وفائی نہیں کر سکتا۔ آنرا کہ: جو فرد کہ۔ بجائے تست: تجھ پر، تیرے لئے۔ ہردم: ہر وقت۔ کرے: مہربانی۔ عذرش: اس کا عذر۔ بندار کند بعمرے: اگر زندگی ایک بار کرے۔ ستمے: زیادتی، ظلم، دکھ۔ ملک را: بادشاہ کو۔ سیرت حق شناسی: حقیقت پسند کی عادت۔ خوش آمد: اچھی لگی۔ خلعت و نعمت: خلعت اور نعمت۔ بخشید: بخش دی، عطا کر دی۔ عذر لم خواست: معذرت چاہی۔ خطا کردم: میں نے غلطی کی۔ ترا: آپ کا، تیرا، تجھے۔ بیجرم و خطا: کسی جرم اور غلطی کے بغیر۔ بیاز روم: تکلیف دی۔ بندہ دریں حالت: اس حالت میں بندہ۔ مر خداوندرا: اپنے آقا کو۔ خطائے نمی بیند: غلطی نہیں دیکھتا۔ بلے: بلکہ۔ تقدیر خداوند تعالیٰ: مقدر اور خدا کا حکم۔ چنیں بود: یہی تھا، یونہی تھا۔ مرایں بندہ را: کہ مجھ بندے کو۔ مکروہے رسد: تکلیف ہو۔ پس: بس، لہٰذا۔ بدست تو اولیٰ تر: آپ بلند تر ہاتھ سے۔ حقوق سوابق: سابقہ حقوق۔ نعمت بریں بندہ داری: اس بندے پر جو نعمت کی۔ ایادی منت: آپ کے مہربان ہاتھ کے احسان۔ حکما گفتہ اند: عقلمندوں کا کہنا ہے۔ گر: اگر۔ گزندت رسد: نقصان پہنچے۔ ز خلق: دنیا سے۔ مرنج: رنج نہ کر۔ کہ: نہ۔

کہ نہیں۔ راحت رسد: آرام پہنچتا' ملتا ہے۔ زخلق: دنیا سے۔ نہ رنج: نہ دکھ۔ از خدا: خدا کی طرف سے۔ دال خلاف: اختلاف ہوتا ہے۔ دشمن: مخالف۔ دوست: ہمدرد۔ دل ہر دو: دونوں کا دل۔ در تصرف: اس کے استعمال۔ همی گزرد: گزرتا ہے۔ کماں دار: کمان والا۔ بسند: دیکھتے' جانتے۔ اہل خرد: عقلمند لوگ۔

حکایت کا ترجمہ: زوزن کے شہنشاہ کا ایک وزیر تھا۔ نرم مزاج اور نیک سرشت انسان تھا۔ سامنے بھی عزت کرتا اور غیر موجودگی میں بھی ہر ایک کو اچھا کہتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس کی ایک بات بادشاہ کو بری لگ گئی اور اس نے جرمانہ کر دیا اور سزا دے دی لیکن بادشاہ کے سپاہی اس کے پہلے والے احسانوں کا اقرار کیا کرتے تھے اور اس کے تشکر میں گروی تھے۔ اُس کے عہد سپردگی یعنی سزا میں نرمی اور ملائمت برتا کرتے تھے اور اذیت رسانی دکھ دینے اور سرزنش کرنے کو جائز خیال نہ کرتے تھے۔

قطعہ: اگر تو دشمن کے ساتھ صلح کا خواہاں ہے تو جس وقت کہ تیری عدم موجودگی میں برائی کرے تو تو اس کے بدلے اس کے سامنے اس کی تعریف کر۔

قطعہ: بات آخر ایذا دینے والے (موذی) کے منہ سے ہی ہو کر گزرتی ہے۔ اس کی بات اگر تلخ' کڑوی یا بری اور ناروا تو نہیں چاہتا تو اس کا منہ میٹھا کر دے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ کی جو بھی پوچھ گچھ تھی بعض کے تو ذمہ دارانہ جواب اس نے دے ڈالے اور بقیہ باتوں کے باعث سزا بھگتتا رہا۔ بتایا گیا ہے کہ اس کے پاس رہنے والے بادشاہوں میں سے ایک نے اس کے پاس ایک خفیہ پیغام ارسال کیا کہ اس جانب کے بادشاہوں نے ایسے نیک انسان کی قدر نہ کی اور توہین کی اگر فلاں عزیز خدا اس کی رہائی کو درست کرے۔ ہماری جانب متوجہ ہو تو اس کی رعایت خاطر میں جہاں تک ہو سکے' کوشش کی جانی چاہئے اور اس ملک کے بڑے بڑے اشخاص اس کی دید کے محتاج ہیں اور اس خط کے جواب کے انتظار میں ہیں۔

وزیر نے جب اس واقعہ کی اطلاع پائی تو خطرے سے فکرمند ہوا اور جلد ہی ایک مختصر سا جواب خط کے پیچھے ایسا لکھ دیا کہ اگر ظاہر ہو جائے تو کوئی فتنہ برپا نہ ہو اور وہ جواب ارسال کر دیا۔ ایک سرکاری اہل کار نے جس کو کہ اس بات کا پتہ چل چکا تھا۔ بادشاہ کو خبر دے ڈالی کہ فلاں شخص کو جو کہ آپ نے قید کر رکھا ہے۔ آس پاس کے بادشاہوں سے نامہ و پیام کا سلسلہ رکھتا ہے۔ بادشاہ کو غصہ آگیا اور اس اطلاع کی چھان بین کرنے کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ قاصد کو پکڑ لیا گیا اور خط کو پڑھا گیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ بزرگوں کا میرے بارے اچھا خیال میری فضیلت سے بڑھ کر ہے اور خلعت قبولیت کے لئے جو عطا کی گئی ہے۔ بندہ کو اسے قبول کرنے کا امکان نہیں ہے اس لئے کہ میں تو اس خاندان کی نعمت کا پروردہ ہوں۔ تھوڑی سی دلی ناراضگی پر تو پرانے آقا سے بے وفائی نہیں کی جاسکتی۔

فرد: جو شخص کہ تجھ پر ہر وقت مہربانی کرتا رہتا ہے۔ اگر زندگی بھر میں وہ ایک ظلم یا زیادتی بھی کر ڈالے تو اسے معاف کر دینا چاہئے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ کو اس کی حقیقت پرستی کی عادت بھلی معلوم ہوئی اور خلعت و نعمت بخش دی اور معذرت چاہی کہ میں نے غلطی کی کہ آپ کو بلا جرم و قصور یا خطا کے غمزدہ کیا' دکھی کیا۔ وزیر نے کہا کہ اے آقائے انعام مجھے آپ کی غلطی اس حالت میں معلوم نہیں ہوتی بلکہ تقدیر اور اللہ کا حکم یہی تھا کہ مجھے دکھ پہنچے۔ پس تکلیف آپ کے ہاتھ سے پہنچی اور اچھا ہوا کیونکہ پہلی مہربانیوں کے حق جو آپ کے میرے اوپر ہیں اور آپ کے دست کرم کے احسانات ہیں اور عقلمندوں کا کہنا ہے۔

مثنوی: اگر دنیا تجھے نقصان پہنچائے تو تو غم نہ کر کیونکہ نہ تو دنیا سے آرام ملتا ہے نہ ہی غم پہنچتا ہے۔ دشمن اور دوست کا اختلاف خدا کی طرف سے ہی جان کیونکہ دونوں کا دل اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگرچہ تیر کمان سے ہی گزرتا ہے لیکن عقلمند اس کمان کو چلانے والے کے کام کو جانتا ہے۔

نتیجہ حکایت: اچھے دنوں کو یاد کرکے برے دن بھول سکتے ہیں۔ کریم کا ظلم اس کی عنایات کے عوض خیال کرنا چاہئے۔ کسی کی بھول یا زیادتی کا بدلہ بے وفائی نہیں ہو سکتا۔ صبر و غیرت ہر دکھ کی دوا ہے۔ یقین و ایمان سے بڑا کوئی اعزاز نہیں ہے۔ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کر سکتا۔ برائی کا بدلہ اچھائی ہے۔ تلخ منہ کو مٹھاس اچھا کر سکتی ہے۔ نیک عمل اور صبر و حکمت ضائع نہیں جا سکتے۔ احسان یاد کرکے زیادتی بھول جانا ہی عقلمند ہے۔ مقدر کا لکھا نہیں بدلا جا سکتا۔

حکایت نمبر24

حکایت یکی از ملوک عرب متعلقان دیوان را فرمود کہ، مرسوم فلان را چندانکہ ہست، مضاعف کنید، کہ ملازم درگاہست و مترصد فرمان و دیگران بلہو و لعب مشغول اند و در ادای خدمت متہاون۔ صاحبدلی بشنید فریاد از نہادش برآمد پرسیدندش چہ دیدی؟ گفت: مراتب بندگان بدرگاہ خداوند تعالیٰ ہمین مثال دارد۔

دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ ٭ سیم ہر آینہ دروی کند بلطف نگاہ

امید ہست پرستندگان مخلص را ٭ کہ نا امید نگردند از آستان الہ

O

مہتری در قبول فرمان است ٭ ترک فرمان دلیل حرمان است

ہر کہ سیمای راستان دارد ٭ سر خدمت بر آستان دارد

مشکل الفاظ کے معنی: یکے را: کوئی ایک۔ از ملوک: بادشاہوں میں سے۔ متعلقان: اہل کاران۔ دیوان: کچہری، دربار۔ مرسوم: تنخواہ۔ چندانکہ: جتنی کے مقرر۔ مضاعف: دوگنی۔ کنید: کردو۔ ملازم درگاہ: درگاہ کا حاضر ملازم۔ مترصد: منتظر۔ فرمان: حکم۔ دیگر: دوسرے۔ خدمتگاران: نوکر۔ بلہو و لعب: کھیل کود۔ مشغول: مصروف۔ در ادائے خدمت: خدمت گاری، ضروری کام میں۔ متہاون: سست، لاغر۔ صاحبدلے: دل والا، درویش۔ بشنید: سنا۔ فریاد: پکار۔ خروش: شور۔ نہادش برآمد: شروع کیا۔ پرسیدندش: اس سے پوچھا۔ چہ: کیا۔ دیدی: دیکھا تو نے۔ گفت: کہا، کہنے لگا۔ مراتب: مرتبے، درجے۔ بندگاں: بندوں۔ بدرگاہ خدا: اللہ کے دربار، خدا کے ہاں۔ مثال دارد: مثال ہے۔ دو بامداد: دو روز مسلسل صبح۔ گر آید: اگر آئے۔ کسے: کوئی۔ بخدمت: خدمت میں۔ شاہ: بادشاہ۔ سوم ہر آئینہ دروے: تیسرے دن یقیناً۔ کند بلطف: مہربانی سے کرے گا۔ نگاہ: نظر۔ امید ہست: امید ہے، توقع ہے۔ پرستندگان: عبادت کرنے والے۔ مخلص را: خلوص والوں۔ نا اُمید: مایوس۔ نگردند: پھریں گے۔ ز استان الہ: اللہ کے دربار سے۔ مہتری: سرداری۔ در قبول: قبول کرنے میں۔ فرمانست: حکم ہے۔ ترک: چھوڑنا۔ فرمان: حکم۔ دلیل حرمان: محرومی کی دلیل۔ کہ سیمائے: نشان و علامت پیشانی کی۔ راستاں: سچے لوگ۔ دارد: کی سی ہے۔ سر خدمت: خدمت کے لئے سر، خدمت کو سر جھکانا۔ بر آستاں: چوکھٹ پر۔ دارد: رکھتا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: عرب کے ایک بادشاہ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ فلاں ملازم کی موجودہ تنخواہ کو دوگنا کر دو کیونکہ وہ نیک، چست، تابع فرمان اور وفادار ہے جبکہ دوسرے ملازم کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں اور خدمت کا حق ادا کرنے میں سستی دکھاتے ہیں۔ ایک صاحب دل نے یہ سنا تو اس کے دل سے ایک گہری آہ نکلی۔ لوگوں نے پوچھا، تمہیں کیا نظر آیا۔ اس نے کہا، اللہ کے حضور بندوں کے مراتب کا بالکل یہی حال ہے۔

اشعار: اگر کوئی آدمی دو دن باقاعدہ بادشاہ کو سلام کے لئے جائے تو یقیناً تیسرے دن بادشاہ اسے لطف و کرم سے نوازے گا۔ اگر تو عمر بھر اپنے خالق کی جان و دل سے اطاعت و عبادت کرے گا تو وہ بھی تجھے اپنے لطف و کرم سے کیوں محروم رکھے گا۔

Scanned with CamScanner

اشعار: دراصل تابع فرمان رہنا ہی سرداری ہے۔ حکم نہ ماننا تو بدنصیبی کی علامت ہے۔ صحیح راستے پر گامزن اصحاب کی پیشانی ہمیشہ آستانہ خدمت پر جھکی رہتی ہے۔

نتیجہ حکایت: رزق و معیشت میں کمی اور اضافہ مشیت پر منحصر ہے نہ کہ عقل و جفاکشی پر جو مقدر میں ہو' مل کے رہتا ہے۔ اللہ کے مخلص بندوں کے لئے صرف اُمید ہی اٹل ہے۔ سب سے بڑا رہنما دراصل سب سے بڑا خادم اور فرمانبردار ہی ہوتا ہے۔

حکایت نمبر25

حکایت ظالمی را حکایت کنند کہ ہیزم درویشان خریدی بحیف و توانگران رادادی بطرح' صاحبدلی براو گذر کرد و گفت:

ماری تو' کہ ہر کرا بینی بزنی یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی

O

زورت ار پیش می رود با ما با خداوند غیب دان نرود

زور مندی مکن بر اہل زمین تا دعای بر آسمان نرود

حاکم از گفتن او برنجید' وردی از نصیحت او درہم کشید و براو التفات نکرد' تاشبی آتش مطبخ در انبار ہیزمش افتاد و سائر املاکش بسوخت و از بستر نرمش بخاکستر گرم نشاند' اتفاقاً ہمان شخص براو بگذشت دیدش کہ بایاران ہمی گفت' ندانم این آتش از کجا در سرای من افتاد؟ گفت: از دود دل درویشان

حذر کن ز دود درون ہای ریش کہ ریش درون عاقبت سر کند

بہم بر مکن تا توانی دلی کہ آہی جہانی بہم بر کند

آوردہ اند کہ برتاج کیخسرو نبشتہ بود:

چہ سالہای فراوان و عمر ہای دراز! کہ خلق برسر ما در زمین بخواہد رفت

چنانکہ دست بدست آمدست ملک بما بدستہای دگر ہمچنین' بخواہد رفت

مشکل الفاظ کے معنی: ظالمے: کسی ایک ظالم' کوئی ایک ستم گر۔ را حکایت کنند: کا ذکر کیا جاتا ہے' قصہ بیان کرتے ہیں۔ ہیزم: لکڑیوں کے گٹھے۔ درویشاں: غریب' بے نوا لوگ۔ خریدے: خریدتا۔ بحیف: ظلم کے ساتھ۔ توانگراں: مالداروں۔ را دا دے بہ طرح: گراں' زیادہ نفع سے دیتا۔ صاحبدلے: ایک فقیر۔ بروگذر کرد: اس کے قریب سے ہو کر گزرا۔ گفت: کہا۔ حاکم: حکمران۔ از گفتن او: اس کے کہنے۔ برنجید: غم زدہ ہوا۔ شنیدم کہ: میں نے سنا ہے کہ۔ و روئے از: اور منہ کی جانب۔ نصیحتش: اس کی نصیحت۔ درہم کشید: پھیر لیا۔ وبدو: اور اس کی طرف۔ التفات نکرد: توجہ نہ کی۔ اخذت: پھنسایا۔ العزت: عزت مرتبے درجے۔ اثم: گناہ۔ تاشبے: ایک رات تک۔ آتش: آگ۔ مطبخ: باورچی خانہ۔ در انبار ہیزم: لکڑیوں کے گٹھے میں۔ افتاد: لگ گئی۔ وسایر: اور کا سب' تمام۔ املاکش: مال' جائیداد۔ بسوخت: جل گیا۔ و از بستر نرمش: اور اس کے نرم بستر سے۔ این لطیفہ: یہ لطیفہ۔ کیخسرو: ایک بادشاہ کا نام۔ بر خاکستر گرم نشاند: گرم خاک پر بٹھا دیا۔ اتفاقاً: اتفاق سے۔ ہماں شخص: اسی فرد کا۔ نوشتہ بود: لکھا تھا۔ بروے بگذشت: اس پر گزر ہوا۔ دیدش: اسے دیکھا۔ بر طاق: دروازے پر۔ با: ساتھ۔ یاراں: دوستوں۔ ہمیگفت: کہہ رہا تھا۔ ندانم: میں نہیں جانتا۔ ایں: یہ۔ آتش: آگ۔ از کجا سرائے: کہاں سے گھر کو۔ من: میرے۔ افتاد: لگ گئی۔ گفت: کہا' کہنے لگا۔ ازدو: دو سے۔ دل درویشاں: دریشوں کے دل۔ ماری کہ تو: کیا تو کوئی ایک سانپ ہے کہ۔

ہر کرا: جس کو۔ بہ بنی: دیکھتا ہے۔ بزنی: ڈس لیتا ہے۔ یا بوم کہ: یا کہ الو ہے۔ ہر کجا: جس جگہ' جہاں پر۔ نشینی: بیٹھتا ہے۔ بکنی: اجاڑ دیتا ہے۔ زورت: تیرا زور۔ ار پیش: اگر ہم پر۔ میرود: چل سکتا ہے۔ باما: ہمارے ساتھ' ہم پر۔ باخداوند: خدا سے۔ غیب داں: غیب جاننے والا۔ نرود: نہیں چلے گا۔ زورمندی: زور' ظلم۔ مکن: نہ کر۔ بر: پر۔ اہل زمین: زمین والوں۔ تا: تاکہ۔ دعا رے: کوئی دعا۔ بر آسمان نرود: آسمان تک نہ جائے۔ حذر کُن: پرہیز کر۔ زدود: آہ سے۔ درونہائے ریش۔ زخمی دلوں کی۔ کہ ریش درون: کیونکہ دل کا زخم۔ عاقبت سرکند: آخرکار ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔ بہم برمکن: جب تک ہو سکے نہ کر۔ ناتوانی: کمزوری۔ دلے: دل۔ کہ آہے: کہ کوئی ایک آہ۔ جہانے: ایک جہان کو۔ بہم برکند: پریشان کر دیتی ہے۔ چہ سالہائے فراوان: کیا ہے کہ برس ہا برس۔ دعمرہائے: مدت ہائے۔ دراز: لمبی' طویل۔ کہ خلق: کہ خلق' دنیا۔ برسرما: ہمارے سر پر۔ در زمیں: زمین میں۔ بخواہد رفت: چلے گی۔ چنانکہ: جس طرح کہ۔ دست بدست: ہاتھوں ہاتھ۔ آمدست: پاس آیا ہے۔ ملک بما: ملک ہمارے۔ بدستہارے: ہاتھوں میں۔ دگر ہمچنیں: دوسروں کے بھی ایسے ہی۔ بخواہد رفت: جائے گا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک ظالم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ غریبوں سے بیگار میں لکڑیاں منگوا کر امرا کے ہاتھوں مہنگے داموں بیچا کرتا تھا۔ ایک بزرگ کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے یہ دیکھ کر کہا کہ

شعر: کیا تم سانپ کی طرح ہو کہ جسے دیکھا اسی کو کاٹ لیا یا ایک الو ہو جہاں گئے وہیں ویرانی پیدا کر دی۔

اشعار: یہ درست ہے کہ ہم کمزوروں پر تمہارا زور چلتا ہے مگر غیب کی طاقت خدا کے سامنے تو تمہارا یہ زور نہیں چل سکتا۔ غریبوں کا یوں دل نہ دکھا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دعا آسمانوں تک رسائی حاصل کر لے۔

ترجمہ نثر: اس ستمگر نے ناصح کی باتوں پر توجہ نہ کی اور ان باتوں کو برُا جانا۔ اتفاقاً ایک رات باورچی خانے سے آگ کی ایک چنگاری اٹھی اور لکڑیوں کے انبار پر جا پڑی جس سے ساری جائیداد جل گئی اور وہ نرم نرم بستروں کی بجائے گرم و نرم راکھ پر جا بیٹھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی بزرگ کا پھر وہیں سے گزرا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا کہ نجانے آگ کہاں سے میرے گھر آن پڑی۔ درویش نے سن کر کہا' غریبوں کے دل کے دھوئیں سے۔

اشعار: خستہ و دکھی دلوں کی آہ سے ڈر کیونکہ ایک نہ ایک دن اندر کا زخم باہر آجائے گا جہاں تک ہو سکے کسی کا دل نہ دکھا۔ دکھی آہ تو ایک جہان کو ویران کر دیتی ہے۔

ترجمہ نثر: کہا جاتا ہے کہ خسرو بادشاہ کے تاج پر لکھا ہوا تھا کہ

اشعار: جب ہم مرجائیں گے تو خلق خدا ہزاروں سالوں تک ہماری خاک گور کو پامال کرتی رہے گی جس طرح یہ ملک دست بدست ہم تک پہنچا ہے اسی طرح ہمارے ہاتھوں سے دوسرے ہاتھوں میں آگے چلا جائے گا۔

نتیجہ حکایت: فقیر' درویش اور بے نوا غریب کی آہ و زاری اور عرش کے درمیان کوئی فاصلہ یا روک نہیں ہے۔ انسان کو جانور اور سانپ کی سی خصلت زیبا نہیں ہے۔ ظالم کا وار خدا اور دکھی دل کی پکار پر نہیں چل سکتا۔ کسی کو پریشان کرنے والا خود بھی سکھی نہیں رہ سکتا' مکافات عمل اٹل ہے۔ سدا دور ایک سا نہیں رہتا' آج کا حاکم کل کا محکوم اور ظالم مظلوم ہو سکتا ہے۔

حکایت نمبر 26

حکایت یکی در صنعت کشتی گرفتن سرآمد دبود' سہ صد و شصت بند فاخر بدانستی' و ہر روز بنوعی از آن کشتی گرفتی' مگر گوشہ خاطرش با جمال یکی از شاگردان خویش میلی داشت' سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در آموخت' مگر یک بند کہ کہ در تعلیم آن دفع انداختی و تاخیر کردی' فی الجملہ پسر در قوت و صنعت سرآمد چنانکہ کس یرا با او امکان مقاومت نبود۔ تا

بحدی کہ پیش ملک آن روزگار گفتہ بود: استاد را فضیلتی کہ بر من است از روی بزرگیست و حق تربیت وگرنہ بقوت از وکمتر نیستم و بصنعت با او برابرم۔ ملک را این سخن دشوار آمد' فرمود' تا مصارعت کنند۔ مقامی متسع ترتیب کردند و ارکان دولت داعیان حضرت و زور آوران روی زمین حاضر شدند۔ پسر چون پیل مست اندر آمد' بصدمتی کہ اگر کوہ روئین بودی از جای برکندی۔ استاد دانست کہ جوان بقوت ازو برتر است۔ بدان بند غریب کہ ازوی نہان داشتہ بود با او در آویخت۔ پسر دفع آن ندانست۔ استاد بدو دست از زمینش بالای سر برد و فرد کوفت' غریو از خلق برخاست ملک فرمود استاد را خلعت و نعمت دادن و پسر را زجر و ملامت کرد' کہ با پرورندہ خویش دعوی مقاومت کردی و بسر نبردی۔ گفت ای پادشاہ روی زمین بزور آوری بر من دست نیافت' بلکہ مرا از علم کشتی دقیقہ ای ماندہ بود و از من دریغ ہمی داشت' امروز بدان دقیقہ بر من غالب آمد' استاد گفت: بلی از بہر چنین روزی کہ زیرکان گفتہ اند دوست را چندان قوت مدہ کہ اگر دشمنی کند' تواند' نشنیدہ ای کہ چہ گفت آنکہ از پروریدہ خویش جفا دید؟

یا وفا خود نہ بود در عالم ۔۔۔ یا مگر کس درین زمانہ نکرد
کس نیاموخت علم تیر از من ۔۔۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

<u>مشکل الفاظ کے معنی:</u> <u>یک در صنعت کشتی</u>: کشتی لڑنے والا پہلوان۔ <u>دہر روز بنوعی از آن کشتی گرفتن</u>: ہر روز ایک نئے داؤ سے پنجہ لڑانا۔ <u>سہ صد و شصت</u>: تین سو ساٹھ۔ <u>بند فاخر</u>: عجیب و غریب' قابل فخر داؤ۔ <u>دانستی</u>: جانتا۔ <u>پیش ملک</u>: بادشاہ کے سامنے۔ <u>قوت از وکمتر نیستم</u>: طاقت میں کم نہیں ہے۔ <u>سخن</u>: بات۔ <u>راشور آمد</u>: ناگوار لگا۔ <u>خویش جفا دید</u>: زک اٹھائی یعنی نقصان اٹھایا یا اپنوں کی بے وفائی۔ <u>فرمودہ</u>: کہنا' کہا۔ <u>ارکان دولت</u>: وزیران مملکت۔ <u>نہ بود</u>: نہیں ہے۔ <u>زور آوران</u>: مراد پہلوان۔ <u>در عالم</u>: دنیا میں۔ <u>روی زمین</u>: زمین پر۔ <u>نیاموخت</u>: نیا سیکھنے والا۔ <u>حاضر شد</u>: آگئے۔ <u>علم تیر</u>: تیراندازی کا علم۔ <u>پیل مست</u>: مست ہاتھی۔ <u>از من</u>: میرے سے۔ <u>برتر است</u>: زیادہ ہے۔ <u>سالای سر</u>: سر سے اوپر۔ <u>نشانہ نکرد</u>: نشانہ نہ بنایا ہو۔ <u>خلعت و نعمت</u>: انعام و اکرم۔ <u>در آموخت</u>: سکھا دینا۔ <u>جبر و ملامت کرد</u>: ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔ <u>فی الجملہ</u>: خلاصہ یہ۔ <u>زیرکان گفتہ</u>: داناؤں نے کہا ہے۔ <u>سر آمد</u>: مشہور ہونا۔ <u>دشمنی کند</u>: دشمنی کرنا۔ <u>پروریدہ</u>: اپنا پروردہ تھی جس کو خود پالا ہو۔ <u>برابرم</u>: برابر ہونا۔ <u>زجر فرمود</u>: جھڑکا۔ <u>بصدمتی</u>: راستے میں۔ <u>امروز بدان</u>: آج کا داؤ۔ <u>جای برکندی</u>: جگہ سے ہٹا دینا۔ <u>غالب آمد</u>: غلبہ پانا۔ <u>استاد دانست</u>: استاد جانتا تھا۔ <u>پسر دفع</u>: جوان کو پٹخنا۔ <u>بدو دست</u>: دونوں ہاتھوں سے۔ <u>مقامے متسع</u>: وسیع میدان۔ <u>زور آوران</u>: طاقت ور۔

<u>حکایت کا ترجمہ:</u> ایک پہلوان کشتی لڑنے میں طاق تھا حتیٰ کہ وہ پہلوانی کے تین سو ساٹھ گر جانتا تھا۔ وہ ہر روز ایک نئے داؤ سے کشتی لڑتا۔ شاگردوں میں سے ایک پٹھے کی خوبیوں پر اس کی نظر تھی۔ اس نے اپنے پٹھے کو تین سو انسٹھ گر سکھا دیے صرف ایک داؤ باقی رہ گیا تھا۔ یہ گر سکھانے میں ہمیشہ لیت و لعل سے کام لیتا اور وہ تاخیر کرتا رہا۔ وہ نوجوان پہلوانی میں اس حد تک طاق ہو گیا کہ کسی کو اس کے ساتھ پنجہ لڑانے کی جرأت نہ ہوتی۔ آخر یہ وقت آیا کہ وہ ایک دن بادشاہ سے کہنے لگا کہ جہاں پناہ! استاد کو مجھ پر ایک تو عمر میں بڑا ہونے کی فضیلت ہے' دوسرا حق استادی ہے ورنہ قوت میں' میں اس سے ہرگز کم نہ ہوں۔ میدان پہلوانی میں اس کے برابر ہوں۔ یہ بول بڑا تھا' بادشاہ کو ناگوار لگا۔ حکم دیا کہ دونوں کی کشتی کروائی جائے۔ ان کی کشتی کے لئے ایک وسیع میدان کا انتخاب کیا گیا جہاں امیر وزیروں کے علاوہ دور و نزدیک سے دوسرے پہلوان بھی آن جمع ہوئے۔ نوجوان مست ہاتھی کی طرح اکھاڑے میں دھماکے سے آیا جیسے راہ میں آنے والے مضبوط پہاڑ کو اکھاڑ پھینکے گا۔ استاد یہ جانتا تھا کہ یہ پٹھا پہلوان قوت میں اس سے زیادہ ہے اس لئے اس نے اسی نادر داؤ سے جو اس سے چھپایا تھا' نوجوان پہلوان سے گتھا ہو گیا۔ جوان اس کا توڑ نہ جانتا تھا' گھبرا گیا۔ استاد نے اسے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور دھڑام سے زمین پر پٹخ دیا۔ اکھاڑے میں ہر سو دونگڑا برسا اور وہ شور بلند ہوا کہ بادشاہ نے استاد کو خلعت و انعام سے نوازا اور شاگرد کو فہمائش

انداز میں کہا کہ تو اپنے محسن کے مقابلے پر آگیا اور پھر بچھے منہ کی کھانی پڑی۔ جوان نے عرض کیا' استاد نے مجھ پر زور سے غلبہ نہیں پایا بلکہ مجھ کو پہلوانی کے ایک گُر سے واقفیت نہ تھی لہٰذا یہ کسر باقی رہ گئی جس کے سکھانے میں ہمیشہ استاد نے لیت و لعل سے کام لیا اور آج اسی داؤ کی وجہ سے مجھے اس نے پٹخ دیا۔ استاد نے کہا' ہاں ہاں! میں نے یہ داؤ اسی دن کے لئے بچا رکھا تھا کیوں عقل مندوں نے کہا کہ دوست کو اتنی قوت نہ دو کہ جب دشمنی کرنا چاہے تو وہ دشمنی کرنے کے قابل ہو جائے۔ کیا تم نے یہ قول نہیں سنا کہ اپنے ہی پروردہ کے ہاتھوں نقصان اٹھانے پر کسی نے کہا تھا۔

قطعہ: یا تو زمانے میں وفا ہی نہ تھی یا اس زمانے میں کسی نے وفا کی ہی نہیں۔

میں نے آج تک ایسا شاگرد نہیں دیکھا جسے میں نے علم تیراندازی سکھایا' پھر آخرکار اس نے میرے کو ہی نشانہ نہ بنایا ہو۔

نتیجہ حکایت: اس دنیا میں کامیاب وہی رہتا ہے جو اپنے فن میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا یعنی اپنی خوبیاں اپنے میں چھپا رکھتا ہے۔ یہ زمانہ بے وفا ہے لہٰذا اس سے بچ کر رہنا ہی عقل مندی ہے۔

حکایت نمبر 27

حکایت درویشی مجرد بگوشہ صحرائی نشستہ بود۔ پادشاہی بروبگذشت۔ درویش از آنجا کہ فراغ ملک قناعت است' سر برنیا ورد' سلطان از آنجا کہ سطوت سلطنت است' برنجید و گفت: این طائفہ خرقہ پوشان بر مثال حیوان اند' و اہلیت و آدمیت ندارند۔ وزیر ترد یکش آمد و گفت: ای جوانمرد' سلطان روی زمین برتو گذر کرد' چرا خدمتی نکردی' و شرط ادب بجانیا وردی؟ گفت: سلطان را بگو: توقع خدمت از کسی دار کہ توقع نعمت از تو دارد' و دیگر بدان کہ ملوک از بہر پاس رعیت اند' نہ رعیت از بہر طاعت ملوک'

پادشاہ پاسبان درویش است	گرچہ رامش بفر دولت اوست
گو سپند از برای چوپان نیست	بلکہ چوپان برای خدمت اوست

○

یکی امروز کامران بنی	دیگری را دل از مجاہدہ ریش
روز کی چند باش تا بخورد	خاک مغز سر خیال اندیش
فرق شاہی و بندگی برخاست	چون قضای نبشتہ آمد پیش
گر کسی خاک مردہ باز کند	نشناسد توانگر از درویش

ملک را گفت درویش استوار آمد' گفت: از من چیزی بخواہ گفت آن ہمی خواہم کہ دگر بارہ زحمت من ندہی' گفت: مرا پندی بدہ' گفت:

دریاب' کنون کہ نعمتت ہست بدست	کین نعمت و ملک میرود دست بدست

مشکل الفاظ کے معنی: مجرد: اکیلا' تنہا۔ سطوت سلطنت: حکومت کا دبدبہ۔ بگوشہ صحرائے: جنگل میں۔ برنجید: بگڑنا۔ نشستہ: بیٹھا ہوا۔ طائفہ: گروہ۔ بروکے: وہاں سے۔ امثال بہائم: جانوروں کی طرح۔ بگذشت: گزرا۔ قناعت: تھوڑی چیز پر صبر کرنا' لالچ نہ کرنا۔ خدمتے: خدمت۔ توقع خدمت: خدمت کی توقع۔ بدر التفات نہ کرد: اس کی طرف دھیان نہ کیا۔ توقع بہ نعمت: انعام و اکرام کی امید۔ خرقہ پوشاں: درویش مراد۔ رعیت از بسر طاعت ملوک: رعایا بادشاہوں کی تابعداری کے لئے ہے۔ بفر

دولت: دولت کا دبدبہ۔ سپذار: بھیڑ۔ خدمت اوست: اس کی خدمت۔ کامراں بنی: بامراد دیکھنا۔ مجاہدہ: محنت و مشقت۔ برخاست: مٹ جانا۔ چوں: جب۔ قضائے بنشۃ: لکھی ہوئی تقدیر۔ بازکند: کھولے۔ توانگر: مال دار۔ ہمی خواہم: چاہتا ہوں۔

حکایت کا ترجمہ: کسی جنگل میں ایک درویش اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بادشاہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ درویش قناعت پسندی کی دولت سے مالامال تھا۔ اس نے بادشاہ کی طرف دھیان نہ دیا' بادشاہ پر سلطنت کے نشے کی خماری تھی اس کو یہ سب ناگوار لگا۔ کہنے لگا کہ گڈری پوش فقیروں کا گروہ حیوانوں کا سا ہے۔ ان میں اہلیت اور آدمیت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وزیر درویش کے قریب گیا اور پوچھا اللہ کے بندے یہ کیا حرکت ہے۔ وقت کا بادشاہ تمہارے قریب سے گزرا ہے لیکن تم نے سلام نہ کی ہے اور آداب کیوں نہ بجا لائے۔ درویش نے کہا' وزیر صاحب بادشاہ سے کہہ دو کہ اس سے سلام کی توقع رکھو جس کو انعام کا لالچ ہو اس کو یہ بھی سمجھا دے کہ بادشاہ عوام الناس کی دیکھ بھال کے لئے ہوتا ہے۔ رعایا بادشاہوں کی اطاعت کے لئے نہیں ہوتی۔

قطعہ: بادشاہ کتنا ہی کروفر کیوں نہ ہو' درویشوں اور غریبوں کی پاسبانی کرنا اس کا کام ہے۔ گڈریا بھیڑ کی خدمت کے لئے ہوتا ہے بھیڑ چرواہے کی خدمت کے لئے نہیں ہوتی۔

قطعہ: آج ایک آدمی کو ترقی پر دیکھتے ہو اور دوسرے کو سختی و کوشش سے شکستہ حال اور تباہ دل چند دنوں کی تو بات ہے' تھوڑا سا انتظار کر لو تاکہ قبر کی مٹی سر کے غرور و تکبر کو کھا لے۔ جب موت آئے تو حاکم و محکوم کا تصور مٹ جاتا ہے۔ اگر کوئی قبروں کو اکھاڑ دیکھے تو امیر اور غریب میں تمیز نہ کر سکے۔

ترجمہ نثر: قلندر کی یہ بات بادشاہ کو پسند آئی۔ کہنے لگا' اے درویش مانگو جو کچھ مانگنا ہے۔ درویش نے کہا' بس میری یہی خواہش ہے کہ دوبارہ مجھے تنگ نہ کیا جائے۔ بادشاہ نے کہا' مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

بیت: جب تم نعمتوں سے مالا مال ہو تو کچھ کر لو یعنی نیکی کما لو ورنہ یہ حکومت اور یہ دولت تو ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔

نتیجہ حکایت: صوفی منش انسانوں کو دنیاوی عظمت و سطوت کی چاہ نہیں ہوتی۔ لالچی لوگ دنیاوی شان و شوکت کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ یہ انسان ایک دوسرے کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ موت کسی کی تمیز نہیں کرتی کہ یہ امیر ہے اس کو چھوڑ دینا ہے' یہ غریب ہے اس کو ہڑپ کرنا ہے۔ یہ مال و دولت ایک ڈھلتی چھاؤں کی طرح ہے لہٰذا اس کی بجائے نیک کاموں سے دل لگانا چاہئے تاکہ یہ انسان کی بخشش کا ذریعہ بن سکیں۔

حکایت نمبر 27-A

حکایت یکی از وزراء پیش ذوالنون مصری" رفت و ہمت خواست کہ روز و شب بخدمت سلطان مشغولم و ہنوز از عقوبتش ترسان۔ ذوالنون" بگریست و گفت: اگر من خدای را عز و جل چنیں پرستیدمی کہ تو سلطان را از جملہ صدیقان بودمی۔

گر نبودی امید راحت و رنج پای درویش برفلک بودی
گر وزیر از خدا بترسیدی ہمچنان کز ملک ملک بودی

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از وزراء رفت: وزیروں میں سے ایک گیا۔ ہمت خواست: دعا چاہی۔ روز و شب: دن رات۔ عقوبتش ترساں: غصے سے ڈرنا۔ بگریست: رو پڑے۔ اگر من: اگر میں۔ ترسید: ڈرنا۔ صدیقاں: صدیقوں' سچے لوگ۔ نبود: نہ ہے۔ پائے درویش: درویش کا قدم۔ برفلک: آسمان پر۔ از خدا بترسیدے: خدا سے ڈرنا۔ گر: اگر۔ ملک: بادشاہ۔ ملک

بودے: فرشتہ ہوتا۔

حکایت کا ترجمہ: حضرت ذوالنون مصری" کی خدمت اقدس میں کسی وزیر نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت! میرے حق میں کوئی دعا فرمایئے۔ میں دن رات بادشاہ کی خدمت میں لگا رہتا ہوں' پھر بھی اس کی سزا کے خوف سے ہر لحظہ میں گھبراتا رہتا ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری" یہ سن کر رو دیئے اور فرمایا کہ اگر میں اسی طرح خدا کی خدمت گزاری یعنی اطاعت گزاری کرتا جس طرح تو بادشاہ کی خدمت بجالاتا ہے تو لازم تھا کہ میں مقام صدیق کو پالیتا یعنی صدیقوں کے مقام پر پہنچ جاتا۔

قطعہ: اگر راحت و غم اور امید و بیم کے خیالات سے آزاد ہو جاتا تو فقیر کا قدم بہت بلندی پر ہوتا۔

وزیر جتنا بادشاہ کے خوف سے لرزتا ہے' اپنے خدا سے ڈرتا تو مقام ملائکہ کو پالیتا۔

نتیجہ حکایت: جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اور ہر دم خوف الٰہی میں گم رہ کر اس کی خوشنودی کو پانے کی جستجو کرتے ہیں' یقیناً وہ اللہ کے حضور اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ خوف خداوندی سے بندگی میں اطاعت پسندی در آتی ہے جس سے انسان فرشتوں کا سا رتبہ پالیتا ہے۔

حکایت نمبر28

حکایت پادشاہی بکشتن بیگناہی فرمان داد۔ گفت' ای ملک' بموجب خشمی کہ ترا برمن است آزار خود مجوی' کہ این عقوبت برمن بیک نفس برآید و بزہٗ آن برتو جاوید بماند

دوران بقا' چو باد صحرا بگذشت تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ' جفا بر ما' کرد در گردن او بماند و برما بگذشت

ملک را نصیحت او سودمند آمد و از سر خون او درگذشت۔

مشکل الفاظ کے معنی: بکشتن اسیرے: قیدی کا قتل۔ گفت: حکم' کہا' بات۔ اشارت کرن: حکم دیا۔ موجب خشمے: غصے کی وجہ سے۔ این: یہ۔ عقوبت: سزا۔ بیک نفس: ایک سانس۔ سرآید: گزر جانا۔ بزہ آن: اس کا گناہ۔ دوران بقاء: زندگی کا زمانہ۔ جاوید بماند: ہمیشہ رہے گا۔ زشت: برا۔ پنداشت ستمگر: ظالم سمجھا ہے۔ برما بگذشت: ہم پر سے گزر گیا۔ درگذشت: معاف کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ نے کسی بے گناہ کے قتل کا حکم صادر کیا تو بیچارے بے گناہ نے کہا کہ اے بادشاہ سلامت! مجھ پر بلاوجہ غصے کا اظہار کر کے اپنا نقصان کیوں کرتا ہے کیونکہ آپ کا عتاب و قہر مجھ پر سے لمحوں میں گزر جائے گا مگر اس ظلم کا عذاب آپ پر ہمیشہ مسلط رہے گا۔

قطعہ: دنیا کے تلخ و شیریں لمحات اور رنج و سکون کے لمحات تو ہوا کے ایک جھونکے کی طرح ہیں۔

ظالم یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہمیں سزا دی ہے جبکہ وہ خود اسی ظلم کے وبال میں ابد تک مبتلا رہتا ہے۔

ترجمہ: بادشاہ کے لئے یہ نصیحت کارآمد رہی چنانچہ بادشاہ نے اس بے گناہ کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔

نتیجہ حکایت: بے گناہوں کو معاف کر دینے میں ہی فخر و مباہات ہے۔ جو لوگ اپنے ہاتھ بے گناہ کے خون سے رنگ لیتے ہیں۔ ساری زندگی بے چین و بے قرار رہتے ہیں اور اپنے کئے پر نادم رہتے ہیں۔ ظالم اپنے کئے ہوئے پر پچھتاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر29

حکایت وزرای نوشیروان در مہمی از مصالح مملکت اندیشہ ہمی کردند و ہریک رای ہمی زدند، و ملک ہمچنین تدبیری اندیشہ کرد۔ لوزرجمہر را رای ملک اختیار آمد، وزیران در نہانش گفتند: رائی ملک را چہ مزیت دیدی بر فکر چندین حکیم؟ گفت: بموجب آنکہ انجام کار معلوم نیست و رای ہمگنان در مشیت است کہ صواب آید یا خطا، پس موافقت رای ملک اولی تر است، تا اگر خلاف صواب آید بعلت متابعت او از معاتبت ایمن باشم۔

خلاف رای سلطان رای جستن بخون خویش باشد دست شستن
اگر شہ روز را گوید: شب است این بباید گفت آنک ماہ و پروین

مشکل الفاظ کے معنیٰ: مہمے: مہم کوئی بڑا کام۔ وزرائے نوشیرواں: نوشیرواں کے وزیر۔ ہریک: ہر ایک۔ ہمچناں: اسی طرح۔ تدبیراندیشہ: تدبیر سوچی۔ اختیار آمد: پسند آنا۔ مزیت دیدی: فوقیت دیکھنا۔ رائے ہمگناں: سب کی رائے۔ در مشیت ست: مشیت خداوندی کے قبضہ میں ہے۔ بباید گفت: کہہ دینا چاہئے۔ ماہ و پروین: چاند اور ثریا۔ پروین: ستاروں کا گچھا۔

حکایت کا ترجمہ: نوشیرواں کے وزراء سلطنت کسی اہم ملکی مسئلے پر غور و فکر کرتے ہوئے اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے کہ بادشاہ نے بھی اپنی رائے ظاہر کی۔ بزرجمہر نے فوراً بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ وزیروں نے تنہائی میں بزرجمہر سے پوچھا کہ بادشاہ کی رائے میں آخر کیا خوبی تھی جو تم نے اتنے داناؤں کی باتوں پر اسے ترجیح دی تو بزرجمہر نے کہا، بات یہ ہے کہ انسان کسی معاملے کے انجام سے باخبر نہیں ہوتا۔ انسان کی سب سوچیں یعنی تدبیریں اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہوتی ہیں۔ ممکن ہے ہماری تدبیر کارگر نہ ہو یعنی ہمارا نشانہ خطا ہو جائے۔ پس بادشاہ کی رائے ہی بہتر ہے کیونکہ اگر کوئی تدبیر کارگر نہ رہی ہو تو اس کی ہاں میں ہاں ملانے سے اس کے قہر و عتاب سے تو بچے رہیں گے۔

مثنوی: بادشاہ کی رائے سے اختلاف دراصل اپنی جان گنوانا ہے۔ بادشاہ اگر دن کو رات کہے تو کہے بجا فرمایا یہ رہے چاند تارے۔

نتیجہ حکایت: بادشاہوں کی ہاں میں ہاں ملانے میں ہی عافیت ہے کیونکہ نقصان کی صورت میں بادشاہ کے قہر سے بچا جا سکتا ہے۔ بادشاہ کی ہر بات کو صحیح تصور کرنا چاہئے جیسے کہا جاتا ہے کہ "Boss is Always Right" ہر کام کے بارے میں خدا بہتر جانتا ہے کیونکہ وہ لکھی تقدیر کا مالک ہے۔ لیکن دنیاوی معاملات میں ماتحت کو اپنے Boss کی رائے میں رائے ملانا ہی ثمر آور ثابت ہوتا ہے۔

حکایت نمبر30

حکایت شیادی گیسوان بافت، بصورت علویان و با قافلہ حجاج ،شہری در آمد، در ہیئات حاجیان، و قصیدہ ای پیش ملک برد کہ من گفتم۔ نعمت بسیارش فرمود و اکرام کرد، یکی از ندمای حضرت پادشاہ کہ در آن سال از سفر دریا آمدہ بود، گفت: من او را این عیدالضحیٰ در بصرہ دیدم، حاجی چگونہ باشد؟ دیگری گفتا: پدرش نصرانی بود در ملاطیہ، پس او شریف چگونہ باشد؟ و شعرش را بہ دیوان انوری دریافتند۔ ملک فرمود بزنندش و نفی کنند، تاچندین دروغ درہم چرا گفت؟ گفت، ای خداوند روی زمین، یک سخنست دیگر در خدمت بگویم اگر راست نباشد بہر عقوبت کہ فرمائی، سزاوارم، گفت: بگو تا آن چیست؟ گفت:

غریبی گرت ماست پیش آورد دو پیمانہ آب است و یک چمچہ دوغ
گز از بندہ لغوی شنیدی بہ بخش جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

ملک را خندہ گرفت، گفت: ازین راست تر سخن در عمر خود نگفتہ بفرمود تا آنچہ مامول اوست مہیا دارند و بخوشی برود۔

مشکل الفاظ کے معنی: شیادہ: مکار۔ گیسو بافت: بال گوندھنا یعنی بال گوندھے جو سید کی علامت ہوتی تھی۔ علوی: حضرت علی کی اولاد، سیدوں کی دو شاخیں ہیں ایک اولاد حضرت فاطمہ دوسرے وہ جو دوسری بیویوں سے ہے جن کو حضرت علیؓ جنابہ سیدہ فاطمہؓ کے بعد نکاح میں لائے۔ وے گفتہ است: کہ اس نے کہا ہے۔ قصیدۂ نکو: اچھا قصیدہ۔ نوازش بیکراں: بے انتہا مہربانی۔ تاایکے: یہاں تک۔ داں سال: اسی سال۔ آمدہ: آنا یا آیا۔ بصرہ: عراق کا ایک شہر۔ معلوم شد: پتہ چلا۔ شناسم: پہچاننا، جاننا۔ پدرش: باپ۔ نصرانی: عیسائی۔ ملاطیہ: ملاطیہ بفتح ایک شہر کا نام جو روم اور فرنگ کے درمیان واقع ہے۔ انوری: انوری محمود غزنوی کے زمانے کا ایک مشہور و معروف شاعر۔ بندش: مارنا۔ نفی کنند: باہر نکال کیا۔ بسیار: زیادہ۔ دوغ: وہی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مکار مرد نے اپنے بالوں کو علویوں کی طرح گوندھ کر باندھ رکھا تھا۔ حاجیوں کے ساتھ ایک شہر میں حاجیوں کے حلیہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ کے حضور ایک قصیدہ پڑھا اور کہا کہ یہ میرا ہے جس پر بادشاہ نے اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ شاہی مصاحبوں میں سے ایک جو اسی سال سمندری سفر سے واپس آیا تھا، کہنے لگا کہ میں نے عیدالضحیٰ کے دن اس مرد کو بصرہ شہر میں دیکھا۔ یہ حاجی کیسے ہو گیا۔ ایک دوسرے نے کہا کہ اِس کا باپ تو ملطیہ کا باسی ہے جو ایک عیسائی تھا، یہ علوی کیسے ہوا۔ یہ قصیدہ دیوان انوری سے ماخوذ ہے۔ بادشاہ نے کہا اسے کوڑے مار کر شہر سے باہر نکال کرو۔ اس نے جھوٹ پہ جھوٹ کیوں بولا۔ مکار نے کہا، اے بادشاہ! اجازت ہو تو ایک بات کہوں۔ اگر وہ بات سچی نہ ہو تو جو سزا آپ تجویز کریں، مجھے قبول ہے۔ بادشاہ نے کہا چلو وہ بھی کہہ لو۔

قطعہ: اگر کوئی اجنبی آپ کے حضور چھاچھ پیش کرے تو اس میں چمچہ بھر دہی ہو گا اور دو پیمانہ بھر پانی۔
اگر اس مسکین سیاح سے آپ نے کوئی جھوٹی بات سن لی ہے تو اسے معاف کیجئے کیونکہ جو جتنا جہاں دیدہ ہو گا اتنا ہی وہ لغو طراز ہو گا۔

ترجمہ: بادشاہ مسکرایا کہ واقعی اس نے عمر بھر اس سے اچھی بات نہ کہی ہو گی۔ پھر ارشاد کیا کہ اس کی خواہش پوری کرو تاکہ یہ خوشی سے جائے۔

نتیجہ حکایت: جھوٹ کا پول بالآخر کھل ہی جاتا ہے۔ لہٰذا جھوٹ کی بجائے سچ کا لبادہ اوڑھنے میں عزت و تکریم ہے۔ سیاح لوگ جہاں اپنے واقعات سفر کو زیب قرطاس کرتے وقت سچ بولتے ہیں، وہاں وہ واقعات میں رنگینی پیدا کرنے کے لئے مبالغہ آرائی سے بھی کام لیتے ہیں۔ ان کی بات اس ملمع سازی کی وجہ سے حقیقت کے قریب لگتی ہے۔

حکایت نمبر31

حکایت یکی از وزراء بزیر دستان رحم آوردی و صلاح ہمگنان بخیر توسط نمودی، اتفاقا رزی بخطاب ملک گرفتار آمد۔ ہمگنان در استخلاص او سعی کردند و موکلان در معاقبتش ملاطفت نمودند و بزرگان ذکر سیرت خوبش بافواہ بگفتند، تا ملک از سر عتاب او درگذشت، صاحبدلی برین حال اطلاع یافت و گفت:

تا دل دوستان بدست آری بوستان پدر فروختہ بہ
پختن دیگ نیک خواہان را ہرچہ رخت سراست سوختہ بہ

با بد اندیش ہم نکوئی کن دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

حکایت کا ترجمہ: ایک وزیر اپنے ماتحتوں سے بڑی نرمی برتتا اور سب کی فلاح چاہتا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن وہ بیچارہ بادشاہ کے زیرِ عتاب آگیا۔ ہر کسی نے اس کی رہائی کے لئے بھاگ دوڑ کی۔ پہریداروں نے بھی نرمی کا اظہار کیا۔ اس کے حسن کردار کا تذکرہ ہر بزرگ کی زبان پر تھا حتیٰ کہ بادشاہ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ ایک صاحب دل نے یہ معاملہ دیکھا تو فرمایا کہ

قطعہ: باپ کی وراثت سے حاصل کردہ باغ کو اگر دوستوں کی خوشی کے لئے بیچ دیا جائے تو یہ مہنگا سودا نہ ہوگا۔ نیک لوگوں کی دیگ پکانے کے لئے گھر کے سامان کو بطور ایندھن استعمال کرنا کچھ معیوب نہیں۔ بُروں کے ساتھ بھی نیکی کر' کتے کا منہ ٹکڑا ڈال کر بند کر دینا چاہئے یہی بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: جو افسر وقت اپنے ماتحتوں کے لوازمات زندگانی کا خیال رکھتا ہے' مصیبت کے وقت آسانی میں رہتا ہے۔ دوست احباب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اگر سب کچھ قربانی بھی کرنا پڑے تو یہ مہنگا سودا نہیں ہے۔ نیک لوگوں کی مدد کرنا بھی دراصل نیکی ہی تصور ہوتی ہے۔ انسان کو بُروں کے ساتھ بھی نیک سلوک ہی کرنا چاہئے۔ اگر کتا بھونکے تو اس کا منہ گوشت کا ٹکڑا ڈال کر بند کیا جاسکتا ہے یعنی بُرے سے جان چھڑانے کے لئے اگر کچھ نقصان بھی ہو جائے تو وہ کوئی نقصان نہیں۔

حکایت نمبر32

حکایت یکی از پسران ہارون الرشید پیشپدر آمد' خشم آلود کہ' فلان سرہنگ زادہ مرا دشنام مادر داد' ہارون ارکان دولت راگفت: جزای چنین کس چہ باشد؟ یکی اشارت بکشتن کرد و دیگری بزبان بریدن و دیگری بمصادرہ و نفی۔ ہارون گفت: ای پسر کرم' آنست کہ عفو کنی و گر نتوانی تو نیزش دشنام مادردہ' نہ چندانکہ انتقام ازحد در گذرد' پس آنگہ ظلم از طرف ما باشد و دعوی از قبل خصم:

نہ مرد است آن' بنزدیک خردمند کہ با پیل دمان پیکار جوید
بلی' مرد آنکس است از روی تحقیق کہ چون خشم آیدش باطل نگوید

یکی را زشت خوئی' داد دشنام تحمل کرد و گفت: ای نیک فرجام
بتر زانم' کہ خواہی گفت: آنی کہ دانم عیب من چون من ندانی

مشکل الفاظ کے معنی: خشم آلودہ: غصہ سے بھرا ہوا۔ سرہنگ زادہ: سپاہی کا بیٹا۔ دشنام مادر: ماں کی گالی دینا۔ جزائے چنیں: ایسے شخص کی سزا کیا ہے۔ زباں بریدن: زبان کاٹنا۔ مصادرت: ضبطی جائیداد۔ نفی: جلاوطن کرنا۔ عفو کنی: معاف کرنا۔ نتوانی: نہیں کر سکتا۔ خصم: مخالف۔ جوید: لڑنا' تلاش کرنا۔ پیل دماں: مست ہاتھی۔ ازروئے تحقیق: تحقیق کے اعتبار سے۔ خشم آید: غصہ آئے۔ باطل نگوید: بیہودہ نہ بکے' غلط باتیں نہ کرے۔

حکایت کا ترجمہ: ہارون الرشید کا ایک بیٹا غصے کی حالت میں باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ فلاں سپاہی کے بیٹے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے۔ ہارون الرشید نے مصاحبوں کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ ایسے آدمی کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔ کسی نے قتل کا مشورہ دیا' کسی نے کہا زبان کاٹ دی جائے۔ کسی نے کہا اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے اور کسی نے کہا اسے شہربدر کر دیا جائے۔ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا بزرگی کا تو یہ تقاضا ہے کہ اسے بخش دو۔ اگر بخش دینے کی ہمت نہیں تو تم

بھی اسے ماں کی گالی دے لو تاکہ انتقام حد سے گزرنے نہ پائے۔ ایسی صورت میں ہم ظالم ہوں گے اور قیامت کے دن وہ ہمارے خلاف دعویدار ہوگا۔

قطعہ: عقلمندوں کے نزدیک وہ آدمی بہادر نہیں جو مست ہاتھی سے الجھ پڑے۔
حقیقت میں جوانمرد وہ ہے جو غصے کی حالت میں بھی اللہ کے خوف سے غافل نہ ہو۔

قطعہ: کسی آدمی کو ایک بدخو نے گالی دی اس نے صبر سے کام لیا اور کہا' اے نیک انجام بھائی تم مجھے جتنا مرضی برا کہہ لو میں اس سے بھی زیادہ برا ہوں کیونکہ میری خامیوں اور عیبوں کو تم مجھ سے بہتر نہیں جان سکتے۔

نتیجہ حکایت: صابر کو اپنی منزل مراد مل جاتی ہے کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ جو صبر و عمل سے زندگی کا نظام چلاتے ہیں' وہی کامیاب و کامران ہیں۔ انہی کو اللہ تعالیٰ کی ذات بلند درجات سے نوازتی ہے۔

حکایت نمبر33

حکایت با طائفہ بزرگان بکشتی در نشستہ بودم۔ زورقی در پئ ما غرق شد' دو برادر بگردابی در افتادند۔ یکی از بزرگان گفت ملاح را: کہ بگیراین ہردو انرا کہ بہریک پنجاہ دینارت دہم۔ ملاح در آب رفت و تا یکی را برہانید آن دیگر ہلاک شد۔ گفتم' بقیت عمرش نماندہ بود' ازین سبب در گرفتن این یکی تاخیر کرد و در آن دیگر تعجیل۔ ملاح بخندید و گفت: آنچہ تو گفتی یقین است و دیگر میل خاطر من برہانیدن این یکی بیشتر بود' کہ وقتی در بیابانی ماندہ بودم' مرا بر شتر نشاند و از دست آن دیگر تازیانہ ای خوردہ بودم' در طفلی۔ گفتم صَدَقَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْہَا

تا توانی درون کس مخراش کاندرین راہ خارہا باشد
کار درویش مستمند بر آر کہ ترا نیز کارہا باشد

مشکل الفاظ کے معنی: طائفہ بزرگاں: بزرگوں کا گروہ۔ نشستہ بودم: سوار تھا۔ غرق شد: ڈوب گئی۔ گرداب: بھنور۔ افتاد: مصیبت۔ بگیراین ہردو: دونوں کا پکڑ لے۔ بہر: عوض۔ پنجاہ: پچاس۔ درآب رفت: پانی میں کودنا۔ بقیت: باقی۔ عمرش: عمر' زندگی۔ گرفت: پکڑنا۔ تعجیل: جلدی۔ خندید: ہنسا۔ میل خاطر من: میری طبیعت میں میل تھی۔ وقتے: ایک دفعہ۔ شتر: اونٹ۔ ماندہ: تھک جانا۔ در طفلی: بچپن میں۔ خوردہ: کھانا۔ عمل صالحا: نیک کام۔ خراش: زخم۔ کاندریں راہ: اس سے مراد مردم آزاری کا طریقہ۔

حکایت کا ترجمہ: میں ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سفر کر رہا تھا کہ ہمارے پیچھے ایک ڈونگا ڈوب گیا اور اس میں سوار دو بھائی بیچارے بھنور میں پھنس کے رہ گئے۔ کشتی میں سوار بزرگ نے ملّاح سے کہا کہ اگر تم ان دونوں کو لے آؤ تو میں تمہیں ایک کے بدلے پچاس دینار دوں گا۔ ملّاح پانی میں کود گیا' ایک کو اس نے بچا لیا لیکن دوسرا ڈوب گیا۔ میں نے کہا کہ اس غریب کی زندگی ختم ہو گئی تھی۔ جو تم نے اس کو پکڑنے میں عجلت کی اور دوسرے کو پکڑنے میں دیر ہو گئی۔ ملّاح نے ہنس کر کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے یوں تو اس میں کچھ شک نہیں مگر ایک بات اور بھی ہے کہ اسے بچانے کے لئے میرا دل مائل بہت تھا۔ ایک دفعہ میں صحرا میں تھک کر چور ہو چکا تھا یہ پاس سے گزرا تو اس نے مجھے اونٹ پر سوار کرا لیا تھا اور ڈوبنے والے نے لڑکپن میں مجھے ایک کوڑا رسید کیا تھا۔ میں نے کہا' خدا نے سچ فرمایا کہ جو بھلائی کرتا ہے اس کا ثواب اس کی ذات کے لئے ہے جو برائی کرتا ہے' عذاب اس کے لئے ہے۔

قطعہ: حتی الوسع کسی کا دل نہ دکھا کیونکہ یہ پگڈنڈی پُرخار ہے۔ ضرورت مندوں کے کام آ تاکہ کل تجھے کام پڑنے پر تیری

مدد کو آسکیں۔
نتیجہ حکایت: نیکی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نیکی آدمی کو حشر کے دن تو ضرور اپنی رحمت سے نوازے گا لیکن وہ دنیا میں نیکی کا بدلہ نیکی کی صورت میں پا لے گا لہٰذا دل نیک کاموں کی طرف مائل رہنا چاہئے اور دوسروں کی مدد میں ہی رضائے الٰہی پوشیدہ ہے۔

حکایت نمبر34

حکایت دو برادر بودند' یکی خدمت سلاطن کردی و دیگری بزور بازو خوردی۔ باری توانگر گفت درویش را کہ' چرا خدمت نکنی' تا از مشقت کار کردن برہی؟ گفت: تو چرا کار کنی تا از مذلت خدمت رہا ئے یابی؟ کہ خرد مندان گفتہ اند نان خود خوردن و نشستن بہ کہ کمر زرین بخدمت بستن۔

بدست آہک تفتہ کردن خمیر   بہ از دست بر سینہ پیش امیر

○

عمر گرانمایہ درین صرف شد   تاچہ خورم صیف وچہ پوشم شتا
ای شکم خیرہ بتائی بساز   تا نکنی پشت بخدمت دوتا

کسی مژدہ پیش نوشیروان عادل آورد کہ' شنیدم فلان دشمن ترا خدای عزوجل برداشت' گفت: ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذشت؟

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست   کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

مشکل الفاظ کے معنی: سعی: کوشش۔ بازو خورد: ہاتھ کی کمائی۔ بارے ایں: ایک مرتبہ۔ توانگر: مال دار۔ مذلت: ذلت سے۔ مشقت کار کردن: محنت مزدوری کرنا۔ نان جو: جو کی روٹی۔ نشستن: بیٹھ جانا۔ کمر زریں: نوکر چپڑاسی یعنی بادشاہوں کی خدمت میں پٹکا باندھ کر کھڑا رہنا۔ ایستادن: کھڑے رہنا۔ پیش امیر: امیر کے سامنے۔ بدست آہک تفتہ گردن خمیر: اس سے مراد انتہائی تکلیف یعنی کسی امیر کے سامنے مؤدبانہ سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑے رہنا سے بہتر ہے کہ ہاتھ جلتے ہوئے چونے سے جل جائے۔

حکایت کا ترجمہ: دو بھائی تھے' ایک بادشاہ کی نوکری میں تھا اور دوسرا محنت مزدوری سے کام لیتا تھا یعنی گاڑھے پسینے کی کمائی سے بسر اوقات کرتا۔ ایک دفعہ دولت مند بھائی نے کہا کہ تم نوکری کیوں نہیں کر لیتے تاکہ مشقت کے کاموں سے نجات مل جائے۔ غریب نے کہا تم نوکری کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ نوکری کی ذلت سے بچ جاؤ کیونکہ محنت کی روٹی کھا کر بیٹھ رہنا۔ زر کی پٹی باندھ کر حاکم کی خدمت میں کھڑے رہنے سے بہت بہتر ہے۔

بیت: اپنے ہاتھوں سے گرم گرم چونا گوندھنا امیر کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہنے سے ہزار درجہ بہتر کام ہے۔

قطعہ: افسوس صد افسوس کہ عمر عزیز اسی کشمکش میں بسر ہو گئی کہ گرمیوں میں کیا کھائیں اور سردیوں میں کیا پہنیں گے۔ اے پیٹ بھر کر کھانے والے' ایک آدھ روٹی پر ہی اکتفا کر لے تاکہ دوسروں کی خدمت میں تجھے اپنی کمر نہ جھکانی پڑے۔

ترجمہ نثر: کوئی آدمی عادل نوشیرواں کے پاس یہ خوش کن خبر لایا کہ حضور آپ کا فلاں دشمن مر گیا ہے۔ نوشیرواں نے کہا' کہیں یہ بھی سنا ہے کہ مجھے چھوڑ دے گا۔

فرد: اگر دشمن مر گیا تو یہ خوشی کا مقام نہیں کیونکہ ہماری زندگی بھی سرمدی حیثیت نہیں رکھتی۔

نتیجہ حکایت: آزادی ہر لحاظ سے غلامی سے بہتر ہے۔ محکومی انسان کی لطیف روح کو مفلوج کر دیتی ہے۔ انا پرست حاجت

Scanned with CamScanner

روائی کے لئے غیروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ دشمن کے مرنے سے خوشی نہ کرنی چاہئے کیونکہ ہرذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

حکایت نمبر35

حکایت گروہی حکما در حضرت کسری بمصلحتی در سخن ہمی گفتند و بزر جمہر کہ مہتر ایشان بود' خاموش' گفتندش: کہ چرا باما درین بحث سخن نگوئی؟ گفت: وزیران بر مثال اطبا اند و طبیب دارو ندہد جز سقیم را' چون بینم کہ رای شما بر صواب است مرا بر سرآن سخن گفتن حکمت نباشد'

چو کاری بی فضول من بر آید مرا در وی سخن گفتن نشاید
وگر بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

مشکل الفاظ کے معنی: گروہی: گروہ۔ کسریٰ: نوشیرواں کا نام' پادشاہان فارس کا لقب بھی ہے۔ بزر جمہر: نوشیرواں کے وزیر اعظم کا نام تھا۔ مہتر ایشاں بود: جو اُن کا سردار تھا۔ باما درین: ہمارے ساتھ۔ مثال اطباء: طبیبوں کی مثال۔ بینم: دیکھنا۔ رائے شما برصواب: درست رائے۔ چاہ: کنواں۔ خاموش بنشینم: چپ بیٹھنا۔ گناہ است: گناہ ہے۔ وگر بینم: اگر دیکھوں۔

حکایت کا ترجمہ: داناؤں کا ایک گروہ نوشیرواں کے دربار میں کسی اہم معاملہ پر گفتگو کر رہا تھا۔ بزر جمہر جو سب کا سردار تھا' خاموش تھا۔ ایک نے پوچھا آپ بحث میں حصہ کیوں نہیں لے رہے۔ اس نے کہا وزیر طبیبوں کی طرح ہوتے ہیں' سب طبیب بیمار کے علاوہ کسی اور کو دوا نہیں دیتا۔ پس مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ تمہاری رائے صحیح ہے۔ میں بولوں تو یہ قرین حکمت نہیں۔

مثنوی: جو کام میرے دخل کے بغیر پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ مجھے دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر میں یہ دیکھوں کہ راستے پر چلنے والا اندھا ہے اور سامنے کنواں ہے۔ پھر اگر میں چپ رہوں تو یہ بہت بڑا جرم ہوگا۔

نتیجہ حکایت: مشورہ ایک قیمتی متاع ہے بلاوجہ اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے البتہ نافہم کو سمجھانا عقلمندی ہے۔

حکایت نمبر36

حکایت ہارون الرشید را چون ملک مصر مسلم شد' گفت: بخلاف آن طاغی کہ بغرور ملک مصر دعوی خدائی کرد' نبخشم این مملکت را مگر بخسیس ترین بندگان' سیاہی داشت نام او خصیب' ملک مصر بوی ارزانی داشت' گویند: عقل و درایت او تا بجای بود کہ طائفہ حراث مصر شکایت آوردندش کہ' پنبہ کاشتہ بودیم باران بی وقت آمد و تلف شد' گفت' پشم بایستی کاشتن!

اگر دانش بروزی در فزودی ز نادان تنگ روزی تر نبودی
بنادانان چنان روزی رساند کہ دانا اندر آن عاجز بماند

○

بخت و دولت بکار دانی نیست جز بتائید آسمانی نیست
اوفتادہ است در جہان بسیار بی تمیز ارجمند و عاقل خوار
کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

Scanned with CamScanner

مشکل الفاظ کے معنی: مسلم شد: سونپا گیا یعنی بادشاہی ملی۔ آں طاغی: آں طاغی سے مراد فرعون ہے جس نے کبر و نخوت کا شکار ہو کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ بندگان: ادنیٰ ترین آدمی۔ سیاہے داشت: حبشی غلام۔ ارزانی: بخشا۔ عقل و درایت: عقل و سمجھ۔ طائفہ حراث: کاشتکاروں کا گروہ۔ بر کنار نیل: دریائے نیل کے کنارے۔ باراں بے وقت: بے موسم بارش۔ تلف: تباہ ہونا۔ صاحبدلے: ایک بزرگ۔ ایں کلام: یہ بات۔ شنید: سنی۔ فزود: بڑھنا۔ ناداں: بے وقوف۔ کاردانی: ہنرمندی۔ غصہ مردہ: غصہ ختم ہو جانا۔ بسیار: زیادہ۔ عاقل خوار: عقلمند کا ذلیل ہونا۔

حکایت کا ترجمہ: ہارون الرشید کا جب مصر پر غلبہ ہو گیا تو محض اس خیال سے کہ فرعون نے کبر و نخوت کا شکار ہو کر اس ملک پر بادشاہت کی اور خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس کی حکومت کسی ادنیٰ و حقیر آدمی کو سونپوں گا اس کے پاس خصیب نامی حبشی غلام تھا اسے مصر کا بادشاہ بنا دیا۔ اس کی عقلمندی اور دانائی کا یہ حال تھا کہ ایک سال مصر کے کاشتکاروں کا ایک گروہ اس کے پاس یہ عرضداشت لے کر گیا کہ ہم نے روئی بوئی تھی جو بے موسم بارش کی وجہ سے تباہ ہو گئی۔ اس نے کہا' اون کاشت کرنی چاہئے تھی۔ ایک بزرگ نے یہ بات سنی اور کہا۔

مثنوی: اگر عقل و دانش پر روزی کا انحصار ہوتا تو بے وقوف بھوکے مرجاتے مگر نادانوں کو خدا اس طرح رزق دیتا کہ دانا بیچارہ بے بس ہو کر رہ جاتا ہے۔

مثنوی: قسمت یعنی نصیب اور دولت ہنرمندی کی وجہ سے نہیں ملتی۔ یہ تو محض آسمانی تائید ہے۔ کیمیاء گر رنج میں کڑھ کڑھ کر مر گیا۔ نادان نے ویرانے میں خزانے کو پا لیا۔ دنیا میں یہ بہت ہوا ہے کہ بے تمیز صاحب مرتبہ ہے جبکہ عقل مند ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔

نتیجہ حکایت: اس کائنات کی مالک ذاتی ربی ہے۔ خدائے قدیر جسے چاہے عزت و مرتبے سے نوازے جسے چاہے ذلت و کمینگی کی پستیوں میں گرا دے۔ دولت نصیبوں کی بات ہے۔ کسی کو کم مل گئی کسی کو اللہ نے زیادہ دے دی۔ جس کسی نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ ذلیل و خوار ہوا اور رہتی دنیا تک اس پر ملامت اور لعن و طعن پڑتی رہے گی۔

حکایت نمبر 37

حکایت یکی را از ملوک کنیزکی چینی آوردند۔ خواست در حالت مستی بادی جمع آید' کنیزک ممانعت کرد' ملک در خشم رفت' ومراد را بسیاہی بخشید کہ' لب زبرینش از پرہ بینی در گذشتہ بود وزیرینش بگریبان فروشتہ ہیکلی کہ صخرہ جنی از طلعتش برمیدی' وعین القطراز بغلش بگندیدی

تو گوئی تا قیامت زشت روئی   برو ختم است و بر یوسف نکوئی

○

شخصی نہ چنان کریہ منظر   کز زشتی او خبر توان داد

وانگہ 83 : بغلی' نعوذ باللہ   مردار بآفتاب مرداد

آوردہ اند کہ' سیاہ را در آن مدت نفس طالب بود و شہوت غالب' مہرش بجنبید و مہرش برداشت' بامدادان کہ ملک کنیزک راجست و نیافت۔ حکایت بگفتند' خشم گرفت و فرمود تا سیاہ را بکنیزک استوار ببندند و از بام جوسق بتعر خندق در اندازند' یکی از وزرای نیک محضر روی شفاعت برزمین نہاد و گفت: جہان بکام خداوند باد و اقبال و دولت غلام سیاہ بیچارہ را درین خطای نیست' کہ سائر بندگان و خدمت گزاران بنوازش خداوندی متعوداند' گفت: اگر در

مفاوضہ او شبی تاخیر کردی چہ شدی؟ کہ من او را افزون از قیمت کنیزک دلداری کردمی' گفت' ای خداوند روی زمین راست فرمودی ولیکن:

تشنہ سوختہ در چشمہ روشن چو رسید — تومپندار کہ از پیل دمان اندیشد
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان — عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

ملک را این لطیفہ پسند آمد و گفت اکنون سیاہ را ترا بخشیدم' کنیزک راچہ کنم؟ گفت کنیزک' بسیاہ را بخش کہ نیم خوردہ او ہم او را شاید:

ہرگز آن را بدوستی مپسند — کہ رود جای ناپسندیدہ
تشنہ را دل نخواہد آب زلال — نیم خوردہ دہان گندیدہ

مشکل الفاظ کے معنی: ملوک: بادشاہوں مراد حکمران۔ کنیزک چینی: چین کی کنیز۔ در حالت مستی: مستی کی حالت میں۔ جمع آید: ہم بستری کرنا۔ ممانعت: روک دینا۔ لب زبرینش: اوپر کا ہونٹ۔ بیکلے: بدصورت۔ فروہشتہ: لٹکا ہوا۔ صخر: دیو' جن کا نام جس نے حضرت سلیمان کی انگوٹھی چرائی تھی۔ عین القطر: بدبودار روغن۔ زشت روئی: بدصورتی۔ توگوئی: تو کہے گا۔ کریہ منظر: بدصورت۔ یوسف نکوئی: حضرت یوسفؑ کی خوبصورتی۔ مہرش بجنبید: محبت بھڑکی۔ بام جوسق: بالاخانہ کی چھت۔ نیک محضر: نیک سیرت۔ شبے: رات۔ مفاوضت: ہم بستری۔ تشنہ: پیاسا۔ سوختہ: جلا بھنا۔ چو رسد: پہنچ جانا۔ پیل دماں: مست ہاتھی۔ اندیشد: ڈرنا۔ ملحد: لامذہب۔ بہ سیاہ بخش: حبشی کو بخش دیا۔ نیم خوردہ سگ: کتے کا کھایا ہوا بچا۔ آب زلال: ٹھنڈا پانی۔ نیم خوردہ دہاں گندیدہ: کسی گندہ دہن کا بچا ہوا۔

حکایت کا ترجمہ: کسی بادشاہ کے پاس ایک چین کی کنیز لائی گئی۔ بادشاہ نے مستی کے عالم میں اس سے ہم بستری کرنا چاہی لیکن کنیز نے منع کر دیا۔ بادشاہ کو غصہ آیا اس نے اسے ایک سیاہ آدم (حبشی) کے سپرد کر دیا جس کا اوپر کا ہونٹ ناک کے نتھنوں سے بھی اوپر چڑھا ہوا تھا اور نچلا ہونٹ گریبان تک لٹکا ہوا تھا۔ ایسا بدصورت تھا کہ صخرہ جن بھی اسے دیکھ کر دم دبا کر بھاگ جائے۔ بغل گند کا یہ حال کہ تارکول کا چشمہ ٹپکے۔

فرد: تو یہ کہے گا کہ قیامت تک بدصورتی اس پر ختم ہے اور خوبصورتی حضرت یوسفؑ پر۔

قطعہ: ایسا بدصورت تھا کہ اسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے اور پھر اس کے بغل میں ایسا گند جیسے بھادوں کی دھوپ میں سڑا ہوا مردار۔

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ ان دنوں حبشی غلام کی تمنا جوان تھی اور شہوت غالب تھی اس کی محبت بھڑکی اور اس کی دوشیزگی کا پردہ چاک کر دیا۔ صبح کے وقت جب بادشاہ نے کنیز کو ڈھونڈا مگر اسے کہیں نہ پایا جب اسے صحیح بات معلوم ہوئی تو غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ حکم دیا کہ حبشی اور کنیز کو باہم جکڑ کر محل کی چھت پر سے نیچے خندق کی گہرائی میں پھینک دیں۔ ایک نیک دل وزیر نے ادب سے جھک کر اس کی سفارش کرتے ہوئے کہا' گردش دوراں آپ کی خواہش کے مطابق اور اقبال و بلندی یاور رہے۔ بیچارے حبشی غلام کی کیا خطا؟ حضور کے سب ملازم اور غلام شاہی عنایات اور انعام و اکرام کے عادی ہیں۔ بادشاہ نے کہا' اگر کنیز سے ہم بستری میں ایک رات کی تاخیر کر دیتا تو کیا حرج تھا۔ میں لونڈی کی قیمت سے بڑھ کر اس کو عنایت کر دیتا۔ وزیر نے کہا' اے شاہ جہاں! جو کچھ آپ نے فرمایا درست ہے لیکن

قطعہ: تشنہ لب پیاسا جب صاف شفاف شیریں چشمے تک پہنچ جائے تو وہ مست ہاتھی سے بھی نہیں ڈرتا۔ بھوک اور فاقہ کے شکار ملحد کو اگر کسی خالی گھر میں کھانے کے لئے کچھ مل جائے تو عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ وہ ماہ رمضان کے احترام میں نہ کھائے گا۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ: بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آگیا اور کہنے لگا۔ اے حبشی! میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اب یہ کہو کہ لونڈی کا کیا کروں۔ وزیر نے کہا 'کنیز بھی حبشی کو بخش دیجئے کیونکہ کتے کا بچا ہوا کتے کے لئے ہی مناسب ہے۔

قطعہ: جو آدمی بری جگہ جانے کا عادی ہو اسے دوستی کے لئے پسند نہ کر۔ ایک گندہ دہن انسان کا بچا ہوا پانی خواہ وہ کتنا ہی شفاف ہو' پیاسا کبھی اس کو نہیں پیے گا۔

نتیجہ حکایت: شہوت بادشاہ کے خوف سے کم نہیں ہو جاتی۔ جب شہوت غالب ہو جائے انسان اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو جاتا ہے یعنی بھیڑیئے کو بکری کے پاس اس غرض سے بٹھا دینا کہ وہ بکری کی رکھوالی کرے گا' عقلمندی نہیں۔ یاد رہے گندی چیز کی اہمیت و وقعت نہیں ہوتی۔ اس حکایت میں شیخ سعدیؒ نے اپنے قاری کو قرآن کا یہ پیغام عام فہم انداز میں سمجھانے کے حوالے سے کہا ہے کہ کتے کا جوٹھا کتے کے لئے ہی مناسب ہے۔ قرآن کہتا ہے' مومن مردوں کے لئے مومن عورتیں اور برے مردوں کے لئے بری عورتیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔

حکایت نمبر 38

حکایت اسکندر رومی را پرسیدند: دیار مشرق و مغرب را بچہ گرفتی؟ کہ ملوک پیشین را خزائن و عمر و ملک بیش ازین بود و چنین فتحی میسر نشد' گفتا: بعون خدای عزوجل' ہر مملکتی را کہ بگرفتم رعیتش را نیازردم و نام پادشاہان جز بنکوئی نبردم:

بزرگش نخوانند اہل خرد کہ نام بزرگان بزشتی برد

مشکل الفاظ کے معنی: اسکندر رومی: اسکندر رومی ایک بادشاہ کا نام۔ دیار: ملک یا ممالک۔ را بچہ گرفتی: کیسے فتح کئے۔ خزائن: خزانہ کی جمع۔ بیش: زیادہ۔ مملکتے: مملکت۔ بگرفتم: فتح کرنا۔ رعیتش: رعایا۔ گذشتگاں: گزرے ہوئے یعنی بزرگ۔ رسوم خیرات: عمدہ رسمیں۔ باطل نہ کردم: ختم نہ کیا۔ جز: سوا۔ بزشتی: برائی۔ رفتگاں: گزرے ہوئے لوگ یعنی جو اس جہاں سے چلے گئے ہیں۔

حکایت کا ترجمہ: لوگوں نے اسکندر رومی سے دریافت کیا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے اتنے ممالک کو کیسے فتح کیا حالانکہ تم سے پہلے بادشاہ مال و دولت' عمر اور سلطنت کے لحاظ سے بڑے تھے لیکن ان کو ایسی فتوحات کبھی حاصل نہ ہوئیں۔ اس نے کہا' میں نے ان علاقوں کو اللہ کی تائید کی قوت سے فتح کیا جس ملک پر قبضہ کیا۔ وہاں کی رعایا کا کبھی دل نہ دکھایا اور وہاں کے بادشاہوں کو نیک لفظوں میں یاد کیا۔

بیت: عقلمندوں کے نزدیک وہ کبھی بڑا نہیں ہوتا جو بزرگوں کا نام برائی سے لیتا ہو۔

قطعہ: نصیب' تخت' بادشاہی حکم چلانا روکنا اور پکڑ دھکڑ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سب جاتا رہتا ہے۔ نیک لوگوں کے نام ضائع نہ کر تاکہ تیرا نیک نام زندہ رہے۔

نتیجہ حکایت: جس بادشاہ نے رعایا کے حقوق کا خیال رکھا ہو وہ کبھی افسردہ خاطر نہیں ہوتا۔ وہ نیک کاموں کی طرح زندہ رہتا ہے لہذا بزرگوں کا نام عزت و تکریم سے لینا چاہئے تاکہ آپ کا بھی یہ نیک کام زندہ رہے۔ قرآن کا بھی یہ پیغام ہے کہ "ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارا کرو۔"

Scanned with CamScanner

باب دوم

در اخلاق درویشاں

حکایت نمبر1

حکایت یکی از بزرگان گفت پارسائی را، چگوئی در حق فلان عابد کہ دیگران دروی بطعنہ سخن ہا گفتہ اند؟ گفت: برظاہرش عیب نمی بینم، و در باطنش غیب نمیدانم۔

ہرکہ را جامہ پارسا بنی پارسا دان و نیک مرد انگار
ور ندانی کہ در نہانش چیست محتسب را درون خانہ چہ کار؟

مشکل الفاظ کے معنی: راچہ گوئی: دریافت کرنا۔ پارسا: نیک۔ در حق: کے بارے۔ سخنہا: باتیں کرنا۔ ظاہرش: ظاہر۔ عیب: نقص۔ نمی بینم: نہیں دیکھا۔ باطنش: غیب یعنی جو کچھ باطن میں ہے غیب ہے، غیب کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔ جامہ پارسا: نیکوں کا لباس۔ پارسا داں: نیک جان۔ درنہاں: باطن میں۔ محتسب: کوتوال۔ درون خانہ: گھر کے اندر۔ چہ کار: کیا تعلق۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بزرگ نے ایک نیک پارسا سے پوچھا کہ فلاں عابد کے بارے میں تیری کیا رائے ہے جبکہ دوسرے لوگ تو اس کے بارے طعن و لعن کرتے ہیں۔ اس نے کہا میں اس میں ظاہر میں کوئی نقص نہیں دیکھتا، باطن کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا۔

قطعہ: تو جس کو نیکوں سا لباس پہنے دیکھے اسے پارسا سمجھ اور نیک خیال کر۔ اگر تو اس کے باطن کے بارے نہیں جانتا تو تجھے کوتوال کے گھر کے اندر کی باتوں سے کیا کام۔

نتیجہ حکایت: کہا جاتا ہے کہ انسان کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے بلاوجہ تجسس اور تردد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کسی کی ظاہری وضع قطع سے انسان فریب کا شکار ہو جاتا ہے۔ باطن کی پستی اور خوبصورتی کے بارے میں خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ لہذا جس نے نیکی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو، اسے پارسا ہی تصور کرنا چاہئے۔

حکایت نمبر2

حکایت درویشی را دیدم کہ، سربر آستان کعبہ ہمی مالید و میگفت: یا غفور یا رحیم، تو دانی کہ از ظلوم وجہول چہ آید؟

عذر تقصیر خدمت آوردم کہ ندارم بطاعت استظہار
عاصیان از گناہ توبہ کنند عارفان از عبادت استغفار

عابدان جزای طاعت خواہند و بازرگانان بہای بضاعت، من بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت، و بدریوزہ آمدہ ام، نہ بہ تجارت، اِصْنَعْ بِی مَا اَنْتَ اَھْلُہ

گر کشی ور جرم بخشی، روی و سر بر آستانم
بندہ را فرمان نباشد، ہرچہ فرمائی برآنم

بر در کعبہ سائلی دیدم کہ ہمی گفت و میگرستی خوش
من نگویم کہ، طاعتم بپذیر قلم عفو بر گناہم کش

مشکل الفاظ کے معنی: دیدم: دیکھا۔ سر آستان کعبہ: کعبہ کے دروازے پر۔ نالید: رونا دھونا۔ تودانی: تو جانتا ہے۔ چہ آید: کیا ہو سکتا ہے۔ جہول: جاہل۔ تقصیر: غلطی، خطا۔ عذر: بہانہ۔ عاصیاں: گناہ گار۔ توبہ کند: توبہ کرنا۔ عارفاں: خدا کے عبادت گزار بندے۔ استغفار: توبہ کرنا۔ عابداں: اللہ کی عبادت میں محو رہنے والے۔ خواہند: چاہنا۔ بازر گاناں: سوداگر۔ بضاعت: قیمت۔ بندہ امید: امید کا بندہ۔ بدریوزہ: بھیک مانگنا۔ کشی: مارنا۔ بخشی: معاف کرنا۔ سربر آستانم: سر چوکھٹ پر ہے۔ سائلی: سوال کرنے والا۔ بر در کعبہ: کعبہ کے دروازے پر۔ دیدم: دیکھا۔ ہمی گفت: کہہ رہا تھا۔ میگرستے خوش: خوب رونا دھونا۔ طاعتم: اطاعت کرنا۔ بپذیر: قبول کرنا۔ قلم عفو: معاف کر دینے والا قلم۔ کش: ختم کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ کعبہ کی چوکھٹ پر اپنا ماتھا رگڑ رہا تھا اور روتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے غفور و رحیم! تو جانتا ہے کہ ظالم اور جاہل سے کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔

قطعہ: میں خدمت کی کمی کا بہانہ لے کر تیرے حضور آیا ہوں۔ اس لئے عبادت پر تو بھروسہ نہیں ہے، عام لوگ اپنے گناہوں پر توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اہل اللہ اپنی عبادت سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

ترجمہ نثر: عابد اپنی عبادت کا صلہ مانگتے ہیں اور سوداگر اپنے مال و اسباب کی قیمت۔ میں بندہ اطاعت نہیں۔ امید لے کر آیا ہوں، میں تیرے در پر بھیک مانگنے آیا ہوں۔ تجارت کرنے نہیں آیا۔

فقرہ: میرے ساتھ وہ سلوک کر جو تیری شان کے شایان ہو، ہم کو عملوں کی سزا نہ دے۔

بیت: تو چاہے تو مار ڈالے یا خطا معاف کر دے۔ میں تیرے در پر سر جھکائے ہوا ہوں۔ میں تیرا بے بس اور بے اختیار غلام ہوں۔ مجھے جو بھی حکم دے، سر آنکھوں پر۔

قطعہ: میں نے کعبہ شریف کے دروازے پر ایک فقیر کو دیکھا جو پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں نہیں کہتا کہ میری عبادت قبول کرلے۔ میرا سوال ہے کہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دے۔

نتیجہ حکایت: انسان بے شک گھاٹے میں ہے اور اس کے اعمال و افعال گناہ آلودہ ہیں اسے ہر لحہ اور ہر آن خدا کے حضور توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ بندے کو معاف کر دے یہ اس کی عظمت کے شان شایان ہے۔ خدا سے عبادت کے عوض کچھ مانگنا تجارت کے زمرے میں آتا ہے۔ خدا کی عبادت کرتے وقت جزا کا طالب نہ ہونا چاہئے جیسے علامہ اقبالؒ نے کہا ہے

یہ سوداگری نہیں عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حکایت نمبر3

حکایت عبدالقادر گیلانیؒ راویدند در حرم کعبہ روی برحصا نہادہ، ہمی گفت: ای خداوند بہ بخشای وگر ہر آئینہ مستوجب عقوبتم در روز قیامتم نابینا برانگیز، تا در روی نیکان شرمسار نشوم۔

روی بر خاک عجز میگویم هر سحرگہ کہ باد می آید.
ای کہ ہرگز فرامشت نکنم ہیچت از بندہ یاد می آید؟

مشکل الفاظ کے معنی: دید: دیکھا۔ در حرم کعبہ: حرم کعبہ کے دروازے پر۔ حصا: سنگ ریزے، کنکریاں۔ نہادہ: رکھنا، رکھا ہوا۔ مستوجب: مستحق ہونا۔ عقوبت: سزا دینا۔ روئے نیکاں: نیکوں کے سامنے۔ شرمسار: شرمندہ ہونا۔ خاک عجز: عجز و انکساری کی خاک۔ روی: چہرہ۔ میگویم: کہتا ہوں۔ باد: ہوا۔ می آید: چلنا یعنی چلتی۔ فرامشت: بھولنا۔ بندہ یاد می آید: بندہ کی یاد آتی ہے۔

حکایت کا ترجمہ: لوگوں نے شیخ عبدالقادر گیلانی" (جیلانی) کو دیکھا کہ کعبہ کے دروازے پر کنکریوں پر ماتھا ٹیک کر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے خدا! مجھے بخش دے۔ اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو مجھے قیامت کے دن اندھا اٹھانا تاکہ نیک آدمیوں کے سامنے مجھے شرمندگی نہ ہو۔

قطعہ: جب صبح کے وقت آب زلال چلتی ہے تو میں عجز و انکسار سے زمیں پر پیشانی ٹیک کر کہتا ہوں کہ اے خدا! میں تو تجھے کبھی نہیں بھولتا کیا تجھے بھی اپنے بندہ کی کچھ یاد آتی ہے۔

نتیجہ حکایت: اللہ کی اطاعت کرنے والے بندے بھی ہر لمحہ خدا کی خوشنودی کو پانے کے خواہاں رہتے ہیں، وہ اپنی عبادت پر گھمنڈ نہیں کرتے۔ اے گناہ گار لوگو! تم اپنے کس عمل پر نازاں ہو جو خدا کو بھول بیٹھے ہو۔ خدا سے لو لگاؤ اور گناہوں سے توبہ کرتے رہو اور اس کے حضور جھک جاؤ۔ بقول غلام عباس ماہو:

نشاط خلد انہی کے مقدر میں ہے
جبیں جھک جائے جن کی حریم ناز میں

حکایت نمبر4

حکایت دزدی بخانہ پارسای در آمد، چندانکہ جست چیزی نیافت، دلتنگ شد، پارسا را خبر شد۔ گلیمی کہ بر آن خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان را نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام؟ کہ با دوستانت خلافست و جنگ

مودت اہل صفا چہ در روی و چہ در قفا، نہ چنانکہ از پست عیب گیرند و در پیشت میرند

در برابر چو گوسپند سلیم در قفا ہمچو گرگ مردم خوار
ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

مشکل الفاظ کے معنی: خانہ پارسا: نیک آدمی کا گھر۔ دزد: چور۔ در آمد: گھسا۔ نیافت: نہ پایا۔ دل تنگ شد: رنجیدہ ہونا۔ خبر شد: خبر ملنا۔ گلیمے: کملی، چادر۔ خفتہ: سویا ہوا۔ انداخت: رکھ دینا۔ محروم نشود: خالی نہ جانا۔ شنیدم: میں نے سنا ہے۔ مردان راہ خدا: اللہ کے راستے پر چلنے والے۔ دل دشمناں: دشمنوں کا دل۔ این مقام: یہ مقام۔ میسر شود: کیسے حاصل ہو۔ خلافت: خلاف ہونا۔ جنگ: لڑنا، جھگڑنا۔ بادوستاں: دوستوں سے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک چور ایک پارسا آدمی کے گھر جا گھسا۔ بہت تلاش کیا مگر کچھ نہ پایا۔ بہت رنجیدہ ہوا۔ نیک آدمی کو

Scanned with CamScanner

پتہ لگ گیا اس نے وہ چادر چور کے راستے میں رکھ دی جس میں وہ سو رہا تھا تاکہ چور خالی ہاتھ نہ جائے۔

قطعہ: میں نے سنا کہ خدا کے راستے پر چلنے والے دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کرتے تھے۔ تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو تو تو دوستوں سے بھی اختلاف اور لڑائی کرتا ہے۔

ترجمہ: صاف دل لوگوں کی دوستی میں سامنے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ وہ کبھی ایسا نہیں کرتے کہ تیرے سامنے تو تجھ پر قربان ہو ہو جائیں اور تیرے پیچھے عیب نکالیں۔

فرد: سامنے تو بکری کی طرح مسکین اور پس پشت پھاڑ دینے والا بھیڑیا بن جائیں۔

بیت: جو دوسروں کے نقص تیرے سامنے لایا اور گنا' بے شک وہ تیرے عیب بھی دوسروں کے سامنے لے جائے گا۔

نتیجہ حکایت: صوفی منش انسان کسی کا دل نہیں دکھاتے اور نہ ہی دوسروں کی وہ عیب گری کرتے ہیں۔ وہی لوگ اچھے ہیں جو دوسروں کی کوتاہیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ان کے گناہوں پر پردہ ڈالتے ہیں کیونکہ اہل دل غیبت نہیں کیا کرتے۔

حکایت نمبر 5

حکایت تنی چند از روندگان متفق سیاحت بودند و شریک رنج و راحت' خواستم تا مرافقت کنم' موافقت نکردند' گفتم: از کرم اخلاق بزرگان بدیع است روی از مصاحبت مسکینان تافتن و فائدہ و برکت دریغ داشتن' کہ من در نفس خویش این قدر قوت و سرعت ہمی بینم کہ در خدمت مردان یار شاطر باشم' نہ بار خاطر۔

ان لم اکن راکب المواشی اسعی لکم حامل الغواشی

یکی ازان میان گفت: ازین سخن' کہ شنیدی دل تنگ مدار' کہ درین روزہا دزدی بصورت درویشان برآمد و خود را در سلک محبت ما منتظم کرد۔

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست؟ نویسندہ داند کہ در نامہ چیست؟

و ازانجا کہ سلامت حال درویشان است گمان فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند۔

صورت حال عارفان دلق است این قدر بس' چو روی در خلق است

در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش تاج برسر نہ و علم بر دوش

ترک دنیا و شہوت است و ہوس پارسائی' نہ ترک جامہ و بس

در کژاگند مرد باید بود بر مخنث سلاح جنگ چہ سود؟

روزی تا بشب رفتہ بودیم و شبانگہ بپای حصاری خفتہ کہ دزد بی توفیق ابریق برداشت کہ' بطہارت میرود و بغارت میرفت۔

پارسا بین کہ' خرقہ در بر کرد جامہ کعبہ را جل خر کرد

چندان کہ از نظر درویشان غائب شد۔ ببرجی بر رفت و درجی بدزدید' تا روز روشن شد در آن تاریک مبلغی راہ رفتہ بود و رفیقان بیگناہ خفتہ' بامدادان ہمہ را بقلعہ در آوردند و بزدند و بزندان کردند۔ از آن تاریخ ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم۔ والسلامۃ فی الواحدۃ

چو از قومی یکی بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند' نہ مہ را

شیدسی کہ' گاوی در علف زار بیالاید ہمہ گاوان دہ را

گفتم: سپاس و منت خدای عزوجل را کہ از برکہ درویشان محروم نماندم' گرچہ بصورت از صحبت وحید افتادم بدین حکایت کہ شنیدم مستفید گشتم و امثال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید۔

بیک ناتراشیدہ در مجلسی برنجد دل ہوشمندان بسی
اگر برکہ پر کنند از گلاب سگی در وی افتد' شود منجلاب

مشکل الفاظ کے معنی: روندگان: سیاح۔ متفق سیاحت: اکٹھے سفر کرنا۔ شریک رنج و راحت: دکھ سکھ کے ساتھی۔ خواستم: چاہنا۔ مصاحبت درویشاں: درویشوں کی صحبت۔ من در نفس: میں اپنے نفس میں۔ ایں قدر: اس قدر۔ قوت و سرعت: قوت اور پھرتی۔ یار شاطر: چالاک اور چست دوست۔ بار خاطر: جس کا ساتھ کسی کو گراں گزرے۔ شنید: سننا۔ دلتنگ: رنجیدہ خاطر ہونا۔ دزد: چور۔ بصورت درویشاں: درویشوں کے لباس۔ چہ دانند مردم: آدمی کیا جانیں۔ نویسندہ: لکھنے والا۔ داند: جاننا۔ درنامہ: خط میں۔ چیست: کیا ہے۔ ازانجاکہ: چونکہ۔ بیاری قبولش کردند: یاری قبول کرنا۔ دلق: گدڑی۔ عمل کوشش: کوشش کا عمل۔ پوش: پہننا۔ علم: جھنڈا۔ بردوش: کندھے پر۔ شہوت: جنسی خواہش۔ پارسائی: نیکی۔ قزاگند: تیغ کاف ایک لباس جو جنگ میں پہنا جاتا ہے اس پر تلوار کا اثر نہیں ہوتا کیونکہ وہ ریشم کی طرح نرم ہوتا ہے۔ ابریق: لوٹا۔ خر: گدھا۔ رفیقاں: ساتھی۔ خفتہ: سونا۔ ترک صحبت: ساتھ چھوڑ دینا۔ عزلت: تنہائی۔ علف زار: چراگاہ۔ بکار آید: کام آئے۔ ناتراشیدہ: غیر مہذب۔ برکہ: حوض۔

حکایت کا ترجمہ: چند سیاح ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک سفر کر رہے تھے کہ میں نے بھی چاہا کہ میں بھی ان کا ہمسفر بنوں لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ میں نے کہا' یہ بزرگوں کے اخلاق اور شرافت سے دور ہے۔ فقیروں کی صحبت سے منہ موڑنا اور فائدہ پہنچانے میں دریغ کرنا تجھے زیب نہیں پھر مجھے اپنی ذات پر اعتماد بھی ہے کہ شریک سفر بن کر میں یار شاطر بن کر کبھی آپ کی طبیعت کا بوجھ نہ بنتا۔

شعر: اگرچہ میرے پاس سواری کا جانور نہیں تاہم میں کوشش کرتا کہ تمہارے زین و پوش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا۔

ترجمہ: ان میں سے ایک نے کہا کہ ہماری بات پر غمگین نہ ہو۔ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ہماری جماعت میں ایک چور درویشوں کے روپ میں شامل ہو گیا تھا۔

شعر: کسی کو کیا خبر کہ فقیر کے لباس میں کس قسم کا آدمی ہے۔ خط لکھنے والا ہی جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے۔

ترجمہ نثر: چونکہ درویشوں کی طبیعت و حالت میں سلامتی ہوتی ہے۔ یوں انہوں نے اس پر بدگمانی نہ کی اور اس کو اپنا ہمسفر بنا لیا۔

مثنوی: عام طور پر صوفیوں کی ظاہری علامت گدڑی ہے۔ عام دیکھنے والے کے لئے یہی کافی ہے' اپنے اعمال کو پاک رکھ اور جو مرضی پہن لے۔ خواہ تاج سر پر رکھ اور کندھے پر درویشانہ جھنڈا پارسائی دنیا' شہوت اور ہوس کو چھوڑنے کا نام ہے۔ پوشاک اور ملبوسات چھوڑنے کا نام نہیں' سچے ریشم کے گندھے ہوئے لباس میں بہادر آدمی ہونا چاہئے۔ ہیجڑے کے لئے لڑائی کے ہتھیاروں کا کیا فائدہ؟

ترجمہ نثر: ایک دن ہم نے رات کا سفر کیا تھا اور رات کو قلعہ کی دیوار کے نیچے سوئے تھے کہ بدتمیز چور نے ساتھی کا لوٹا لیا اور طہارت یعنی استنجے کو جاتا ہوں' اصل میں وہ چوری کر کے جا رہا تھا۔

فرد: اس پارسا کو دیکھو کہ گدڑی پہن لی ہے گدھے پر غلاف کعبہ کا جھول بھلا کیا مطلب؟

ترجمہ نثر: جیسے ہی وہ درویشوں کی نظروں سے اوجھل ہوا' ایک قلعے کے برج پر چڑھ گیا اور وہاں سے جواہرات کی ڈبیہ چرا

لی۔ جب دن روشن ہوا' وہ سیاہ بخت کافی سفر کر چکا تھا اور بے تصور ساتھی سوئے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت سب کو شب میں پکڑ لیا گیا۔ سب کی پٹائی کی گئی اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس روز سے ہم نے یار باشی کو چھوڑ دیا اور تنہائی کا راستہ اختیار کیا اس لئے کہ سلامتی تنہائی میں ہے۔

قطعہ: اگر کسی قوم میں سے کسی ایک نے حماقت کی ہو تو پھر نہ چھوٹے کی عزت رہتی ہے اور نہ بڑے کی عزت رہتی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ایک بیل چراگاہ میں گاؤں کی ساری گایوں کو آلودہ کر دیتا ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے کہا کہ خدائے عز و جل کا احسان اور شکر ہے اس نے اب بھی مجھے درویشوں کے فیض سے محروم نہ رکھا۔ بظاہر مجھے آپ کی صحبت میسر نہ آسکی مگر اس داستان نے میری معلومات میں اضافہ کیا ہے۔ یہ نصیحت مجھ جیسے آدمیوں کے لئے تمام عمر کام آئے گی۔

مثنوی: مجلس میں ایک غیر مہذب آجائے تو بہت سے عقلمندوں کا دل افسردہ ہو جاتا ہے۔ حوض عرق گلاب سے بھرا ہوا ہی کیوں نہ ہو' ایک کتے کے گر جانے سے ناپاک و پلید ہو جائے گا۔

نتیجہ حکایت: کسی کے ظاہری لباس سے اس کی شرافت اور نیک نامی ظاہر نہیں ہوتی۔ عمل و کردار سے اس کی خصلت کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہ مستی کردار کا نمونہ ہے یا غلیظ ہے۔ دوران سفر کمال چستی اور دانشمندی سے کام لینا چاہئے تاکہ کوئی بد خصلت اس کا ہمسفر بن کر آپ کو نقصان نہ دے سکے۔ بعض اوقات ایک آدمی کی غلطی کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ خواہ کتنا ہی پاک اور صاف شفاف لباس زیب تن کر رکھا ہو جونہی اس کو کتا چھو جائے وہ پلید و ناپاک ہو جاتے ہیں۔

حکایت نمبر6

حکایت زاہدی مہمان پادشاہی بود' چون بخوان بنشستند کمتر از آن خورد کہ ارادت او بود و چون بنماز برخاستند بیش از آن کرد کہ عادت او' تا ظن صلاحیت در حق او زیادت کنند

ترسم نرسی بکعبہ' ای اعرابی کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

چون بمقام خویش آمد سفرہ خواست تا تناول کند! پسری صاحب فراست داشت' گفت ای پدر باری بمجلس سلطان در طعام نخوردی؟ گفت: در نظر ایشان چیزی نخوردم کہ بکار آید' گفت: نماز را ہم قضا کن' کہ چیزی نکردی کہ بکار آید۔

ای ہنرہا نہادہ برکف دست عیبہا را گرفتہ زیر بغل

تا چہ خواہی خریدن ای مغرور روز درماندگی بسیم و غل

مشکل الفاظ کے معنی: زاہد: پرہیزگار۔ مہمان بادشاہ: بادشاہ کا مہمان۔ خورد: کھایا۔ ظن: گمان۔ صلاح: نیکی۔ زیادت: زیادہ۔ ترکستان: ملک ترکستان جو توران میں ہے توران شمالی ہند میں ہے۔ خواست: چاہا۔ پسر: بیٹا۔ صاحب فراست: عقل مند۔ بکار آید: کام آوے۔ نماز را ہم قضا کن: نماز بھی دوہرا لیجئے۔ چیز نکردی: کام کی چیز نہ ہے۔ برکف دست: ہتھیلی پر۔ زیر بغل: بغل کے نیچے۔ چہ خواہی: کیا چاہے۔ درماندگی: بیچارگی۔ بسیم دغل: کھوٹی چاندی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک زاہد ایک بادشاہ کا مہمان تھا۔ جب دستر خوان پر بیٹھے تو زاہد نے اپنی طلب سے بہت کم کھایا اور جب نماز کے لئے اٹھے تو اس نے اپنی عادت سے زیادہ پڑھی تاکہ لوگ اس کے بارے میں نیکی کا گمان زیادہ کریں۔

فرد: اے بدوی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ تک نہ پہنچ سکے گا کیونکہ تو نے جس راہ کو اپنایا ہے' وہ راستہ تو ترکستان کو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ نثر: دعوت سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے گھر پہنچا تو دستر خوان مانگا تاکہ کھانا کھالے۔ اس کا ایک بڑا ذہین اور باہوش لڑکا تھا اس نے کہا کہ اباجی آپ تو شاہی مہمان تھے' کیا وہاں سے کھانا نہیں کھایا۔ زاہد نے کہا' بیٹا! ایسی چیز نہیں کھائی جو کام آتی۔ لڑکے نے کہا' نماز بھی دوبارہ قضاء پڑھ لیجئے کیونکہ وہ بھی ایسی نہ پڑھی ہوگی جو کام آسکے۔

قطعہ: اپنے عیبوں کو چھپانے والا اور ہنر و خوبی کی نمائش کرنے والا فریب خوردہ مغرور' بھلا ضرورت کے دن چاندی کے کھوٹے سکے سے کیا خریدے گا۔

نتیجہ حکایت: نمود و نمائش کی خواہش رکھنے والے بالآخر نقصان اٹھائیں گے کیونکہ حقیقت سے آنکھیں چرانا عقلمندی نہیں۔ ڈنکے کی چوٹ پر کیا ہوا کام خفگی اور پریشانی کا سبب نہیں بنتا لہٰذا جو کام کرو یہ سوچ کر کرو کہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات آپ کو دیکھ رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی نیت اور سوچ سے بھی آگاہ ہے۔

حکایت نمبر 7

حکایت یاد دارم کہ در ایام طفولیت متعبد بودمی و شب خیز و مولع زہد و پرہیز' شبی در خدمت پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم و ہمہ شب دیدہ برہم نبستہ و مصحف عزیز برکنار گرفتہ و طائفہ ای گرد ما خفتہ' پدر را گفتم: ازینان یکی سر بر نمیدارد کہ دوگانہ بگزارد' چنان خواب غفلت بردہ اند کہ گوئی نخفتہ کہ مردہ اند گفت: جان پدر' تو نیز اگر بخفتی بہ از آن کہ در پوستین خلق افتی۔

نہ بیند مدعی جز خویشتن را کہ دارد پردہ پندار در پیش
گرت چشم خدا بینی بہ بخشند نبینی ہیچکس عاجز تر از خویش

مشکل الفاظ کے معنی: ایام طفولیت: بچپن کے دن۔ متعبد: عبادت گزار۔ شب خیز: رات کو اٹھنا۔ شب: رات۔ نشستہ: بیٹھنا۔ مصحف عزیز: مراد قرآن پاک۔ طائفہ گرد: اردگرد کے لوگ۔ خفتہ: سوئے ہوئے۔ دوگانہ: دو رکعتیں۔ مردہ: مرجانا۔ جان پدر: مراد بیٹا۔ پردۂ پندار: غرور کا پردہ۔ درپیش: آگے۔ گرت: اگر۔ چشم: آنکھ۔ بنی: دیکھنا۔ عاجز: مسکین نمانا۔

حکایت کا ترجمہ: مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں بڑا عبادت گزار اور شب زندہ دار تھا اور طبیعت زہد و پرہیزگاری کی طرف مائل تھی چنانچہ ایک رات میں اپنے والد بزرگوار" کی صحبت میں عبادت کے لئے بیٹھا ہوا تھا کہ ساری رات آنکھ تک نہ جھپکی۔ قرآن شریف کو گود میں لئے رکھا اور پوری رات نہ سویا۔ کچھ لوگ ہمارے اردگرد سو رہے تھے' میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا کہ دو رکعتیں ہی پڑھ لے۔ ایسے سوتے میں گویا کہ مرے پڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا' اے بیٹا! اگر تو بھی اسی طرح سو جاتا تو اس سے بہتر تھا کہ لوگوں کی غیبت کھائے۔

قطعہ: خودبین کو اپنے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا کیونکہ اس کے آگے غرور کا پردہ حائل رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس میں ہی میں ہوں۔ اگر خدا تجھے چشم بینا دے تو تو کسی کو بھی اپنے سے زیادہ عاجز نہ دیکھے۔

نتیجہ حکایت: جیسے ہر آدمی اس دنیا میں اپنے کئے کا ذمہ دار ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بھی وہ خود ہی فائدہ اٹھانے والا ہے۔ جو عبادت کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے۔ لوگوں کی غیبت کر کے اپنی نیکیوں کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔ دنیا میں "میں میں" نے سب کچھ تباہ کر رکھا ہے لہٰذا کبر و نخوت کی بجائے عجز و انکساری کا اظہار ہی انسان کی فلاح کا باعث ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر8

حکایت یکی را از بزرگان بہ محفلی اندر ہمی ستودند و در اوصاف جمیلش مبالغہ میکردند' سر برآورد و گفت: من آنم کہ من دانم

کفیت اذی یا من یعد محاسنی
علانیتی هذا ولم تدر ما بطن

شخصم بچشم عالمیان خوب منظر است وز خبث باطنم سر خجلت فتادہ پیش
طاوس را بہ نقش و نگاری کہ ہست خلق تحسین کنند او خجل از پای زشت خویش

مشکل الفاظ کے معنیٰ: اوصاف جمیلش: اچھے اوصاف۔ مبالغت: مبالغہ آرائی کرنا۔ من آنم کہ من دانم: میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ میں اپنے کو جانتا ہوں۔ چشم عالمیاں: دنیا والوں کی نظر۔ خوب منظر: اچھا نظر آنا۔ خبث: خباثت۔ خجلت: شرمندگی۔ طاؤس: مور۔ نقش نگارے: خوبصورت نقش۔ خلق: دنیا۔ خجل: شرمندہ۔ زشت پائے: پیروں کا بھدہ پن۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مجلس میں لوگ کسی بزرگ کی تعریف کر رہے تھے کہ اس کی نیک صفات بیان کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا جا رہا تھا۔ بزرگ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا' صاحبو! میں جو کچھ ہوں میں ہی جانتا ہوں۔

شعر: میری نیکیوں کی گنتی کرنے والے خدا تمہیں ہر مصیبت سے بچائے یہ تو میرا ظاہر ہے اور تجھے میرے باطن کا کچھ علم نہیں ہے۔

قطعہ: میری ظاہری صورت دنیا والوں کو اچھی لگتی ہے لیکن میں اپنی باطنی خرابیوں کی وجہ سے نادم اور شرمندہ ہوں۔ لوگ مور کے بال و پر کے نقش و نگار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ بیچارہ اپنے پاؤں کی بدصورتی پر شرمندہ ہے۔

نتیجہ حکایت: اللہ کے نیک بندے اپنے اوصاف حمیدہ پر اتراتے نہیں بلکہ ہمیشہ کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو گناہ گار ہی تصور کرتے ہیں جن کے ظاہر و باطن میں ہم آہنگی ہو۔ وہی لوگ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔

حکایت نمبر9

حکایت یکی از صلحای لبنان' کہ مقامات او در دیار عرب مذکور بود و کرامات مشہور' بجامع دمشق در آمد و بر کنار برکہ کلاسہ طہارت ہمی ساخت۔ پائش بلغزید و بحوض در افتاد و بمشقت از آن جایگہ رہائی یافت۔ چون از نماز پر داختند یکی از اصحاب گفت: مرا مشکلی ہست اگر اجازہ پرسیدن است؟ گفت: آن چیست؟ گفت: یاد دارم کہ شیخ بروی دریای مغرب برفت و قدمش ترنشد' امروز چہ حالت بود کہ درین قامتی آب از ہلاک چیزی نماند؟ شیخ اندرین فکرت زمانی فرو رفت و پس از تامل بسیار سر برآورد و گفت: نشنیدہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت: لی مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل' و نگفت: علی الدوام' وقتی چنین کہ فرمود بہ جبرائیل و میکائیل نپرداختی و دیگر وقت باحفصہ و زینب در ساختی مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار می نمایند و می ربانید

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

مشکل الفاظ کے معنیٰ: کوہ لبنان: ایک پہاڑ کا نام جو ملک شام میں ہے زمانۂ سعدی میں یہ فقراء اور صلحاء کا مسکن ہوتا تھا۔ دیار عرب: عرب کے ممالک۔ جامع مسجد: بڑی مسجد جس میں جمعہ کی نماز ادا ہوتی ہو۔ دمشق: ملک شام کے ایک شہر کا

نام۔ کنار برکہ کلاسہ: چونے کے حوض کے کنارے۔ مشقت: مشکل۔ چیست: کیا؟ یاد دارم: مجھے یاد ہے۔ قدمش: قدم۔ ترنشد: گیلا نہ ہونا۔ قامتے آب: قد آدم پانی۔ سید عالم: مراد حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس۔ دوام: ہمیشہ۔ نپرداختے: متوجہ نہ ہونا۔ دیگر وقت: دوسرے وقت۔ در ساختے: کے ساتھ ہونا۔ دیدار می نمائی: مجھے دیدار کراتے ہیں۔ آتش ما تیزی: آگ کو تیز کرنا۔ پرسید: پوچھنا۔ گم کردہ فرزند: گمشدہ بیٹا۔ روشن گہر: روشن دل۔ پیر خردمند: عقلمند بوڑھے۔ بوئے پیراہن: کرتے کی خوشبو۔ زمصرش: مصر سے۔ چاہ کنعان: کنعان کا کنواں مراد یہ کہ جس میں حضرت یوسف کو برادران یوسف نے گرایا تھا۔ ندیدی: نہ دیکھا۔ احوال ما: میرا احوال۔ دمے پیدا: ایک لمحے کے لئے پیدا ہونا۔ دم نہاں: لمحوں میں چھپ جانا۔ پشت پائے: پیر کی پشت۔ طارم: طارم سے مراد قرب الٰہی کا مقام جہاں کشف ہوتا ہے۔ بینم: دیکھنا۔ حالے: حال۔ سردست، کسی شے کو ترک کر دینا۔

حکایت کا ترجمہ: کوہ لبنان کے صالحین میں سے ایک شخص کے مرتبوں کا عرب کے ملکوں میں بڑا چرچا تھا اور اس کی کرامت مشہور تھی۔ دمشق کی جامع مسجد میں آئے' حوض کلاسہ کے کنارے پر وضو کر رہے تھے کہ ان کا پیر پھسل گیا اور حوض میں جا گرے۔ بڑی مشکل سے باہر نکلے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ مجھے ایک مشکل درپیش ہے۔ انہوں نے فرمایا کیا؟ اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب دریائے مغرب کی سطح پر چلے اور جناب کا پیر تک نہ بھیگا۔ آج کیا ہوا تھا کہ اس قدر قد آدم پانی کے اندر مر مر کے بچے۔ شیخ نے فکر کے گریبان (مراقبے) میں سر جھکا لیا اور بہت غور کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ مجھے اپنے خدا کے ساتھ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں اور جہاں کسی پیغمبر کا بھی گزر نہیں ہوتا لیکن حضور اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیفیت ہمیشہ رہتی ہے بلکہ یہ فرمایا کہ ایک وقت یوں ہوتا ہے کہ جبرائیل و میکائیل سے بھی بے نیاز ہوتا ہوں اور گاہے بی بی حفصہؓ اور زینبؓ کی صحبت میں گزارتا ہے۔ نیکوں کے لئے مشاہدہ تجلی اور پردہ پوشی کے درمیان ہے۔ کبھی جلوہ دکھاتے ہیں اور کبھی چھپ جاتے ہیں۔

فرد: آپ دیدار بھی کراتے ہیں اور پرہیز بھی کرتے ہیں۔ اپنی قدر بڑھاتے ہو اور ہماری آتش شوق بھڑکاتے ہو۔

قطعہ: جب میں بغیر وسیلہ کے اپنے محبوب کا دیدار کرتا ہوں تو مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جیسے میں راستہ بھٹک گیا ہوں۔ وہ آگ بھڑکاتا ہے' پھر پانی چھڑک کر بجھا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو مجھے جلا اور ڈوبا ہوا دیکھے گا۔

مثنوی: کسی نے حضرت یعقوبؑ سے ان کے گم شدہ بیٹے (یوسفؑ) کے بارے میں پوچھا کہ اے روشن دل عقلمند بوڑھے تو نے اپنے لڑکے کے کرتے کی خوشبو مصر سے سونگھ لی اس کو کنعان کے کنویں میں نہ دیکھا۔ فرمایا' ہماری کیفیت کوندنے والی بجلی کی سی ہے جو یکدم چمکتی ہے اور پھر دوسرے لمحے غائب ہو جاتی ہے۔ کبھی ہماری بالانشینی کہ یہ عالم ہوتا ہے کہ مقام قرب الٰہی کو جا پہنچتے ہیں۔ کبھی اپنے پیر کی پشت کو نہیں دیکھ سکتے۔ اگر درویش کا حال ایک جیسا رہے تو ہم دونوں جہاں سے دست کش ہو جائیں۔

نتیجہ حکایت: اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں سے معجزات وقوع پذیر ہوتے آئے ہیں اور آج بھی اولیاء اللہ سے یہ معجزے رونما ہو سکتے ہیں۔ اولیاء اللہ پر کیفیت قرب الٰہی ہر لحہ طاری نہیں ہوتی بعض اوقات وہ دریا بغیر کشتی کے پار کر جاتے ہیں اور بعض اوقات دریا سے پار جانے کے لئے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب بندے جن میں اولیاء اللہ' غوث' ولی' قطب اور ابدال سب شامل ہیں' ہر چیز پر قادر نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات جو خدائے قدیر ہے' ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا جسے چاہے علوم الٰہی سے نوازے جسے چاہے عالم غفلت میں رکھے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر 10

یکی پرسید از آن گم کردہ فرزند   کہ ای روشن روان پیر خردمند
ز مصرش بوی پیراہن شنیدی   چرا در چاہ کنعانش ندیدی؟
بگفت احوال ما برق جہان است   دم پیدا و دیگر دم نہانست
گہی بر طارم اعلی نشینم   گہی بر پشت پای خود نہ بینم
اگر درویش در حالی بماندی   سر دست از دو عالم برفشاندی

مشکل الفاظ کے معنی: جامع ،علبک: ،علبک کی جامع مسجد'۔ ،علبک شام کے ایک شہر کا نام ہے چونکہ وہاں کے لوگ ،عل نام کے ایک بت کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس نام سے یہ شہر موسوم ہوا۔ کلمہ چند: چند باتیں۔ بطریق وعظ: وعظ کے طریقے پر۔ افسردہ دل: غمگین دل۔ عالم صورت: عالم ظاہر۔ عالم معنی: عالم باطن۔ ستوراں: جانور۔ کوراں: اندھے۔ محلت: محلہ۔ رسایندہ: پہنچائی۔ نزدیک تر: قریب ہے۔ میگفتم: میں کہہ رہا تھا۔ چہ کنم: کیا کروں۔ تواں: کس سے۔ ایں سخن: یہ بات۔ فضالہ قدح: فضالہ قدح سے مراد یہ کہ کچھ گھلے ابھی کہنے کے لئے باقی تھے۔ اثر نعرہ: نعرہ کا اثر یعنی زور کی چیخ۔ بے بصر: آنکھوں کے بغیر یعنی اندھا۔ متکلم: بولنے والا۔ نکند مستمع: نہ سمجھنا۔ فسحت: وسعت۔ میدان ارادت: عقیدت کا میدان۔ بیاز: لا یعنی لے کے آ۔

حکایت کا ترجمہ: ایک دفعہ میں ،علبک کی جامع مسجد میں لوگوں کے ایک گروہ سے پند و نصیحت کے حوالے سے واعظ کر رہا تھا۔ حاضرین کے دل مردہ تو نہ تھے البتہ پژمردہ ضرور تھے۔ اسی عالم رنگ و بو میں کھوئے ہوئے انسان عالم معنی سے یکسر بے خبر تھے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ میری آتش خطاب بے معنی ثابت ہو رہی ہے اور میری نوا کا شعلہ اُن کے گیلے ایندھن کو جلانے سے قاصر ہے۔ میں اپنے جی میں کڑھ رہا تھا کہ یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے اور اندھے کو شیشہ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن حقیقت کے دروازے ابھی کھلے تھے اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ چل رہا تھا اور میں قرآن مجید کی اس آیت کے معنی بیان کر رہا تھا کہ ارشاد خداوند ہے کہ میں اپنے بندے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ میں نے بات یہاں تک پہنچائی تھی کہ جب میں کہہ رہا تھا۔

قطعہ: دوست مجھ سے بھی زیادہ مجھ سے قریب ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں کس سے یہ بات کہوں کہ وہ میرے پاس ہے اور میں اس سے جدا ہوں۔

ترجمہ نثر: میں اس گفتگو کی شراب میں مست تھا اور پیالے کا بچا کھچا ابھی میرے ہاتھ میں تھا کہ کوئی راہی اِدھر سے گزرا اور آخری دور نے اس پر اثر کیا اس نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ دوسرے بھی اس کے ساتھ نعرہ مارنے لگے اور حاضرین مجلس کو جوش آگیا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! باخبر ہو کر دور ہیں وہ بھی قریب ہیں اور اندھے نزدیک دور ہیں۔

قطعہ: اگر سننے والا بات ہی سمجھ جائے تو بولنے والے کی قوت زبان طبع کو تلاش کرنے سے کیا فائدہ عقیدت کے میدان کی وسعت لا تاکہ واعظ اپنے کمال فن کی گیند اس میں پھینکے۔

نتیجہ حکایت: علم و حکمت کی باتیں وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ذوق سلیم عطا کر رکھا ہو۔ جاہل کے نزدیک علم کی دولت کچھ اہمیت و افادیت کی حامل نہیں ہے۔ جو لوگ قرآن پاک کی تعلیمات پر غور و فکر کرتے ہیں' وہ کائنات کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے یہ کائنات رب کائنات کے کنٹرول میں ہے۔ وہی اس کا مالک و کفیل ہے۔ وہ تو انسان کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے۔ بقول غلام عباس ماہو ؎

Scanned with CamScanner

ہر شے میں جلوۂ یزداں ہے
ہے اتنا قریب کہ رگ جاں ہے

حکایت نمبر 11

حکایت در جامع بعلبک وقتی کلمہ ای چند ہمی گفتم' بطریق وعظ' با جماعتی افسردہ دل مردہ' راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردہ۔ دیدم کہ نفسم در نمی گیرد' و آتشم در ہیزم تر اثر نمیکند۔ دریغ آمدم تربیت ستوران و آئینہ داری در محلت کوران' و لیکن در معنی باز بود و سلسلہ سخن دراز' در معنی این آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجای رسانیدہ بودم کہ:

دوست نزدیک تر از من بمن است — وینت مشکل کہ من از وی دورم!
چہ کنم؟ با کہ توان گفت کہ' دوست — در کنار من و من مہجورم

من از شراب این سخن سرمست و فضالہ قدح در دست' کہ روندہ برکنار مجلس گذر کرد و دور آخر در واثر کرد و نعرہ چنان زد کہ دیگران بموافقت اور در خروش آمدند و خامان مجلس بجوش' گفتم' سبحان اللہ! دوران باخبر در حضور و نزدیکان بی بصر دور۔

فہم و سخن چون نکند مستمع — قوت طبع از متکلم مجوی
فسحت میدان ارادت بیار — تا بزند مرد سخنگوی' گوی

مشکل الفاظ کے معنی: شبے: ایک رات۔ بیابان مکہ: مکہ کا صحرا۔ بے خوابی: نیند نہ آنا یعنی بغیر سونے کے۔ پائے رفتم: چلنے کی طاقت۔ شتربان: اونٹ والا۔ دست از من بدار: مجھے چھوڑ جا۔ مسکین پیادہ: بیچارہ پیدل چلنے والا۔ تحمل: برداشت کرنا۔ فربہے: موٹا۔ لاغر: کمزور۔ تاشوں: سختی کی وجہ سے۔ لاغرے مردہ: کمزور مرجائے۔ حرم درپیش: حرم سامنے ہے۔ حرامی: ڈاکو یعنی قزاق چور۔ خفت: سونا۔ نشنیدہ: نہ سنا ہے۔ گفتہ اند: لوگوں نے کہا ہے۔ مغیلاں: ببول کا درخت یعنی کیکر۔ شب رحیل: کوچ کی رات۔ ولے: لیکن۔

حکایت کا ترجمہ: ایک رات مکہ کے صحرا میں نہ سونے کی وجہ سے میرے اندر چلنے کی سکت نہ رہی۔ میں سونے کے لئے لیٹ گیا اور میں نے اونٹ والے سے کہا کہ مجھے چھوڑ جا۔

قطعہ: جہاں بختی اونٹ بھی تھک ہار کر گر پڑے تو بیچارے پیدل چلنے والے کا کیا حال ہو گا جہاں موٹے تازے نڈھال ہو جائیں وہاں لاغر جسم مردہ ہو جائیں گے۔

ترجمہ نثر: اس نے کہا بھائی! حرم سامنے ہے اور پیچھے ڈاکو ہیں۔ اگر چلا جائے گا تو بچ جائے گا اگر سو جائے گا تو مرجائیگا کیا تو نے نہیں سنا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ

بیت: کوچ کی رات لق و دق بیاباں کی راہ میں کیکر درخت کے سائے تلے نیند خوب آتی ہے مگر جان کو خیرباد کہہ دینا چاہئے۔

نتیجہ حکایت: محنتی اور جفاکش لوگ بالآخر اپنی منزل مقصود کو پا لیتے ہیں' منزل قریب دکھائی دے تو حوصلہ اور ولولہ شدت اختیار کر جاتا ہے۔ آدمی جلد مراد کو پا کر سرخرو ہونا چاہتا ہے۔ راہ میں ستانے کی بجائے منزل پر پہنچ کر آرام کرنے میں بڑا مزہ ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر12

حکایت شبی در بیابان مکہ از بیخوابی پای رفتنم نماند۔ سر بنہادم و شتربان را گفتم، دست از من بدار،

پای مسکین پیادہ چند رود؟ کز تحمل ستودہ شد، بختی
تا شود جسم فربہی لاغر لاغری مردہ باشد از سختی

گفت: ای برادر حرم در پیش است و حرامی از پس، اگر رفتی بردی وگر خفتی مردی

خوش است زیر مغیلان براہ بادیہ خفت شب رحیل، ولی ترک جان باید گفت

مشکل الفاظ کے معنی: دیدم: دیکھا۔ برکنار دریا: دریا کے کنارے پر۔ پارسا: نیک۔ پلنگ: چیتا۔ مدت ہادراں: ایک عرصہ دراز تک۔ رنجور: پریشانی، تکلیف۔ شکر خدا: خدا کا شکر ہے۔ پرسید: پوچھا۔ بمصیبتے گرفتارم: مصیبت میں گرفتار ہونا۔ بمصیبتے: گناہ میں۔ غم جاں: جاں کا غم۔ گویم: کہنا۔ بلے: ہاں۔ چہ گفت: کیا کہا۔ یوسف صدیق: سچا یوسف۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک پارسا کو دریا کے کنارے دیکھا جسے ایک چیتے نے زخمی کر دیا تھا۔ زخم کسی دوا سے اچھا نہ ہوتا تھا، ایک عرصہ دراز تک وہ تکلیف میں مبتلا رہا مگر وہ ہمیشہ خدائے عزوجل کا شکریہ ادا کرتا رہا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو شکر کس چیز کا ادا کرتا ہے۔ بولا، شکر اس بات کا ہے کہ بلا میں گرفتار ہوں کسی گناہ میں تو مبتلا نہیں۔

قطعہ: اگر وہ مجھ لاغر کو یار عزیز قتل کرنے کے لئے دے دیئے تو میں ہرگز یہ نہ کہوں گا کہ مجھے اپنی جان کا غم ہو گا بلکہ میں دم آخریں بھی یہی کہوں گا کہ مجھ مسکین سے کیا گناہ سرزد ہوا تو جو مجھ سے خفا ہوا ہے۔

ترجمہ نثر: ہاں اللہ کے بندے گناہ پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت یوسف صدیق نے اس حالت میں کیا کہا۔ انہوں نے فرمایا، اے خدا میرے لئے قید خانہ اس بات سے بہتر ہے جس کی طرف وہ مجھے بلا رہی ہے۔

نتیجہ حکایت: اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے راہ زندگی میں آنے والے مصائب کا سامنے خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ وہ چنداں گھبراتے نہیں بلکہ گناہوں سے جاں چھڑاتے ہوئے مصیبت کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہی شان یوسفی تھی کہ اپنا دامن آلودہ نہ ہونے دیا اور قید خانے کو ترجیح دی۔

حکایت نمبر13

حکایت پارسائی را دیدم برکنار دریا کہ زخم پلنگ داشت و بہیچ دارو بہ نمی شد، مدت ہا در آن رنجور بود و ہمچنان شکر خدای عزوجل میگفت، پرسیدندش کہ شکر چہ میگوئی، گفت: شکر آنکہ بمصیبتی گرفتارم، نہ بمعصیتی۔

گر مرا زار بکشتن دہد آن یار عزیز تا نگوئی کہ در آن دم غم جانم باشد
گویم: از بندہ مسکین چہ گنہ صادر شد کو دل آزردہ شد از من غم آنم باشد

مشکل الفاظ کے معنی: ضرورتے: ضرورت۔ روئے نمود: ظاہر ہونا۔ گلیمے: کملی، گدڑی۔ خانہ یاری: یار کا گھر۔ دستش ببرید: ہاتھ کاٹ دینا۔ شفاعت: سفارش کرنا۔ رابحل: معاف کر دینا۔ حد شرع: شرع حد۔ راست: درست۔ لا یملک ہرجہ: کسی چیز کا مالک نہ ہونا۔ قطعش: کاٹ دینا۔ ملامت کردن: لعن طعن کرنا۔ برتو: تجھ پر۔ تنگ آمدہ: تنگ ہو جانا۔ درزی: یوری۔ الا: ایک، ایسے۔ بروب: جھاڑو۔ مکوب: کھٹکھٹانا۔ دشمناں را پوست کن: دشمنوں کی کھال اتار۔ دوستاں را پوستین: دوستوں کی پوشاک اتار لے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک درویش کو ایک ضرورت پیش آگئی۔ اس نے دوست کے گھر سے کملی چرالی اور خرچ کر ڈالی۔ حاکم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ گدڑی والے نے سفارش کی کہ میں نے اس کو (چور) کو معاف کر دیا۔ قاضی نے کہا' تیری سفارش سے میں شرعی حد نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا' سچ ہے لیکن وقف مال سے اگر کوئی چرا لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اس لئے کہ فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ جو کچھ فقیروں کے پاس ہے وہ ضرورت مندوں پر وقف ہے۔ حاکم نے اس کو چھوڑ دیا مگر ساتھ ہی لعنت ملامت شروع کر دی کہ ساری دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی تھی جو تو نے اپنے سچے اور مخلص دوست کے گھر چوری کی۔ کہنے لگا جہاں پناہ! آپ نے نہیں سنا کہ دوستوں کے گھر میں جھاڑو پھیر دے لیکن دشمن کے دروازے پر نہ جا۔

شعر: جب تجھ پر سختی ہو تو پریشان نہ ہو اپنے دوستوں کے کپڑے اتار لے اور دشمن کی کھال اتار لے۔

نتیجہ حکایت: اس جہاں میں وہ لوگ اچھے ہیں جو دوسروں کی خواہشات کی تکمیل میں کوئی کسر روا نہیں رکھتے۔ قرآن نے بھی مومن کی یہی نشانی بتائی کہ مومن اپنی حاجات پر دوسروں کی حاجات کو ترجیح دیتے ہیں۔ قرآن کی "سورہ الماعون" میں بھی خدا کا یہی پیغام ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

حکایت نمبر 14

حکایت درویشی را ضرورتی پیش آمد۔ گلیمی از خانہ یاری بدزدید۔ حاکم فرمود تا' دستش ببرند۔ صاحب گلیم شفاعت کرد' کہ من او را بحل کردم' گفتا: شفاعت تو حد شرع فرد گذارم۔ گفت: آنچہ فرمودی' راست گفتی ولیکن ہرکہ از مال وقف چیزی بدزدد قطعش لازم نیاید والفقیر لا یملك۔ ہرچہ درویشان راست وقف محتاجان است' حاکم دست ازو بداشت و ملامت کردن گرفت کہ' جہان برتو تنگ آمدہ بود کہ دزدی نکردی الا از خانہ چنین یاری؟ گفت: ای خداوند نشنیدہ ای گفتہ اند: خانہ دوستان بروب و در دشمنان مکوب

چون بسختی در بمانی تن بعجز اندر مدہ
دشمنان را پوست برکن' دوستان را پوستین

پادشاہی پارسائی را گفت: ہیچت از ما یاد می آید؟ گفت' بلی' ہرگہ کہ خدارا فراموش میکنم۔

ہر سو دود آنکش ز بر خویش براند
و آن را کہ بخواند بدر کس ندواند

مشکل الفاظ کے معنی: پادشاہ: بادشاہ۔ پارسا: نیک۔ ما یاد می آید: میری یاد آئی۔ بلے: ہاں۔ فراموش: بھول جانا۔ خدائے را: اپنے خدا کو۔ ہیچن: کبھی۔ دید: دیکھا۔ گفت: کہا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ نے کسی درویش کو دیکھا اور کہا کہ کبھی تمہیں ہماری یاد بھی آتی ہے۔ اس نے کہا ہاں اس وقت میں خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہوں۔

فرد: جسے وہ اپنے در سے دھتکار دیتا ہے' وہ دربدر مارا مارا پھرتا ہے مگر جسے وہ سہارا دے دیتا ہے۔ وہ پھر دنیا کے سب درباروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

نتیجہ حکایت: جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت حاصل ہو جائے اس دنیا میں پھر وہ کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ اپنی قسمت پر نازاں رہتا ہے کیونکہ اسے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے جس کو پانا اس کا نصب العین ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر15

حکایت یکی از صالحان بخواب دید پادشاہی را در بہشت و پارسائی را در دوزخ پرسید کہ موجب درجات این پلیت و سبب درکات آن چہ؟ کہ مردم بخلاف این ہمی پنداشتند ندا آمد کہ' این پادشاہ بارادت درویشان بہ بہشت اندر است و این پارسا بتقریب پادشاہان در دوزخ۔

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع — خود را ز عمل ہای نکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست — درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

مشکل الفاظ کے معنی: بخواب دید: خواب میں دیکھا۔ دربہشت: جنت میں۔ دوزخ پرسید: دوزخ میں پہنچ جانا۔ این پلیت: یہ کیا ہے۔ ندا: آواز۔ ارادت درویشاں: درویشوں سے عقیدت و محبت تھی۔ تقرب: قرب۔ مرقع: گدڑی۔ بکلاہ برکی: برکی ٹوپی' برک اونٹ کی اون کا بنا ہوا ایک موٹا کپڑا ہوتا ہے جس کی ٹوپی وغیرہ نادار لوگ بناتے ہیں۔ تتری: یہ تاتار کا مخفف ہے اور تاتار ترکستان کا ایک شہر ہے۔ شیخ سعدیؒ کے زمانہ تک وہاں اسلام نہ آیا تھا' سب کافر تھے۔ وضع قطع سے مالدار لگتے تھے اور لباس فاخرہ پہنتے تھے غرض کلاہ تتری سے مراد پُر تکلف ٹوپی ہے۔

حکایت کا ترجمہ: کسی نیک آدمی نے خواب میں ایک بادشاہ کو بہشت میں اور ایک پارسا کو دوزخ میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ بادشاہ کے اچھے درجوں اور پارسا کے برے درجوں کا کیا سبب ہے جبکہ عوام کا قیاس و خیال اس کے برعکس تھا۔ آواز آئی کہ یہ بادشاہ درویشوں سے محبت و عقیدت کے باعث بہشت میں ہے اور پارسا بادشاہوں کے تقرب کی وجہ سے دوزخ میں ہے۔

قطعہ: تیری کملی اور تسبیح اور گدڑی کس کام آئے گی تو اپنے آپ کو برائیوں سے بچا کر رکھ۔ برکی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقیروں کی طرح رہ اور تاتاری ٹوپی اوڑھ لے۔

نتیجہ حکایت: فقیروں اور درویشوں اور خرقہ پوشوں کی خدمت اور عقیدت و محبت میں حصول جنت کا راز پنہاں ہے۔ لہٰذا ان کی خدمت کرو مبادا دوزخ کی تپتی ہوئی آگ میں جھلس جاؤ۔

حکایت نمبر16

حکایت پیادہ ای سروپا برہنہ با کاروان حجاز از کوفہ بدر آمد و ہمراہ ماشد و معلومی نداشت' خرامان ہمی رفت و میگفت:

نہ باشتر بر سوارم نہ چو خر بزیر بارم — نہ خداوند رعیت' نہ غلام شہر یارم
غم موجود و پریشانی معدوم ندارم — نفسی میزنم آسودہ و عمری میگذارم

اشتر سواری گفتش: ای درویش' کجا میروی؟ برگرد کہ' بسختی بمیری۔ نشنید و قدم در بیابان نہاد و برفت چون بنخلہ محمود در رسیدم' توانگر را اجل فرا رسیدہ' درویش ببالینش فراز آمد' و گفت ما بسختی نمردیم و تو بر بختی بمردی۔

شخصی ہمہ شب برسر بیمار گریست — چون روز آمد بمرد و بیمار بزیست
ای بسا اسپ تیز رو کہ بماند — کہ خر لنگ جان بمنزل برُد
بس کہ در خاک تندرستان را — دفن کردیم و زخم خوردہ نمرد

مشکل الفاظ کے معنی: سروپا برہنہ: سر اور پیر کا ننگا ہونا۔ کاروان حجاز: حجاز کے قافلہ۔ کوفہ بدر: کوفہ سے نکلا' کوفہ عراق کا ایک مشہور شہر ہے۔ ہمراہ: ساتھ۔ معلومی: معلوم ہوا۔ نداشت: کچھ نہ تھا۔ خراماں: ٹہل ٹہل کے چلنا یعنی اکڑ کر۔ شتر: اونٹ۔ زیربارم: بوجھ کے تلے۔ رعیت: عوام۔ غلام شہریارم: بادشاہ کا غلام۔ غم موجود: موجودہ غم۔ معدوم: ختم ہو جانا۔ نفسے میزنم آسودہ۔ میرا نفس آرام میں ہے۔ گزرام: گزارنا۔ شتر سوارے: ایک اونٹ سوار۔ گفتش: کہا۔ کجا: کہاں۔ بہ سختی: مصیبت سے۔ غلہ محمود: بنی محمود کا غلہ۔ رسیدیم: پہنچنا۔ توانگر: مالدار۔ اجل: موت۔ سر بیمار گریست: بیمار کے سرہانے۔ روز آمد: صبح ہونا۔ خر لنگ: لنگڑا گدھا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک پیدل چلنے والا درویش جو ننگے پاؤں اور ننگے سر تھا' حجاز کے قافلہ کے ساتھ کوفہ سے نکلا اور ہمارے ساتھ ہو گیا۔ پلے کچھ نہ تھا لیکن ٹہلتا جا رہا تھا اور یہ گنگنا رہا تھا کہ

قطعہ: نہ تو اونٹ پر سوار ہوں اور نہ ہی اونٹ کی طرح لدا ہوا ہوں۔ نہ رعیت کا بادشاہ ہوں اور نہ بادشاہ کا غلام ہوں' نہ موجودہ کا غم ہے اور نہ کسی چیز کے معدوم ہو جانے کی پریشانی ہے۔ آرام سے سانس لیتا ہوں اور اپنی عمر گزارتا چلا جاتا ہوں۔

ترجمہ نثر: ایک اونٹ سوار نے اس سے کہا کہ اے فقیر کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ واپس ہو جا ورنہ مصیبت میں مر جاؤ گے اس نے نہ سنا اور بیابان میں داخل ہوا اور چلتا گیا۔ جب ہم غلہ بنی محمود کے پاس پہنچے تو موت نے دولت مند اور اونٹنی سوار کو آلیا۔ درویش اس کی میت کے سرہانے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

مصرع: ہم تو اتنی مشقت اٹھا کر بھی نہ مرے' تجھے تو اونٹ اٹھائے ہوئے تھا اور تو مر گیا۔

بیت: ایک شخص تمام رات بیمار کے سرہانے رات بھر رویا جب دن ہوا تو رونے والا مر گیا اور بیمار اچھا ہو گیا۔

قطعہ: کتنے تیز رفتار گھوڑے منزل سے دور ہی مر گئے اور لنگڑے گدھے منزل پر جا پہنچے۔ چنگے بھلے تندرست موت کے منہ میں چلے گئے لیکن زخمی موت کے پنجے سے بچ نکلے۔

نتیجہ حکایت: زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا جسے چاہے طویل عمر عنایت کرے اور جسے چاہے لقمہ اجل بنا دے۔ یاد رہے کہ ہر ذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کا دن معین ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر انسان کی زندگی معاشرے کی بہتری کا باعث ہو تو فطرت اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اگر وہ معاشرتی بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہو تو فطرت اس کا قلع قمع کر دیتی ہے۔

حکایت نمبر 17

حکایت عابدی را پادشاہی طلب کرد' اندیشید کہ' داروی بخورم تا ضعیف شوم' مگر اعتقادی کہ دارد در حق من زیادت کند' آوردہ اند کہ' داروی قاتل بود بخورد و بمرد۔

آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز   پوست بر پوست بود ہم چو پیاز
پارسایان روی در مخلوق   پشت بر قبلہ میکنند نماز

○

چون بندہ خدای خویش خواند   باید کہ بجز خدا نداند

مشکل الفاظ کے معنی: بادشاہے طلب: بادشاہ نے بلایا۔ اندیشہ: سوچنا۔ داروئے بخورم: دوا کا کھانا۔ ضعیف: کمزوری۔

اعتقادے: عقیدت۔ در حق من: میرے بارے میں۔ زیادت کند. بڑھ جانا۔ داروئے قاتل: قتل کرنے والی دوا۔ بخور: کھالی۔ بمرد: مرجانا۔ پوست بر پوست: چھلکے پر چھلکا۔ ہچو پیاز: پیاز کی طرح۔ پارسایان: نیک لوگ۔ پشت بر قبلہ: قبلہ کی طرف پشت کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عابد گزار بندے کو ایک بادشاہ نے طلب کیا اس نے سوچا کہ کوئی دوا کھا لوں تاکہ کمزور ہو جاؤں شاید بادشاہ کی عقیدت اس کو جو مجھ سے بڑھ جائے۔ کہتے ہیں اس نے زہریلا دارو پی لیا اور پیتے ہی لقمہ اجل بنا۔

قطعہ: میں نے جس کو پستہ کی طرح گری سمجھا وہ تہہ در تہہ زہریلا پیاز نکلا۔ وہ پارسا آدمی جن کی توجہ خالق کی بجائے مخلوق کی طرف ہو' نماز پڑھتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی پشت قبلہ کی طرف ہے۔

فرد: جب کوئی آدمی اپنے خدا کو پکارتا ہے تو اس اللہ کے لئے اسے سب سے بے نیاز ہو جانا چاہئے۔

نتیجہ حکایت: بلاوجہ پریشان ہو جانا دانشمندی نہیں ہے۔ بعض اوقات انجانے میں انسان اپنی جان گنوا بیٹھتا ہے۔ اللہ کی ذات پر ایقان و یقین کرنا چاہئے کہ وہ ہر مشکل میں بھی مشکل کشا ہے اسی کی طرف لو لگانی چاہئے۔ بقول غلام عباس ماہو ؎

ہوش نہ رکھ باقی جلوہ گہ نماز میں
سب کچھ بھول جا سجدۂ بے نیاز میں

حکایت نمبر 18

حکایت کاروانی در زمین یونان بزدند و نعمت بی قیاس ببردند' بازرگانان گریہ و زاری کردند و خدا و پیغمبر شفیع آوردند' فائدہ نبود۔

چو پیروز شد دزد تیرہ روان — چہ غم دارد از گریہ کاروان؟

لقمان حکیم اندر آن کاروان بود۔ یکی گفتش از کاروانیان: مگر اینان را نصیحتی کنی و موعظہ ای گوئی تا طرفی از مال ما دست بدارند' کہ دریغ باشد کہ چندین نعمت ضائع شود گفت: دریغ کلمہ حکمت باشد با ایشان گفتن۔

آہنی را کہ موریانہ بخورد — نتوان برد ازو بصیقل زنگ
باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ؟ — نرود میخ آہنین در سنگ

○

بروزگار سلامت شکستگان دریاب — کہ جبر خاطر مسکین بلا بگرداند
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی — بدہ' وگرنہ ستمگر بزور بستاند

مشکل الفاظ کے معنی: دزداں: چوروں نے۔ زمین یونان: یونان کا علاقہ' یونان ایک ملک کا نام۔ نعمت بے قیاس: بے اندازہ دولت۔ بازرگاناں: سوداگر۔ گریہ و زاری: رونا پیٹنا۔ خداؤ و پیمبر را الشفاعت: خدا اور رسول ﷺ کی دہائی دی۔ تیرہ رواں: سیاہ دل۔ گریۂ کارواں: قافلہ کا رونا۔ لقمان حکیم: ایک مشہور زمانہ حکیم کا نام۔ موعظت: وعظ کرنا۔ کلمہ حکمت: حکمت کی بات۔ آہنے: لوہے کا۔ آہنے را کہ موریانہ بخورد: جس لوہے کو زنگ نے کھا لیا ہو۔ صیقل زنگ: زنگ چھڑانے کا آلہ۔ سیہ دل: سیاہ دل۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ وعظ: نصیحت۔ میخ: کیل۔ آہنی: لوہا۔ سنگ: پتھر۔ شکستگاں: شکستہ دل۔ بلا گرداند: بلا کا ٹالنا۔ خاطر مسکین: غریب و عاجز کی طبیعت۔ ستمگر: ظلم کرنے والا۔

حکایت کا ترجمہ: یونان کے علاقے میں چوروں نے ایک قافلہ والوں کو لوٹ لیا اور بے شمار مال و دولت اڑا لے گئے۔

بیچارے سوداگران نے رو رو کر بتیرے خدا و رسول ﷺ کے واسطے دیئے مگر بے رحموں نے ایک نہ سنی یعنی کوئی فائدہ نہ ہوا۔

شعر: جب سیاہ دل چور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو قافلے والوں کی چیخ و پکار سے قطعاً بے پرواہ ہوتے ہیں۔

ترجمہ نثر: اس قافلے میں لقمان حکیم بھی تھا۔ قافلہ والوں میں سے ایک نے کہا کہ اے میاں تم ہی انہیں کوئی نصیحت کرو اور وعظ سناؤ ہو سکتا ہے کہ ہمارا کچھ مال چھوڑ جائیں۔ اتنے مال و دولت کا یوں اکارت چلے جانا' دکھ کا باعث ہے۔ لقمان نے کہا' ان اندھوں کے سامنے حکمت کے موتی بکھیرنا اس سے بھی زیادہ دکھ کا باعث ہو گا۔

قطعہ: جب لوہے کو زنگ کھا چکے تو صیقل کرنے سے لوہے کا زنگ دور نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ دل کو وعظ و نصیحت سے کیا فائدہ۔ کبھی پتھر میں لوہے کی کیل ٹھونکی جا سکتی ہے۔

قطعہ: سلامتی کے دنوں میں شکستہ دلوں کی دلجوئی کر۔ یہ وہ نیک عمل ہیں جن سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ سائل اگر عاجزی سے مانگے تو اسے کچھ دے دے ورنہ ظالم زور سے چھین لے گا۔

نتیجہ حکایت: ظالم اللہ رسول ﷺ کے واسطے کب مانتے ہیں۔ وہ تو صرف ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ جب ظالم راہ باطل پر چل نکلے تو اُن کے دل میں رحم پیدا نہیں ہوتا۔ انسان کو چاہئے کہ وہ دوسروں پر ظلم ڈھانے کی بجائے ان سے اخوت و محبت کا اظہار کرے تا کہ اس کی بخشش کا کوئی ذریعہ و وسیلہ بن سکے۔

حکایت نمبر19

حکایت چندانکہ مرا شیخ اجل ابو الفرج بن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' ترک سماع فرمودی و بخلوت و عزلت اشارت کردی' عنفوان شبابم غالب آمدی و ہوا و ہوس طالب۔ ناچار بخلاف رای مربی قدمی برفتمی و از سماع و مجالست حظی برگرفتمی و چون نصیحت شیخم یاد آمدی' گفتمی:

قاضی ار با ما نشیند برفشاند دست را   محتسب گر می خورد معذور دارد مست را

تا چنین تا شبی بجمع قوی برسیدم کہ در آن میان مطربی دیدم۔

گوئی رگ جان می گسلد زخمہ نا سازش   نا خوش تر از آوازہ مرگ پدر آوازش

گاہی انگشت حریفان از او در گوش و گہی برلب کہ خاموش۔

نہاج الی صوت الاغانی لطیبہا   وانت مغن ان سکت نطیب

نہ بیند کسی در سماعت خوشی   مگر وقت رفتن' کہ دم در کشی

چون در آواز آمد آن بربط سرای   کد خدا را گفتم: از بہر خدا

زیبقم در گوش کن' تا نشنوم   یا درم بکشای' تا بیرون روم

فی الجملہ پاس خاطر یاران را موافقت کردم و شبی بچند مجاہدہ بروز آوردم۔

موذن بانگ بی ہنگام برداشت   نمی داند کہ چند از شب گذشتست

درازی شب از مژگان من پرس   کہ یکدم خواب در چشمم نگشتست

بامدادان بحکم تبرک دستاری از سر و دیناری از کمر بکشادم و پیش مغنی بنہادم و در کنارش گرفتم و بسی شکر گفتم'

یاران ارادت من در حق او خلاف عادت دیدند و بر خفت عقل من حمل کردند۔ یکی ز آن میان زبان تعرض دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ' این حرکت مناسب رای خردمندان نکردی' خرقہ مشایخ چنین مطربی دادن کہ درہمہ عمرش درمی بر کف نبودہ است و قراضہ ای در دف۔

مطربی' دور ازین خجستہ سرای   کس دو بارش ندیدہ در یک جای
راست چون بانگش از دہن برخاست   خلق را موی بر بدن برخاست
مرغ ایوان ز ہول او بپرید   مغز ما برد و حلق خود بدرید

گفتم' زبان تعرض مصلحت آن است کہ کوتاہ کنی کہ مرا کرامت این شخص ظاہر شد۔ گفت مرا بر کیفیت آن واقف گردانی' تا منش ہم تقرب کنم و بر مطایبتی کہ کردم استغفار گویم۔ گفتم' بلی بعلت آنکہ شیخ اجلم بارہا بترک سماع فرمودہ است و موعظہ ہای بلیغ گفتہ و در سمع قبول من نیامدہ' امشبم طالع میمون و بخت ہمایون بدین بقعہ رہبری کرد' تا بدست این توبہ کردم کہ بقیت زندگانی گرد سماع و مخالطت نگردم

آواز خوش از کام و دہان و لب شیرین   گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
در پردہ عشاق و خراسان و حجازیست   از حنجرہ مطرب مکروہ نزیبد

مشکل الفاظ کے معنی: چندانکہ: جس قدر۔ سماع: گانا سننا۔ خلوت: گوشہ نشینی۔ عزلت: تنہائی۔ اشارت کرد: حکم دینا۔ عنفوان شباب: چڑھتی جوانی۔ ہوا و ہوس: حرص و لالچ۔ مُربّی: پالنے والا یعنی محسن۔ قدمے: اِدھر اُدھر جانا گانا سننے کے لئے۔ مخالطت: میل جول۔ حظے بر گرفتمے: بڑا مزا اٹھانا۔ تاشبے: یہاں تک۔ برسیدیم: پہنچا۔ مطربے: گویا۔ دیدم: دیکھا۔ زخمہ: مضراب وہ چھلا جس سے ستار یا اسی قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ خوش تر: بہتر ہے۔ آوازہ مرگ پدر: باپ کے مرنے کی آواز۔ انگشت: انگلی۔ گاہے: کبھی کبھی۔ وقت رفتن: جانے کا وقت۔ بربط: ایک باجہ جو سارنگی کی طرح سے بط کے سینے سے مشابہ ہوتا ہے۔ بانگ بے ہنگام: بے وقت اذان۔ پنبہ: روئی۔ در گوش: کانوں میں۔ شنوم: سننا۔ درم بکشای: دروازہ کھول دے۔ بیرون روم: باہر۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ خاطر یاراں: دوستوں کی طبیعت۔ شبے: رات۔ مژگاں: پلکیں۔ من پرس: مجھ سے پوچھ۔ خواب: نیند۔ خرقہ: وہ کرتا یا چادر جو کسی بزرگ نے دی ہو' تبرک کے طور پر۔ ہم عمرش: تمام عمر۔ قراضہ: گانے والوں کی عادت ہوتی ہے کہ انعام کی شکل میں ملنے والا روپیہ سارنگی کے سوراخ میں رکھ لیتے ہیں۔ اجلم: بڑا۔ مواعظ بلیغ: گہری نصیحت۔ عشاق' نہاوند' حجاز: یہ تمام سُر کے نام ہیں۔

حکایت کا ترجمہ: مُرشد کامل شیخ ابوالفرج ابن جوزی خدا کی رحمت کے ان پر پھول برسیں مجھے گانا و راگ سننے سے بہت روکتے اور گوشہ نشینی اور تنہائی کا مشورہ دیتے۔ آغاز شباب میں جوش جوانی کا جذبہ غالب تھا اور حرص و ہوا کی تمنا جوبن پر تھی۔ میں بے قابو ہو کر اپنے مرشد کی رائے کے خلاف چند قدم چلتا رہا۔ راگ و رنگ کی محفلوں سے مزا اٹھایا اور جب مجھے اپنے مرشد یعنی شیخ کی نصیحت یاد آئی تو میں پکار اٹھتا۔

فرد: قاضی اگر شریک محفل ہو تو مارے خوشی کے تالیاں بجانے لگے اور اگر محتسب شراب پی لے تو شرابی معذور سمجھ۔

ترجمہ نثر: یہاں تک کہ ایک رات میں ایک گروہ میں پہنچا جس میں ایک گویا بھی تھا۔

بیت: جب ساز بجاتا تو اس کی آواز سخت ناگوار لگتی۔ شاید باپ کی موت کی خبر پر رونے سے بھی زیادہ کرخت۔

ترجمہ نثر: اہل محفل کی انگلیاں کبھی کانوں میں ہوتیں اور کبھی لب پر رکھ کر اشارہ کرتا کہ ایسے گانے سے چپ بھلی۔

شعر: ہم گانوں کی آواز پر کھنچے چلے جاتے ہیں لیکن وہ ایسا گویا تھا کہ چپ ہوتا تو ہمیں خوشی ہوتی۔

بیت: سننے والے تمہارے گانے سے خوشی و مسرت محسوس نہیں کرتے۔ جب تم چپ سادھ لیتے ہو تو ان کو خوشی ہوتی

مثنوی: جب وہ برابط والا زور سے گانا گانے لگا تو میں نے میر مجلس سے کہا کہ خدا کے لئے یا میرے کانوں میں روئی ٹھونس دے۔ تا کہ میں سن نہ سکوں یا میرے لئے دروازہ کھول دو تا کہ میں باہر چلا جاؤں۔

ترجمہ نثر: مختصر یہ کہ دوستوں کی خاطر جوں توں مشکل سے رات کاٹی۔

قطعہ: موذن نے بے وقت اذان کہہ ڈالی اسے کیا خبر کہ رات کا کس قدر حصہ گزرا ہے۔ یہ رات کتنی لمبی تھی میری پلکوں سے پوچھ جنہیں میں نے جھپک کر نہیں دیکھا۔

ترجمہ نثر: صبح کو میں نے سر سے دستار اور کمر سے دینار کھول کر تبرک کے طور پر اس گویے کے سامنے پیش کر دیئے اس کے گلے ملا اور اس کا بہت شکریہ ادا کیا۔ یاروں نے یوں مجھے خلاف معمول عقیدت کا اظہار کرتے دیکھا تو میری کم عقلی پر چپکے چپکے ہنسے۔ ان میں سے ایک نے اعتراض کے لئے زبان کھولی اور لعنت و ملامت کرنے لگا کہ یہ کام عقلمندوں کی رائے میں درست نہیں ہے۔ بزرگوں کا خرقہ ایک ایسے گویے کو عطا کر دیا جسے عمر بھر کسی نے ایک درم تک نہ دیا تھا اور جس کی دف میں پائی تک نہ ہوتی تھی۔

مثنوی: خدا کرے ایسے گویے سے ہماری مبارک منزل دور ہی رکھے۔ کسی نے دوبارہ اس کو پہلے مقام پر نہیں دیکھا جو نہی اس کے گلے سے آواز نکلتی ہے تو لوگوں کی بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آواز کی دہشت سے اردگرد کے پرندے اُڑ جاتے۔ ساری رات اس نے اپنا گلا پھاڑا اور ہمارا سر کھایا۔

ترجمہ نثر: میں نے کہا کہ ملامت کی زبان ذرا سنبھالئے اس لئے کہ مجھ پر اس شخص کی کرامت ظاہر ہو گئی ہے۔ اس نے کہا مجھے اس کی کیفیت سے آگاہ کیجئے۔ میں بھی اس کا لوہا مان جاؤں گا اور اپنی چھیڑ چھاڑ سے بھی توبہ کروں۔ میں نے کہا سبب یہ ہے کہ میرے پیر و مرشد نے بہت مرتبہ مجھے راگ سننے سے منع کیا تھا اور بہت سی نصیحتیں فرمائی تھیں جو میرے قبولیت کے کان میں نہ پڑیں۔ یہاں تک کہ آج رات میرا ستارہ عروج پر تھا۔ میرے نصیب نے یاوری کی جو مجھے اس سرزمین پر لے آیا اور اس گویے کے ہاتھ پہ میں نے توبہ کر لی کہ باقی عمر گانا سننے اور راگ رنگ کی محفلوں کے قریب نہ جاؤں گا۔

قطعہ: ایک حسین گویے کی آواز میں ترنم ہو یا نہ ہو دلفریبی ضرور ہوتی ہے۔ کریہہ منظر گویے کے گلے سے خواہ عشاق' نہاوند اور حجاز جیسی دھنیں کیوں نہ نکل رہی ہوں' بھلی نہیں لگتیں۔

نتیجہ حکایت: راگ و رنگ کی محفلیں جاذب کشش ہوتی ہیں۔ دل نہ بھی مانے پھر بھی رنگ محفل سے لطف اٹھانے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جب طبیعت اس طرف ہو تو پند و نصیحت سب بے کار ہو جاتی ہے۔ فقر پسند لوگ ان محفلوں سے دور بھاگتے ہیں کیونکہ یہ محفلیں خدا سے دوری کا باعث ہیں بلکہ یہ محفلیں ایمان شکن ہوتی ہیں لہٰذا ان سے بچ کر رہنے میں عافیت ہے۔ مبادا دل بھی شکستہ ہو جائے اور ایمان بھی غارت ہو جائے۔

حکایت نمبر 20

حکایت لقمان را گفتند: ادب از کہ آموختی؟ گفت: از بی ادبان' ہرچہ از ایشان در نظرم ناپسند آمد از فعل آن پرہیز کردم۔

نگویند از سر بازیچہ حرفی ۔۔۔ کز آن پندی نگیرد' صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان ۔۔۔ بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

مشکل الفاظ کے معنی: آموختی: سیکھنا۔ لقمان: لقمان حکیم۔ در نظرم: میری نظر میں۔ ناپسند: پسند نہ آنا۔ پرہیز کردم: پرہیز کیا۔ بے ادباں: بے ادب۔ بازیچہ: کھیل، مذاق۔ حرفے: حرف۔ صاحب ہوش: عقل مند۔ صدباب: سوباب۔ ناداں: بیوقوف۔ در گوش: کان میں۔ آیدش: پڑنا۔

حکایت کا ترجمہ: لقمان حکیم سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے ادب آداب کس سے سیکھا ہے۔ اس نے کہا بے ادبوں سے جو کچھ ان کا کیا ہوا میری نظر کو پسند نہ آیا تو میں اس کے کرنے سے پرہیز کیا۔

قطعہ: ہنسی مذاق کی بھی کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جس سے صاحب ہوش آدمی اخلاقی سبق نہ سیکھتا ہو مگر نادان کے سامنے اگر حکمت کے سوباب بھی کیوں نہ پڑھ دیئے جائیں، وہ ان سب کو ہنسی مذاق ہی سمجھے گا۔

نتیجہ حکایت: اشغلے چھوڑنا حقیقت میں کار بیکاراں ہی ہے۔ بعض اوقات اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ہر بات کو غور سے سنا جائے تو نصیحت آمیز بات کی سوجھ بوجھ پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر بات میں اخلاقی سبق پنہاں ہوتا ہے۔ صرف بات کو پرکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حکایت نمبر21

حکایت عابدی را حکایت کنند کہ شبی دہ من طعام بخوردی و تا سحر ختمی بکردی۔ صاحبدلی شنید و گفت: اگر نیم نانی بخوردی و بخفتی بسیار ازین فاضلتر بودی،

اندرون از طعام خالی دار تا درو نور معرفت بینی
تہی از حکمتی، بعلت آن کہ پری از طعام تا بینی

مشکل الفاظ کے معنی: عابدے: عابد، اللہ کی عبادت کرنے والا۔ سحر: صبح ہونے تک۔ دہ من: دس سیر۔ بخورد: کھایا۔ ختمے بکردے: ایک قرآن ختم کرلینا۔ صاحب دلے: اہل دل۔ شنید: سنا۔ نیم نان: آدھی روٹی۔ خفتے: سو جانا۔ اندروں: پیٹ۔ طعام: کھانا۔ نور معرفت: معرفت کا نور۔ بنی: دیکھنا۔ تہی: خالی۔ حکمتی: دانائی۔ بعلت آں: اسی لئے۔ پری: بھرا پڑا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عابد کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک رات میں دس سیر کھا جاتا اور صبح تک ایک قرآن ختم کر لیتا۔ ایک صاحب دل نے یہ سنا اور کہا کہ اگر آدھی روٹی کھاتا اور سو جاتا تو اس سے بہت زیادہ افضل ہوتا۔

قطعہ: پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ تاکہ تو اس میں معرفت کا نور دیکھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تو دانائی سے خالی ہے کیونکہ تیرا پیٹ ناک تک بھرا پڑا ہے۔

نتیجہ حکایت: انسان کو چاہئے کہ وہ زندہ رہنے کے لئے کھائے نہ کہ کھانے کے لئے زندہ رہے۔ جو لوگ زیادہ پیٹ بھر کر کھاتے ہیں، ان میں عقلمندی، ہوش دانی اور حکمت آمیزی کی کمی ہوتی ہے کیونکہ غور و فکر اور سوچ و بچار سے کام نہیں لیتے۔

حکایت نمبر22

حکایت بخشائش الٰہی گمشدہ ای را در مناہی چراغ توفیق فرا راہ داشت، تا بحلقہ اہل تحقیق در آمد، بیمن قدم درویشان و صدق نفس ایشان ذمائم اخلاقش بمحامد مبدل گشت۔ دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد، و زبان طاعنان در حق او ہمچنان

دراز، کہ بر قاعدہ اول است و زہد و طاعتش نامعول۔

بعذر توبہ توان رستن از عذاب خدا ولیک می نتوان از زبان مردم رست

طاقت جور زبانہا درد و شکایت پیش پیر طریقت برد۔ جوابش داد کہ، شکر این نعمت چگونہ گزاری؟ کہ بہتر از آنی کہ ہمی پندارندت۔

چند گوئی کہ بد اندیش و حسود عیب گویان من مسکینند؟
گہ بخون ریختم بر خیزند گہ بہ بد خواستم بشیتند
نیک باشی و بدت گوید خلق بہ کہ بد باشی و نیکت بینند

لیکن مرا کہ حسن ظن ہمگنان در حق من بکمالست و من در عین نقصان، روا باشد اندیشہ بردن و تیمار خوردن،

گر آنہا کہ می گفتمی کردمی نکو سیرت و پارسا بودمی
انی لمستتر من عین جیرانی واللہ یعلم اسراری و اعلانی
در ، بستہ بروی خود ز. مردم تا عیب نگسترند مارا
در بستہ چہ سود عالم الغیب دانای نہان و آشکارا

مشکل الفاظ کے معنی: بخشایش الٰہی: خدا کی بخشش۔ درمناہی: یعنی ایک گناہ گار نے امور ممنوعہ شرع سے توبہ کی اور خدا کی رحمت نے اس کو اِس پر آمادہ کیا۔ چراغ توفیق: توفیق کا چراغ۔ بحلقہ اہل تحقیق: تحقیق کرنے والوں کا حلقہ۔ صدق نفس: روحانیت کی سچائی۔ ذمائم اخلاق: بُرے اخلاق۔ بحمائد اخلاق: اچھے اخلاق۔ ہوا و ہوس: حرص و لالچ۔ زبان طاعنان: طعنہ زنوں کی زبان۔ صلاحش: نیکی۔ نامعول: بے بھروسہ۔ بعذر و توبہ: بہانہ اور توبہ۔ رست: چھٹکارا پانا۔ زبان مردم: انسانوں کی زبان۔ جور: ستم۔ حسود: حاسد کی جمع۔ عیب گو: نقص بیان کرنے والے۔ من مسکینند: مجھ مسکین کے۔ بخون ریختم: خونریزی، قتل و غارت۔ برخیز: اٹھ کھڑا ہوتا۔ بدخوا: برا چاہنے والے۔ لیک: لیکن۔ حسن ظن: کسی کے بارے اچھی رائے رکھنا یا دینا۔ روا: جائز۔ دانائے: عقل مندی۔ نہان: پوشیدہ۔

حکایت کا ترجمہ: گناہوں کی اندھیری وادی میں گمشدہ ایک گمراہ گناہ گار کو خدا کی رحمتوں نے ہدایت کی روشنی دکھائی اور وہ اہل اللہ کے حلقے میں شامل ہو گیا۔ درویشوں کی برکت اور ان کی روحانیت کی سچائی کی وجہ سے اس کے برے اخلاق، اخلاق عالیہ میں بدل گئے۔ اس نے حرص و ہوا اور لالچ و طمع سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا مگر طعن و تشنیع کرنے والوں کی زبانیں اپنی پہلی روش پر قائم رہیں کہ اس کے زہد و تقویٰ کا کچھ بھروسہ نہیں۔

فرد: توبہ و استغفار سے خدا کے قہر سے نجات مل سکتی ہے مگر لوگوں کی زبانوں سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔

ترجمہ نثر: وہ زبانوں کے ظلم و ستم برداشت نہ کر سکا اور اپنے مرشد کے پاس شکایت لے کر گیا اور کہا کہ لوگوں کی زبان سے مجھے تکلیف ہے۔ مرشد نے جواب دیا کہ تو اس نعمت کا کیسے شکر ادا کر سکتا ہے کہ تو اس سے بہتر ہے جیسا کہ وہ تجھے سمجھ رہے ہیں۔

قطعہ: بد اندیشوں اور حاسدوں کی کب تک شکایت کرتے رہو گے کہ وہ مجھ عاجز کی عیب گوئی کرتے ہیں۔ کبھی وہ مجھے قتل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی میری بدخواہی کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ نثر: لیکن میرے لئے کہ مخلوق کا حسن ظن میرے کمال کے بارے میں ہے اور میں تو عین نقصان میں ہوں گا۔ خوف اور غم کھانے کے حوالے سے۔

شعر: میں اپنے پڑوسیوں کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں اور اللہ میرا ظاہر و باطن جانتا ہے۔

قطعہ: ہم نے لوگوں کے لئے اپنا دروازہ بند کر رکھا ہے تاکہ وہ ہمارے عیب نہ پھیلا سکیں مگر اس دربندی سے کیا حاصل جبکہ جاننے والا ہمارے ظاہری اور باطنی عملوں کے بارے میں مکمل طور پر دیکھتا اور جانتا ہے۔

نتیجہ حکایت: دنیا والے اگر تنقید کرتے ہیں تو یہ کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات انسان کے ہر عیب و ہنر سے آگاہ ہوتی ہے۔ اس کی خوشنودی شامل حال رہے تو بدگوئی کرنے والوں کی زبان خود بخود بند ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی عیب گوئی کرتا ہے تو کرتا رہے اس سے چنداں گھبرانا نہیں چاہئے۔

حکایت نمبر23

حکایت پیش یکی از مشائخ گلہ کردم کہ' فلان بفساد من گواہی دادہ است' گفتا: بصلاحش خجل کن۔

تو نیکو روش باش' تا بدسگال بنقص تو گفتن نیابد مجال

چو آہنگ بربط بود مستقیم کی از دست مطرب خورد گوشمال؟

مشکل الفاظ کے معنی: مشائخ کبار: بڑے بزرگ۔ گلہ کردم: شکایت کرنا۔ صلاحش: نیکی۔ خجل: شرمندہ۔ نیکوروش: نیک چلن رہ۔ بدسگال: دشمن۔ نیابد مجال: مجال نہ ہو۔ آہنگ بربط: سارنگی کی آواز۔ مطرب: گانے والا۔ گوشمال: کسی چیز کا خاتمہ کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: بڑے بزرگوں میں سے ایک کے پاس میں یہ شکایت لے گیا کہ فلاں شخص نے میری بدی پر گواہی دی ہے۔ اس نے کہا کہ تو نیکی کرکے اس کو شرمندہ کر دے۔

رباعی: تجھے نیک راستے پر چلنا چاہئے تاکہ دشمن تیری خامیاں بیان کرنے کے قابل ہی نہ ہو سکے۔ سارنگی اگر صحیح سُر تان توڑے تو گویا کاہے کو اس کے کان مروڑے۔

نتیجہ حکایت: اگر انسان راہ حق پر چلتا رہے تو اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ جادۂ حق انسان کے دل و دماغ کو ایسی روشنی عطا کرتا ہے کہ انسان گمراہ وادیوں میں گم نہیں ہو سکتا۔

حکایت نمبر24

حکایت یکی را از مشائخ شام پرسیند کہ' حقیقت تصوف چیست؟ گفت ازین پیش طائفہ ای درجہان بودند' بصورت پراگندہ و بمعنی جمع۔ اکنون قومی ہستد بصورت جمع و بمعنی پراگندہ

چو ہر ساعت از تو بجای رود دل بتنہائی اندر' صفائی نبینی

ورت جاہ و مال است وزرع و تجارت چو دل با خدایست خلوت نشینی

مشکل الفاظ کے معنی: مشائخ: بزرگ۔ پرسید: پوچھا۔ حقیقت تصوف: تصوف کی حقیقت۔ چیست: کیا۔ طائفہ: گروہ۔ پراگندہ: گندا' آوارہ۔ خلقے: مخلوق۔ بدل پراگندہ: دل پراگندہ۔ ہر ساعت: ہر وقت۔ مال و جاہ: دولت مرتبہ۔ زرع و تجارت: کھیتی اور تجارت۔ دل با خدایست: دل خدا سے لگا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: شام کے بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اب سے پہلے دنیا میں ایک گروہ ہوتا تھا جو ظاہر میں پریشان اور باطن میں مطمئن ہوتا۔ یہ گروہ صوفی کہلاتا لیکن

آج اُن کا ظاہر مطمئن اور باطن پریشان ہے۔

قطعہ: جب دل ہر قوت ہر جگہ بھٹکتا ہے تو پھر گوشہ نشینی اور خلوت سب بیکار ہے۔ خدا سے دل لگانا ہی خلوت ہے۔ پھر خواہ تو افسری کرے، خواہ زراعت کرے یا تجارت کرے۔

نتیجہ حکایت: دل میں یادِ الٰہی نہ ہو تو پریشان حالی ایک فطری امر ہے۔ خلوت جلوت میں کچھ بھی دل کو بھلا نہیں لگتا۔ اگر خانہ دل میں محبوب کبریائی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی ڈیرے ہوں تو پھر یہ سمجھیں کہ متاعِ حیات مل گئی ہے۔ وہ مفلس نادار اور بے چارہ نہیں ہوتا، وہ تمام دنیا سے بالاتر ہوتا ہے۔

حکایت نمبر25

حکایت یاد دارم کہ شبی در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودیم و سحر بر کنار بیشہ ای خفتہ، شوریدہ ای در آن سفر ہمراہ ما بود نعرہ ای بر آورد وراہ بیابان گرفت ویک نفس آرام نیافت، چون روز شد، گفتمش، آن چہ حالت بود؟ گفت: بلبلان را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودنہ از درخت و کبکان از کوہ، وغوکان در آب، وبہائم از بیشہ۔ اندیشہ کردم کہ، مروت نباشد ہمہ در ذکر وتسبیح و من بغفلت خفتہ:

دوش مرغی بصبح می نالید	عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
یکی از دوستان مخلص را	مگر آواز من رسید بگوش
گفت، باور نداشتم کہ ترا	بانگ مرغی چنین کند مدہوش
گفتم، این شرط آدمیت نیست	مرغ تسبیح گوی و من خاموش

مشکل الفاظ کے معنی: شبے: رات۔ کاروانے: قافلہ۔ شب رفتہ: رات بھر چلا۔ سحر: صبح۔ برکنار بیشہ: جنگل کے کنارے پر۔ خفتہ شوریدہ: سویا ہوا تھا۔ بیاباں: جنگل، صحرا۔ یک نفس: ایک گھڑی۔ آرام نیافت: آرام نہ کیا۔ چہ حالت بود: کیا حالت تھی۔ کبکاں: چکوریں۔ غوکاں: مینڈکیں۔ بہائم از بیشہ: جنگل کے چوپائے۔ کجا: کیسے، کیسا۔ نالید: نالہ۔ مرغے: پرندہ۔ ببرد: گم کر دینا۔ مرغ تسبیح خوان: تسبیح خواں پرندہ۔ من خاموش: میں خاموش رہوں۔

حکایت کا ترجمہ: مجھے یاد ہے کہ ایک کارواں کے ساتھ میں رات بھر چلتا رہا تھا اور صبح کے وقت ایک جنگل کے کنارے سویا ہوا تھا کہ ایک ہمارے ہم سفر دیوانے نے صبح کے وقت نعرہ مارا اور جنگل کا راستہ لیا اور ایک لمحہ بھی آرام نہ کیا۔ جب دن نکل آیا تو میں نے اس سے کہا کہ وہ کیا حالت تھی اس نے کہا، میں نے دیکھا کہ بلبلیں درختوں پر سے نالہ کر رہی ہیں اور چکوریں پہاڑ سے اور مینڈکیں پانی سے اور چوپائے جنگل سے نالہ کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ انسانیت نہ ہوگی کہ سب تسبیح میں ہوں اور میں غفلت میں سویا رہا۔ یہ بات کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

قطعہ: کل سپیدۂ صبح کے وقت نور کے تڑکے مرغ نے اپنا نالہ بلند کیا تو حق کے شور سے میری عقل اور ہمت اور صبر و ہوش کا دامن مجھ سے چھوٹ گیا۔ ایک مخلص دوست کے کانوں میں میرے ہاؤ ہو کی آواز پہنچی تو کہنے لگا مجھے تو یہ امید نہ تھی کہ کسی پرندے کی آواز تمہیں اس قدر سرمست کر دی گی۔ میں نے کہا، یہ انسانیت سے بہت بعید ہے کہ طائر تو سب خدا کو یاد کریں اور ہم غفلت میں پڑے رہیں۔

نتیجہ حکایت: صبح کے وقت کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مصروف ہو جاتا ہے یعنی چرند پرند حیوانات جمادات جن و ملک سب اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں۔ انسانیت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ بھی رب کائنات کی تعریف و توصیف میں

Scanned with CamScanner

ہمہ تن گوش ہو جائے۔ قرآن میں بھی ارشاد خداوندی ہے کہ "کائنات کی تمام چیزیں اللہ کی عبادت کرتی ہیں۔"

حکایت نمبر 26

حکایت وقتی در سفر حجاز طائفہ جوانان صاحبدل ہمدم من بودند و ہم قدم' وقت ہازمزمہ بکردندی' و بیتی محققانہ بگفتندی۔ عابدی در سبیل منکر حال درویشان بود و بیخبراز درد ایشان' تا برسیدیم نخیل بنی ہلال۔ کودکی سیاہ از حی عرب بدر آمد و آوازی برآورد کہ مرغ از ہوا در آورد' اشترعابد را دیدم کہ برقص اندر آمد و عابد را بینداخت' و راہ بیابان گرفت و برفت' گفتم: ای شیخ در حیوانی اثر کرد و ترا ہمچنان تفاوت نمیکند۔

دانی چہ گفت مرا آن بلبل سحری؟ تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری؟
اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

○

بذکرش ہرچہ بینی در خروش است دلی دریا بد این معنی کہ گوش است
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست کہ ہر خاری بہ تسبیحش زبانیست

مشکل الفاظ کے معنی: وقتے: ایک دفعہ۔ در سفر حجاز: حجاز کے سفر میں۔ طائفہ جوانان: جوانوں کا ایک گروہ۔ ہمراہ ما: ہمارے ساتھ۔ زمزمہ بکر: گانا گاتے۔ بیتے: شعر۔ محققانہ: تحقیق شدہ۔ منکر حال درویشاں: جو درویشوں کے حالات سے منکر ہو یعنی وہ کہتا تھا کہ فقیروں اور صوفیوں کا جو حال آتا ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ تصنع ہے۔ نخیل بنی ہلال: ہلال کی کھجوروں کا باغ' ہلال ایک شخص تھا کہ جو مکہ کے راستے میں ایک موضع پڑتا تھا اس کا رہنے والا تھا۔ کودک سیاہ: حبشی لڑکا۔ ازحی عرب: عرب کا قبیلہ۔ رقص: ناچنا۔ بینداخت: گرا دینا۔ راہ بیاباں گرفت: جنگل کا راستہ لیا۔ حیوانے: حیوان۔ تفاوت: فرق۔ دانی: معلوم ہونا۔ بُلبُل سحری: صبح کے وقت چہچہانے والی بُلبُل۔ شعر عرب: عربی شعر۔ طرب: مستی۔ طبع جانوری: ٹیڑھی طبیعت۔ خروش: شور کرنا۔ گوش: کان۔ گلشن: پھول۔ خار: کانٹا۔ بتسبیحش زبانیست: تسبیح میں زبان ہوا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک دفعہ حجاز کے سفر پر جاتے ہوئے میرے ساتھ صاحب دل نوجوانوں کا ایک ہمدرد گروہ تھا۔ وہ نوجوان کبھی میٹھے گیت گاتے اور کبھی معرفت اور حقیقت کے اشعار پڑھتے۔ ایک عبادت گزار عابد بھی ہمارے ساتھ تھا جو درویشوں کے حال و قال سے یکسر منکر تھا اور ان کے درد دل سے بالکل بے خبر تھا۔ چلتے چلتے جب ہم بنی ہلال کے نخلستان تک جا پہنچے۔ عرب کے قبیلہ کا ایک حبشی لڑکا باہر نکلا اور ایسے لحن داؤدی سے گانا گانے لگا کہ پنچھی رک گئے۔ میں نے دیکھا کہ عبادت گزار کا اونٹ بھی ناچنے لگا۔ وجد میں اس نے عبادت گزار کو گرا دیا اور جنگل کا راستہ پکڑا اور چلا گیا۔ میں نے کہا' اے شیخ ایک حیوان میں مستی پیدا ہوگئی لیکن آپ ٹس سے مس نہ ہوئے۔

نظم: جانتے ہو کہ صبح چہچہانے والے پرندے نے میری کان میں جھک کر کیا بات کہی ہے کہ تو کیسا آدمی ہے جو لذت عشق سے بے خبر ہے۔ عربی شعر سن کر اونٹ پر وجد طاری ہوگیا مگر تمہیں ذوق شعر نہیں تم جانور ہو اور وہ جانور جو مسلم الطبع نہ رکھتا ہو۔

شعر: جنگل میں جب ہوا چلتی ہے تو بان کی شاخیں جھومتی ہیں' ٹھوس پتھر نہیں جھومتا۔

مثنوی: کائنات کی ہر چیز اس کی حمد میں ترانہ ریز ہے مگر ان کی گنگناہٹوں کو وہی سن سکتا ہے جس کے کان حقیقت شناس صرف بلبل ہی پھول کے ٹہنی پر اس کی تسبیح خواں نہیں بلکہ ہر کانٹا بھی زبان حال سے اس کی تسبیح الاپ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

نتیجہ حکایت: موسیقی اور خوش گلو آواز روح میں لطافت و نزاکت پیدا کر دیتی ہے جس سے وجدان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ وجدانی حالت ان کی ہوتی ہے جن کی طبیعت لطیف ہو۔ کائنات کی ہر چیز اپنی اپنی خوش گلو آوازوں میں اپنے مربی کی حمد و ثناء بیان کر رہی ہیں۔ چرند پرند ہی اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف میں مصروف نہیں بلکہ ہر چیز اس کی حمد کے گیت الاپ رہی ہے۔

حکایت نمبر 27

حکایت یکی را از ملوک مدت عمر سپری شد و قائم مقامی نداشت۔ وصیت کرد کہ بامدادان نخستین کسی کہ از شہر اندر آید تاج شاہی بر سروی نہند و تفویض مملکت بدو کنند۔ اتفاقا اول کسیکہ در آمد گدائی بود، ہمہ عمر لقمہ اندوختہ و رقعہ دوختہ ارکان دولت و اعیان حضرت وصیت ملک بجای آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن بدو کردند مدتی ملک راند ء جلوہ بخورد آنکہ ہمہ عمر نان ندید۔ بس برنیامد کہ بعضی امرای دولت گردن از اطاعت او بپیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت خاستن گرفتند و بمقاومت لشکر آراستن، فی الجملہ سپاہ و رعیت بہم برآمد و برخی طرف بلاد از قبض تصرف او بدر رفت درویش ازین واقعات خستہ خاطر ہی بود، تایکی از دوستان قدیمش، کہ ہنوز قرین بینوائی بود از سفر باز آمد و در چنان مرتبہ دیدش۔ گفت منت خدای را عزوجل۔ کہ گلت از خار برآمد و خار از پای بدر آمد و بخت بلندت رہبری کرد و اقبال و سعادتد یاوری، تابدین پایہ برسیدی۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

شگوفہ گاہ شگفت است و گاہ خوشیدہ — درخت وقت برہنہ است و وقت پوشیدہ

گفت: ای یار عزیز، تعزیتم کن، کہ جای تہنیت نیست۔ آنگہ کہ تو دیدی غم نانی داشتم و امروز تشویش جہانی،

اگر دنیا نباشد، دردمندیم — وگر باشد، بمہرش پای بندیم

بلای زین جہان آشوب تر نیست — کہ رنج خاطر است ار ہست وگر نیست

○

مطلب گر توانگری خواہی — جز قناعت، کہ دولتی است ہنی

گر غنی زر بدامن افشاند — تا نظر در ثواب او نکنی

کز بزرگان شنیدہ ام بسیار — صبر درویش بہ کہ بذل غنی

○

اگر بریان کند بہرام، گوری — نہ چون پای ملخ باشد زموری

مشکل الفاظ کے معنی: ملوک: بادشاہوں۔ مدت عمر: عمر کی مدت۔ سپری شد: گزر گئی یا پوری ہو جانا۔ وصیت کرد: نصیحت کرنا۔ بامداداں نخستیں: صبح سویرے۔ کسے: کوئی۔ شہر در آید: شہر میں داخل ہونا۔ سر دے نہید: سر پر رکھ دو۔ تفویض: سپرد کرنا۔ گدائے بود: فقیر تھا۔ ہمہ عمر: تمام زندگی۔ لقمہ اندوختہ: ٹکڑے جمع کرنا۔ رقعہ بر رقعہ دوختہ: پیوند پر پیوند لگانا۔ ارکان دولت: ارباب حل و عقد۔ اعیان حضرت: دربار کے سردار۔ وصیت ملک: بادشاہ کی وصیت۔ مفاتیح: چابیاں۔ قلاع و خزائن: قلعے اور خزانے۔ بدو کردند: سپرد کر دینا۔ مدتے ملک را: ایک عرصہ تک۔ امرائے دولت: حکومت کے بعض امراء۔ گردن از اطاعت: فرمانبرداری سے گردن موڑنا۔ بمنازعت: جھگڑا کرنا۔ الجملہ: خلاصہ یہ۔ سپاہ: فوج۔ رعیت: عوام۔ قبضہ تصرف

ادبر روفت: قبضہ کا حصہ جو قبضہ سے نکل جانا۔ خستہ خاطر: شکستہ دل ہو جانا۔ دوستاں قدیمش: پرانا دوست۔ بخت بلند: نصیب کا بلند ہونا۔ گلت از خار: پھول کانٹے سے۔ خارت از پا برآمد: کانٹا کا پیر سے نکل جانا۔ اِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسراً: بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ شگوفہ گا شگفت: کبھی کلی کھلتی ہے۔ تہنیت: مبارک۔ گاہ خوشیدہ: کبھی خشک ہو جانا۔ غم نانے: روٹی کا غم۔ امروز: آج۔ غم جہانے: جہاں کا غم۔ بلائے زمینماں: دنیا کی مصیبت۔ رنج خاطر: طبیعت کا غم۔ توانگری: دولت مندی یعنی مالداری۔ قناعت: اکتفا کرنا۔ جز: سوائے۔ غنی: مالدار۔ زر: سونا۔ زرید امن انشاند: بھرے دامن سے سونا بکھیر دے۔ نظر در ثواب: ثواب کی طرف نظر۔ شنیدہ ام بسیار: بہت سنا ہے۔ صبر درویش: درویشوں کا صبر۔ بذل غنی: مالدار کے خرچ کرنے سے۔ بہرام: عراق کا ایک بادشاہ جو ایک طرف جود و سخا کا مالک تھا دوسری طرف عیش پرست عقلمند تھا۔ گور: گور سے مراد گور خر چونکہ بہرام اکثر گور خر کا شکار کھیلتا تھا اس واسطے بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔ مراد یہ ہے کہ گور خر پورے کا پورا اتنا مقبول نہیں جتنا کہ ایک چیونٹی سے ٹڈی کی ٹانگ یعنی کم استطاعت والے کی عبادت اور صدقہ مالدار کے مقابلہ میں زیادہ قبول ہوتا ہے۔ چوں پائے ملخ باشد رمورے: چیونٹی کی جانب سے ایک ٹڈی کے پاؤں کے برابر نہیں۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ کی زندگی کے دن پورے ہوئے مگر اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ اس نے وصیت کی صبح نور کے تڑکے کے وقت جو شخص سب سے پہلے شہر میں داخل ہو اس کو شاہی تاج پہنا کر یہ سلطنت دے دی جائے۔ اتفاقاً شہر میں داخل ہونے والا سب سے پہلے ایک فقیر تھا جس کی ساری عمر ٹکڑوں کے لئے ترسی اور پیوند لگے لباس میں گزری۔ سلطنت کے امیروں وزیروں نے بادشاہ کی وصیت کے مطابق قلعوں اور خزانوں کی چابیاں اس کو دے دیں۔ وہ کچھ عرصہ تک مسند حکومت پر رہا عمر بھر روکھی روٹی کو ترسنے والا حلوہ کھاتا رہا۔ کچھ زیادہ مدت نہ گزری کہ بعض امراء مملکت نے اس کی اطاعت گزاری سے منہ موڑ لیا۔ اردگرد کے بادشاہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کر لیا۔ مختصر یہ کہ سپاہی اور رعیت متفق ہو گئے اور ملک کی جانب کا ایک حصہ اس کی حکومت سے نکل گیا۔ اس واقعہ سے بیچارے فقیر کا دل ٹوٹ گیا۔ انہی دنوں میں اس کا ایک پرانا دوست جو زمانہ درویشی میں اس کا رفیق تھا' سفر سے لوٹا اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر بڑا خوش ہوا کہنے لگا کہ خدا کا ہزار شکر ہے کہ تیرا پھول کانٹے سے اور کانٹا پاؤں سے نکل گیا۔ تیرے نصیبوں نے ساتھ دیا اور اقبال نے یاوری کی کہ تمہیں اس مرتبہ پر پہنچایا۔ بے شک "تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔"

شعر: کلی کبھی کھلتی ہے کبھی خشک ہو جاتی ہے اسی طرح درخت کبھی سوکھے ہوتے ہیں اور کبھی سرسبز ہوتے ہیں۔

ترجمہ نثر: کہنے لگا اے دوست! تعزیت کا مقام ہے۔ مبارک دینے کا نہیں جن دنوں کی تم بات کرتے ہو' ان دنوں مجھے ایک روٹی کی فکر تھی اور اب ایک جہان کی فکر ہے۔

مثنوی: دولت نہ ہو تو ہم دردمند ہیں۔ اگر مل جائے اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت ہے کہ اگر ہو تو مصیبت نہ ہو تو مصیبت در مصیبت!

قطعہ: اگر دولت چاہتے ہو تو خدا سے قناعت کی دولت طلب کرو کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی اور شے لذیذ نہیں۔ اگر دولت مند جھولیاں بھر کر دولت لٹاتا ہے تو اس پر غور نہ کر۔ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ دولت مند کی سخاوت سے درویش کا صبر بہت بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: قناعت پسندی ایک ایسی دولت ہے کہ دنیا کی جاہ طلبی اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسی پہ اکتفا کرنا ہی اصل میں درویش مندی ہے۔ ایسی حالت کا صدقہ درجہ قبولیت رکھتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر28

حکایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ ہر روز بخدمت مصطفیٰ آمدی صلی اللہ علیہ وسلم، گفت: یا ابا ہریرہؓ زرنی غبا تزدد حبا یعنی: ہر روز میا، تا محبت زیادہ شود۔ صاحبدلی را گفتند: بدین خوبی کہ آفتاب است نشنیدہ ایم کہ کسی اورا دوست گرفت است و عشق آوردہ، گفت: برای آنکہ ہر روز می توان دید، مگر در زمستان، کہ محجوب است و محبوب

بدیدار مردم ` شدن عیب نیست ولیکن نہ چندانکہ گویند بس
اگر خویشتن را ملامت کنی ملامت نیاید شنیدہ زکس

مشکل الفاظ کے معنی: حضرت ابو ہریرہؓ: حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی کا نام ہے۔ بخدمت محمد مصطفیٰ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ حُبًا: محبت والفت۔ محبت زیادہ شود: محبت میں اضافہ ہونا۔ صاحب دل: اہل دل۔ مجوب: پردے میں، حجاب۔ می توانش دید: تم دیکھ سکتے ہو۔ در زمستان: موسم سرما۔ بدیدار مردم: لوگوں کے سامنے آنا۔ نیست: نہیں ہے۔ ملامت: لعن و طعن۔ شنید: سننا۔

حکایت کا ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ ہر روز حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ ایک دن چھوڑ کر مجھ سے ملا کرو کیونکہ اس طرح محبت میں شدت آئے گی۔ مطلب یہ کہ ہر روز نہ آؤ تاکہ محبت زیاہ ہو۔ لوگوں نے ایک اہل دل سے پوچھا کہ سورج کی خوبصورتی اور روشنی کے سامنے تو ساری دنیا کے حسن ماند ہیں، پھر بھی کسی کو اس سے محبت ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ اسے ہر روز دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر جب سردیوں کے موسم میں جب بادلوں کے پردوں میں چھپتا ہے تو سب کو پیارا لگتا ہے۔

شعر: لوگوں کی ملاقات کو جانا عیب تو نہیں لیکن اس قدر نہ جاؤ کہ وہ کہنے لگیں کہ بس! اگر تم خود اپنے آپ کو ملامت کرتے رہا کرو تو دوسروں سے ملامت سننے کی کبھی نوبت نہ آئے گی۔

نتیجہ حکایت: محبت کی ملاقات اور دیدار و دید میں اگر دو چار دن کا وقفہ آجائے تو جذب محبت میں جوش ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ روز روز کی ملاقات سے محبت و عقیدت میں فرق آجاتا ہے۔

حکایت نمبر29

حکایت یکی را از بزرگان بادی مخالف در، شکم پیچیدن گرفت، و طاقت ضبط آن نیاورد، فی الجملہ بی اختیار از و صادر شد، گفت: ای دوستان، مرا در آنچہ کردم اختیاری نبود و بزہ بر من ننوشتند وراحتی بوجود من رسید، شماہم بکرم معذور دارید۔

شکم زندان باد ست، ای خردمند ندارد ہیچ عاقل باد در بند
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل کہ باد اندر شکم باریست بردل

O

حریف ترشروی ناسازگار چو خواہد شدن، دست پیشش مدار

مشکل الفاظ کے معنی: بادے مخالف: پیٹ میں ریح کی ہوا یعنی مخالف ہوا جو طبیعت کے لئے سازگار نہ ہو۔ در شکم: پیٹ میں۔ طاقت ضبط آں نداشت: ضبط کی طاقت نہ رہی۔ دم اختیار: قابو کا اختیار۔ بزہ: فرشتہ۔ معذور دارید: معذور سمجھو۔

شکم زنداں: پیٹ کا قید خانہ۔ اے خردمند: اے عقل مند۔ باد اندر شکم: پیٹ میں ریح کی ہوا۔ فرو ھل: چھوڑ دینا۔ بار یست بردل: دل پر بوجھ ڈالنا۔ حریف: مخالف دشمن۔ گرانجان: سخت جان۔ خواہد: چاہنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بزرگ کے پیٹ میں ریح کی ہوا کی وجہ سے مروڑ اٹھا۔ اُسے ضبط کا اختیار نہ تھا اور بے اختیار ہوا بلند آواز سے خارج ہو گئی۔ کہنے لگا' اے ساتھیو! میں نے جو کام کیا وہ میرے بس میں نہ تھا اور نہ ہی فرشتوں نے اس کا گناہ میرے نامہ اعمال میں لکھا ہے۔ البتہ میرے وجود کو ضرور اس عمل سے راحت نصیب ہوئی لہٰذا آپ بھی براہ کرم مجھے معذور سمجھو۔

شعر: اے عقل مند پیٹ ریح کا قید خانہ ہے۔ کوئی عقلمند آدمی ریح کو قید و بند میں نہیں رکھنا چاہتا۔ پیٹ میں ہوا اگر بل کھانے لگے تو اسے چھوڑ دو کیونکہ اگر ریح پیٹ میں رہے تو دل پر بوجھ ڈالتی ہے۔

شعر: ترش اور مخالف دشمن جب جانے لگے تو اسے نہ روکو۔

نتیجہ حکایت: پیٹ میں ہوا کا آنا جانا دراصل ریح کی بیماری کا موجب ہے اور ایسی ہوا پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کو ضبط کرنا نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ سعدیؒ کے نزدیک ایسی ہوا دل کے لئے بوجھ ہے لہٰذا اس سے چھٹکارا پانا ہی عقلمندی ہے۔

حکایت نمبر30

حکایت از صحبت یاران دمشقم ملالتی پدید آمده بود' سر در بیابان قدس نهادم و باحیوانات انس گرفتم تا بوقتی که اسیر فرنگ شدم' در خندق طرابلس باجهودانم بکار گل بداشتند یکی از روسا حلب' که سابقه معرفتی میان ما بود' گذر کرد و بشناخت و گفت: این چه حالتست؟ گفتم: چگویم؟

همی گریختم از مردمان بکوه و بدشت — که از خدای نبودم بادی پرداخت

قیاس کن' که چه حالم بود درین ساعت؟ — که در طویله نا مردم باید ساخت

○

پای در زنجیر پیش دوستان — به که با بیگانگان در بوستان

بر حالت من رحمت آورد' وبده دینارم از قید خلاص کرد' و با خود بحلب برد' و دختری' که داشت' بنکاح من در آورد' بکابین صد دینار' مدتی برآمد' دختری بدخوی ستیزه روی نافرمان بود زبان درازی کردن گرفت و عیش مرا منغص داشتن۔

زن بد در سرای مرد نکو — هم درین عالمست دوزخ او

زینهار از قرین بد زنهار! — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

باری زبان تعنت دراز کرده همی گفت: تو آن نیستی که پدر من ترا از قید فرنگ بده دینار خلاص کرد؟ گفتم: بلی، بده دینارم خلاص کرد و بصد دینار دردست تو گرفتار۔

شنیدم گوسپندی را بزرگی — رهانید از دهان و دست گرگی

شبانگه کارد بر حلقش بمالید — روان گوسپند از وی بنالید

کہ از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی

مشکل الفاظ کے معنی: صحبت یاراں: دوستوں کی محفل۔ دمشق: شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ ملالتے پدید آمدہ بود: تنگدل ہوگیا تھا۔ در بیاباں: جنگل میں۔ بیابان قدس: مراد بیت القدس کی سرزمین بعض کے نزدیک کے یہ ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ انس گرفتم: محبت پیدا کرلینا۔ اسیر: قیدی۔ قید فرنگ: فرنگیوں کی قید مراد فرنگ' فرنس کا مصر میں جو اب فرانس کے نام سے مشہور ہے۔ زمانہ شیخ سعدیؒ میں بھی یہ عیسائیوں کا مسکن اور دارالسلطنت تھا۔ خندق: کھائی۔ طرابلس: طرابلس ایک شہر کا نام۔ یہود: یہودی کے معنی میں ہے جو کافر موسائی کے معنوں میں آتا ہے یہاں مراد عیسائی ہے یا یہ کہ اس قید فرنگ میں یہود وہی تھے انہی کے ساتھ مجھے بھی رکھا گیا۔ روسائے حلب: حلب کا رئیس' حلب شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ سابقہ معرفتے: پہلی جان پہچان۔ موجب ملالت: تکلیف کا باعث ہے۔ چگویم: کیا بتاؤں۔ کوہ و دشت: پہاڑ اور جنگل۔ قیاس کن: سمجھ لینا۔ چہ حالم بود: کیا حال تھا۔ دریں ساعت: اس لمحہ میں۔ در طویلہ نامزدم: جانوروں کے اصطبل میں۔ پیش دوستاں: دوستوں کے سامنے۔ پائے: پاؤں۔ بابیگانگاں: بیگانوں کے ساتھ۔ بوستان: باغ۔ رحمت آور: رحم آجانا۔ دینار: ایک سونے کا سکہ جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا تھا۔ آج کل یہ کویتی سکہ کا نام ہے۔ اس کے علاوہ مشرق وسطہ کے کئی ممالک میں یہ سکہ رائج ہے۔ دختر: بیٹی۔ کابین: مہر جو بیوی کی طرف سے نکاح کے وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ صد دینار: سو دینار۔ مدتے برآمد: زمانہ گزر گیا۔ بدخوئی: بدمزاجی۔ مرا منغص میکرد: میرا جینا دوبھر کر دیا۔ مردنکو: نیک آدمی۔ در سرائے: گھر میں۔ زن بد: بری عورت۔ ایں عالم: اس دنیا میں۔ دوزخ: مراد اس کے لئے مشکل ہے۔ وقنا ربنا عذاب النار: اے میرے پروردگار دوزخ کے عذاب سے بچا۔ زبان تعنت: طعنہ زنی کی زبان۔ تو آں نیستی: تو وہی نہیں ہے۔ پدرم: میرے باپ۔ بدہ دینار: دس دینار۔ بلے: ہاں۔ سپندے: بکری۔ دست گرگے: بھیڑیئے کا ہاتھ۔ شبا: رات کو۔ نالید: فریاد کرنا۔ چنگال: پنجے سے۔ عاقبت: انجام کار۔

حکایت کا ترجمہ: دمشق کے دوستوں سے میرا جی بھر گیا۔ میں بیت القدس کے بیابان میں جا کھڑا ہوا اور میں نے حیوانوں سے دوستی کرلی۔ ایک ایسا وقت آیا کہ عیسائیوں کا قیدی بنا۔ طرابلس میں یہودیوں کے ساتھ خندق کی مٹی پر کام میں لگا دیا گیا۔ حلب کا ایک رئیس جس سے میری پہلی جان پہچان تھی' اُدھر سے گزرا اس نے مجھے پہچان لیا اور کہا یہاں کس حال میں ہو' میں نے کہا کیا بتاؤں؟

قطعہ: میں آدمیوں سے پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگتا تھا تاکہ انسانوں سے دور اپنے خدا سے لو لگا سکوں۔ سمجھ لو کہ اس وقت میرا کیا حال ہوگا۔ جب مجھے انسان نما حیوانوں کے طویلے میں رہنا پڑا۔

فرد: بیگانوں کے ساتھ باغ مین رہنے سے دوستوں کے سامنے پابہ زنجیر رہنا بہتر ہے۔ اس کو میری حالت پر رحم آگیا اور اس نے دس دینار دے کر مجھے فرنگیوں کی قید سے آزاد کرایا اور اپنے ساتھ حلب لے آیا۔ اس کی ایک بیٹی تھی' سو دینار حق مہر مقرر کرکے اس سے میرا نکاح کر دیا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا مگر لڑکی بڑی بدخو' جھگڑالو اور نافرمان تھی۔ زبان درازی کرنے لگی میرا جینا دوبھر ہوگیا۔

شعر: نیک آدمی کے گھر میں بدعورت ہو تو اس کے لئے اس دنیا میں ہی یہ دوزخ ہے۔ خدا بدمزاج شریک حیات سے بچائے۔ اے خدا! مجھے دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔

ترجمہ نثر: ایک مرتبہ طعنہ زنی کرتے ہوئے زبان درازی سے کہنے لگی کیا تم وہی نہیں ہو جسے میرے باپ نے دس دینار فدیہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑایا تھا۔ میں نے کہا' ہاں! بالکل وہی ہوں۔ دس دینار دے کر فرنگیوں کی قید سے مجھے چھڑایا اور سو دینار کے عوض تیرے ہاتھوں گرفتار کروا دیا۔

اشعار: میں نے سنا کہ ایک بزرگ نے ایک بکری کو بھیڑیئے کے منہ اور پنجے سے چھڑایا۔ رات کو اس کے گلے پر چھری

پھیر دی۔ بکری کی جان اس سے فریاد کرنے لگی کہ بھیڑیئے کے پنجے سے تو نے مجھے چھڑا لیا' جب میں نے غور کیا کہ انجام کار تو تو خود بھیڑیا تھا۔

نتیجہ حکایت: شادی ایک زاویۂ زنداں ہے' بندی خانہ ہے۔ اس دنیاوی زندگی میں اگر بیوی نیک پارسا ہو تو یہ نعمت جنت سے کم نہیں۔ اگر یہ بدمزاج ہو' جھگڑا کرنے والی ہو تو یہی دنیا دوزخ ہے۔ یاد رہے قرآن نے کہا ہے کہ نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں اور نیک عورتوں کے لئے نیک مرد مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔

حکایت نمبر 31

حکایت یکی از پادشاہان عابدی را پرسید کہ' اوقات عزیزت چگونہ می گذرد؟ گفت: ہمہ شب در مناجات و سحر در دعای حاجات و ہمہ روز در بند اخراجات۔ ملک را مضمون اشارت عابد معلوم شد' فرمود تا وجہ کفاف وی معین دارند' تا بار عیال از دل او برخیزد۔

ای گرفتار و پای بند عیال دگر آزادگی بلند خیال
غم فرزند و نان و جامہ و قوت بازت آرد ز سیر در ملکوت
ہمہ روز اتفاق می سازم کہ' بشب با خدای پردازم
شب چو عقد نماز می بندم چہ خورد بامداد فرزندم؟

مشکل الفاظ کے معنی: پرسید: پوچھا۔ عیال: بال بچے۔ ہم شب: تمام رات۔ مناجات: عبادت و ریاضت۔ دعائے حاجات: خواہشوں کی تکمیل کے لئے دعا۔ ہمہ روز: سارا دن۔ معلوم گشت: معلوم ہو گیا۔ وجہ کفاف: وجہ معاش یعنی وہ آمدنی جس سے روزانہ کا خرچ چل سکے۔ معین: مقرر کر دینا۔ بار عیال: بال بچوں کا بوجھ۔ گرفتار: مراد بچوں اور بیوی کی فکر معاش کے غم میں گرفتار۔ غم فرزند: اولاد کا غم۔ نان: روٹی۔ غم جامہ و قوت: کپڑے اور روزی کا غم۔ سیر در ملکوت: عالم ملکوت کی سیر۔ عقد نماز: نماز کی نیت باندھنا۔ چہ خورد: کیا کھائیں گے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ نے اہل و عیال والے عبادت گزار سے پوچھا کہ تیری گزر اوقات کیسے ہوتی ہے۔ اس نے کہا تمام رات مناجات میں کٹ جاتی ہے' صبح دعائے حاجات میں اور دن بھر اخراجات کے فکر میں۔ بادشاہ اس کے اشارے کو سمجھ گیا اور حکم دیا کہ اس کا روزینہ مقرر کر دیا جائے تاکہ اس کے دل سے بال بچوں کا فکر جاتا رہے۔

مثنوی: جس کے پاؤں میں اہل و عیال کی بیڑیاں ہوں تو اسے آزادی و آسائش کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے۔ بیوی بچوں کی خوراک اور پوشاک کی فکر تمہیں عالم بالا کی سیر نہ کرنے دے گی۔ دن کو یہ خیال رہتا ہے کہ رات بھر خدا کی یاد میں رہیں گے مگر جب رات کو نماز کی نیت باندھتا ہوں تو یہ خیال در آتا ہے کہ صبح بچے کیا کھائیں گے کیونکہ گھر میں خدا کے نام کے سوا کچھ نہیں۔

نتیجہ حکایت: جب انسان عیال داری میں پڑ جائے تو اس کی آزادی سلب ہو جاتی ہے یعنی وہ اپنے بال بچوں کی ضروریات زندگی پوری کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ فکر معاش دراصل آزادی کو چھیننے کا موجب ہے' جیسے کہا گیا ہے:

"Oh! God save me from great calamity viz: a number of children and poverty because these both thing lead to Kufer."

حکایت نمبر32

حکایت یکی از متعبدان شام' در بیشه زندگانی کردی و برگ درختان خوردی۔ پادشاہی بحکم زیارت بنزدیک وی رفت۔ گفت: اگر مصلحت بنی .شہر اندر برائے تو مقامی بسازم' کہ فراغ عبادت ازین بہ دست دہد و دیگران ہم ببرکت انفاس شما مستفید گردند' و بصالح اعمال شما اقتدا کنند۔ زاہد قبول نکرد' یکی از وزیران گفتش: پاس خاطر ملک را روا باشد کہ چند روزی .شہر اندر آئی۔ و کیفیت معلوم کنی۔ پس اگر صفای وقت عزیزان را از صحبت اغیار کدورتی باشد اختیار باقیست' عابد .شہر در آمد و بستان سرای خاص ملک را بدو پرداختند' مقامی دلگشای روان آسای۔

گل سرخش چو عارض خوبان سنبلش ہمچو زلف محبوبان
ہمچنان از نہیب برد عجوز شیر ناخوردہ طفل دایہ ہنوز
وَاَفَانِیْنَ عَلَیْهَا جُلْنَارُ عُلِقَتْ بِالشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارٌ

ملک در حال کنیزکی خوبروی پیشش فرستاد۔

ازین مہ پارہ' عابد فریبی ملائک صورتی' طاوس زیبی
کہ بعد از دیدنش صورت نبندد وجود پارسایان را شکیبی

ہمچنیں در عقبش غلامی بدیع الجمال لطیف الاعتدال۔

هَلَكَ النَّاسُ حَوْلَهُ عَطَشًا وَهُوَ سَاقِيْ يَرَاى وَلَا يَسْقِيْ
دیدہ از دیدنش نگشتی سیر ہم چنان کز فرات مستسقی

عابد طعامہای لذیذ خوردن گرفت و کسوتہای لطیف پوشیدن۔ و از فواکہ و مشموم و حلاوات تمتع یافتن و در جمال غلام و کنیزک نگریستن و خردمندان گفتہ اند: زلف خوبان زنجیرپای عقلست ودام مرغ زیرک:

در سرکار تو کردم دل و دین' باہمہ دانش مرغ زیرک بحقیقت منم امروز تو دامی

فی الجملہ دولت وقت مجموع بزوال آمد' چنانکہ گفتہ اند:

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید وز زبان آوران پاک نفس
چون بدنیای دون فرود آمد بعسل در بماند پای مگس

بار دیگر' ملک بدیدن او رغبت کرد' عابد را دید.از ہیئت نخستین بگردیدہ' و سرخ و سپید و فربہ شدہ و بربالش دیبا تکیہ زدہ و غلام پری پیکر با مروحہ طاوسی بالای سرش ایستادہ۔ بر سلامت حالش شادمانی کرد و از ہر دری سخن گفتند' تا ملک بانجام سخن گفت: من این دو طایفہ را در جہان دوست میدارم یکی علما و دیگر زہاد را۔ وزیر فیلسوف جہاندیدہ حاضر بود۔ گفت: ای خداوند شرط دوستی آنست کہ باہر دو طایفہ نکوئی کنی' عالمان را زر بدہ تا علم بیشتر بخوانند و زاہدان را چیزی مدہ تا زاہد بمانند

خاتون خوبصورت و پاکیزہ روی را نقش و نگار و خاتم پیروزہ گو مباش
درویش نیک سیرت و فرخندہ رای را نان رباط و لقمہ در یوزہ گو مباش

○

تا مرا ہست و دیگرم باید گر نخوانند زاہدم شاید

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از متعبداں: عبادت گزاروں میں سے ایک۔ در بیشہ زندگانی: جنگل میں زندگی گزارنا۔ برگ درختاں: درختوں کے پتے۔ مصلحت بنی: مناسب سمجھنا۔ مقامے: قیام گاہ۔ برکات نفس: سانس کی برکت۔ صالح اعمال: نیک کام۔ اہل سخن: یہ بات۔ روی: منہ۔ دو سہ روز: دو تین دن۔ وقت عزیزاں: اچھا وقت۔ صحبت اغیار: غیروں کی صحبت۔ کدورتے: مکدر ہوں۔ سرائے خاص: رہنے کی خاص جگہ۔ دلکشای: فرحت خیز۔ چوں بہشت: جنت جیسی۔ گل سرخش: پھول گلاب سرخ رنگ کا۔ عارض خوباں: معشوقوں کے رخسار۔ زلف محبوباں: محبوبوں کی زلف۔ نہیب برد: ٹھنڈک کی غارت گردی۔ ہنوز: ابھی نہیں۔ طفل: بچہ۔ شیرنے خوردہ: نوزائیدہ بچہ۔ کنیزک ماہرو پیش: چاند سے مکھڑے والی باندی۔ مہ پارہ: چاند کا ٹکڑا۔ عابد فریبے: عبادت گزار کو لبھانے والی۔ ملائک صورتے: فرشتہ صورت۔ طاؤس زینے: مور کی سی زینت۔ بعد از دیدنش: دیکھنے کے بعد۔ شکیبے: صبر۔ وجود پارسایاں: نیکوں کا وجود۔ بدیع الجمال: جمال یوسفی یعنی خوبصورت۔ لطیف پوشیدن: عمدہ لباس۔ فواکہ: پھل۔ مشموم: خوشبو۔ حلاوت: مٹھاس۔ جمال: خوبصورت۔ خردمند: عقلمند۔ زلف خوباں: محبوبوں کی زلف۔ زنجیر پائے عقل: عقل کے پاؤں کی بیڑی۔ دام: جال: مرغ زیرک: چالاک پرندہ۔ ہمہ دانش: تمام عقل۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ بزوال آمد: زوال کا آجانا۔ فقیہ: فقیہ۔ زبان آوران پاک نفس: پاک طینت شاعروں کی زبان۔ مگس: مکھی۔ بعسل: شہد کی طرح۔ دیدن: دیکھنا۔ رغبت: خواہش ہوئی۔ فربہ: موٹا۔ دیبا تکیہ زدہ: ریشمی گاؤ تکیہ۔ پری پیکر: حسین و جمیل۔ طاؤسی بر بالائے: مور کے پروں والا پنکھا۔ ایستادہ: کھڑا ہونا۔ جالش شادمانی: خوشی کی حالت۔ یکے علما: ایک علماء۔ زہاد: زاہد لوگ۔ وزیر فیلسوف: وزیر فلسفی یعنی عقل مند۔ جہاں دیدہ: عقل مند جس نے جہاں دیکھا ہو۔ حاذق: ماہر۔ روئے زمین: مراد ساری دنیا۔ شرط دوستی: دوستی کا طریقہ۔ دو طائفہ: دو گروہ۔ پاکیزہ روی را: پاکیزہ چہرے والی۔ فیروزہ: ایک قیمتی پتھر جو آسمانی رنگ کا ہوتا ہے۔ فرخندہ روی را: بابرکت چہرہ۔ نان رباط: خانقاہ کی روٹی۔ گو مباش: کوئی مضائقہ نہیں۔ لقمہ دریوزہ: بھیک کا لقمہ نہ ہو۔ باید: باقی۔ دوم: سکے کا نام مراد درہم۔ دینار: سکے کا نام۔ چو بتدے: لینے لگے۔ زاہدے دیگر: دوسرا نیک۔ سیرت خوش۔ اچھی عادت۔ سر: راز۔ وقف: مراد خیرات اصل میں یہ لفظ اس جائیداد کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کوئی نیک کاموں کے لئے چھوڑ جائے۔

حکایت کا ترجمہ: ملک شام کا ایک عابد کسی جنگل میں اپنی زندگی گزار رہا تھا اور درختوں کے پتوں سے گزر اوقات کرتا۔ بادشاہ اس کی زیارت کے لئے اس کی خدمت میں گیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی رہائش کے لئے شہر میں کوئی مکان بنوا دوں جہاں دلی سکون کے ساتھ عبادت کرنے کے مواقع اس سے بہتر میسر آئیں اور دوسرا یہ کہ لوگ آپ کے نیک نفس سے استفادہ کر سکیں اور آپ کے نیک اعمال کو اپنا سکیں۔ زاہد نے بادشاہ کی اس پیشکش کو قبول نہ کیا۔ ایک وزیر نے کہا۔ بادشاہ کے دل کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے چند دنوں کے لئے شہر میں آجائیں۔ چند دنوں میں اِدھر کی کیفیت دیکھ لیں۔ اگر پھر غیروں صحبت سے آپ کدر ہوں تو واپس آجانے کا اختیار آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عابد شہر میں آگیا۔ بادشاہ نے ایک خاص محل اس کو رہنے کے لئے دیا۔ وہ محل چار باغ کے اندر نہایت ہی دلکشا اور فرحت خیز مقام تھا۔

مثنوی: اس کے گلاب معشوقوں کے رخساروں کی طرح اس کے سنبل حسینوں کی زلفوں کی طرح خوشبودار اس معصوم بچے کی طرح جس نے ابھی دایہ کا دودھ نہ دیکھا۔ چمن کے یہ تونہال سردی اور خزاں کی دست برد سے محفوظ تھے۔ شاخوں پر انار اس قدر کثرت سے تھے کہ معلوم ہوتا تھا جیسے سرسبز درخت میں آگ لگی ہوئی ہے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ نے جلد ہی ایک چاند سے چہرے والی باندی اس کے پاس بھیج دی جس کی صفات یہ تھیں۔

شعر: ایسی چاند کا ٹکڑا' عبادت گزار کا دل لبھانے والی' فرشتہ صورت مور کی سی زینت والی جس کو دیکھ کر پارساؤں کے لئے صبر کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔

Scanned with CamScanner

ترجمہ نثر: اس طرح اس کے پاس ایک غلام بھیجا جو کہ نادر حسن والا سڈول بدن والا تھا۔

قطعہ: لوگ اس کے اردگرد پیاس سے مر رہے ہیں اور اس ساقی کے شیشے میں مے باقی ہے لیکن پیاسوں کو سیراب نہیں کرتا جس طرح استسقاء کا مریض دریائے فرات پی کر سیر نہیں ہوتا اسی طرح اس کو دیکھنے سے آنکھ نہیں بھرتی۔

ترجمہ نثر: عابد نے لذیذ کھانے شروع کئے اور عمدہ لباس پہننا شروع کر دیا اور پھلوں خوشبو اور مٹھائیوں سے مزے لینے شروع کر دیئے وہ لڑکے اور لڑکی کے دلکش حسن میں محو ہو گیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے کہ حسینوں کی زلفیں عقلمندوں کے پاؤں کی بیڑیاں ہیں اور دانا پرندوں کے لئے دام پُر فریب۔

بیت: میں نے اپنی ساری عقلمندی کے باوجود اپنا دین و دل تیرے حوالے کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں چالاک پرندہ ہوں اور آج تو جال ہے۔

ترجمہ نثر: خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دلجمعی کے وقت کو زوال آگیا جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے۔

قطعہ: خواہ کتنا ہی فقیہ، بزرگ، پرہیزگار اور پاک نفس کیوں نہ ہو، جب دنیا میں پھنس جاتا ہے تو وہ مکھی کی طرح شہد میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ نے دوسری مرتبہ اس کو دیکھنے کی خواہش کی دیکھا کہ عابد کی تو کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ رنگت میں سرخی آگئی ہے، خوب موٹا تازہ ہے، ریشمی گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ پری چہرہ غلام سرہانے کھڑا مور کے پروں والے پنکھے سے ہوا دے رہا ہے۔ بادشاہ نے اس کی اِس آسودگی پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے کہا کہ دنیا میں دو گروہ مجھے بڑے عزیز ہیں۔ ایک عالموں کا اور دوسرا پرہیزگاروں کا۔ ایک تجربہ کار ذہین اور فطین فلسفی وزیر بھی وہاں تھا اس نے کہا۔ اے میرے آقا! دوستی کا یہ تقاضا ہے کہ ان دونوں سے نیکی کر میری مراد ہے کہ عالموں کو دل کھول کر مال مدد فراہم کر تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر سکیں۔ زاہدوں کو کچھ نہ دیجئے تاکہ وہ زاہد رہ سکیں۔

قطعہ: خوبصورت اور پاکیزہ چہرے والی عورت کے لئے اگر نقش و نگار اور فیروزہ کی انگوٹھی نہیں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح نیک سیرت اور بابرکت چہرہ والے درویش کے پاس خانقاہ کی روٹی اور بھیک کا لقمہ نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

فرد: میرے پاس مال ہونے کے باوجود اگر مجھے کچھ اور کی تمنا ہے تو مجھے زاہد نہ کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔

فرد: زاہد کو نہ درم چاہئے نہ دینار کی تمنا۔ اگر وہ یہ لینے لگے تو کوئی دوسرا زاہد تلاش کر۔

نتیجہ حکایت: حسن کی شوخیاں اور سرمستیاں بالآخر ایمان شکن ہوتی ہیں۔ ان سے عابد نیکوکاروں کا کیا کام؟ خرقہ پوش تو اللہ کی یاد میں محو رہتے ہیں۔ دنیاوی عظمت و سطوت کو پانے کے خواہاں نہیں ہوتے۔ اگر انسان کے اعمال اچھے ہوں تو وہ دنیا کا خوبصورت آدمی ہے۔ اس کو کسی اور وسیلہ دلکشی کی ضرورت نہ ہے۔

حکایت نمبر 33

حکایت مطابق این سخن پادشاهی را همی پیش آمد، گفت: اگر انجام این حالت بمراد من برآید چندین درهم دهم زاهدان را، چون حاجتش برآمد و تشویش خاطرش برفت، وفای نذرش بوجود شرط لازم آمد۔ یکی را از بندگان خاص کیسه درم داد تا بر زاهدان بخش کند۔ گویند: غلامی عاقل و هوشیار بود۔ همه روز بگردید و شبانگه باز آمد و درمها بوسه داد و پیش ملک بنهاد و گفت: زاهدان را چندان که طلب کردم نیافتم، گفت: این چه حکایت است؟ آنچه من دانم در این ملک چهار صد زاهد است۔ گفت: ای خداوند جهان، آنکه زاهد است نمی ستاند و آنکه می ستاند زاهد نیست۔ ملک بخندید و ندیمان را گفت:

چندانکہ مرا در حق خدا پرستان ارادت است و اقرار' مرین شوخ دیدہ را عداوت است و انکار' و حق بجانب اوست۔

زاہد کہ درم گرفت و دینار زاہد تر ازو کسی بدست آر

آنرا کہ سیرتی خوش و سریست با خدای
بی نان وقف و لقمہ دریوزہ زاہد است
و انگشت خوبروی وبنا گوش دلفریب
بی گوشوارہ و خاتم فیروزہ شاہد است

مشکل الفاظ کے معنی: مطابق ایں سخن: اس قصہ کے مطابق۔ مہے: مہم۔ ایں حالت: اس حالت: بمراد من: میری مراد۔ زاہداں: پرہیز گاروں۔ حاجتش: ضرورت۔ نذرش: نذر' منت ماننا۔ کیسہ درم: درم کی تھیلی۔ غلامے عاقل: عقلمند غلام۔ ہشیار بود: ہوشیار تھا۔ شبانگہ باز آمد: رات کو واپس آگیا۔ در مہارا بوسہ داد: درموں کو بوسہ دینا۔ من دانم: میرے علم کے مطابق۔ چہار صد: چار سو۔ خداوند جہاں: شاہ عالم۔ خندید: ہنسا۔ ندیماں: مصاحب۔ شوخ دیدہ: شریر۔ عداوت: دشمنی۔

حکایت کا ترجمہ: اس قصہ کی مانند یہ کہ ایک بادشاہ کو ایک مہم آپیش ہوئی۔ اس نے منت مانی کہ اگر یہ کام میری مراد کے موافق ہو جائے تو میں اتنے ہزار درم زاہدوں میں تقسیم کروں گا۔ جب اس کی خواہش پوری ہو گئی اور اس کی طبیعت کی پریشانی رفع ہو گئی تو شرط پوری ہو جانے کی وجہ سے اس کو منت کا پورا کرنا ضروری ہو گیا: اس نے ایک خاص غلام کو درم کی تھیلی دی تاکہ زاہدوں پر خرچ کر دے۔ کہتے ہیں یہ خادم بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا۔ تمام دن گھومتا پھرا اور شام کو واپس آگیا۔ درموں کو بادشاہ کے سامنے رکھ کر کہنے لگا جہاں پناہ! میں نے زاہدوں کو بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ ملے۔ بادشاہ نے کہا' یہ تم کیا کہہ رہے ہو جہاں تک میں جانتا ہوں کہ اس شہر میں چار سو سے زائد زاہد موجود ہیں۔ خادم نے کہا۔ میرے آقا جو زاہد ہیں وہ روپے نہیں لیتے اور جو لیتے ہیں وہ زاہد نہیں۔ بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے کہنے لگا کہ مجھے جس قدر درویشوں اور خدا پرستوں سے عقیدت ہے اس شریر کو اسی قدر ان سے دشمنی اور انکار ہے لیکن حق پر یہی ہے۔

شعر: جس زاہد کو درم و دینار کی تمنا ہو تو اس سے برتر کوئی زاہد تلاش کرو۔

نتیجہ حکایت: اللہ کے نیک بندوں کو روپے پیسے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ خدا کی محبت کے بیش بہا خزانوں کے مالک ہوتے ہیں جو زہد و عبادت میں زندگی بسر کرتے ہیں' ان کا دنیا سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ دنیاوی اغراض کے بندوں میں روپے پیسے کا لالچ و طمع اور حرص و ہوا پیدا ہوتا ہے۔

حکایت نمبر 34

حکایت یکی را از علمای راسخ پرسیدند چہ گوئی در نان وقف؟ گفت: اگر نان از بہر جمعیت خاطری ستاند حلال است وگر جمع از بہر نان می نشنید حرام۔

نان از برای کنج عبادت گرفتہ اند صاحبدلان' نہ کنج عبادت برای نان

مشکل الفاظ کے معنی: علمائے راسخ: کامل عالم۔ پرسید: پوچھا۔ نان وقف: وقف کی روٹی۔ بہر جمعیت خاطر: سکون قلبی کا باعث ہونا۔ کنج عبادت: گوشہ عبادت۔ نان: روٹی۔ صاحب دلاں: اہل دل۔

حکایت کا ترجمہ: کسی نے ایک کامل عالم سے پوچھا کہ وقف کے نان و نفقہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ جواب دیا کہ اگر سکون کے ساتھ عبادت کرنے کے لئے لیں تو حلال ہے۔ اگر سکون قلبی کے ساتھ روٹی حاصل کرنے کی کوشش

Scanned with CamScanner

کرے تو حرام ہے۔

بیت: اہل اللہ گوشہ عبادت میں نان و طعام کے لئے نہیں بیٹھتے بلکہ تھوڑا بہت جو کھاتے ہیں صرف اس لئے کہ اطمینان و سکون سے عبادت کر سکیں۔

نتیجہ حکایت: اللہ کے بندے عبادت و ریاضت کے وقت کھانا پینا تک بھول جاتے ہیں۔ وہ صرف اللہ کی خوشنودی کو پانے کی تلاش و جستجو میں رہتے ہیں نان و نفقہ کی بجائے وہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے خدا کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم رکھتے ہیں۔

حکایت نمبر35

حکایت درویشی بمقامی در آمد کہ صاحب آن بقعہ کریم النفس بود و خرد مند۔ طائفہ اہل فضل و بلاغت در صحبت او، ہر یکی بذلہ و لطیفہ چنانکہ رسم حریفان باشد۔ ہمی گفتند۔ درویش راہ بیابان قطع کردہ بود و ماندہ و چیزی نخوردہ، یکی از آن میان بطریق ظرافت گفت: ترا ہم چیزی باید گفت۔ گفت: مرا چون دیگران فضل و بلاغت نیست و چیزی زیادہ نخواندہ ام، بیک بیت از من قناعت کنید، ہمگنان برغبت گفتند: بگوی، گفت:

من گرسنہ، در برابرم سفرہ نان ہم چون عزبم بر در حمام زنان

ہمگنان بخندیدند و ظرافتش بہ پسندیدند و سفرہ پیش آوردند صاحب دعوت گفت: ای یار، زمانی توقف کن کہ پرستارانم کوفتہ بریان ہمی سازند۔ درویش سربر آورد و گفت:

کوفتہ بر سفرہ من، گو مباش کوفتہ را نان جوین کوفتہ است

مشکل الفاظ کے معنی: درویشے: درویش، فقیر۔ بمقامے: کسی جگہ۔ صاحب آں: وہاں کا صاحب۔ بقعہ کریم: سخی۔ طائفہ اہل فضل: بزرگوں کا ایک گروہ۔ در صحبت او: اس کی صحبت میں۔ بذلہ: خوش طبعی: راہ بیاباں: صحرا کی راہ۔ ماندہ: تھک جانا۔ چیزے نخوردہ: کوئی چیز کھانا۔ بطریق ظرافت: مذاق کا طریقہ۔ دیگراں: دوسرے۔ ادبے نیست: ادب نہیں ہے۔ خواندہ ام بیک بیت: کچھ پڑھا لکھا نہ ہے۔ قناعت: اکتفا کرنا۔ سفرۂ نان: فاقہ زدہ کے لئے روٹی رکھنا۔ حمام زنان: عورتوں کا حمام۔ یاراں: دوست۔ نہایت عجز: انتہائی عاجزی سے۔ سفرۂ پیش: دستر خواں لگایا۔ توقف: ٹھہر جانا۔ کوفتہ بریاں: بھنے ہوئے کوفتے تیار کرنا۔ سربر آورد: سر اٹھانا۔ خندید: ہنسا۔ گفت: کہا۔ سفرہ: دستر خواں۔ گومباش: کوئی مضائقہ نہیں۔

حکایت کا ترجمہ: ایک فقیر کسی ایسی جگہ پہنچا جہاں کا مالک بہت سخی اور عقل مند تھا۔ دیکھا کہ بزرگوں کی ایک جماعت اس کے پاس رہتی ہے۔ ہر کوئی چٹکلے اور لطیفے بیان کر رہا تھا۔ ایک فقیر صحرا کا سفر کر کے آیا تھا اور تھک چکا تھا اور اس نے کھایا بھی کچھ نہ تھا، اہل مجلس میں سے ایک نے مذاق میں کہا کہ آپ کو کچھ کہنا چاہئے۔ اس نے کہا میں آپ کی طرح عالم فاضل نہیں ہوں اور کچھ اتنا پڑھا لکھا بھی نہ ہوں۔ مجھ سے فقط ایک شعر سن لیں۔ سب نے شوق سے کہا، فرمایئے۔ اس نے کہا:

شعر: میں بھوکا ہوں دستر خوان پہ پہنچ کر میری عین وہی حالت ہے جو عورتوں کے حمام میں کسی کنوارے کی ہوتی ہے۔

ترجمہ نثر: دوستوں نے اس کی عجز و انکساری کو دیکھا اور اس کے سامنے دستر خوان بچھایا۔ میزبان نے کہا، تھوڑی دیر کو ٹھہر جا میرے نوکر بھنے ہوئے کوفتے تیار کر رہے ہیں۔ فقیر نے سر اٹھایا ہنسا اور کہا کہ

شعر: دستر خوان پر کوفتے نہیں تو کوئی بات نہیں۔ تھکے ہوئے بھوک کے مارے کے لئے روکھی روٹی ہی کوفتہ ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

نتیجہ حکایت: بھوک مٹانے کے لئے لذیذ کھانے کا انتظار نہیں کیا جاسکتا۔ بھوک کی حالت میں جو کچھ ملے اسی پہ اکتفا کر لینا ہی دراصل دانش مندی ہے۔ بھوک مٹ جائے تو دیگر لوازمات زندگی پورے کرنے کی نوبت آتی ہے۔ جو بھوکا پیاسا ہو اس کے لئے رنگین محفلیں بھی دلچسپی کا سامان اپنے پاس نہیں رکھتیں۔

حکایت نمبر36

حکایت مریدی گفت پیر را: چہ کنم کز خلائق برنج اندرم؟ از بس کہ بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان تشویش می باشد گفت: ہرچہ درویشانند مر ایشان را وامی بدہ و آنچہ توانگر انند از ایشان چیزی بخواہ' کہ دیگر گرد تو نگردند۔

گر گدا پیشرو لشکر اسلام بود کافر از بیم توقع برود تا در چین

مشکل الفاظ کے معنی: مریدے: مرید' پیروی کرنے والا۔ گفت پیر: پیر و مرشد سے کہا۔ چہ کنم: کیا کروں۔ خلائق: مخلوق۔ رنج: تکلیف' دکھ۔ زیارت من: مجھ کو ملنے۔ تردد: سوچ بچار۔ تشویش: گڑبڑ۔ چیزے خواہ: کچھ مانگنا۔ گدا: فقیر۔ پیش رو: آگے۔ لشکر اسلام: اسلامی فوج۔ بیم: خوف' ڈر۔ دڑچیں: قلعہ چین۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مرید نے اپنے مرشد سے کہا کہ اے پیر و مرشد میں کیا کروں' لوگوں کے ملنے کی وجہ سے مجھ کو تکلیف ہے۔ اتنے لوگ ملنے جلنے کے لئے آتے ہیں کہ ان کے آنے جانے سے میرے اوقات میں گڑبڑ ہو جاتے ہیں۔ پیر نے جواب دیا کہ ان میں سے جو مفلس ہیں' ان کو قرض دے دے اور جو دولت مند ہیں' ان سے کچھ طلب کرو۔ پھر کوئی بھی تیرے در کے چکر نہ کاٹے گا۔

بیت: اگر لشکر اسلام کے آگے آگے فقیر ہاتھ پھیلائے کچھ مانگ رہا ہو تو کفار اس کے مانگنے کے خوف سے چین تک پیچھے ہٹ جائیں گے۔

نتیجہ حکایت: قرض لینے دینے سے تعلقات میں رخنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی فقیر سے جان چھڑانی ہو تو اس کو قرض دے دو۔ اگر کسی امیر سے نجات مقصود ہو تو اس سے کچھ طلب کر لو' دونوں صورتوں میں فائدہ حاصل ہوگا۔

حکایت نمبر37

حکایت فقیہی پدر را گفت: ہیچ ازین سخنان رنگین و دلاویز متکلمان در من اثر نمیکند' بحکم آنکہ نمی بینم مر ایشان را کرداری موافق گفتار۔

ترک دنیا بمردم آموزند خویشتن سیم و غلہ اندوزند
عالمی را کہ گفت باشد و بس ہر چہ گوید نگیرد اندر کس
عالم آن کس بود کہ بد نکند نہ بگوید بخلق و خود نکند

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ

عالم' کہ کامرانی و تن پروری کند او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟

پدر گفت: ای پسر بہ مجرد این خیال باطل نشاید روی از تربیت ناصحان بگردانیدن و علما را بضلالت منسوب کردن' و در طلب عالم معصوم از فوائد علم محروم ماندن' ہمچو نابینائی کہ شبی در وحل افتادہ بود' گفت: مسلمانان آخر چراغی فرا راہ

من دارید۔ زن مازحہ .شنید و گفت: تو کہ چراغ نہ بینی با چراغ چہ بینی؟ ہم چنین مجلس وعظ چو کلبہ بزاز است۔ آنجا تا نقدی ندہی بضاعتی نستانی و اینجا تا ارادتی نیاری سعادتی نبری۔

گفت عالم بگوش جان بشنو ور نماند بہ گفتنش کردار
باطل است آنکہ مدعی گوید خفتہ را خفتہ کی کند بیدار؟
مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نوشتہ است پند بر دیوار

○

صاحبدلی بمدرسہ آمد ز خانقاہ بشکست عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود؟ تا اختیار کردی از آن این فریق را
گفت: آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را

مشکل الفاظ کے معنیٰ: پدر: والد۔ سخنان دلآویز: دل لبھانے والی باتیں۔ متکلماں: واعظ کرنے والے۔ موافق گفتار: کے مطابق گفتگو۔ ترک دنیا: دنیا کو چھوڑ دینا۔ سیم و غلہ: چاندی اور غلہ۔ عالمے: عالم۔ ہرچہ گوید: جو کچھ کہے گا۔ بد نکبد: بُرے کام نہ کرنا۔ خود نہ کند: خود عمل نہ کرنا۔ تن پروری: تن آسانی۔ خویشتن: خود۔ گم ست: گمراہ ہے۔ خیال باطل: غلط خیال۔ تربیت ناصحاں: نصیحت کرنے والوں کی تربیت۔ ضلالت: گمراہی۔ در طلب عالم معصوم: معصوم عالم کی تلاش۔ شبے: رات۔ در وحل: کیچڑ میں۔ افتاد: پھنس جانا۔ چراغ: دیا' چراغ۔ فارخہ: خوش مزاج عورت۔ چراغ نمی بینی: چراغ نظر نہیں آتا۔ کلبہ بزار: بزازی دوکاں۔ بضاعتے: سامان۔ سعادتے: نیک بختی۔ بگوش جاں: دل سے و جاں سے سننا۔ باطل ست: غلط کہنے والا۔ گوید: کہنا۔ خفتہ را خفتہ: سویا ہوا در سوئے ہوئے کو۔ نبشت: لکھنا۔ پند: نصیحت۔ بر دیوار: دیوار پر۔ بشکستہ عہد: عہد و پیان توڑنا۔ ایں فریق: یہ فریق۔ گلیم: گدڑی۔ غریق: ڈوبنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک فقیہ نے اپنے والد سے کہا کہ واعظوں کی رنگین باتیں میرے دل پر کچھ اثر نہیں کرتیں اس لئے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں' خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

مثنوی: دنیا کو ترک کرنے کا سبق ہمیں پڑھاتے ہیں اور خود چاندی اور غلہ جمع کرتے ہیں جس عالم کا صرف کہنا ہی کہنا ہو' وہ جو کچھ کہے گا اس کا کچھ اثر کسی پر نہ ہوگا۔ عالم تو وہ ہے جو بُرے کام نہ کرے۔ نہ کہ مخلوق کو ڈرا کر خود وہ کام کرے۔

آیت: "کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔"

بیت: جو عالم عیش پرست اور تن پروری کا دلدادہ ہے وہ تو خود گمراہ ہے' کسی کو کیا راستہ دکھائے گا۔

ترجمہ نثر: باپ نے کہا' بیٹا! اسی خیال باطل کی بنیاد پر ناصح کی نصیحت سے منہ موڑنا اور عالموں پر گمراہی کا الزام لگانا کچھ اچھی بات نہیں ہے۔ کسی ایسے عالم کی تلاش کرنا جو گناہوں سے یکسر دور ہو گویا علم سے محروم رہنے والی بات ہے۔ تمہاری تو مثال اس اندھے کی سی ہے جو اندھیری رات میں کیچڑ میں پھنس گیا۔ کہنے لگا اے مسلمان بھائیو! میری راہ میں چراغ رکھ دو۔ ایک عورت نے یہ سن کر مذاق میں کہا' تمہیں دیا تو نظر نہیں آیا دیے کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے۔ یوں واعظ کی محفل بزار کی دکان کی سی ہے' وہاں جب تک دام نہ دو گے مال نہ ملے گا اور یہاں جب تک تم اعتقاد کی دولت سے مالا مال نہ ہو سعادت مندی نہ پاؤ گے۔

قطعہ: اگرچہ عالم بے عمل ہی کیوں نہ ہو اس کی باتوں کو دل و جاں کے کانوں سے سنو یہ غلط کہا جاتا ہے کہ جو خود سویا ہو سوئے ہوئے کو کیسے جگا سکتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ نصیحت خواہ دیوار پر لکھی ہوئی ہو' اسے قبول کر لینا چاہئے۔

قطعہ: ایک شخص اہل طریقت کی صحبت کے عہد کو توڑ کر خانقاہ سے مدرسہ میں آگیا۔ میں نے پوچھا کہ عالم اور عابد میں کیا

فرق ہے کہ تو نے اس فریق کو چھوڑ کر اس فریق کو پسند کیا اس نے کہا کہ وہ موجوں سے اپنی جان بچاتا پھرتا ہے۔ جبکہ اس کی یہ کوشش ہے کہ ڈوبنے والے کی دستگیری کرے۔
نتیجہ حکایت: حکمت کی باتیں مسلمانوں کی ایک گمشدہ میراث ہے جہاں سے بھی حکمت آموز باتیں سننے کو ملیں۔ ان کو سن لینا چاہئے تاکہ ان باتوں سے راہنمائی حاصل کی جاسکے۔ عالم باتیں کر رہا ہو تو صرف یہ دیکھنے اور سننے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کون کیا کہہ رہا ہے یا وہ خود کیا ہے۔

حکایت نمبر 38

حکایت یکی بر سرِ راہی مست خفتہ بود و زمام اختیار از دست رفتہ۔ عابدی بروی گزر کرد، و در حالت مستقبح او نظر، جوان از خواب مستی سر بر آورد و گفت: وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

اِذَا رَاَیْتَ اَثِیْمًا کُنْ سَاتِرًا وَّ حَلِیْمًا
یَا مَنْ تُقَبِّحُ اَمْرِیْ لِمَ لَا تَمُرُّ کَرِیْمًا

متاب، ای پارسا، روی از گنہگار ۔ بخشائندگی در وی نظر کن
اگر من ناجوانمردم بکردار ۔ تو بر من چون جوانمردان گذر کن

مشکل الفاظ کے معنی: بر سرِ راہے: راستے کے کنارے پر۔ زمام اختیار: اختیار باگ۔ دست رفتہ: ہاتھ سے چھوٹ جانا۔ عابدے: پرہیزگار۔ حالت مستقبح: بری حالت۔ خواب مستی: نیند کی مستی۔ روی: چہرہ۔ بخشائندگی: معافی۔ ناجواں: بے ہمت۔ مردم: آدمی۔ جواں مرداں: ہمت والے۔
حکایت کا ترجمہ: ایک شخص نشہ خمار میں سر راہ لیٹا ہوا تھا اور اختیار کی بھاگ دوڑ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ ایک عابد اس کے پاس سے گزرا اور اس کی بری حالت کو دیکھا۔ مست نے مستی کی نیند سے سر اوپر اٹھایا اور کہا، جب کسی بیہودہ کے پاس سے گزرو تو شرافت کے انداز میں پاس سے گزرو۔
شعر: جب کسی گناہگار کو دیکھو تو تجھے اس کی عیب پوشی کرنا اور بردباری سے کام لینا چاہئے۔ میرے برے فعل کو نفرت اور حقارت سے دیکھنے والے تو کیوں آبرومندانہ انداز سے گزر نہیں جاتا۔
قطعہ: اے نیک آدمی گناہگار کے پاس سے منہ نہ پھیر گزرو اس پر عنایت کرم کرو۔ اگر میں اپنے اعمال کے لحاظ سے بے ہمت ہوں تو تمہاری جواں ہمتی کو کیا ہوا ہے۔
نتیجہ حکایت: کسی کے گناہوں پر پردہ پوشی کرنا کار نیکو کاراں ہے۔ اگر آج تم کسی کے گناہوں پر پردہ ڈالو گے تو روز حشر اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات تیری پردہ پوشی کرے گی۔ اگر کہیں برائی نظر آئے تو اس کو ختم کرنے کی حتی الوسع سعی کرنی چاہئے تاکہ اس کو نظرانداز کرکے اس کے پاس سے گزر جانا چاہئے۔

حکایت نمبر 39

حکایت طائفہ رندان بخلاف درویشان بدر آمدند و سخنان ناسزا گفتند و بزدند و برنجانیدند۔ شکایت پیش پیر طریقت برد

کہ چنین حالی رفت، گفت، ای فرزند، خرقہ درویشان جامہ رضاست، ہر کہ درین کسوت تحمل بی مرادی نکند مدعی است و خرقہ برو حرام:

دریای فراوان نشود تیرہ بسنگ — عارف کہ برنجد تنگ آبست ہنوز
گر گزندت رسد تحمل کن — کہ بعفو از گناہ پاک شوی
ای برادر، چو خاک خواہی شد — خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی

مشکل الفاظ کے معنی: رند: خراب حال۔ طائفہ: گروہ۔ بخلاف درویشے: درویش کی مخالفت۔ سخناں ناسزا: بُرا بھلا کہا۔ بزدند: پیٹنا۔ بخانیدند: ستایا۔ بے طاقتی: لاچاری۔ پیر طریقت: روحانی پیشوا۔ چنیں: یہ۔ حالے: حالت۔ رفتے: ہونا۔ اے فرزند: اے بیٹا۔ خرقہ درویشاں: درویشوں کا لباس۔ جامہ رضا: حکم خدا پر راضی اور شاکر رہنا۔ بے مرادی: نامرادی۔ دریں کسوت: اس لباس کو پہن کر۔ دریائے فراواں: بڑا پتھر۔ تیرہ: گدلا۔ سنگ: پتھر۔ عارف: جو خدا کی ذات کا عرفان رکھتا ہو۔ رنجد: رنجیدہ۔ گزند: تکلیف۔ تحمل کن: برداشت کرنا۔ بعفو: معاف کرنا۔ گناہ پاک شوی: گناہوں سے پاک رہنا۔ عاقبت: انجام۔ خاک شو: خاک بن جانا۔

حکایت کا ترجمہ: رندوں کا ایک گروہ ایک درویش کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور درویش کو برا بھلا، مارا پیٹا اور اس کی خوب درگت بنائی۔ وہ اپنی لاچاری کی شکایت اپنے پیر طریقت کے پاس لے کر گیا کہ میری یہ حالت ہوئی۔ اس نے کہا، اے بیٹا! فقیروں کا لباس تو تسلیم و رضا کا لباس ہے۔ پھر اسے پہننے کے بعد اگر کوئی نامرادی کا رونا روئے تو وہ فقیری کا جھوٹا دعویٰ دار ہے اور درویشی کا لباس اس پر حرام۔

فرد: بڑا دریا ایک پتھر سے گدلا نہیں ہوتا جو عارف چھوٹی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے، ابھی کم ظرف ہے۔

قطعہ: اگر تمہیں کہیں سے نقصان پہنچے تو صبر و تحمل سے کام لو کیونکہ اسے معاف کر دینے سے تو خود گناہوں سے پاک ہو جائے۔ بھائی آخر ایک دن تو مرنا ہی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ خاک بننے سے پہلے خاک بن جا۔

نتیجہ حکایت: چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجیدہ خاطر ہونا، اہل دل کو زیب نہیں دیتا کیونکہ ان میں بُردباری کا جذبہ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ بڑے اچھے ہیں جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اس سے اپنے گناہوں کا جامہ خود بخود دھل جاتا ہے۔

حکایت نمبر 40

این حکایت شنو کہ: در بغداد — رایت و پردہ را خلاف افتاد
رایت از گرد راہ و رنج رکاب — گفت با پردہ از طریق عتاب:
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم — بندہ بارگاہ سلطانیم
من ز خدمت دمی نیاسودم — گاہ و بیگاہ در سفر بودم
تو نہ رنج آزمودہ نہ حصار — نہ بیابان و باد و گرد و غبار
قدم من بسعی پیشتر است — پس چرا عزت تو بیشتر است؟
تو بر بندگان مہ روئی — با کنیزان یاسمن بوئی
من فتادہ بدست شاگردان — بسفر پای بند و سرگردان

گفت: من سر بر آستان دارم ... نہ چو تو سر بر آسمان دارم

ہر کہ بیہودہ گردن افرازد ... خویشتن را بگردن اندازد

مشکل الفاظ کے معنی: این حکایت: یہ قصہ۔ شنو: سنو۔ در بغداد: بغداد میں۔ رایت: جھنڈا۔ خلاف افتاد: اختلاف پیدا ہو گیا۔ گرد راہ: راستہ کی گرد۔ رنج رکاب: ساتھ دینے کا غم۔ متاب: غصہ۔ من و تو: میں اور تو۔ ہر دو: دونوں۔ بندۂ بارگاہ: دربار کے غلام۔ سلطانیم: سلطان مراد بادشاہ۔ من زخدمت: میں نے خدمت کی۔ دمے: ایک سانس۔ گاہ و بیگاہ: وقت بے وقت۔ بندۂ بارگاہ: دربار کے غلام۔ سلطانیم: سلطان مراد بادشاہ۔ من زخدمت: میں نے خدمت کی۔ دمے: ایک سانس۔ گاہ و بیگاہ: وقت بے وقت۔ در سفر بودم: سفر میں رہنا۔ رنج آزمودۂ: غم سہنا۔ حصار: قلعہ۔ بیاباں: جنگل۔ باد: ہوا۔ سعی: کوشش۔ پیشترست: آگے ہے۔ پس: پھر۔ چرا: کیوں۔ عزت تو: تیری عزت۔ بیشترست: زیادہ ہے۔ مہ روئی: چاند سا مکھڑا۔ باکنیزان: لونڈیوں کے ساتھ۔ سمن بوئی: چنبیلی کی خوشبو۔ بدست شاگرداں: نوکروں کے ہاتھ پر۔ سرگرداں: حیران۔ سربرآستاں: سر کا آستاں پر پڑا ہونا۔ بیہودہ: غلط۔ افرازد: ابھارنا نامراد اکڑنا۔ بگردن: گردن کے بل۔ خویشتن: خود یا اپنا آپ۔

حکایت کا ترجمہ:

- ایک حکایت سنو ایک دفعہ شہر بغداد میں جھنڈے اور پردے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔
- لگاتار سفر کرتے ہوئے اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے جھنڈے نے پردے سے جھنجلا کر کہا۔
- میں اور تم دونوں ایک بادشاہ کے غلام میں اور ایک ہی در کے نوکر ہیں۔
- مجھے تو کام سے ایک سانس کے لئے آرام نہیں ملتا۔ وقت بے وقت سفر ہی میں رہتا ہوں۔
- تو نے نہ رنج دیکھا اور نہ مشقتیں اٹھائیں۔ نہ جنگل' ہوا اور گرد و غبار سے پالا پڑا۔
- دوڑ بھاگ میں میرا قدم تجھ سے آگے ہے' پھر تیری عزت کیوں زیادہ ہے۔
- تو چاند سے مکھڑے والوں کے پاس رہتا ہے اور حسین و جمیل کنیزوں کے جھرمٹ میں رہتا ہے۔
- میں نت کا مسافر اور حیران' اور نوکروں کے ہاتھوں چڑھا ہوا ہوں۔
- پردے نے کہا' میرا سر آستاں پر جھکا ہوا ہے۔ تیری طرح آسمان کی طرف اٹھا ہوا نہیں ہوں۔
- جو کوئی بیہودہ سر اٹھاتا ہے خود کو سر کے بل گراتا ہے۔

نتیجہ حکایت: غرور' تکبر اور کبر و نخوت بالآخر تباہی کا باعث بنتا ہے جو دربار پر جھک گیا' مقصود گوہر کو پا گیا۔ لہٰذا گردن تن کر چلنے میں نقصان ہی نقصان ہے۔

حکایت نمبر 41

حکایت یکی از صاحبدلان زور آزمای را دید بہم برآمدہ و کف بردماغ آوردہ' گفت' این راچہ حالت است؟ گفتند: فلان دشنام دادش۔ گفت: این فرومایہ ہزار من سنگ برمیدارد و طاقت سخنی نمی آرد۔

لاف سر پنجگی و دعوی مردی بگذار ... عاجز نفس فرومایہ چہ مردی؟ چہ زنی؟

گرت از دست برآید دہنی شیرین کن ... مردی آن نیست کہ مشتی بزنی بر دہنی

گرت خود بر درد پیشانی پیل ... نہ مردست آنکہ در وی مردی نیست

بنی آدم سرشت از خاک دارد   اگر خاکی نباشد آدمی نیست

مشکل الفاظ کے معنی: صاحب دلاں: اہل دل۔ دید: دیکھا۔ زور آزمائے: مراد پہلوان۔ بہم: غصہ۔ کف: جھاگ۔ بردہان: منہ پر۔ انداختہ: پھینکنا۔ راچہ: کیا۔ حالت: حال مراد حالت۔ دشنام: گالی۔ فرومایہ: کمینہ۔ ہزار من سنگ: ہزار من کا پتھر۔ میداود: اٹھالینا۔ طاقت سخنے نمی آرد: بات کو برداشت نہ کرنا۔ لاف: جھوٹ' ڈینگ۔ دعویٰ مردی: بہادری کا دعویٰ۔ عاجز نفس: کمینہ نفس۔ چہ زنے: عورتوں کے برابر۔ دہنے شیریں: منہ میٹھا کرنا۔ مردی آں نیست: بہادری نہیں۔ مشتے: مکا۔ بزنی بردہنے: منہ پر مارے۔ پیل: ہاتھی۔ خود بردرن: پھاڑ دینا۔ مردی نیست: انسانیت نہیں۔ بنی آدم: آدم کی اولاد۔ سرشت: کہانی۔ خاک: مٹی۔ خاکی نباشد: متواضع نہیں۔ آدمی نیست: آدمی نہیں ہے۔

حکایت کا ترجمہ: کسی صاحب دل نے ایک پہلوان کو دیکھا جس کا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا اور منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ پوچھا کہ اسے کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں نے اس کو گالی دی ہے۔ بزرگ نے کہا یہ کم حوصلہ رکھنے والا آدمی ہزار من کا پتھر اٹھالیتا ہے مگر چھوٹی سی بات کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتا۔

قطعہ: پہلوانی کی ڈینگیں مارنا اور بہادری کے دعوے چھوڑ دے کیونکہ جو نفس کا غلام ہے۔ وہ مرد عورت کے برابر ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی کے منہ کو میٹھا کر بہادری یہ نہیں کہ کسی کے منہ پر مکا رسید کر دے۔

قطعہ: کوئی اگر ہاتھی کی پیشانی بھی پھاڑ دے تب بھی وہ بہادر نہیں اگر اس میں انسانیت نہ ہو' انسان خاک کا پتلا ہے اس میں عاجزی نہ ہو تو وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

نتیجہ حکایت: شجاعت و بہادری کے لئے انسانیت کا ہونا لازمی امر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر انسان درجہ آدمیت سے گرا ہوا ہو تو وہ آدمی کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔ حوصلہ مند آدمی صبر و تحمل سے ناگفتہ بہ حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کم ظرف نہیں ہوتا' کمینہ نہیں ہوتا۔

حکایت نمبر42

حکایت بزرگی را پرسیدم از سیرت اخوان صفا۔ گفت: کمینہ آنکہ مراد خاطر یاران بر مصالح خویش مقدم دارد' و حکما گفتہ اند: برادر کہ در بند خویش است نہ برادر و نہ خویش است۔

ہمراہ اگر شتاب کند ہمرہ تو نیست   دل در کسی مبند کہ دل بستہ تو نیست

چون نبود خویش را دیانت و تقوی   قطع رحم بہتر از مودت قربی

یاد دارم کہ یکی مدعی درین بیت بر قول من اعتراض کرد و گفت: حق تعالی در کتاب مجید از قطع رحم نہی کردہ است و بمودت ذی القربی فرمودہ آنچہ تو گفتی مناقض آنست' گفتم: غلط کردی' کہ موافق قرآن است: وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد   فدای یک تن بیگانہ کآشنا باشد

مشکل الفاظ کے معنی: بزرگے: بزرگ۔ پرسید: پوچھا۔ سیرت اخوان صفا: درویشوں کی عادت۔ خاطر یاراں: دوستوں کے کام۔ مصالح خویش مقدم: اپنی مصلحتوں پر مقدم۔ حکما گفتہ: عقلمندوں نے کہا ہے۔ بند خویش: اپنی فکر۔ نہ خویش: نہ اپنا ہے۔

شتاب: جلدی۔ دیانت و تقویٰ: دینداری اور پرہیزگاری۔ مودت قربیٰ: رشتہ داروں کی دوستی۔ یکے مدعی: ایک مخالف۔ درین بیت: اس شعر پر۔ اعتراض کردہ: اعتراض کیا۔ حق تعالیٰ: اللہ تعالیٰ۔ در کتاب مجید: قرآن مجید میں۔ قطع رحم نہی: قطع رحم سے منع کیا ہے۔ ذوالقربیٰ: قریبی رشتہ داروں سے۔ ہزار خویش: ہزار عزیز۔ بیگانہ از خدا: خدا سے بیگانہ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ مخلص یاروں کے کردار کی پہچان کیا ہے۔ اس نے کہا' کم از کم یہ ہے کہ دوستوں کے کام کو اپنی مصلحتوں پر مقدم تصور کرے۔ عقلمندوں نے کہا ہے کہ وہ بھائی جو اپنی فکر میں لگا ہے وہ نہ بھائی ہے نہ اپنا ہے۔

فرد: تجھے چھوڑ کر اگر تیرا ساتھی سفر میں جلدی کرے تو اس سے دل نہ لگا جس کا دل تجھ سے لگا ہوا نہیں ہے۔

فرد: جو رشتہ دار دیانت اور تقویٰ سے دور ہو' ایسے قریبی رشتے داروں سے قطع تعلق ہی بھلا۔

ترجمہ نثر: مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بدخواہ نے میرے اس شعر پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خونی رشتے توڑنے کی ممانعت کی ہے اور رشتہ داروں سے دوستی کا حکم دیا ہے اور تو نے جو کچھ کہا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ میں نے کہا:

آیت: "اور اگر وہ تجھ سے جھگڑیں گے تو میرے ساتھ شریک کر اس کو جس کا تجھے علم ہی نہیں ہے تو ان کی بات نہ مان۔"

بیت: ہزاروں عزیز جو خدا کی ذات کے منکر ہوں' ایسے بیگانے پر قربان کیے جاسکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے آشنا ہوں۔

نتیجہ حکایت: مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنی حاجات پر اپنے مومن بھائی کی حاجات کو ترجیح دیتا ہے۔ مومن سوائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی دوسرے کے احکام کا پابند نہیں۔ اگر والدین بھی خلاف شرع بات کرنے کا کہیں تو نہ ماننا ان کی حکم عدولی نہیں ہے۔

حکایت نمبر 43 (منظوم)

پیر مردی لطیف در بغداد ——— دخترک را بہ کفش دوزی داد
مردک سنگدل چنان بگزید ——— لب دختر' کہ خون از او بچکید
بامدادان پدر چنان دیدش ——— پیش داماد رفت و پرسیدش
کای فرو مایہ' این چہ دندانست؟ ——— چند خالی لبش؟ نہ انبانست؟
بمزاحت نگفتم این گفتار ——— ہزل بگذار وجد ازو بردار
خوی بد در طبیعتی کہ نشست ——— ندہد جز بوقت مرگ از دست

مشکل الفاظ کے معنی: پیر: بوڑھا۔ مردے لطیف: خوش مزاج آدمی۔ دربغداد: بغداد میں۔ دختر: لڑکی۔ کفش: موچی۔ مردک سنگدل: پتھر دل آدمی۔ لب دختر: لڑکی کا لب۔ خون ازو بچکید: خون نکل پڑنا۔ پدر: باپ۔ چناں دیدش: اس کو دیکھا۔ پیش داماد: داماد کے پاس۔ پرسیدش: پوچھا۔ فرو مایہ: کمینہ۔ چہ داند انست: کیسے دانت میں۔ انبان: اس چمڑے کو کہتے ہیں جسے دباغت دی گئی ہو مطلب یہ ہے کہ اس کے ہونٹ دباغت دیا ہوا چمڑا نہیں ہے۔ ایں گفتار: یہ بات مراد بات چیت۔ ہزل: مذاق۔ خوئے بد: بری عادت۔ طبیعتے کہ نشست: طبیعت میں سما جائے۔ نہ رود: نہیں جاتی۔ جز: سوا۔ بوقت مرگ: مرنے کے وقت۔

حکایت کا ترجمہ:

- شہر بغداد کے ایک خوش مزاج بڑھے نے اپنی چھوٹی لڑکی کو ایک موچی سے بیاہ دیا۔
- اس پتھر دل بھڑوے نے لڑکی کے ہونٹوں کو اس طرح چوسا کہ ہونٹوں سے خون ٹپک پڑا۔
- صبح دم باپ نے بیٹی کو اس حال میں دیکھا تو داماد کے پاس گیا اس سے پوچھا۔
- کہ اے کمینے! یہ کیسے دانت ہیں تو اس کے ہونٹ کس حد تک چبائے گا یہ دھوڑی تو نہیں ہے۔
- میں نے یہ بات شوخی مزاج کے حوالہ سے نہیں کہی اسے ہزل نہ سمجھنا اس سے عبرت پکڑو۔
- جو بُری عادت طبیعت میں سما جائے، پھر موت سے پہلے اس کا چھوٹنا مشکل ہے۔

حکایت نمبر 44

حکایت فقیہی دختری داشت بغایت زشت روی، بجای زنان رسیدہ و باوجود جہاز و نعمت کسی در مناکحت او رغبت نمی نمود۔

زشت باشد دیبقی و دیبا کہ بود بر عروس نازیبا

فی الجملہ بحکم ضرورت عقد نکاحش باضریری بہ بستند، آوردہ اند کہ حکیمی در آن تاریخ از سر آمدہ بود کہ نابینا را روشن ھمیکرد۔ فقیہہ را گفتند: دماد را چرا علاج نہ کنی؟ گفت: بترسم کہ بینا شود و دخترم را طلاق دہد، شوی زن زشت روی، نابینا بہ۔

مشکل الفاظ کے معنی: آوردہ اند: لوگ کہتے ہیں۔ فقیہے: وہ شخص جو فقہ کا علم جانتا ہو۔ دختر: لڑکی۔ زناں رسیدہ: عورت بن جانا۔ جہاز: جہیز۔ نعمت: دولت۔ مناکحت: نکاح۔ رغبت نمی کرد: توجہ نہ کرنا۔ دیبقی: ریشمی کپڑا۔ عروس نازیبا: بدصورت دلہن۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ بحکم ضرورت: مجبوراً۔ ضریرے: اندھا۔ عقد نکاحش: نکاح میں دے دینا۔ حکیمے: حکیم، طبیب۔ دراں تاریخ: اس زمانہ میں۔ سراندیپ: ایک جزیرہ کا نام جو ہندوستان سے ملحق جانب جنوب واقع ہے۔ دراں تاریخ: اس زمانہ میں۔ ترسم: ڈر لگنا۔ بیناشود: بینا ہو جانا۔ طلاق دہد: طلاق دے دینا۔ شوئے زن: بدصورت عورت۔ روئے نابینا: اندھا شوہر۔

حکایت کا ترجمہ: لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک فقیہہ کی ایک نہایت ہی بدصورت بیٹی تھی۔ وہ لڑکی کی بجائے عورت دکھائی پڑتی۔ جہیز اور مال و دولت کے باوجود کوئی بھی اس سے نکاح کی خواہش نہ رکھتا تھا۔

فرد: بدشکل دلہن کے جسم پر لباس ریشم اور حریر لباس بھی اچھا نہ لگتا ہے۔

ترجمہ: مختصر یہ کہ اس کا نکاح ایک نابینے سے کر دیا گیا۔ کہتے ہیں، ان دنوں میں سراندیپ کا ایک حکیم اُدھر آنکلا جو اندھوں کی بینائی واپس لوٹا دیتا تھا۔ لوگوں نے فقیہہ سے کہا اس سے تم اپنے داماد کا علاج کیوں نہیں کروا لیتے۔ اس نے کہا، میں ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دے گا۔

ع: بدصورت عورت کا شوہر اندھا ہی بہتر ہے۔

حکایت نمبر45

حکایت پادشاہی بدیدہ استحقار در طائفہ درویشان نظر کرد۔ یکی از آن میان بفراست بجای آورد و گفت: ای ملک' ما درین دنیا بہ جیش از تو کمتریم و بعیش خوشتر و بمرگ برابر و بقیامت بہتر:

اگر کشور خدای کامرانست وگر درویش' حاجتمند نان است
درآن ساعت کہ خواہند این و آن مرد نخواہند از جہان بیش از کفن برد
چو رخت از مملکت بربست خواہی . گدای بہتر است از پادشاہی

ظاہر درویشی جامہ ژندہ است و موی سترده و حقیقت آن دل زندہ و نفس مردہ۔

نہ آنکہ بر در دعوی نشیند از خلقی
وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد
کہ گر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی
نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد

طریق درویشان ذکر است و شکر و خدمت و طاعت و ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدین صفت ہا موصوف است بحقیقت درویش است' اگرچہ در قباست۔ اما ہرزہ گردی' بی نماز' ہوا پرست' ہوس باز کہ روز ہا بشب آرد در بند شہوت و شب ہا روز کند در خواب غفلت و بخورد ہرچہ درمیان آید و بگوید ہرچہ بر زبان آید رنداست وگر در عباست۔

ای درونت برہنہ از تقوی
کز برون جامہ ریا داری
پردہ ہفت' رنگ در مگذار
تو کہ در خانہ بوریا داری

مشکل الفاظ کے معنی: بدیدۂ استحقار: حقارت کی نگاہ سے۔ طائفہ درویشان: درویشوں کا گروہ۔ فراست: عقل' ذہانت۔ ملک: بادشاہ۔ درین دنیا: اس دنیا میں۔ خوشتر: زیادہ خوش۔ جیش: لشکر۔ کمتر: کم ہے۔ مرگ: مرجانا۔ برابریم: برابر ہونا۔ بقیامت: حشر برپا ہونا۔ کشور کشائے: دنیا کو فتح کرنا۔ حاجتمند نان: ضرورت مند۔ دراں ساعت: اس وقت۔ گدائی بہترست: فقیری بہتر ہے۔ جامہ ژند: پرانا کپڑا۔ موئے سترده: منڈا ہوا سر۔ حقیقت آں: اس کی حقیقت۔ نفس مردہ: مرا ہوا نفس۔ جلغی: بیوقوفی۔ طریق درویشاں: فقراء کا طریقہ۔ قبا: لباس۔ ہوا پرست: خواہش کا پجاری۔ ہوس باز: لالچی۔ بند شہوت: خواہش کا لباس۔ برہنہ: خالی' ننگا۔ جامہ ریاداری: ریا کاری کے کپڑے۔ پردۂ ہفت: سات رنگ کا پردہ۔ درونت: باطن۔ تقویٰ: پرہیزگاری۔ بروں: باہر سے۔ در خانہ بوریا: گھر میں بوریا۔

حکایت کا ترجمہ: کسی بادشاہ نے درویشوں میں سے ایک کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ ایک درویش عقلمند تھا سمجھ گیا اور عرض پرداز ہوا اے بادشاہ! دنیا میں طاقت کے لحاظ سے ہم تجھ سے کم ہیں' عیش و عشرت میں تم سے زیادہ مرنے میں آپ کے برابر اور قیامت میں آپ سے بہتر ہیں۔

Scanned with CamScanner

مثنوی: اگر دنیا کو فتح کرنے والا بادشاہ ہو خواہ روٹی کو ترسنے والا محتاج فقیر ہو' جب اس دنیا سے جائیں گے تو کفن کے علاوہ کچھ نہ اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ جب بادشاہت کو چھوڑ کر ہی جانا ہے تو گدائی بادشاہ سے بہتر ہے۔

طریقت: فقیر کی ظاہری حالت یہ ہوتی ہے کہ پرانا کپڑا پہن رکھا ہے اور منڈا ہوا سر ہے لیکن ان کا باطن زندہ دل ہوتا ہے اور نفس امارہ مردہ حالت میں ہوتا ہے۔

قطعہ: جو آدمی بظاہر درویشی کا دعویٰ کرتا ہے خلق خدا سے الگ تھلگ رہتا ہے مگر ذرا سی بات پر لڑنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ عارف نہیں ہے' عرفان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر پہاڑ سے بڑا پتھر لڑھک کر آرہا ہو تو وہ راستے سے سرکتا نہیں کہ مبادا مر جائے۔

طریقت: فقراء کا یہ کام ہے' ذکر الٰہی میں محو رہے۔ شکر اور خدمت بجالائے۔ اطاعت' قربانی' قناعت' توحید' توکل' تسلیم و رضا اور تحمل مزاجی کو اپنا وطیرہ بنائے جس آدمی میں مذکور بالا صفات ہوں یہی درویش ہے خواہ اس نے قبا ہی کیوں نہ پہن رکھی ہو اس کے برعکس ایک آوارہ گرد' بے نماز' ہوا و حرص کا مارا جو دن بھر اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہے اور رات سو کر گزار دے جو کچھ ملے ہڑپ کر جائے اور جو منہ میں آئے خرافات کہہ دے رند ہے خواہ اس نے عبا ہی کیوں نہ پہن رکھی ہو۔

قطعہ: ریاکاری کا لباس پہن کر تم نے اپنے آپ کو ڈھانپ تو لیا مگر تیرا دل تقویٰ کے لباس سے عاری ہے۔ جب تیرے گھر میں صرف بوریا ہے تو دروازوں پر سات رنگ کا پردہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔

نتیجہ حکایت: فقیروں کا اٹھنا بیٹھنا' سونا جاگنا' کھانا پینا احکام خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو لوگ بظاہر تو اپنی خرقہ پوشی سے تو نیک نظر آتے ہیں لیکن ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔ وہ ہرگز فقیر نہیں ہوتے۔ ریاکاری سے کام لینے والے ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتے۔

حکایت نمبر 46 (منظوم)

دیدم گل تازه چند دسته — بر گنبدی از گیاه بسته

گفتم: چه بود گیاه ناچیز — تا در صف گل نشیند او نیز؟

بگریست گیاه و گفت' خاموش — صحبت نکند کرم فراموش

گر نیست جمال و رنگ و بویم — آخر نه گیاه باغ اویم؟

من بنده حضرت کریمم — پرورده نعمت قدیمم

گر بی هنرم و گر هنرمند — لطف ست امیدم از خداوند

با آن که بضاعتی ندارم — سرمایه طاعتی ندارم

او چاره کار بنده داند — چون هیچ وسیلتش نماند

رسم است که مالکان تحریر — آزاد کنند بنده پیر

ای بار خدای عالم آرای — بر بنده پیر خود ببخشای

سعدی' ره کعبه رضا گیر — ای مرد خدا' در خدا گیر

بدبخت کسی کو سر بتابد — زین در' دری دگر نیابد

مشکل الفاظ کے معنی: گل تازہ: تازہ پھول۔ دیدم: دیکھا۔ گیاہ: گھاس۔ گیاہ ناچیز: حقیر گھاس۔ صف گل: پھولوں کی صف۔ بگریست: رو پڑنا۔ جمل و رنگ و بُو: حسن اور رنگ و بو۔ گیاہ باغ: باغ کی گھاس۔ بندۂ حضرت کریم: ایک کریم کے دربار کا غلام۔ پروردہ نعمت قدیم: قدیم نعمتوں کا پلا ہوا۔ گر: خواہ۔ بے ہنرم: بغیر تکنیک کے۔ امیدم: امید ہے۔ بضاعتے: پونجی۔ سرمایۂ طاعتے: اطاعت کا سرمایہ۔ وسیلتش: وسیلہ۔ مالکان تحریر: آزاد کرنے کا مالک۔ آزاد کنند: آزاد کر دینا۔ بندۂ پیر: بڈھا غلام۔ اے بار خدائے: اے خدائے بزرگ۔ عالم آرائی: دنیا کی خوبصورتی۔ بر سعدی پیر خود بنجشای: بڈھے سعدی کو بخش دے۔ رہ کعبہ: خدا کا بتایا ہوا راستہ مراد حکم خدا پر تسلیم و رضا سے عمل کرنا۔ کیںکہ سرنتاند: اس در سے منہ موڑنا۔ زیں: کیونکہ۔

حکایت کا ترجمہ:

- میں نے دیکھا کہ تازہ پھولوں کے کئی گلدستے ایک گنبد پر گھاس سے بندھے ہوئے تھے۔
- میں نے کہا یہ حقیر گھاس کیا تھی کہ وہ بھی پھولوں کی صف میں بیٹھی ہے۔
- گھاس رو پڑی اور کہا چپ رہ جواں مرد ساتھیوں کو کبھی نہیں بھولتے۔
- اگرچہ مجھ میں حسن اور رنگ و بو نہیں ہے لیکن میں بھی اسی باغ و باغباں کی پروردہ ہوں۔
- میں اپنے کریم مالک کا ادنیٰ غلام ہوں اور اس کی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں۔
- خواہ میں ہنرمند ہوں یا بے ہنر مجھے مالک کے لطف و کرم پر ایقان ہے۔
- اگرچہ میرے پاس اطاعت کی پونجی نہیں اور فرمانبرداری کا دامن تہی ہے۔
- لیکن جس کا کوئی سہارا نہ ہو' وہ خود اس کی چارہ سازی کرتا ہے۔
- یہ پرانا رواج ہے کہ جن کے پاس تحریری تمسک ہو وہ اپنے بوڑھے غلاموں کو آزاد کر دیا کرتے ہیں۔
- اے بزرگ و برتر! دنیا کو زینت بخشنے والے اپنے سعدی کو بھی بخش دے۔
- اے سعدی! اللہ کا بتایا ہوا راستہ اختیار کر' خدا کے بندے خدا کی دہلیز پر جھکا رہ۔
- وہ بدبخت ہے جس نے اس کے در سے منہ موڑا وہ کہیں بھی دوسرا دروازہ نہ پائے گا۔

نتیجہ حکایت: یہ پھول و خار اسی ذات ربانی کے پیدا کردہ ہیں جو اس کائناتﷺ کا خالق و کفیل ہے۔ وہ ایسی ذات ہے جو اپنے یا غیروں کو اپنے در سے خالی سے نہیں لوٹاتا کیونکہ وہ کُل شئی قدیر ہے جس نے اس کے در پہ سر جھکایا۔ سر اٹھانے سے پہلے اس کی خواہش پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ وہ توبہ کے در کھلے رکھتا ہے۔ توبہ کر دیکھو' وہ بخش دے گا کیونکہ وہ رحیم و کریم ہے۔

حکایت نمبر47

حکایت حکیمی را پرسیدند: از سخاوت و شجاعت کدام بہتر است؟ گفت: آں کہ را سخاوت است بہ شجاعت حاجت نیست۔

نماند حاتم طائی ولیک تا باید   بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور

زکوٰۃ مال بدر کن' کہ فضلہ رز را   چو باغبان بزند بیشتر دہد انگور

○

نبشت است بر گور بہرام گور   کہ' دست کرم بہ ز بازوی زور

مشکل الفاظ کے معنی: حکیمے: عقلمند۔ پرسید: پوچھا۔ شجاعت: بہادری۔ کدام بہترست: کون چیز بہتر ہے۔ حاجت نیست:

ضرورت نہیں۔ برگور: قبر پر۔ بنشت: لکھا ہوا۔ دست کریم: وہ ہاتھ جو سخاوت اور بخشش کرتا ہے۔ بہ زبازوئے زور: زور کے بازو سے بہتر ہے۔

حکایت کا ترجمہ: لوگوں نے کسی عقلمند سے پوچھا کہ سخاوت اور شجاعت میں سے کون سی صفت بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ سخی شجاعت کا محتاج نہیں ہوتا۔

فرد: بہرام گور کی قبر پر لکھا ہوا ہے کہ سخاوت کا ہاتھ زور کے بازو سے بہتر ہے۔

قطعہ: اگرچہ حاتم طائی اس دنیا میں نہیں رہا مگر اس کا نام نیکی کی وجہ سے مشہور رہے گا۔ مال کی زکوٰۃ نکالتا رہ اس لئے کہ جب باغباں انگور کی بیکار شاخیں تراش دیتا ہے تو انگور پہلے سے زیادہ آتا ہے۔

نتیجہ حکایت: اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے اللہ کے ہاں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ دنیا میں تو وہ مشہور ہوتے ہی ہیں' ان کا نام حاتم طائی کی طرح سرمدی اور ابدی حیثیت بھی اختیار کر جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

در فضیلت قناعت

حکایت نمبر1

حکایت خواہندہ مغربی در صف بزازان حلب میگفت: ای خداوندان نعمت، اگر شمارا انصاف بودی و مارا قناعت، رسم سوال از جہان برخاستی۔

ای قناعت، توانگرم گردان کہ وراے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمانست ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

مشکل الفاظ کے معنی: خواہندہ مغربی: افریقہ کا رہنے والا بھکاری۔ در صف بزازان حلب: حلب کے بزاروں کے بازار میں۔ خداوندان نعمت: دولت مند۔ شمارا انصاف: تم میں انصاف ہوتا۔ و مارا قناعت: ہم میں قناعت۔ رسم سوال: سوال کرنے کا رواج۔ ازجہاں: دنیا سے۔ برخاستے: ختم ہو جانا۔ قناعت: تھوڑی چیز پر صبر کرنا۔ توانگرم: مالدار بنادے۔ ورائے تو: تجھ سے بڑھ کر۔ کنج صبر: صبر کا گوشہ۔ لقمان: مراد عقلمند۔ صبرنیست: صبر نہیں ہے۔

حکایت کا ترجمہ: سرزمین افریقہ کا ایک بھکاری حلب کے بزاروں کے بازار میں امیر انسانوں کو مخاطب تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر تم میں انصاف ہوتا اور ہم میں قناعت تو اس دنیا سے سوال کرنے کا رواج ختم ہو جاتا۔

قطعہ: اے قناعت! مجھ کو مالدار کر دے کیونکہ تجھ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ صبر عقلمندوں کا پسندیدہ فعل ہے جو صبر سے عاری ہو، وہ حکمت سے خالی ہے۔

نتیجہ حکایت: صبر و قناعت در حقیقت فقراء کا شیوہ ہے۔ قناعت سے کام لینا عقلمندوں کا وطیرۂ زندگانی ہے۔ اگر امیر سخی ہوں اور لوگ قناعت پسند تو معاشرے سے گداگری کی لعنت کا خاتمہ ہو جائے۔

حکایت نمبر2

حکایت دو امیرزادہ در مصر بودند، یکی علم آموخت و دیگری مال اندوخت عاقبۃ الامر آن یکی علامہ عصر گشت دین دیگر عزیز مصر شد۔ پس این توانگر بچشم حقارت در فقیہہ نظر کردی و گفتی: من بسلطنت رسیدم و این ہمچنان در مسکنت بماندہ، گفت: ای برادر، شکر نعمت باری عزاسمہ، ہم چنان افزون تراست بر من کہ میراث پیغمبران یافتم، یعنی علم و ترا میراث فرعون و ہامان رسید یعنی ملک مصر۔

من آن مورم کہ در پایم بمالند نہ زنبورم کہ از دستم بنالند
کجا خود شکر این نعمت گذارم؟ کہ زور مردم آزاری ندارم

مشکل الفاظ کے معنی: علم آموخت: علم سیکھا۔ مال اندوخت: مال جمع کرنا۔ عاقبۃ: آخرکار۔ علامہ گشت: عالم ہو گیا۔ عزیز

مصر: عزیز زمانہ پچھلے زمانے میں وزیر مصر کو عزیز کا نام دیا جاتا تھا۔ توانگر: مالدار۔ بچشم حقارت: نفرت کی نگاہ سے۔ سلطنت رسیدم: حکومت پر پہنچ جانا۔ ایں ہمچناں: یہ اسی طرح۔ مسکنت: فقیر۔ شکر نعمت باری: اللہ کی نعمت کا شکر۔ افزوں: زیادہ۔ میراث پیغمبراں: اس سے مراد علم ہوا کرتا ہے۔ میراث فرعون: مصر کے قدیم بادشاہان کا خطاب فرعون مراد یہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا' حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں یہ تھا۔ ہامان: فرعون کے ایک وزیر کا نام۔ ملک مصر: مصر کی حکومت۔ مورم: چیونٹی: زنبورم: بھڑ۔ نیشم: ڈنگ مارنا۔ کجا: کہاں۔ مردم آزاری: آدمیوں کا ستانا۔

حکایت کا ترجمہ: مصر کے دو امیر زادے تھے' ایک نے علم حاصل کیا اور دوسرے نے مال جمع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ علم حاصل کرے۔ بہت بڑا عالم بن گیا اور دوسرا ملک مصر کا وزیر ہوگیا۔ مال و دولت کا مالک بھائی عالم بھائی کو نفرت و حقارت سے دیکھتا اور کہتا کہ ہم تو سلطنت کے اہم ستون بن گئے ہیں اور تو بیچارہ یونہی مفلسی کا چراغ ہے۔ عالم نے کہا' مجھ پر اللہ کی نعمت کا احسان زیادہ ہے کیونکہ اس نے مجھے پیغمبروں کی میراث سے نوازا ہے جبکہ تمہیں فرعون اور ہامان کی میراث دی ہے یعنی مصر کی حکومت۔

مثنوی: میں تو وہ مسکین چیونٹی ہوں جس کو پیر سے مسل دیا جائے۔ میں بھڑ نہیں جس کے ڈنگ سے سب ڈرتے ہیں۔ میں خدا کی نعمت کا شکر کیسے ادا کروں کہ مجھ میں کسی کو ستانے کی طاقت ہی نہیں ہے۔

نتیجہ حکایت: علم ایک ایسا بیش بہا خزانہ الٰہی ہے جو خرچ کرنے سے کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ مزید بڑھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات نے علم کی دولت سے مالا مال کیا ہو۔ اسے دنیا کی کسی اور نعمت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

حکایت نمبر3

حکایت درویشی را شنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت و خرقہ بر خرقہ ہمی دوخت و تسکین خاطر مسکین را ہمی گفت:

بنان خشک قناعت کنیم و جامہ دلق　　کہ بار محنت خود بہ کہ بار منت خلق

کسی گفتش' چہ نشینی؟ کہ فلان درین شہر طبعی کریم دارد و کرمی عمیم' میان بخدمت آزادگان بستہ و بردر دلہا نشستہ' اگر بر صورت حال تو' چنانچہ ہست' مطلع گردد پاس خاطر عزیزت را منت دارد۔ گفت: خاموش! در پستی مردن بہ کہ حاجت پیش کسی بردن:

ہم رقعہ دوختن بہ و الزام کنج صبر　　کز بہر جامہ رقعہ بر خواجگان نبشت

حقا! کہ با عقوبت دوزخ برابر است　　رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت

مشکل الفاظ کے معنی: شنیدم: سنا ہے۔ در آتش فاقہ: فاقہ کشی کی آگ میں۔ سوخت: جلنا۔ خرقہ بخرقہ ہمی دوخت: پیوند پر پیوند لگانا۔ تسکین خاطر: تسلی کے لئے۔ بنان خشک: خشک روٹی پر۔ جامہ دلق: قیمتی لباس مراد گدڑی۔ بارمنت مخلوق: مخلوق کے احسان کا بوجھ۔ طبع کریم: اچھی عادت۔ کرمے عمیم: عام کرم ہے۔ بخدمت آزادگان: آزاد لوگوں کی خدمت۔ خاطر عزیزاں: عزیزوں کی خاطر۔ در پستی مردن: پستی کی حالت میں مرنا۔ کنج صبر: صبر کا گوشہ۔ دوختن: پیوند لگالینا۔ بہر جامہ: کپڑوں کے لئے۔ رقعہ برخواجگاں نبشت: بڑے لوگوں کو خط لکھے۔ حقا: یقیناً۔ عقوبت دوزخ: دوزخ کی سزا۔ برابرست: برابر ہے۔ رفتن: جانا۔ بپایمردی ہمسایہ: پڑوسی کی مدد۔ در بہشت: جنت میں۔

حکایت کا ترجمہ: ایک فقیر کے بارے میں' میں نے سنا کہ فاقہ کشی کی آگ میں جلتا تھا اور پیوند پر پیوند لگاتا جاتا تھا اور اپنے جی کو تسلی دینے کے لئے کہتا کہ

شعر: میں روکھی سوکھی روٹی اور چیتھڑوں بھرے لباس ہی میں خوش ہوں کیونکہ مخلوق کے احسان کا بوجھ اٹھانے سے اپنی

محنت کا بوجھ اٹھانا بہتر ہے۔

ترجمہ نثر: کسی نے کہا میاں کیا بیٹھے سوچ رہے ہو اس شہر میں فلاں آدمی ایسا سخی اور رحم دل ہے جس نے مخلوق کی خدمت کا ارادہ کر رکھا ہے اور لوگوں کے دل جیت لئے ہیں۔ اگر اس کو تمہاری مفلسی کا پتہ چل جائے تو تمہاری دل دہی کرے گا اور ممنون بھی ہو۔ اس نے کہا میاں چپ رہو' دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے یہ بہتر ہے کہ آدمی مفلسی سے مرجائے۔

قطعہ: پیوند پر پیوند لگانا اور صبر و شکر کر کے گوشہ تنہائی میں بیٹھ رہنا کسی امیر کو کپڑوں کے لئے خط لکھنے سے بہتر ہے۔ پڑوسیوں کی سفارش سے جو بہشت ملے وہ یقیناً دوزخ کی سزا کے برابر ہے۔

نتیجہ حکایت: اغیار کی مدد سے ملنے والی جنت بھی مقام اعراف کے برابر ہے۔ جنت وہی جو اپنے خون جگر سے حاصل ہو۔ غیروں کے سامنے حاجت روائی کے لئے دامن پھیلانے سے بہتر ہے کہ انسان بھوکا پیاسا گوشہ تنہائی میں لیٹا رہے۔

حکایت نمبر4

حکایت یکی از ملوک عجم طبیبی حاذق را بخدمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد۔ سالی در دیار عرب بود و کسی تجربتی پیش او نیاورد و معالجتی از وی درنخواست۔ پیش پیغمبر آمد علیہ السلام و گلہ کرد کہ مرین بندہ را برای معالجت اصحاب فرستادہ اند و درین مدت کسی التفاتی نکرد' تا خدمتی کہ بر بندہ معین است بجای آورد۔ رسول علیہ السلام فرمود: این طائفہ را طریقی ہست کہ تا اشتہا غالب نشود نخورند و ہنوز اشتہا باقی باشد کہ دست از طعام بدارند حکیم گفت: این است موجب تندرستی' زمین ببوسید و برفت۔

سخن آنگہ کند حکیم آغاز یا سر انگشت سوی لقمہ دراز
کہ ز ناگفتنش خلل زاید یا ز ناخوردنش بجان آید
لاجرم حکمتش بود گفتار خوردنش تندرستی آرد بار

مشکل الفاظ کے معنی: ملوک عجم: عجم کا ایک بادشاہ۔ طبیبی حاذق: ماہر طبیب۔ بخدمت محمد ﷺ: حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں۔ فرستادہ: بھیجا ہوا۔ سالے چند: چند سال۔ در دیار عرب: عرب کے ملکوں میں۔ معالج: علاج کرنے والا۔ گلہ کرد: شکایت کی۔ التفاتے نہ کرد: توجہ نہ دینا۔ خدمتے کہ بندہ معین: متعینہ خدمت انجام دینا۔ ایں طائفہ: یہ گروہ۔ را طریقے ہست: ایسا طریقہ ہے۔ اشتہا: بھوک۔ خورند: کھانا۔ ہنوز: ابھی۔ اشتہا باقی: بھوک باقی ہے۔ طعام: کھانا۔ ببوسید: بوسہ دیا۔ رفت: چلا جانا۔ سخن: بات۔ سرانگشت: انگلی کی چو۔ بجان آید: جان سے جانا۔ لاجرم: لامحالہ۔

حکایت کا ترجمہ: کسی بادشاہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ماہر طبیب بھیجا کہ وہ بوقت ضرورت صحابہ ؓ رسول ﷺ کا علاج معالج کیا کرے۔ وہ کئی سال عرب کی سرزمین پر رہا لیکن کوئی شخص تجربہ کے لئے بھی اس کے پاس نہ آیا اور نہ کسی قسم کے علاج کی درخواست کی۔ وہ آخرکار حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور شکایت کے لہجے میں کہا کہ اس خادم کو آپ ﷺ کے ساتھیوں کے علاج معالجہ کے لئے آپ جناب ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا لیکن اس مدت میں کسی نے میری طرف توجہ بھی نہ کی کہ میں وہ خدمت بجالاتا جو مجھے سونپ گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کھانے کا طریقہ ایسا ہے کہ جب تک بھوک مجبور نہیں کرتی' یہ نہیں کھاتے اور ابھی بھوک باقی ہو تو یہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ طبیب بولا کہ یہی تندرستی کا راز ہے۔ وہ آداب بجالایا اور اپنے وطن واپس چلا گیا۔

مثنوی: عقلمند آدمی فقط اس وقت زبان کھولتا ہے جب یہ دیکھے کہ نہ بولنے سے خلل پڑے گا اور کھانے کے لئے صرف

Scanned with CamScanner

اس وقت ہاتھ بڑھاتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ نہ کھانے سے جان کو خطرہ لاحق ہے۔ بے شک ایسی صورت میں جو وہ کہے گا حکمت ہو گا اور اس کا کھانا تندرستی کے لئے بار آور ہو گا۔

نتیجہ حکایت: کم کھانا اور ضرورت کے مطابق کھانا تندرستی کی علامت ہے۔ توانا' تندرست اور مضبوط رہنے کے لئے کھانے میں اعتدال انتہائی ضروری ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ تندرستی جیسی نعمت سے مالامال رہتے ہیں جو صرف بھوک مٹانے کے لئے چند لقمے حلق سے نیچے اتارتے ہیں اور بھوک مٹنے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ حیوانوں کی طرح کھانا سوائے فاسد مادہ بنانے کے اور کچھ نہیں البتہ بیماری لانے کا موجب ضرور ہے۔

حکایت نمبر5

حکایت در سیرت اردشیر بابکان آمده است که: حکیم عرب را پرسید که: روزی چه مایه طعام باید خوردن؟ گفت' صد درم سنگ کفایت است۔ گفت: این قدر چه قوت دہد؟ گفت: هذا المقدار يحملك وما زاد على ذالك فانت حامله یعنی این قدر ترا برپا ہمی دارد و ہرچه بر این زیادت کنی تو حمال آنی:

خوردن برای زیستن و ذکر کردن است　　تو معتقد که زیستن از بہر خوردن است

مشکل الفاظ کے معنی: سیرت اردشیر بابکاں: اردشیر بابکاں کی عادت' اردشیر بابکاں ایک عظیم بادشاہ کا نام ہے جو بابک کا نواسا تھا۔ پرسید: پوچھنا۔ طعام: کھانا۔ خوردن: کھایا۔ صد درم: انتیس تولہ سونا کے برابر۔ کفایت: کافی۔ این: یہ۔ زیادت: زیادہ۔ کنی حمال انی: اگر بڑھائے گا تو بوجھ زیادہ ہو گا۔ زیستن: زندگی۔ بہر خوردن ست: کھانے کے لئے بنے۔

حکایت کا ترجمہ: اردشیر بابکاں کی سوانح حیات میں یہ مذکور ہے کہ ایک دن اس نے ایک عربی حکیم سے پوچھا کہ انسان کو دن بھر میں کتنی مقدار میں غذا کھانی چاہئے۔ حکیم نے جواب دیا۔ سو درم کے برابر وزن کی خوراک کافی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ مقدار کیا قوت پہنچائی گی۔ اس نے کہا' یہ وہ قوت ہے جو تمہیں اٹھائے پھرے گی ورنہ اس سے زیادہ کھاؤ گے تو خود غذا کا بوجھ اٹھاؤ گے۔

شعر: کھانا تو صرف جینے اور اللہ کی یاد میں محو رہنے کے لئے ہے تو یہ سمجھا ہے کہ زندگی کھانے کے بلئے ہے۔

نتیجہ حکایت: زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کھانا کم کھانا اور برابر اللہ کی یاد میں تسبیح و تقدیس کرنا عین عبادت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ زندگی کا مقصد صرف اور صرف کھانا ہی ہو۔

حکایت نمبر6

حکایت دو درویش خراسانی ملازم' صحبت یکدیگر سفر کردندی۔ یکی ضعیف بود' کہ ہر بدو شب افطار کردی و دیگری قوی کہ روزی سہ بار خوردی۔ قضا را بر در شہری بہ تہمت جاسوسی گرفتار آمدند۔ ہردو را بخانہ کردند و در بگل برآوردند بعد از دو ہفتہ معلوم شد کہ بی گناہ اند۔ در را بکشادند' قوی را دیدند مردہ و ضعیف جان بسلامت بردہ۔ درین عجب ماندند۔ حکیمی گفت: خلاف این عجب بودی' آن یکی بسیار خوار بود طاقت بینوائی نیاورد و بسختی ہلاک شد۔ وین دگر خویشتن دار بود' لاجرم برعادت خویشتن صبر کرد و بسلامت ماند۔

چو کم خوردن طبیعت شد کسی را　　چو سختی پیشش آید سہل گیرد
وگر تن پرور است اندر فراخی　　چو تنگی بیند از سختی بمیرد

Scanned with CamScanner

تنور شکم دمبدم تافتن مصیبت بود روز نا یافتن

مشکل الفاظ کے معنی: خراسان: ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔ صحبت یکدیگر: ایک دوسرے کے ساتھ۔ یکے ضعیف: ایک کمزور۔ دوشب: دو راتیں۔ دیگرے قوی: دوسرا طاقت ور تھا۔ روزے سہ بار خوردے: ایک دن میں تین بار کھانا۔ بہ تہمت: الزام کی وجہ سے۔ بہ گل: مٹی سے۔ جاں بسلامت: جان بچا لینا۔ بسیار خور: زیادہ کھانے والا۔ طاقت بے نوائی: بے سامانی کی طاقت۔ لاجرم: لا محالہ۔ بسلامت خلاص یافت: سلامتی سے بچ گیا۔ کم خوردن: کم کھانا۔ چو سختی پیش: جب تنگی آئے۔ سہل: آساں۔ چو تنگی: جب تنگی آئے۔ بیند: دیکھنا۔ سختی میرد: سختی کی وجہ سے مرجانا۔

حکایت کا ترجمہ: خراسان کے دو درویش اکٹھے سفر کر رہے تھے کہ ایک ناتواں تھا اور دو دن بعد افطار کرتا جبکہ دوسرا موٹا تازہ تھا اور دن میں تین بار کھاتا تھا۔ اتفاقاً ایک شہر میں جاسوسی کے الزام میں دھر لئے گئے اور دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور اوپر سے مٹی کا لیپ کر دیا گیا۔ دو ہفتہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ دونوں بے قصور ہیں۔ دروازہ کھولا گیا تو دیکھا کہ طاقت ور مر گیا اور ناتواں یعنی کمزور ابھی تک زندہ و سلامت ہے۔ لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ ایک عقلمند نے کہا کہ اس کے برعکس ہوتا تو حیرت ہوتی۔ وہ ایک بسیار خور تھا' بھوک کی تاب نہ لاکر مر گیا۔ دوسرے کا اپنے نفس پر قابو تھا۔ بے شک اپنی عادت کے مطابق صبر کیا اور بچ گیا۔

قطعہ: اگر کسی کی کم کھانے کی عادت ہو گی تو بوقت سختی اس کے لئے آسانی ہے۔ اگر وسعت کی حالت میں آسانی سے رہا تو جب تنگی دیکھے گا تو وہ سختی کی وجہ سے مرجاتا ہے۔

نتیجہ حکایت: کم کھانا کھانے سے انسانی جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تنگی میں' مشکل میں بھی کم کھانے والے بالآخر بوقت سختی گھبراتے نہیں بلکہ خدا بھی ان کے صبر جمیل میں اضافہ کر دیتا ہے۔

حکایت نمبر 7

حکایت یکی از حکما پسر را نہی کرد از بسیار خوردن کہ' سیری مردم را رنجور کند۔ گفت: ای پدر گرسنگی خلق را بکشد۔ نشنیدہ ای کہ ظریفان گفتہ اند' بسیری مردن بہ کہ گرسنگی بردن؟ گفت: اندازہ نگہ دار کلوا واشربوا ولا تسرفوا

نہ چندان بخور' کز دہانت برآید نہ چندانکہ از ضعف جانت برآید

○

باآنکہ در وجود طعام ست حظ نفس رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود
گر گلشکر خوری بتکلف زیان کند ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود

○

مکن گر مردمی بسیار خواری کہ سگ زین میکشد بسیار خواری

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از حکما: ایک دانا آدمی۔ مردم: آدمی۔ رنجور: تکلیف زدہ۔ بکشد: مار ڈالنا۔ نشنیدہ: نہیں سنا۔ ظریفاں: خوش طبع لوگ۔ گویند: کہنا۔ اندازہ نگہدار: اندازہ کا خیال۔ ضعف: کمزوری۔ عیش نفس: عیش پرستی۔ رنج آورد: تکلیف پہنچانا۔ بیش: زیادہ۔ گلشکر: گلقند مراد مٹھائی کا نام۔ زیاں: مضر۔ نان خشک: سوکھی روٹی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عقلمند اپنے بیٹے کو زیادہ کھانے سے منع کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ بیٹا پیٹ بھر کر کھانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے۔ اس نے کہا ابا جان بھوک انسانوں کو مار ڈالتی ہے۔ کیا آپ نے خوش طبع لوگوں کی یہ بات نہیں سنی کہ کھاتے پیتے

مرجانا بھوک کے پیاسے جینے سے کہیں بہتر ہے۔ باپ نے کہا کہ بیٹا اعتدال کو مدنظر رکھو' کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو۔
شعر: نہ اتنا زیادہ کھاؤ کہ تم بیمار پڑ جاؤ' نہ اتنا کم کھاؤ کہ کمزوری تیری جان نکال دے۔
قطعہ: اس کے باوجود زندگی کا لطف کھانے سے ہے۔ ضرورت سے زیادہ کھانا تکلیف کا باعث ہے۔ بے بھوک کھاؤ تو مٹھائی بھی بے مزہ معلوم ہوگی' اگر بھوک سے کھاؤ گے تو روکھی سوکھی میں بھی مٹھائی کا مزہ ہوگا۔
شعر: اگر جواں ہمت ہو تو زیادہ کھانے سے بچو کیونکہ کتا بھی اسی کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔
نتیجہ حکایت: بھوک بنیادی محرکات میں سے ایک ضرورت ہے۔ اس کو مٹائے بغیر زندگی کا لطف مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر بھوک مٹانے کے لئے کھانا کھایا جائے تو یہ اچھا ہے' کھانے کی زیادتی انسان کے لئے دشواریاں اور بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

حکایت نمبر8

حکایت رنجوری را گفتند دلت چہ میخواہد؟ گفت: آنکہ دلم چیزی نخواہد:

معدہ چو پر گشت و شکم درد خاست سود ندارد ہمہ اسباب راست

مشکل الفاظ کے معنی: رنجور: بیمار' تکلیف۔ دلت: دل۔ چہ میخواہد: کیا چاہتا ہے۔ دلم چیزے نخواہد: دل کسی چیز کو نہ چاہے۔ شکم درد: پیٹ کا درد۔ سود ندارد: فائدہ نہیں ہے۔
حکایت کا ترجمہ: ایک بیمار سے لوگوں نے پوچھا کہ تیرا کھانے کو کیا دل کرتا ہے اس نے جواب دیا۔ میرا کسی چیز کو دل نہ چاہے۔
شعر: جس کے پیٹ میں درد کے آثار ہوں اس کے لئے دنیا کی تمام نعمتیں بیکار ہیں۔

حکایت نمبر9

حکایت بقالی را درمی چند بر صوفیان گرد آمدہ بود' در واسط' بر روز مطالبت کردی و سخنان با خشونت گفتی و اصحاب از تعنت وی خستہ خاطر ہمی بودند و از تحمل چارہ نبود۔ صاحبدلی در آن میان گفت: نفس را بمطعام وعدہ دادن آسان تراست کہ بقال را بدرم۔

ترک احسان خواجہ اولی تر کاحتمال جفای بوابان
بتمنای گوشت مردن بہ کہ تقاضای زشت قصابان

مشکل الفاظ کے معنی: بقالہ: سبزی فروش مگر یہ لفظ غلہ فروش کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ صوفیاں: کملی پوش فقیر۔ واسط: فارس کے ایک شہر کا نام۔ مطالبت: تقاضا کرنا۔ خستہ خاطر: شکستہ خاطر۔ تحمل: برداشت۔ صاحبدلے: اہل دل۔ خواجہ: بڑا آدمی۔ ترک احسان: احسان نہ لینا۔ بہ تمنائے گوشت: گوشت کی تمنا میں۔ تقاضائے زیشت: برے تقاضے۔ قصاباں: قصائی۔
حکایت کا ترجمہ: واسط شہر میں چند صوفی لوگوں پر ایک غلہ فروش کا قرض ہو گیا۔ وہ غلہ فروش ہر روز ان سے تقاضا کرتا اور سخت باتیں کرتا۔ بیچارے اس کے لعن طعن سے بڑے نالاں ہوتے تھے مگر سوائے صبر کے اور چارہ بھی نہ تھا۔ ایک صاحب دل نے سنا تو کہا کہ نفس سے کھانے کا وعدہ کرنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ کنجڑے کے درم دینے کا وعدہ۔
قطعہ: دربان تند خو و تحکم شعار کی نسبت بڑے آدمی کا احسان لینے سے بچ کیونکہ گوشت کی تمنا میں مرجانا بہتر ہے اس سے

کہ قصائی ناخوشگوار تقاضے کرتا پھرے۔
نتیجہ حکایت: ادھار لینے سے بہتر ہے کہ انسان بھوکا پیاسا رہ لے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے عزت نفس یکسر مجروح ہو جاتی ہے اور انا کی پامالی ہو جاتی ہے۔ وقت پڑنے پر اگر ادھار نہ دیا جاسکے تو کنجڑے تقاضے کر کر کے انسان کی عزت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

حکایت نمبر10

حکایت جوانمردی را در جنگ تاتار جراحتی ہول رسید۔ کسی گفت: فلان بازرگان نوشدارو دارد، اگر بخواہی باشد کہ دریغ ندارد۔ گویند: آن بازرگانان بہ بخل معروف بود۔

گر بجای نانش اندر سفرہ بودی آفتاب تا قیامت روز روشن کس ندیدی درجہان

جوانمرد گفت: اگر نوشدارو خواہم۔ دہد یا ندہد و گر دہد منفعت کند یا نکند؟ باری خواستن ازو زہر کشندہ تراست۔

ہر کہ از دونان بمنت خواستی در تن افزودی و از جان کاستی

و حکیمان گفتہ اند: آب حیات اگر فروشند، فی المثل بابروی، دانا نخرد، کہ مردن بعلت بہ از زندگانی بذلت۔

اگر حنظل خوری از دست خوشخوی بہ از شیرینی از دست ترشروی

مشکل الفاظ کے معنی: جنگ تاتار: تاتار کی جنگ۔ جواں مرد: بہادر۔ بازرگاں: سوداگر، تاجر۔ نوشدارو: ایک دوا کا نام جو زخموں اور ان کی تمام تکالیف کو ختم کر دیتی ہے۔ بخواہی: مانگنا۔ بہ بخل معروف بود: بخل کے بارے مشہور تھا۔ نانش: روٹی۔ اندر سفرہ: دستر خوان۔ ندیدے: نہ دیکھے۔ جہاں: دنیا۔ دار و خواہم: دوا مانگنا۔ زہر کشندہ: زہر قاتل۔ دوناں: کمینے۔ افزودی: بڑھا لینا۔ آب حیات: امرت پانی۔ حکیماں گفتہ: عقلمندوں نے کہا ہے۔ مردن بعزت: عزت سے مرنا۔ زندگانی بمذلت: ذلت کی زندگی۔ حنظل: نیم، ایلوا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بہادر کو جنگ تاتار میں ایک گہرا زخم لگا۔ کسی نے اس کو بتایا کہ فلاں تاجر کے پاس ایک نوشدارو دوا ہے اگر اس سے مانگو شاید انکار نہ کرے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تاجر بخل یعنی کنجوسی میں بڑا مشہور تھا۔

شعر: اگر اس کے دستر خوان پر روٹی کی بجائے سورج ہوتا تو قیامت تک دنیا میں کوئی دن روشن نہ دیکھ سکتا۔

ترجمہ: بہادر نے کہا اگر میں اس سے دوا مانگوں تو وہ دے یا نہ دے۔ اگر دے تو وہ دوا فائدہ کرے یا نہ کرے تو اب اس سے مانگنا خود زہر قاتل ہے۔

شعر: کمینوں کی خوشامد کر کے جو تو نے حاصل کیا بدن کو تو بڑھا لیا لیکن روح کو گھٹا لیا۔

ترجمہ: عقلمندوں نے کہا ہے کہ اگر آب حیات آبرو کے بدلے ملے تو عقلمند کبھی نہ خریدے گا کیونکہ بیماری سے مر جانا ذلت کی زندگی جینے سے بہتر ہے۔

شعر: اگر خوش خلق سے ایلوا کھالے تو وہ شیریں ہو جائے۔ بد خلق کے ہاتھ سے حلوہ بھی کڑوا ہو جائے۔

نتیجہ حکایت: کم ظرف اور کمینے کے ہاتھوں کھانا پینا زہر کھانے کے مترادف ہے کیونکہ جب وہ کمینگی پہ آئیں گے تو عورتوں کی طرح کھانے پینے کے طعنے بھی ماریں گے لہٰذا ان سے آب حیات بھی پینے کو ملے تو نہ پیو کیونکہ غیرت مند آبرو کے بدلے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ وہ ذلت کی زندگی سے مر جانا بہتر تصور کرتے ہیں۔

حکایت نمبر11

حکایت یکی از علما خورندہ بسیار داشت و کفاف اندک۔ بایکی از بزرگان کہ در حق او معتقد بود بگفت، روی از توقع او درہم کشید و تعرض سوال از اہل ادب در نظرش ناپسند آمد۔

زبخت روی ترش کردہ پیش یار عزیز مرو، کہ عیش برو نیز تلخ گردانی
بحاجتی، کہ روی، تازہ روی و خندہ رو فرو نبندد کار کشادہ پیشانی

آوردہ اند کہ، اندکی در وظیفہ او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم۔ دانشمند چون پس از چند روز مودت معہود برقرار ندید گفت:

بئس المطاعم حین الذل یکسبھا القدر منتصب والقدر مخفوض
نانم افزود و آبرویم کاست بینوائی بہ از مذلت خواست

مشکل الفاظ کے معنی: یکے: ایک۔ خورندہ بسیار: زیادہ کھانے والے۔ کفاف اندک: آمدنی کم تھی۔ روی از توقع او: اس کی امید سے منہ پھیرلینا۔ درہم کشیدہ: روگردانی کرنا۔ قبیح آمد: بُرا لگا۔ روی ترش: منہ بگاڑنا۔ یار عزیز: عزیز دوست۔ بحاجتے: ضرورت کے لئے۔ روخنداں: ہنستا چہرہ۔ کشادہ پیشانی: ہنس مکھ۔ مودت معہود: پہلی دوستی۔ بے نوائی: بے سروسامانی۔ مذلت خواست: مانگنے کی ذلت۔ نانم افزود: روٹی کا بڑھ جانا یعنی رزق میں اضافہ۔ آبرویم کاست: آبرو گھٹ گئی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عالم کے گھر میں کھانے والے بہت تھے اور آمدنی قلیل تھی۔ اپنے معتقد امیر کے سامنے اپنا حال بیان کیا۔ امیر نے منہ پھیرلیا، عالم کا یوں دست سوال دراز کرنا اسے کچھ اچھا نہ لگا۔

قطعہ: منہ بسور کر برے دنوں کی شکایت اپنے عزیز دوست کے سامنے نہ کر کیونکہ تو اس کا جینا بھی تلخ کر دے گا۔ کسی ضرورت کے لئے جانا چاہتا ہے تو ہنستے ہوئے جا کیونکہ ہنس مکھ آدمی کا کام کبھی نہیں رکتا۔

لوگ کہتے ہیں کہ امیر نے اس کا وظیفہ تو بڑھا دیا لیکن اس کی عقیدت میں کمی آگئی۔ عالم نے چند دن کے بعد پہلی سی آؤ بھگت نہ دیکھی تو کہا۔

شعر: ذلت و خواری سے ملا ہوا کھانا کتنا برا ہے۔ ہنڈیا تو چڑھی لیکن قدر و منزلت میں فرق آگیا۔

فرد: میری روٹی تو بڑھ گئی لیکن عزت و آبرو میں کمی آگئی۔ مانگنے کی ذلت سے تو بے سروسامانی ہی بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: ذلت، خواری سے حاصل کی ہوئی روٹی سے مرجانا بہتر ہے۔ حاجت روائی کے لئے جب دامن پھیلایا جائے تو ہو سکتا ہے کہ خواہش تو پایۂ تکمیل کو پہنچے لیکن عزت و وقار اور آبرو گھٹ جاتی ہے۔ دنیاوی لوگوں سے مانگنے کی بجائے اپنے پیدا کرنے والے خدا سے مانگ جو سب کا خالق و کفیل ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے جو مانگنے سے بے عزت نہیں کرتی بلکہ اپنے بندہ کی مانگ کو پورا کرتی ہے یعنی رب کریم اپنی رحمتوں کی بارش سوالی پر اس طرح کرتی ہے کہ اس کا دامن بیش بہا خزانوں سے لبریز ہو جاتا ہے۔

حکایت نمبر12

حکایت درویشی را ضرورتی پیش آمد، کسی گفت، فلان نعمتی دارد بیقیاس، اگر بر حاجت تو واقف گردد ہمانا کہ در قضای آن توقف روا ندارد، گفت: من او را ندانم گفت: منت رہبری کنم۔ دستش گرفت تا بمنزل آن شخص در آورد۔ یکی

را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ۔ برگشت و سخن نگفت۔ کسی گفتش: چہ کردی؟ گفت عطای او را بلقای او بخشیدم۔

مبر حاجت بنزدیک ترشروی   کہ از خوی بدش فرسودہ گردی

اگر گوئی غم دل با کسی گوی   کہ از رویش بنقد آسودہ گردی

مشکل الفاظ کے معنی: درویشے: درویش، فقیر۔ ضرورتے پیش آمد: ضرورت پیش آئی۔ کسے گفت: کسی نے کہا۔ کرم نفسی: سخی، سخاوت کرنے والا۔ توقف: دیر کرنا۔ دستش: ہاتھ۔ گرفت: پکڑنا۔ آں شخص: اس شخص کے۔ لب فروشتہ: ہونٹ کا لٹک جانا۔ ترش روی: بدمزاج۔ خوئے بدش: بدمزاجی کی عادت۔ کسے بر: ایسے شخص۔ آسودہ گردی: راحت حاصل ہو۔

حکایت کا ترجمہ: کسی فقیر کو ایک ضرورت پیش آئی۔ کسی نے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس ان گنت مال و دولت ہے۔ اگر اس کو تیری حاجت کا پتہ چلے تو یقیناً اسے رد نہ کرے گا۔ درویش نے کہا' میں تو اسے جانتا نہیں۔ اس آدمی نے کہا چلو میں تجھے وہاں تک لے جاتا ہوں۔ اسے ہاتھ سے پکڑا اور امیر کے دروازے تک لے گیا۔ اندر داخل ہوا تو ایک ایسا آدمی دیکھا جس کا ہونٹ لٹکا ہوا تھا اور اکڑ کر بیٹھا تھا۔ فقیر چپ چاپ لوٹ آیا۔ کسی نے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ کہنے لگا میں نے اس کی بخشش اس کی ملاقات پر قربان کر دی۔

قطعہ: بدمزاج کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار نہ کر کیونکہ اس کی بدمزاجی سے تجھے تکلیف ہو گی۔ اس شخص کے پاس اپنی حاجت لے جا جس کو دیکھنے سے تیرا دل بہل جائے۔

نتیجہ حکایت: بدمزاج اور بداخلاق کے سامنے ہاتھ پھیلانا اپنی ذلت کا ساماں خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ خواہش کا اظہار اس کے سامنے کرنا چاہیے جو زندہ دل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش رو یعنی خوش شکل بھی ہو جس کو دیکھنے سے کراہت نہ آئے بلکہ جی میں مستی سی آجائے۔

حکایت نمبر 13

حکایت خشک سالی باسکندریہ در افتاد عنان طاقت درویش از دست رفتہ بود' درہای آسمان بر زمین بستہ' دفریاد اہل زمین باسمان پیوستہ۔

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور   کہ بر فلک نشد از بی مرادی افغانش

عجب کہ' دود دل خلق جمع می نشوو!   کہ ابر گردد و سیلاب دیدہ بارانش

در چنین سالی مخنثی دور از دوستان' کہ سخن در وصف او ترک ادبست' خاصہ در حضرت بزرگان و بطریق اہمال از سرآن در گذشتن ہم نشاید کہ طائفہ ای بر عجز گویندہ حمل کنند' بر این دو بیت اختصار کنیم کہ اند کی دلیل بسیاری باشد و مشتی نمودار خرواری۔

گر تتر بکشد این مخنث را   تتری را دگر نباید کشت

چند باشد چو جسر بغداوش   آب در زیر و آدمی در پشت؟

مشکل الفاظ کے معنی: خشک سالی: قحط۔ در اسکندریہ: اسکندریہ ایک شہر کا نام جو مصر میں ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کو سکندر اعظم نے آباد کیا تھا۔ عنان طاقت: طاقت کی باگ۔ از دست رفتہ: ہاتھ سے چھوٹ جانا۔ درہائے آسمان: آسمان کے دروازے۔ بر زمین بستہ: زمین پر بند ہو گئے۔ فریاد اہل زمین: آسمان تک پہنچ رہی تھی۔ وحش: وحشی۔ طیر: پرند۔ ماہی: مچھلی۔ دود دل خلق: لوگوں کے دل کی آہ۔ سیلاب دیدہ: آنکھوں کا سیلاب مراد رونا دھونا۔ چنیں سالے: اسی سال۔

ترک ادب: بے ادب۔ طائفہ: گروہ۔ عجز گوئندہ: بیان کرنے سے قاصر۔ اختصار کنم: مختصر کرتے ہوئے۔ اندک: تھوڑا۔ بسیارے: زیادہ۔ مشتے: مٹھی بھر۔ خروارے: بوری۔ تتری: مراد تاتار' ترکستان کا شہر۔ مخنث: ہیجڑا۔ کشت: مار دینا۔ جسر: پل۔ آدمی برپشت: آدمی کی پشت پر۔ تنگدستاں: غریب۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ سفرہ: دستر خوان۔ گروہے درویشاں: فقیروں کا گروہ۔ جور فاقہ: بھوک کا ظلم۔ مشورت: مشورہ۔ موافقت بازدم: موافقت سے انکار کرنا۔ بخورد شیر: شیر نہیں کھاتا۔ نیم خورہ سگ: کتا کا جوٹھا۔ بمیرد: مرجاتا۔ گرسنگی: بھوک۔ سفلہ: کمینہ۔ نعمت: دولت۔ پرنیاں و تسبیح: ریشمی کپڑوں کے نام۔ لاجورد: ایک قیمتی مدنی پتھر جس کا رنگ نیلگوں ہوتا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک دفعہ اسکندریہ شہر میں ایسا قحط پڑا کہ فقیروں کی قوت برداشت بھی ختم ہو کر رہ گئی۔ آسمان کے دروازے زمین والوں پر اس طرح بند ہوئے کہ بیچارے زمینی لوگوں کی آہ و فغاں آسمان سے چپک گئی تھی۔

قطعہ: چرندوں پرندوں اور درندوں میں سے کوئی جانور ایسا نہ تھا جو آسمان کی طرف منہ کرکے چیخ نہ رہے ہوں۔ حیران کن بات یہ تھی کہ لوگوں کے دلوں کی آنکھوں کے آنسو بخارات (بادل) بن کر کیوں نہ برس پڑے۔

ترجمہ: اسی سال ایک ہیجڑا جس کی تعریف کرنا بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے کے مترادف ہے اور اس کے ذکر کو یکسر نظرانداز کر دینا زیب نہیں دیتا اس لئے کہ کچھ لوگ ایسے ہی ہوں گے جو شاعر اور ادیب کے اعتراف کو شکست کے نام سے منسوب کرتے ہیں لہٰذا میں دو شعروں پر ہی اکتفا کرتا ہوں کیونکہ تھوڑی بات ہی دلیل کے لئے کافی ہوتی ہے اور چاول کی دیگ سے ایک چاول ہی چکھا جاتا ہے۔

قطعہ: اگر ہیجڑے کو تاتاری کافر مار ڈالے تو تاتاری سے اس کے خون کا بدلہ نہ لینا چاہئے۔ اکثر مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ پانی بغداد کے پل کے نیچے بہہ رہا ہے اور آدمی اس کی پست پر ہوتا ہے۔ (وہ آدمی کیسے پانی پی سکتا ہے۔)

ترجمہ: یہ شخص جس کے کردار کی تھوڑی سی جھلکی میں نے آپ کو دکھائی ہے اس قحط سالی میں بے شمار دولت کا مالک تھا۔ غریبوں اور مفلسوں کو پیسے دے کر مدد کیا کرتا۔ مسافروں کو کھانا کھلاتا درویشوں کے ایک گروہ نے فاقوں سے تنگ آکر اس کے ہاں جاکر دعوت کھانے کا ارادہ کیا مجھ سے مشورہ لینے آئے۔ میں نے ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائی اور کہا۔

قطعہ: شیر کتے کا بچا ہوا نہیں کھاتا خواہ بھوک سے غار کے اندر ہی کیوں نہ مرجائے۔ کمینے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے کہ آدمی بے چارگی اور بھوک کے ہاتھوں مرجائے۔ بے ہنر اور نااہل کتنی دولت و جاہ کا مالک ہو جائے اس کو کسی شمار میں نہ لا۔ نااہل کے جسم پر حریر و پرنیاں جیسا لباس بھی ایسے ہی ہے جیسے کسی دیوار پر لاجوردی و سنہری نقش و نگار بنائے گئے ہوں۔

نتیجہ حکایت: یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ لوگوں کے سماجی' سیاسی اور معاشی حالات ان کے کردار پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کسی کی کمینگی اور سفلہ پن کا اندازہ اس کے کردار سے لگایا جاسکتا ہے۔ بداخلاق اور بدمزاج کے سامنے حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلانے سے مرجانا ہزار درجے بہتر ہے۔ نااہل باصلاحیت کا کبھی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کتا شیر نہیں بن سکتا خواہ وہ شیر کی کھال ہی کیوں نہ پہن لے۔

حکایت نمبر 14

حکایت حاتم طائی را گفتند: از خود بزرگ ہمت تر در جہان دیدہ ای یا شنیدہ ای؟ گفت: بلی' روزی چہل شتر قربان کردہ بودم۔ امرای عرب را' پس بگوشہ صحرائی بحاجتی بردن رفتہ بودم۔ خار کنی را دیدم پشتہ خار فراہم آوردہ' گفتمش بمہمانی حاتم چرا نروی؟ کہ خلقی بر سماط او گرد آمدہ اند۔ گفت:

هر کہ نان از عمل خویش خورد منت حاتم طائی نبرد
من او را بہمت و جوانمردی از خود برتر دیدم۔

مشکل الفاظ کے معنی: درجہاں: اس دنیا میں۔ دیدہ: دیکھا۔ بلے: ہاں۔ روزے: روز۔ چہل: چالیس۔ شتر: اونٹ۔ امرائے عرب: عرب کے امیر۔ بگوشہ صحرائے: جنگل کا ایک گوشہ۔ بحاجتے: ضرورت کے لئے۔ خارکشے: لکڑہارا۔ بمہماں حاتم چرا نروی: حاتم کا مہمان کیوں نہیں بن جاتا۔ گرد آمدہ: جمع۔ سماط: دستر خوان۔ عمل خویش: اپنا عمل۔ منت حاتم طائی: حاتم طائی کا احسان مند۔ انصاف دادم: انصاف کرنا۔ بیش: زیادہ۔

حکایت کا ترجمہ: حاتم طائی سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے کیا دنیا میں اپنے سے زیادہ کسی کو ہمت و حوصلہ والا دیکھا ہے یا سنا ہے۔ اس نے کہا ہاں! میں نے ایک روز عرب کے مال داروں کے لئے چالیس اونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر میں جنگل کی طرف ایک ضرورت کے لئے گیا تھا۔ میں نے وہاں ایک لکڑہارے کو دیکھا جس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کرکے پیٹھ پر رکھے جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے میاں تو حاتم طائی کے یہاں مہمان کیوں نہیں بن جاتا کیونکہ لوگ آج اس کے دستر خوان پر جمع ہیں۔ اس نے کہا:

فرد: جو اپنے ہاتھ کی کمائی کھائے اسے حاتم طائی کا احسان اٹھانے کی کیا ضرورت۔ حق یہ ہے کہ میں نے اسے اپنے سے زیادہ ہمت و جواں مرد دیکھا۔

نتیجہ حکایت: جفاکش، محنتی لوگ اپنی دنیا آپ پیدا کرکے اس سے لطف اٹھاتے ہیں۔ مراد یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنے پیٹ کی آگ بجھانے میں عافیت محسوس کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قوی اعضائے جسمانی نعمت خداوندی کے طور پر دے رکھے ہوں اس کو کسی دوسرے کا سوائے رب کے احسان اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

حکایت نمبر 15

حکایت موسیٰ علیہ السلام درویشی را دید، از برہنگی بریگ اندر شدہ، گفت: یا موسیٰ دعا کن تا خدای عزوجل، مرا کفافی دہد کہ از بی طاقتی بجان آمدم۔ موسیٰ دعا کرد و رفت۔ پس از چند روز کہ باز آمد، از مناجات، دیدش گرفتار و خلقی انبوہ بر او گرد آمادہ، گفت: این چہ حالت است؟ گفتند: خمرہ خوردہ است و عربدہ کردہ و کسی را کشتہ، قصاصش ہمی کنند۔

عاجز باشد کہ دست قدرت یابد بر خیزد و دست عاجزان بر تابد

ولو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض موسیٰ علیہ السلام بحکمت جہان آفرین اقرار کرد و بر تجا سر خویش استغفار۔

ماذا اخاضک یا مغرور فی الخطر حتی ھلکت فلیت النمل لم تطر

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش سیلی خواہد بضرورت سرش

آن نشنیدی کہ حکیمی چہ گفت: مور ہمان بہ کہ نباشد پرش

پدر را عسل بسیار است ولیکن پسر گرمی دار است۔

آنکس کہ توانگرت نمی گرداند او مصلحت تو از تو بہتر داند

مشکل الفاظ کے معنی: برہنگی: ننگا۔ بریگ اندر: ریت کے اندر گھسنا۔ خدائے عز و جل: اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات۔ کفافے دہد: گزارے کے دینا۔ بجاں آدم: جان سے عاجز آگیا۔ مناجات: اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت۔ دید: دیکھنا۔ انبوہ:

ہجوم۔ این چہ حالت: یہ کیا حالت ہے۔ خمر خوردہ: شراب پی۔ کسے را کشتہ: کسی کو قتل کرنا۔ قصاص: قتل کی شرعی سزا۔ گربہ مسکیں: مسکین بلی۔ تخم گنجشک: چڑیوں کا بیج۔ جہاں برداشتے: دنیا سے ختم کرنا۔ ہیچ کس: کسی آدمی۔ دو شاخ گاؤ: بیل کے دو سینگ۔ دست قوت: بازو کی طاقت۔ برخیز: اٹھنا مراد اُٹھ کھڑا ہونا۔ دست عاجزاں: کمزور و ناتواں کا ہاتھ۔ سفلہ: کمینہ۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ فلاطون: ایک مشہور حکیم اور فلاسفر کا نام۔ مور: چیونٹی۔ عسل: مراد دولت لیکن یہ لفظ شہد کے لئے مستعمل ہے۔

حکایت کا ترجمہ: حضرت موسیٰ نے ایک درویش کو دیکھا جو ننگا دھڑنگا اپنے ستر کو ریت میں چھپائے جا رہا تھا۔ اس نے کہا اے موسیٰ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے رزق گزارے کے مطابق دے کیونکہ میں بے طاقتی کی وجہ سے عاجز آگیا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے دعا کر دی اور چلے گئے۔ چند روز بعد مناجات خداوندی سے واپس آئے تو اس کو گرفتار اور مخلوق کو اس کے چاروں طرف جمع دیکھا۔ موسیٰ نے فرمایا یہ کیا حالت ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے شراب پی کر جھگڑا کیا اور کسی کو مار ڈالا۔ اب اس کے مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔

قطعہ: مسکین بلی کے اگر پر ہوتے تو چڑیوں کا بیج دنیا سے ختم کر دیتی۔ اگر گدھا بیل کی طرح دو سینگ رکھتا تو کسی آدمی کو اپنے پاس نہ آنے دیتا۔

فرد: ہو سکتا ہے کسی عاجز کو زور بازو مل جائے اور اٹھ کھڑا ہو اور عاجزوں کے ہاتھ مروڑ دے۔

آیت: "اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق پھیلا دے تو وہ اس سرزمین پر فساد پھیلا دیں گے۔"

شعر: اے مغرور! تجھے خطرے میں کس نے ڈالا کہ تو ہلاک ہو گیا۔ کاش چیونٹی کے پر نہ نکلتے۔

نظم: کمینہ کو جب مرتبہ اور دولت مل جاتی ہے تو اس کے سر کو چپت کی ضرور خواہش ہوتی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ افلاطون نے کیا کہا تھا کہ چیونٹی وہی بہتر ہے کہ جس کے پر نہ ہوں۔

ترجمہ نثر: باپ کے پاس تو شہد بہت ہے لیکن بیٹے کا مزاج گرم ہے۔

فرد: جو ذات تجھے مالدار نہیں بنا رہی ہے وہ تیری مصلحت تجھ سے بہتر جانتی ہے۔

نتیجہ حکایت: ارشاد ربانی ہے کہ "مال و دولت اور اولاد ایک آزمائش ہے۔" پہلے تو انسان اللہ تعالیٰ کی ذات قدیر سے رزق کی فراخی کا خواہاں ہوتا ہے۔ جب خدا کی رحمت ہو جائے تو وہ کبر و نخوت کا شکار ہو کر اللہ ہی کی مخلوق کو تنگ کرتا ہے۔ اگر خدا کی ذات کسی کو دولت و مال سے نہیں نوازتی تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہو۔ وہی بہتر کارساز ہے۔ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے کہ کسی کو دولت ملی تو یہ کیا گل کھلائے گا۔

حکایت نمبر 16

حکایت اعرابی را دیدم در حلقہ جوہریان بصرہ' حکایت ہمی کرد کہ' وقتی در بیابانی راہ گم کردہ بودم و از زاد معنی چیزی بامن نماندہ و دل بر ہلاک نہادہ' ناگاہ کیسہ یافتم' پر مروارید۔ ہرگز آن ذوق و شادی فراموش نکنم کہ پنداشتم: گندم بریان است' باز آن تلخی و نومیدی کہ معلوم کردم کہ مروارید است۔

در بیابان خشک و ریگ روان ... تشنہ را در دہان چہ در چہ صدف
مرد بی توشہ کوفتاد از پای ... بر کمر بند او چہ زر' چہ خزف

مشکل الفاظ کے معنی: در حلقہ جوہریان: جوہریوں کے حلقہ میں۔ بصرہ: ایک مشہور شہر کا نام۔ وقتے: ایک وقت۔ در بیابان: جنگل میں۔ راہ گم: راستہ بھول جانا۔ زاد معنے: کھانے پینے کی چیزیں۔ ناگاہ: نظر۔ کیسہ: تھیلی۔ ذوق و شادی: لطف و

خوشی۔ گندم بریاں: بھنے ہوئے گیہوں۔ نومیدی: مایوسی۔ مروارید ست: موتی ہیں۔ ریگ رواں: وہ ریت جو ہوا کی وجہ سے اڑ جائے۔ تشنہ: پیاسا۔ دہان: منہ۔ صدف: ایک موتی کا نام ہے۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک بدوی دیکھا جو بصرہ کے جوہریوں کو اپنی کہانی یوں سنا رہا تھا کہ ایک دفعہ میں جنگل میں راستہ بھول گیا اور میرے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تھا۔ موت بالکل میرے سامنے تھی۔ اچانک میری نگاہ ایک تھیلی پر پڑی میں نے اس کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ وہ خوشی مجھے آج بھی یاد ہے۔ میں نے سمجھا کہ اس میں بھنے ہوئے گیہوں ہوں گے۔ کھول کر دیکھا گیا تو وہ موتیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس عالم یاسیت میں میں جو مجھے تکلیف ہوئی۔ وہ میں اپنی ساری زندگی میں نہیں بھلا سکتا۔

قطعہ: لق و دق صحرا میں بہتے ہوئے ریتے میں ایک پیاسے کے لئے سیپ اور موتی میں کوئی فرق نہیں۔ ایسی جگہ جہاں زاد راہ ختم ہو جائے تو مسافر کی کمر پر خواہ سونا ہو یا پتھر دونوں ایک برابر۔

نتیجہ حکایت: بھوکے پیاسے کو ہیروں جواہرات اور موتی و صدف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو روٹی کھانے اور پانی پینے کا متمنی ہوتا ہے اس کے لئے سونا چاندی کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔

حکایت نمبر 17

حکایت یکی از عرب در بیابانی از غایت تشنگی میگفت:

یا لیت قبل منیتی یوما افوز بمنیتی — نہر تلاطم رکبتی و اظل املا قربتی

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از عرب: ایک عربی۔ در بیابانے: جنگل میں۔ غایت تشنگی: پیاس کی شدت۔ گفت: کہنا۔ نہر تلاطم: پانی کی نہر۔ واظل املا قربتی: اور میں اپنا مشکیزہ بھر لوں۔

حکایت کا ترجمہ: پیاس کی شدت کا مارا ہوا ایک عربی ایک لق و دق بیاباں صحرا میں یوں کہہ رہا تھا۔

نظم: اے کاش! میں اپنی موت سے پہلے کسی دن اپنی مراد کو پا لوں۔ ایک نہر ہو جس میں گھٹنوں تک پانی ہو اور میں اپنا مشکیزہ مسلسل بھرتا جاؤں۔

نتیجہ حکایت: پیاس ایک بنیادی محرک زندگی ہے یعنی پانی کے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پیاسے کے لئے پانی ہی دنیا کا سب سے پُرلطف مشروب ہے۔ پیاس کی حالت میں پانی پینے سے جسم میں ایک خاص قسم کی لطافت و حلاوت پیدا ہوتی ہے جس کو صرف پیاسا ہی محسوس کر سکتا ہے۔

حکایت نمبر 18

حکایت ہمچنیں در قاع بسیط مسافری گم شدہ بود و قوت و توتش باخر آمدہ و درمی چند برمیان داشت، بسیاری بگردید و رہ بجای نبرد۔ پس بسختی ہلاک شد۔ طائفہ برسیدند و درمہا دیدند، پیش رویش نہادہ و بر خاک بشتہ:

گر ہمہ زر جعفری دارد — مرد بی توشہ بر نگیرد گام
در بیابان فقیر سوختہ را — شلغم پختہ بہ کہ نقرہ خام

مشکل الفاظ کے معنی: ہمچناں: اسی طرح۔ درویشے: درویش، فقیر۔ قاع بسیط: پھیلا ہوا میدان۔ گم شد: بھول جانا۔ توتش نماندہ: توشہ ختم ہو گیا۔ درمے چند: چند درم۔ بسیار: زیادہ۔ پس: آخرکار۔ طائفہ: جماعت۔ رسیدہ: پہنچی۔ پیش روئے: چہرے

کے سامنے۔ برخاک بشتہ: خاک پر لکھا تھا۔ زر جعفری: خالص سونا جو جعفر کیمیا گر کا بنا ہوا ہو مراد یہ کہ جعفر کا بنا ہوا سونا خالص اور کھرا ہوتا تھا۔ مرد بے توشہ: خوراک کے بغیر مرد۔ گام: قدم۔ سوختہ: جھلس جانا۔ نقرۂ خام: خالص چاندی۔

حکایت کا ترجمہ: اسی طرح ایک فقیر ایک چھلیے ہوئے میدان میں راستہ بھول گیا اور اس کی طاقت اور کھانے کا سامان ختم ہو گیا۔ اس کے پاس چند درم تھے۔ بہت پھرا لیکن راستہ نہ ملا' آخر کار تکلیف سے مر گیا۔ ایک جماعت وہاں پہنچی اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے درم رکھے تھے اور زمین پر لکھا ہوا تھا۔

قطعہ: بھوکے کو روٹی کی حاجت ہے اسے خالص سونے سے کیا فائدہ! جنگل میں ایک فقیر کو شلغم اُبلے ہوئے مل جائیں تو وہ خالص چاندی سے کئی درجے بہتر ہیں۔

نتیجہ حکایت: خالص سیم و زر انسان کی بھوک نہیں مٹا سکتے۔ بھوک تو روٹی سے ہی مٹتی ہے۔ لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ یہ دنیا کی حرص و ہوا بقائے زندگی کے لئے لازم نہیں ہے۔ لوگوں نے لالچ و طمع کی وجہ سے محبت و الفت جیسے لطیف جذبوں کو پیوند خاک کر دیا ہے جو انسانیت کے ساتھ ایک قبیح ظلم ہے۔

حکایت نمبر19

حکایت ہرگز از دور زمان نالیدہ بودم و روی از گردش آسمان درہم نکشیدہ' مگر وقتی کہ پایم برہنہ ماندہ بود و استطاعت پای پوشی نداشتم بجامع کوفہ درآمدم' دلتنگ' یکی را دیدم کہ پای نداشت سپاس نعمت حق بجا آوردم و برپی کفشی صبر کردم:

مرغ بریان بچشم مردم سیر کمتر از برگ ترہ بر خوانست
وانکہ را دستگاہ و قدرت نیست شلغم پختہ مرغ بریانست

مشکل الفاظ کے معنی: دور زماں: زمانے کی گردش۔ گردش ایام: دنوں کا ہیر پھیر۔ وقتے: ایک وقت۔ پایم برہنہ: ننگے پاؤں۔ استطاعت: گنجائش رکھنا۔ پای پوشی: پاؤں کو ڈھانپنا۔ بجامع کوفہ: کوفہ کی جامع مسجد۔ دلتنگ: رنجور' افسردہ۔ پای نداشت: پاؤں کا نہ ہونا۔ نعمت حق: اللہ تعالیٰ کی نعمت۔ بر بے کفشی: جوتا نہ ہونا۔ صبر کردم: صبر کرنا۔ مرغ بریان: بھونا ہوا مرغ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے زمانے کی گردش اور ایام گردش سے کبھی نہ گھبرایا اور نہ رنجیدہ خاطر ہوا۔ ایک بار ضرور تکلیف ہوئی جب میرے پاؤں میں جوتا نہ تھا اور جوتا جز خریدنے کے لئے میرے پاس گنجائش نہ تھی اسی عالم پریشانی میں' میں کوفے کی جامع مسجد میں جا نکلا۔ میں نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا جس کے پیر ہی نہیں۔ میں نے اپنے پاؤں کی سلامتی پر اللہ کی نعمت کا شکر بجا لایا اور جوتا نہ ہونے پر صبر کیا۔

قطعہ: پیٹ بھرا ہوا ہو تو مرغ کباب ساگ پات سے بھی حقیر ہوتا ہے اور جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو' بھوک نے تنگ کر رکھا ہو اس کے لئے سگ پات بھی مرغ مسلم ہے۔

نتیجہ حکایت: اللہ تعالیٰ نے جس حال میں رکھا ہو اسی حال میں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے عزت و آبرو سے تندرستی جیسی دولت سے نوازا ہے۔ اس سے بڑا اور سخن دنیا میں کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر خاص و عام کو عزت و آبرو سے تندرست رکھے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر20

حکایت یکی از ملوک باتنی چند از خاصان در شکار گاہی بزمستان از عمارت دور افتاد' تا شب در آمد۔ خانہ دہقانی دیدند۔ ملک گفت: شب آنجا رویم تا زحمت سرما نباشد' یکی از وزراء گفت لائق قدر بلند پادشاہان نباشد بخانہ دہقانی التجا کردن۔ ہم اینجا خیمہ زنیم و آتش کنیم' دہقان را خبر شد' ماحضری ترتیب کرد و پیش آورد و زمین ببوسید و گفت: قدر بلند سلطان دام ملکہ' بدین قدر نازل نشدی و لیکن نخواستند کہ قدر دہقان بلند گردد' سلطان را سخن گفتن او مطبوع آمد' شبانگاہ بمنزل او نقل کردند' بامدادانش خلعت و نعمت فرمود' دہقان در رکاب سلطان ہمی رفت و ہمی گفت:

ز قدرو شوکت سلطان نگشت چیزی کم　　از التفات بمہمان سرای دہقانی

کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید　　کہ سایہ برسرش انداخت چون تو سلطانی

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از ملوک: ایک بادشاہ۔ چند خاصان: کچھ خاص لوگ۔ بزمستان: جاڑوں کے دن۔ از عمارت دور افتاد: آبادی سے دور جانا۔ شب در آمد: رات کا آجانا۔ دہقان: کسان: زحمت سرما: سردیوں کی تکلیف۔ رکیک: مراد ضعیف یعنی کمزور ناتواں۔ آتش افروزیم: آگ جلانا۔ زمین بوسید: آداب بجا لانا مراد زمین چومنا۔ مطبوع: ڈھنگ۔ خلعت: مراد عمدہ لباس یعنی مراعات۔ نعمت فرمود: انعام دینا۔ سرائے: ٹھہرنے کی جگہ۔ کلاہ: پگڑی۔ آفتاب رسید: مراد بلند ہونا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ اپنے چند مخصوص لوگوں کے ساتھ سردیوں کے موسم میں شکار کھلتا ہوا آبادی سے دور چلا گیا۔ رات سر پر آگئی' ایک کسان کا گھر نظر آیا۔ بادشاہ نے کہا' اِدھر رات جا ٹھہریں تاکہ سردی کی تکلیف نہ ہو۔ ایک وزیر نے کہا' قلاش دیہاتی کے گھر پہ پناہ لینا بادشاہوں کے بلند مرتبہ کے مناسب نہیں ہے۔ اسی جگہ خیمہ لگا کر آگ روشن کر لیتے ہیں۔ دیہاتی کو پتہ چل گیا جو کچھ گھر میں تھا' تیار کیا اور پھر بادشاہ کے پیش کیا اور نہایت ادب سے عرض پرداز ہوا۔ خدا آپ کو سلامت اور باکرامت رکھے۔ میرے ہاں تشریف لاتے تو آپ کی شان میں کوئی فرق نہ آتا مگر غالباً دوسروں نے ایک غریب کسان کی عزت افزائی کو پسند نہ کیا۔ بادشاہ کو اس کی گفتگو کا انداز کچھ ایسا پسند آیا کہ بادشاہ رات ہی کو اس کے گھر منتقل ہو گئے۔ صبح کو بادشاہ نے اس کو خلعت اور انعام عطا فرمایا۔ اس کے بارے سنا' وہ چند قدم بادشاہ کے جلو میں تھا اور کہتا جا رہا تھا۔

قطعہ: دہقان کے گھر میں بادشاہ کی رات بسری ہے بادشاہ کی شان کم نہ ہوئی ہاں البتہ دہقان کی شان بڑھ گئی ہے۔ جب ماشہ کی روشنی کی کرن اس کے گھر پر پڑی ہے۔

نتیجہ حکایت: دیہاتی لوگ خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ خلوص نیت سے جو گھر میں ہوتا ہے وہ مہمان کے حضور پیش کر دیتے ہیں یعنی دیہاتی لوگوں میں جذبہ مہمان نوازی شہریوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ دیہاتی لوگ مہمان سے الفت و محبت اور عقیدت و چاؤ میں اپنا مثل نہیں رکھتے۔ غریبی برائی نہیں ہے جو دل کا سخی ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔

حکایت نمبر21

حکایت گدائی ہول را حکایت کنند کہ: نعمتی وافر اندوختہ بود۔

شب و روز در بند زر بود و سیم　　زر و سیم در بند مرد لئیم

Scanned with CamScanner

یکی از پادشاہان گفتش: ہمی نمایند کہ مال بیکران داری و مارا مہمی ہست، اگر ببرخی از آن دستگیری کنی، چون ارتفاع برسد وفا کردہ شود، گفت: ای خداوند روی زمین، لائق قدر بزرگوار بادشاہ نباشد دست ہمت بمال چون من گدائی آلودہ کردن کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام، گفت: غم نیست کہ بتتر میدہم (اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ)

اگر آب چاہ نصرانی نہ پاکست جہود مردہ میشوئی چہ باکست؟

قالوا عجین الکلس لیس بطاہر قلنا نسد بہ شقوق المبرز

شنیدم کہ، سراز فرمان ملک باز زد و حجت آوردن گرفت و شوخ چشمی کردن۔ ملک بفرمود تا مضمون خطاب از او بزجر و توبیخ مخلص کردند۔

بلطافت چو بر نیاید کار سر بہ بیحرمتی کشد ناچار

ہر کہ بر خویشتن نبخشاید گر نبخشد کسی برو، شاید

مشکل الفاظ کے معنی: مسئول: بھکاری۔ گدا: مانگنے والا۔ نعمتے وافر: زیادہ دولت۔ پادشاہاں: بادشاہ۔ مال بے کراں: بے انتہا مال۔ مہمیست: مہم درپیش ہے۔ اگر ببرخے ازاں دستگیری: تھوڑے سے مال سے مدد کرنا۔ رسد وفا کردہ: ادا کر دیا جانا۔ اے خداوند روئے زمیں: اے ساری دنیا کے مالک۔ لائق قدر: عزت کے قابل۔ بہ مال چوں: کے مال سے۔ من گدائے: بھکاری۔ آلودہ کردن: گندا کرنا۔ جو جو: تھوڑا تھوڑا۔ غم نیست: کچھ پرواہ نہیں۔ آب چاہ: کنوئیں کا پانی۔ چاہ نصرانی: عیسائیوں کا کنواں۔ جہود مردہ: یہودی کے مردے۔ شوئی: نہلانا۔ چہ باک: کیا ڈر ہے۔ شنیدم: سنا۔ فرمان ملک: بادشاہ کا حکم۔ حجت آوردن: دلیل دینا۔ شوخ چشمی: گستاخی۔ بہ لطافت: نرمی سے۔ بے حرمتی: بے عزتی۔ خویشتن: خود اپنا آپ۔ نہ بخشد بروکے: کسی پر رحم نہ کر۔

حکایت کا ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ ایک بھکاری نے بہت سی دولت جمع کر رکھی تھی۔

شعر: دن رات روپے پیسے کی تلاش میں رہتا سونے چاندی کو بھی کسی منحوس ہی کی تلاش رہتی ہے۔

ترجمہ: بادشاہ نے اس کو بلا کر کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے پاس بے شمار مال و دولت ہے۔ ہمیں ایک مہم پیش آئی ہے جس کے لئے روپے کی سخت ضرورت ہے۔ اس میں سے کچھ حصہ ہمیں دے دو۔ مالیہ وصول ہونے پر آپ کو واپس کر دیں گے۔ بھکاری نے عرض کیا جہاں پناہ! بھکاریوں کے مال کو چھونا بادشاہوں کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ یہ تو میں نے تھوڑی تھوڑی بھیک مانگ کر جمع کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا، کوئی پروا نہیں میں یہ کافروں پر خرچ کر دوں گا کیونکہ ناپاک چیزیں ناپاک لوگوں کے لئے ہی ہوتی ہے۔

شعر: اگرچہ نصرانی کے کنوئیں کا پانی ناپاک ہے تو اس سے یہودی مردے کو ہی نہلانا ہے۔

شعر: لوگوں نے کہا جو ناپاک ہے ہم اس سے بیت الخلاء کی درز ہی بند کر لیں گے۔

ترجمہ: میں نے سنا کہ فقیر اس پر راضی نہ ہوا۔ دلیل بازی دینے لگا اور گستاخی سے کام لینے لگا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس پر سختی کی جائے اور روپیہ پیسہ چھین لیا جائے۔

مثنوی: اگر نرمی سے کام نہ نکلے تو ہاتھ مجبوراً بے عزتی تک جا پہنچتا ہے جو اپنے اوپر رحم نہیں کرتا۔ اگر کوئی اس پر رحم نہ کرے تو مناسب ہے۔

نتیجہ حکایت: بادشاہ کے حکم کی سرتابی اور حکم عدولی کا بالآخر نقصان ہی ہوتا ہے۔ سوچ سمجھ کر بادشاہ کے حکم کو نظرانداز کرنا چاہئے۔ خبث کا مال خبیثوں پر خرچ کرنا چاہئے تاکہ لعنتیوں کا مال لعنتیوں کے کام آئے۔ بادشاہ کے سامنے دلائل و براہین سے مثبت نتیجہ مشکل سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر22

حکایت بازرگانی را دیدم کہ، صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ و خدمتگار۔ شبی در جزیرہ کیش مرا بحجرہ خویش در آورد۔ ہمہ شب نیا رامید از سخنہای پریشان گفتن کہ، فلان انبارم بترکستان است و فلان بضاعت بہندوستان و این قبالہ فلان زمین است و فلان چیز را فلان کس ضمین، گاہ گفتی: خاطر اسکندریہ دارم کہ ہوای خوش است، باز گفتی، نہ کہ دریای مغرب مشوش است، سعدیا، سفری دیگر در پیش است۔ اگر آن کردہ شود، بقیت عمر بگوشہ ای بنشینم۔ گفتم: آن کدام سفراست؟ گفت، گوگرد پارسی خواہم بردن بچین، کہ شنیدم قیمتی عظیم دارد، و از آنجا کاسہ چینی بردم آوردن و دیبای رومی بہند و پولاد ہندی بحلب و آبگینہ حلبی بیمن و بردیمانی بپارس، وازان پس ترک تجارت کنم و بدکانی بنشینم انصاف ازین ماخولیا چندان فروگفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت: ای سعدی، تو ہم سخنی بگوئی، از آنہا کہ دیدہ ای و شنیدہ ای۔ گفتم:

آن شنیدستی کہ در اقصای غور بار سالاری بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دوست را یا قناعت پر کند یا خاک گور

مشکل الفاظ کے معنی: صد و پنجاہ شتر: ڈیڑھ سو اونٹ۔ بازرگانے: تاجر۔ چہل بندہ: چالیس غلام۔ شبے: ایک رات۔ جزیرۂ کیش: جزیرۂ کیش۔ حجرہ خویش: اپنا حجرہ۔ ہمہ شب: پوری رات۔ سخنہائے پریشان: فضول باتیں۔ فلاں انبارم: فلاں مال۔ ترکستان: ایک ملک کا نام۔ بضاعت: سرمایہ۔ قبالہ فلاں زمین: فلاں زمین کا بیع نامہ۔ ضمین: ضامن۔ گاہ گفتے: کبھی کہتا۔ ہوائے خوش: اچھا موسم۔ دریائے مغرب: محیط اعظم کی وہ خلیج جو ملک مغرب سے آکر مصر میں مل گئی ہے۔ مشوش: اس سے عبور کرنا دشوار ہے۔ سفرے دیگر: دوسرا سفر۔ بقیت عمر: عمر کا بقیہ حصہ۔ گوشہ بنشینم: تنہائی اختیار کرنا۔ قناعت: صبر۔ گوگرد پارسی: فارس کی گندھک۔ کاسہ چینی: چینی برتن۔ دیبائے رومی بہ ہند: رومی دیبا ہندوستان میں۔ پولاد: لوہا۔ آبگینہ حلبی: حلبی آئینہ۔ یمن: ایک شہر کا نام جو عرب میں جنوب مکہ کی طرف واقع ہے۔ بردیمانی: یمن میں بردا ایک قسم کی چادر ہے جس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ دکانے بنشینم: دوکان پر بیٹھ جانا۔ ماخولیا: جنوں کی ایک قسم۔ فروگفت: دیوانگی کی باتیں۔ صحرائے غور: غور ایک شہر کا نام یہاں مراد غور کا جنگل۔ بار سالار: سردار کا بوجھ۔ چشم تنگ دنیا: دنیادار کی تنگ آنکھ۔ خاک گور: قبر کی مٹی۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک تاجر کو دیکھا کہ اس کے پاس چالیس غلام اور خدمت گار تھے اور اس کی تجارت کا مال ڈیڑھ سو اونٹوں پر لادا جاتا تھا۔ جزیرۂ کیش میں ایک رات مجھے اپنے حجرے میں لے گیا۔ ساری رات فضول باتیں کرتا رہا اور میں نے آرام نہ کیا۔ کبھی کہتا کہ میرا فلاں مال ترکستان میں پڑا ہے۔ فلاں سامان ہندوستان میں رکھا ہوا ہے۔ کبھی کہتا کہ یہ فلاں زمین کا قابلہ (بیع نامہ) ہے اور فلاں چیز کا فلاں آدمی ضامن ہے۔ کبھی کہتا کہ میرا اسکندریہ جانے کا ارادہ ہے کیونکہ وہاں کا موسم بڑا لطیف ہے۔ پھر خود ہی یہ کہتا کہ نہیں نہیں آج کل مغربی سمندروں میں طغیانی ہے۔ کبھی مجھے مخاطب کر کے کہتا کہ اے سعدی مجھے ایک اور سفر بھی درپیش ہے۔ اگر اس سفر پر جاؤں تو پھر ساری عمر کسی گوشہ تنہائی میں عافیت سے بیٹھ جاؤں اور زندگی بسر کروں۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون سا سفر ہے۔ کہنے لگا میں فارس سے گندھک چین لے جاؤں گا سنا ہے وہاں اس کی بڑی مانگ ہے اور قیمت بھی زیادہ ہے۔ وہاں سے چینی برتن خرید کر روم لے جانا چاہتا ہوں۔ وہاں سے ان کے بدلے میں روم کی ریشم کا کپڑا ہندوستان اور پھر ہندوستان سے ہندی فولاد حلب میں اور حلبی آبگینہ خرید کر یمن میں اور یمن کی یمنی چادریں اپنے وطن میں لا کر آرام سے ایک دوکان کھول کر بیٹھ جاؤں گا اور اس کے بعد تجارتی سفر کو خدا حافظ کہہ دوں گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے جنوں آمیز باتیں اتنی کیں کہ اس میں مزید بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر کار مجھے مخاطب

Scanned with CamScanner

کر کے کہنے لگا کہ سعدی" تم نے بھی دنیا کی خوب سیر کی' اپنے دیکھے سنے سے ہمیں بھی کچھ بتا۔ میں نے کہا:
قطعہ: کیا تو نے سنا ہے کہ غور کے جنگل میں ایک سالار نے اپنے گھوڑے سے گر کر مرتے ہوئے کہا کہ دنیادار کی لالچی آنکھوں کو یا قناعت یا قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔
نتیجہ حکایت: حرص و ہوا اور لالچ و طمع اگر انسان کی طبیعت میں پیدا ہو جائے تو یہ لالچ مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ کم صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب انسان کی زندگی کا سورج غروب ہو جائے یعنی مر کے ہی حرص و ہوا سے جان چھوٹتی ہے۔ زندگی ہے تو لالچ طبیعت میں در کرتا رہے گا۔

حکایت نمبر23

حکایت مالداری را شنیدم کہ بہ بخل اندر چنان معروف بود کہ حاتم طائی در کرم' ظاہر حالش بنعمت دنیا آراستہ و خست نفس جبلی دروی ہمچنان متمکن۔ کہ نانی بجانی از دست ندادہ و گربہ بوہریرہ را بلقمہ ای ننواختی' وسگ اصحاب کہف را استخوانی نینداختی' فی الجملہ خانہ او راکس ندیدی در کشادہ و سفرہ او را سر کشادہ'

درویش بجز بوی طعامش نشنیدی مرغ از پس نان خوردن او ریزہ نچیدی

شنیدم کہ بدریای مغرب اندر' راہ مصر بر گرفتہ بود و خیال فرعونی در سر' حتی اذا ادرکہ الغرق باد مخالف کشتی بر آمد۔

با طبع ملولت چکند؟ دل کہ نسازد شرطہ ہمہ وقتی نبود لائق کشتی

دست دعا بر آورد و فریاد بیفائدہ خواندن گرفت واذا رکبوا فی الفلک دعواللہ مخلصین لہ الدین

دست تضرع چہ سود بندہ محتاج را؟ وقت دعا بر خدای وقت کرم در بغل

O

از زر و سیم راحتی برسان خویشتن ہم تمتعی برگیر
وانکہ این خانہ کز تو خواہد ماند خشتی از سیم و خشتی از زر گیر

آوردہ اند کہ: در مصر اقارب درویش داشت' بہ بقیت مال او توانگر شدند وجامہای کہن بمرگ او بدریدند و خز و دمیاطی بریدند۔ ہم در آن ہفتہ یکی را دیدم از ایشان' برباد پائی روان و غلامی در پی دوان

وہ' کہ گر مردہ باز گردیدی میان قبیلہ و پیوند
رد میراث' سخت تر بودی وارثان را ز مرگ خویشاوند

بسابقہ معرفتی کہ میان ما بود آستینش گرفتم و گفتم:

بخور ای نیک سیرت سرہ مرد کان نگون بخت گرد کرد و نخورد

مشکل الفاظ کے معنی: مالدارے: مالدار۔ شنیدم: سننا۔ بخل: کنجوسی۔ معروف: مشہور۔ ظاہر حالش: ظاہری حالت۔ نعمت دنیا: دنیا کی دولت۔ خست نفس جبلی: نفس کی فطری خست۔ متمکن: بیٹھے ہوئے۔ نانے از دست بجانے: جان کے بدلے روٹی۔ گربہ ابوہریرہ: حضرت ابوہریرہؓ کی بلی۔ سگ اصحاب کہف: اصحاب کہف کا کتا۔ استخوان: ہڈی۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ در کشادہ: دروازہ کھلنا۔ سفرہ: دستر خوان۔ بوئے طعامش: کھانے کی بُو۔ ریزہ نہ چیدے: ریزہ نہ چگتا۔ دریائے مغرب: خلیج مصر

کا دریا۔ خیال فرعونی: فرعون کا خیال مراد باطل خیال یعنی ہی غرور اور بخل کمینگی کی باتیں۔ طبع ملولت: طبیعت کا رنجیدہ ہونا۔ ہمہ وقتے: ہر وقت۔ فریاد بے فائدہ: بے فائدہ چیخنا۔ دست تفرع: عاجزی کا ہاتھ۔ محتاج را: محتاج بندہ مراد بے کس ناچار۔ راحتے: سکون۔ خویشتن: اپنا آپ۔ تمتعے: فائدہ۔ خشتے: مراد ایک اینٹ یعنی سونے چاندی کی اینٹ۔ اقارب درویش: غریب رشتے دار۔ بقیت مال: بقیہ مال۔ توانگر: مالدار۔ مہائے کہن: پرانے کپڑے۔ درید: پھاڑ دینا۔ خز: ایک ریشمی کپڑا۔ خز دمیاطی: ایک نہایت نفیس کپڑا جو ملک مصر کے شہر دمیاط میں تیار ہوتا تھا اور اس کو اسی دمیاط شہر کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ برباد پائے سوار: تیز رفتار گھوڑا پر سوار۔ رواں: جا رہا ہے۔ غلام پری پیکر: پری جیسے جسم کا ایک غلام۔ سرائے قبیلہ: برادری کے گھر۔ رد میراث: میراث کا واپس کرنا۔ مرگ خویشا: اپنے لوگوں کی موت۔ سابقہ معرفتے: پہلے سے جان پہچان۔ آستینش گرفتم: آستین کو پکڑ لینا۔ نیک سیرت: نیک طبیعت۔ سرہ مرد: کھرے آدمی۔ کاں: کیونکہ۔ فرومایہ: کمینہ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک کنجوس مالدار کے متعلق سنا کہ وہ بخل میں اتنا ہی بدنام تھا جتنا کہ حاتم طائی سخاوت کے حوالے سے مشہور تھا۔ ظاہری حالت میں تو دنیا کی ہر نعمت اسے مہیا تھی مگر اس کے باطن میں لالچ اس قدر بھری ہوئی تھی کہ جان کے بدلے روٹی ہاتھ سے نہ چھوڑتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی بلی اور اصحاب کہف کے کتے کو بھی لقمہ ڈالنے پر تیار نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ نہ کبھی اس کنجوس کا دروازہ لوگوں نے کھلا دیکھا اور کبھی اس کا دستر خوان دیکھا۔

بیت: فقیر اس کے کھانے کی بُو کے سوا کچھ نہ سونگھتا تھا اور پرندے اس کے کھانے کے بعد ریزہ تک نہ چگتے تھے۔

ترجمہ: میں نے سنا سمندری راستے سے مصر جا رہا تھا۔ سر پر غرور کا سودا سمایا ہوا اور باطل خیالات اس کے دماغ میں تھے۔ یہاں تک کہ باد مخالف نے جہاز کو آن لیا۔

فرد: نہ تیری طبیعت کو ہمیشہ رنجیدہ خاطر رہنا پسند ہے اور نہ ہی سمندری ہوا ہر وقت کشتی کے لئے مناسب ہوتی ہے۔

ترجمہ نثر: اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بے فائدہ چلانا شروع کر دیا۔ جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو بڑے اخلاص سے پکارتے ہیں۔

شعر: محتاج بندہ کو عاجزی کا ہاتھ اٹھانے سے کیا فائدہ۔ دعا کے وقت اللہ کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں اور دیتے وقت بغل میں دبا تے ہیں۔

قطعہ: اپنے مال و دولت سے خود بھی سکون حاصل کر اور دوسرے کو بھی آرام بہم پہنچا اور پھر یہ گھر تو تجھ سے چھوٹ جائے گا لہٰذا ایک چاندی اور ایک سونے کی اینٹ اٹھا لے۔

ترجمہ نثر: کہا جاتا ہے کہ مصر میں اس کے غریب رشتہ دار تھے اس کے مرنے کے بعد اس کے بقیہ مال سے وہ مال دار ہو گئے۔ اس کی موت پر پرانے کپڑے پھاڑ ڈالے اور عمدہ قسم کے ریشمی ملبوسات قطع کروا لئے۔ اسی ہفتہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار جا رہا ہے اور ایک نہایت خوبصورت غلام اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔

قطعہ: غضب ہو جاتا اگر مردہ اپنے خاندان اور برادری میں واپس لوٹ آتا۔ وارثوں کے لئے میراث کا واپس کرنا اپنوں کی موت سے زیادہ کربناک ہوتا ہے۔

ترجمہ: پہلی جان پہچان کی وجہ سے جو میرے اور اس کے درمیان تھی۔ میں نے اس کی آستین کو پکڑ لیا اور کہا۔

بیت: اے نیک آدمی خود بھی کھا اور دوسروں کو بھی کھلا تو اس کمینے نے جمع تو کیا مگر کھایا کچھ بھی نا!

نتیجہ حکایت: یہ دنیا فانی ہے، کائنات کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ ایک نہ ایک دن ہر کسی نے اس جہان سے کوچ کر جانا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نے مال و دولت سے نوازا ہو تو اپنی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنے غریب رشتے داروں کا بھی خیال رکھنا عین فضل الٰہی اور عبادت ہے لیکن لوگوں کے رویئے یکسر بدل چکے ہیں۔ وہ اپنوں کو ہی نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں، موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔

حکایت نمبر24

حکایت صیادی ضعیف را ماہی قوی بدام اندر افتاد' طاقت حفظ آن نداشت' ماہی برو غالب آمد' دام از دستش در ربود و برفت۔

شد غلامی' کہ آب جو آرد　　آب جوی آمد و غلام ببرد

دام ہر بار ماہی آوردی　　ماہی این بار رفت و دام ببرد

دیگر صیادان دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ' چنین صیدی در دامت افتاد و ندانستی نگاہ داشتن.' گفت' ای برادران' چہ توان کردن؟ مرا روزی نبود و ماہی راہم چنان روزی ماندہ بود:

صیاد بی روزی در دجلہ نگیرد و ماہی بی اجل بر خشک نمیرد

مشکل الفاظ کے معنی: صیاد ضعیف: کمزور شکاری۔ ماہی قوی: طاقت ور مچھلی۔ بہ دام افتاد: دام میں پھنس جانا۔ طاقت حفظ آن نداشت: سنبھالنے کی طاقت نہیں۔ دام از دستش: ہاتھ سے جال چھڑانا۔ غلامے: غلام۔ آب جو: نہر' ندی۔ غلام بہ برد: غلام کا پانی میں بہہ جانا۔ پلنگ: چیتا۔ بخورد: کھا جانا۔ دیگر صیاداں دریغ: دوسرے شکاریوں کو افسوس ہونا۔ ملامتش: ملامت کرنا۔ دردامت افتاد: جال میں پھنس جانا۔ نگاہ داشتن: حفاظت نہ کر سکنا۔ چہ تواں: کیا کیا جائے۔ اے برارداں: بھائیو۔ مرا روزی: میرا رزق۔ دجلہ: بغداد کے بڑے دریا کا نام۔

حکایت کا ترجمہ: ایک ناتواں و کمزور ماہی گیر کے جال میں ایک طاقت ور مچھلی پھنس گئی اور وہ جال کو سنبھال نہ سکا۔ مچھلی غالب آگئی اور اس کے ہاتھ سے جال چھڑا کر لے گئی۔

قطعہ: ایک غلام نہر سے پانی لینے گیا۔ نہر کا پانی آیا اور غلام کو بہا کر ساتھ لے گیا جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا ہے اس بار مچھلی گئی اور ساتھ جال کو بھی لے گئی۔

بیت: ہر مرتبہ شکاری شکار نہیں لے جائے گا تو ایک روز دیکھے گا کہ اس کو چیتا کھا جائے گا۔

ترجمہ نثر: دوسرے شکاریوں کو افسوس ہوا اور اس کو ملامت کا نشانہ بنانے لگے کہ اس طرح کا شکار تیرے جال میں پھنسا اور تو اس کی حفاظت نہ کر سکا اس نے کہا' بھائیو! کیا کیا جائے وہ میرا رزق نہ تھا اور اس کا کچھ رزق اور باقی تھا۔

حکمت: رزق مقدر میں نہ لکھا ہو تو صیاد کو دریائے دجلہ سے بھی کچھ نہیں ملتا اور مچھلی کی موت نہ آئی ہو تو خشکی میں بھی نہیں مرتی۔

نتیجہ حکایت: آدمی کا جتنا رزق اللہ تعالیٰ کی ذات قدوس نے لوح محفوظ پہ لکھ دیا ہے' اتنا رزق اس کو مل کر رہے گا۔ لیکن انسان کو کوشش سعی کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے جو چیز مقدر میں نہ ہو وہ نہیں ملتی خواہ انسان کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "میں تمہیں ایسی ایسی جگہوں سے بھی رزق دوں گا جن کی تم کو خبر بھی نہیں۔" وہ کل شئی قدیر ہے ہر چیز پر قادر ہے اسی سے لو لگانے میں انسان کی عافیت و فلاح ہے۔

حکایت نمبر25

حکایت دست و پای بریدہ ای ہزار پای را بکشت۔ صاحبدلی بروگذر کرد' و گفت: سبحان اللہ با ہزار پای کہ داشت چون اجلش

فرا رسیدہ از بی دست و پای گریختن نتوان است.

چو آید ز پی دشمن جان ستان — بہ بندد اجل پای اسب دوان

در آندم کہ دشمن پیا پی رسید — کمان کیانی نشاید کشید

مشکل الفاظ کے معنی: دست و پا بریدہ: لنگڑا لولا۔ بر بگذشت: وہاں سے گزرے۔ ہزار پائے: کھنکھجورا۔ اجلش: موت آجا۔ دشمن جاں: جان کا دشمن۔ کمانے کیانی: کیانی کمان جو کیان بادشاہوں سے منسوب ہے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک لنگڑے لولے نے ایک کھنکھجورا مار ڈالا۔ ایک اہل دل وہاں سے گزرا اور کہنے لگا۔ سبحان اللہ! باوجود ہزار پیروں کے جب اس کو اجل نے آن گھیرا تو لنگڑے لولے سے بھی نہ بھاگ سکا۔

مثنوی: جب پیچھے جان لینے والا دشمن لگا ہو تو موت بھاگنے والے کے پاؤں باندھ دیتی ہے۔ جب دشمنوں کا تانتا بندھ جائے تو کیان کی کمان بھی کام نہیں دیتی۔

نتیجہ حکایت: جب زندگی کا سورج غروب ہو جائے تو کوئی دلیل اور سعی کام کی نہیں رہتی۔ موت کے پنجے سے لاکھ جان چھڑاؤ، جان نہیں بچتی۔ جتنا وقت معینہ ہے گزرنے کے بعد موت کو گلے لگانا ہی پڑے گا کیونکہ ہر ذی روح نے ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے، موت برحق ہے۔

حکایت نمبر26

حکایت ابلہی را دیدم سمین، خلعتی ثمین در بر، مرکبی تازی در زیر و قصبی مصری بر سر، کسی گفت: سعدی، چگونہ ہمی بنی این دیبای معلم برین حیوان لا یعلم؟ گفتم: خطی زشت کہ باب زر نبشتست:

قد شابہ بالوری حمار — عجلا جسدا لہ خوار

یک خلقت زیبا بہ از ہزار خلعت دیبا۔

بادمی نتوان گفت ماندہ این حیوان — مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش

بگرد در ہمہ اسباب و ملک و ہستی او — کہ ہیچ چیز نہ بنی حلال جز خونش

شریف، اگر متضعف شود، خیال مبند — کہ، پایگاہ بلندش ضعیف خواہد شد

در آستانہ سیمین بمیخ زر بزنند — گمان مبر کہ، یہودی شریف خواہد شد

مشکل الفاظ کے معنی: ابلہے: بے وقوف۔ رادیدم: دیکھا گیا۔ خلعتے ثمین: قیمتی جوڑا۔ قصبے: ایک ریشمی مصری کپڑے کا نام ہے۔ معلم بریں حیواں: بے علم جانور پر۔ طلعت زیبا: خوبصورت چہرہ۔ بہ از ہزار خلعت دیبا: ہزار خلعتوں سے بہتر ہے۔ متضعف: کمزور۔ در آستانہ سیمیں: چاندی کی ڈیوڑھی۔ میخ زر: سونے کی میخ۔ گماں مبر: خیال نہ کرنا۔ یہودی: مراد سید نہ ہوگا۔ ماندایں حیواں: حیوان کی طرح۔ دراعہ: لباس۔ دستار: عمامہ: جز: سوائے۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک بے وقوف کو دیکھا جو موٹا تازہ اور قیمتی لباس پہنے ہوئے اسپ تازی پر سوار تھا اور مصری کتان کی پگڑی سر پر باندھ رکھی تھی۔ کسی نے کہا۔ اے مصری! اس جاہل لٹھ حیوان پر اس منقش ریشمی جھول کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا کہ آب زر سے لکھی ہوئی بدنما تحریر کی طرح ہے۔

شعر: دنیا میں اس سے مشابہ گدھا ہے یا بُری ڈکار والا بچھڑا۔

ترجمہ نثر: مسطور ہے کہ ایک حسین چہرہ دیبا کی ہزار خلعتوں سے بہتر ہے۔
قطعہ: شریف اگر کمزور ہو جائے تو یہ خیال نہ کر کہ اس کا بلند مرتبہ بھی کمزور ہو جائے گا۔ اگر یہودی اپنے گھر میں نقرئی دہلیز میں سونے کی میخیں بھی گاڑ دے تو یہ خیال نہ کر کہ وہ شریف بن جائے گا۔
قطعہ: اگرچہ اس کی دستار' لباس اور ظاہری نین نقش آدمیوں جیسے ہیں مگر انسانیت سے ایسے عاری حیوان کو انسان نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس کے مال و دولت اور اس کے ساری جائیداد کا تجزیہ کریں تو اس کے خون کے علاوہ تجھے کوئی بھی چیز حلال نہ ملے گی۔
نتیجہ حکایت: گدھا اگر شیر کی کھال پہن لے تو وہ شیر نہیں بن جاتا' گدھا ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ظاہری طور پر نیکی اور پرہیزگاری کا لباس اوڑھ رکھا ہو لیکن اندرون میں غلاظت ہو تو وہ انسان نہیں ہے بلکہ حیوان ہے انسانیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں دوسرے انسانوں کے لئے محبت' اخوت' الفت اور بھائی چارے جیسے جذبات کی فراوانی ہے۔

حکایت نمبر 27

حکایت دزدی گدائی را گفت: شرم نداری کہ دست از برای جوی سیم پیش ہر لئیم دراز میکنی؟ گفت:

دست دراز از پی یک حبہ سیم
بہ کہ ببرند بدانگی و نیم

مشکل الفاظ کے معنی: دزدے: چور۔ گدائے: بھکاری۔ جوے سیم: چاندی کا ایک جو۔ لئیم: وہ آدمی جو نہ خود کھائے نہ کسی دوسرے کو کھلائے۔ دانگے: دانگ سے مراد کم مقدار ہے' اکثر لوگوں نے اس کو چھ رتی برابر کا وزن قرار دیا ہے۔ دو نیم: دو ٹکڑے۔
حکایت کا ترجمہ: ایک چور نے ایک بھکاری سے کہا' تجھے چاندی کے ایک جو کے لئے ہر کمینے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا:
بیت: ایک حبہ چاندی کے لئے ہاتھ پھیلانا بہتر ہے کہ لوگ تھوڑا سا مال چرانے کے عوض اس کے دو ٹکڑے کر دیں۔
نتیجہ حکایت: ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ اپنی ضروریات کے لئے اپنے ساتھی کا مال چرا لیا جائے۔ مومن تو ایک دوسرے کی عزت اور مال کا رکھوالا ہے۔ چوری کی نسبت مانگنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

حکایت نمبر 28

حکایت مشت زنی را حکایت کنند کہ' از دہر مخالف .بفغان آمدہ بود و حلق فراخ از دست تنگ بجان رسیدہ' شکایت پیش پدر برد و اجازت خواست کہ' عزم سفر دارم' مگر بقوت بازو دامن کامی فراچنگ آرم۔

فضل و ہنر ضائع است تا ننمایند عود بر آتش نہند و مشک بسایند

پدر گفت: ای پسر' خیال محال از سر بدر کن و پای قناعت در دامن سلامت کش کہ بزرگان گفتہ اند: دولت نہ

Scanned with CamScanner

بکوشیدن است چاره کم جوشیدن است.

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور   کوشش بی فائده است و سمه برابر وی کور

○

چه کند زورمند وارون بخت؟   بازوی بخت به که بازوی سخت

○

اگر بهر سر مویت صد خرد باشد   خرد بکار نیاید، چو بخت بد باشد

پسر گفت: ای پدر، فوائد سفر بسیار است، از نزهت خاطر و جر منافع و دیدن عجائب و شنیدن غرائب و تفرج بلدان و مجاورت خلان و تحصیل جاه و ادب و مزید مال و مکتسب و معرفت یاران و تجربت روزگاران، چنانکه سالکان طریقت گفته اند:

تا بدکان و خانه در گروی   هرگز، ای خام آدمی نشوی
برو، اندر جهان تفرج کن   پیش از آن روز کز جهان بروی

پدر گفت، ای پسر منافع سفر، چنین که گفتی، بی شمار است، ولیکن مسلم چند طائفه راست: نخستین بازرگانی که باوجود نعمت و مکنت غلامان و کنیزان دارد دلاویز و شاگردان چابک، هر روز بشهری و هر شب بمقامی و هردم بتفرج گاهی از نعیم دنیا متمتع.

منعم بکوه و دشت و بیابان غریب نیست   هر جا که رفت خیمه زد و خوابگاه ساخت
وآنرا که بر مراد جهان نیست دسترس   در زاد و بوم خویش غریب است و ناشناخت

دوم عالمی که بمنطق شیرین و قوت فصاحت و مایه بلاغت هرجا که رود بخدمتش اقدام نمایند و اکرام کنند.

وجود مردم دانا مثال زر طلاست   که هر کجا که رود قدر و قیمتش دانند
بزرگ زاده نادان بشهروا ماند   که در دیار غریبش به هیچ نستانند

سوم خوبروی که درون صاحبدلان بمخالطت او میل کند، که بزرگان گفته اند: اندکی جمال به از بسیاری مال، وگویند: روی زیبا مرهم دلهای خسته است و کلید درهای بسته، لاجرم صحبت او راهمه جا غنیمت شناسند و خدمتش رام منت دانند.

شاهد آنجا که رود، حرمت و عزت بیند   ور برانند بقهرش پدر و مادر خویش
پر طاوس در اوراق مصاحف دیدم   گفتم: این منزلت از قدر تو می بینم بیش
گفت، خاموش! که هر کس که جمالی دارد   هر کجا پای نهد دست بدارندش پیش

○

چون در پسر موافقی و دلبری بود   اندیشه نیست گر پدر از وی بری بود
او گوهر است گو صدفش درجهان مباش   در یتیم را همه کس مشتری بود

چهارم خوش آوازی که بحنجره داودی آب از جریان و مرغ از طیران باز دارد، پس بوسیلت این فضیلت دل مشتاقان صید کند و ارباب معنی بمنادمت او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند.

چو خوش باشد آهنگ نرم حزین!   بگوش حریفان مست صبوح
به از روی زیباست آواز خوش   که آن حظ نفس است این قوت روح

کمینه پیشه دری که بسعی بازو کفافی حاصل کند تا آبروی از بهر نان ریخته نه گردد، چنانکه خردمندان گفته اند:

گر بغریبی رود از شهر خویش   سختی و محنت نبرد پینه دوز
ور بخرابی فتد از مملکت   گرسنه خسپد ملک نیمروز

چنین صفتها که بیان کردم، ای پسر، در سفر موجب جمعیت خاطراست وداعیه طیب عیش، وآنکه ازین جمله بی بهره است بخیال باطل درجهان برود و دیگر کسش نام و نشان نشنود:

هر آنکه گردش گیتی بکین او برخاست   بغیر مصلحتش رهبری کند ایام
کبوتری، که دگر آشیان نخواهد دید   قضا همی بردش تابسوی دانه و دام

پسر گفت: ای پدر، قول حکما را چگونه مخالفت کنم؟ که گفته اند: رزق اگرچه مقسوم است باسباب حصول آن تعلق شرط است وبلا، گرچه مقدور، از ابواب دخول آن احتراز واجب۔

رزق، اگر چند بی گمان برسد   شرط عقل است، جستن از درها
ور چه کس بی اجل نخواهد مرد   تو مرو در دهان اژدرها

درین صورت که منم با پیل دمان بزنم و باشیر زیان پنجه در افکنم، پس مصلحت آنست، ای پدر، که سفر کنم، که ازین بیش طاقت بینوائی نمی آرم: —

چون مرد برفتاد زجای و مقام خویش   دیگر چه غم خورد؟ همه آفاق جای اوست
شب هر توانگری بسرای همی روند   درویش هر کجا که شب آید سرای اوست

این بگفت و پدر را وداع کرد و همت خواست و روان شد و با خود همی گفت:

هنر ور چو بختش نباشد بکام   بجای رود، کش ندانند نام

هم چنین تا برسید بکنار آبی که سنگ از صلابت او برسنگ همی آمد و خروش بفرسنگ همیرفت۔

سهمگین آبی، که مرغابی در او ایمن نبودی   کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودی

گروهی مردمان را دید، هر یکی بقراضه ای در معبر نشسته و رخت سفر بسته، جوان را دست عطا بسته بود، زبان ثنا برکشود۔ چندانکه زاری کرد یاری نکردند۔

بی زر نتوانی که کنی بر کس زور   ور زر داری بزور محتاج نه ای

ملاح بی مروت بخنده بر گردید و گفت:

زر نداری، نتوان رفت بزور از دریا   زور ده مرد چه باشد؟ زر یک مرده بیار

جوان را دل از طعنه ملاح بهم برآمد، خواست که ازو انتقام کشد، کشتی رفته بود، آواز داد و گفت اگر بدین جامه که پوشیده ام قناعت کنی دریغ نیست۔ ملاح طمع کرد و کشتی باز گردانید:

بدوزد شره دیده هوشمند   در آرد طمع مرغ و ماهی ببند

چندانکه ریش و گریبانش بدست جوان افتاد بخود درکشید و بی محابا کوفتن گرفت۔

چو دستت رسد مغز دشمن برآر | که فرصت فرو شوید از دل غبار

یارش از کشتی بدر آمد تا پشتی کند، هم چنیں درشتی دید۔ وپشت بداد، چاره جز آن ندانستند که با او بمصالحت گرائید و به اجرت کشتی مصالحت کنند۔

چو پرخاش بینی، تحمل بیار | که سهلی ببندد در کار زار
بشیرین زبانی و لطف و خوشی | توانی که پیلی بموی کشی
لطافت کن آنجا که بینی ستیز | نبرد قز نرم را تیغ تیز

بعذر ماضی در قدمش فتادند و بوسه چند به نفاق بر سرو چشمش دادند، پس به کشتی در آوردند و روان شدند، تا برسیدند بستونی از عمارت یونان، در آب ایستاده۔ ملاح گفت، کشتی را خللی هست، یکی از شما که دلاور تراست، باید که بدین ستون برود و خطام کشتی بگیرد، تا عمارت کنیم، جوان بغرور دلاوری که در سرداشت از خصم دل آزرده نیندیشید و قول حکما معتبر نداشت، که گفته اند: هر که را رنجی بدل رسانیدی اگر در عقب آن صد راحت برسانی از پاداش آن یک رنجش ایمن مباش که پیکان از جراحت بدر آید و آزار دل بماند۔

چه خوش گفت بکتاش با خیلتاش: | چو دشمن خراشیدی، ایمن مباش

○

مشو ایمن که تنگدل گردی | چون ز دستت دلی به تنگ آید
سنگ بر باره حصار مزن | که بود کز حصار سنگ آید

چندانکه مقود کشتی بساعد برپیچید و بالای ستون رفت، ملاح زمام از کفش در گسلانید و کشتی براند، بیچاره متحیر بماند، روزی دو بلا و محنت کشید و سختی دید۔ سوم روز خوابش گریبان گرفت و باب انداخت۔ بعد از شبانروزی دگر برکنار افتاد۔ از حیاتش رمقی باقی مانده بود، برگ درختان خوردن گرفت و بیخ گیاهان برآوردن، تااندکی قوت یافت۔ سر در بیابان نهاد و میرفت تا تشنه و بی طاقت بسر چاهی رسید۔ قومی برو گرد آمده و شربتی آب به پشیزی همی آشامیدند۔ جوانرا پشیزی نبود۔ طلب کرد و بیچارگی نمود، رحمت نیاوردند، دست تعدی دراز کرد میسر نشد۔ بضرورت تنی چند را فرو کوفت، مردان غلبه کردند و بی محابا بزدندش و مجروح کردند۔

پشه چو پر شد بزند پیل را | با همه تندی و صلابت که اوست
مورچگان را، چو بود اتفاق | شیر ژیان را بدرانند پوست

بحکم ضرورت در پی کاروانی افتاد و برفت۔ شبانگه برسیدند بمقامی که از دزدان پر خطر بود، کاروانیان را دید لرزه براندام او فتاده و دل برهلاک نهاده، گفت: اندیشه مدارید که یکی منم درین میان که به تنها پنجاه مرد را جواب دهم و دیگر جوانان هم یاری کنند، و کسی را برما دست قوت نباشد این بگفت و مردم کاروان را بلاف او دل قوی گشت و بصحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب دانستند، جوان را آتش معده بالا گرفته بود و عنان طاقت از دست رفته، لقمه ای چند از سر اشتها تناول کرد و دمی چند آب در سرش آشامید، تا دیو درونش بیارمید و بخفت، پیر مردی جهاندیده در آن میان بود گفت، ای یاران، من ازین مرد که بدرقه شماست اندیشناکم، نه چندان که از دزدان۔ چنانکه حکایت کنند که: عربی را درمی چند گرد آمده بود و بشب از تشویش لوریان در خانه تنها خوابش نمی برد۔

یکی را از دوستان بر خود خواند تا وحشت تنهائی بدیدار او منصرف کند۔ شبی چند در صحبت او بود، چندانکه بر در معاش اطلاع یافت، ببرد و سفر کرد۔ بامدادان دیدند عرب را گریان و عریان، گفتند حال چیست، مگر آن درمهای ترا دزد برد؟ گفت: لا واللہ درقہ برد۔

هرگز ایمن ز مار ننشینم که بدانستم آنچه خصلت اوست
زخم دندان دشمنی بتراست که نماید بچشم مردم دوست

چه دانید اگر این هم از جمله دزدان باشد که بعیاری درمیان ما تعبیه شده است؟ تا بوقت فرصت یاران را خبر کند، مصلحت آن می بینم که مراورا هم چنین خفته بمانیم و برانیم، جوانان را تدبیر پیر استوار آمد و مهابتی از مشت زن در دل گرفتند و رخت برداشتند و جوان را خفته بگذاشتند، آنگه خبر یافت که آفتاب در کتفش تافت، سر برآورد کاروان رفته دید۔ بیچاره بسی بگردید وره بجای نبرد، تشنه و بینوا روی بر خاک و دل برهلاک نهاده همی گفت:

من ذا یحدثنی وزم العیس ما للغریب سوی الغریب انیس

○

درشتی کند بر غریبان کسی که نابوده باشد بغربت بسی

مسکین درین سخن بود که پادشاه پسری بصید از لشکریان دور افتاده بود۔ بالای سرش ایستاده همی شنید و در هیٔ آتش نگاه میکرد، صورت ظاهرش پاکیزه و صورت حالش پریشان، پرسید، از کجائی و بدین جایگه چگونه فتادی؟ برخی از آنچه بر سر او رفته بود اعاده کرد ملک زاده را برحال تباه او رحمت آمد، خلعت و نعمت داد و معتمدی بادی فرستاد، تا بشهر خویش آمد۔ پدر بدیدار او شادمانی کرد و بر سلامت حالش شکر گفت، شبانگه از آنچه بر سر او رفته بود، از حالت کشتی و جور ملاح و روستایان بر سر چاه غدر کاروانیان در راه، با پدر میگفت، پدر گفت: ای پسر نه گفتمت هنگام رفتن که، تهی دستان را دست دلیری بسته است و سرپنجه شیری شکسته؟

چه خوش گفت آن تهی دست سلحشور جوئی زر بهتر از پنجاه من زور

پسر گفت: ای پدر، هر آئینه تا رنج نبری، گنج برنداری و تا جان در خطر نه نهی، بر دشمن ظفر نیابی، و تا دانه پریشان نکنی، خرمن برنگیری۔ نه بینی که باندک مایه رنجی که بردم چه تحصیل راحت کردم و به نیشی که خوردم چه مایه عسل آوردم؟

گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد در طلب کاهلی نباید کرد

○

غواص اگر اندیشه کند کام نهنگ هرگز نکند در گرانمایه بچنگ

آسیا سنگ زیرین متحرک نیست۔ لا جرم تحمل بار گران همی کند۔

چه خورد شیر شرزه در بن غار؟ باز افتاده را چه قوت بود؟
تا تو در خانه صید خواهی کرد دست و پایت چو عنکبوت بود

پدر گفت: ای پسر، ترا درین نوبت فلک یاوری کرد و اقبال رهبری، که صاحب دولتی در تو رسید و بر تو ببخشائید و کسر حالت را بتفقدی جبر کرد و چنین اتفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتوان کرد۔ زنهار! تا بدین طمع دگرباره گرد ولع نگردی۔

صیاد نہ ہر بار شغالی • ببرد افتد کہ یکی روز پلنگش بدرد

چنانکہ یکی را از ملوک پارس نگینی گرانمایہ برانگشتری بود۔ باری بحکم تفرج باتنی چند از خاصان بمصلای شیراز بیرون رفت۔ فرمود تا' انگشتری را برگنبد عضد نصب کردند' تا ہر کہ تیراز حلقہ انگشتری بگذراند خاتم او را باشد' اتفاقاً چہار صد مرد حکم انداز' کہ در خدمت او بودند جملہ خطا کردند' مگر کودکی بربام رباطی بازیچہ تیراز ہر طرفی می انداخت' باد صبا تیر او را بحلقہ انگشتری در بگذرانید' خلعت و نعمت یافت و خاتم بوی ارزانی داشتند۔ پسر تیر و کمان را بسوخت۔ گفتند: چرا چنین کردی؟ گفت: تا رونق نخستین برجای بماند۔

گرد بود کز حکیم روشن رای بر نیاید درست تدبیری

گاہ باشد کہ کودک نادان .بغلط بر ہدف زند تیری

مشکل الفاظ کے معنی: مشت زنے: پہلوان۔ ازدہر مخالف: ناموافق زمانہ۔ حلق فراخ: چوڑا حلق۔ دست تنگ: تنگ ہاتھ۔ جاں رسیدہ: عاجز۔ خواست: چاہنا۔ عزم سفر: سفر کا ارادہ۔ دامن کامے: کسی مقصد کا بازو۔ بزرگاں: بزرگ۔ فضل و ہنر: بزرگی اور ہنرمندی۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ خیال محال: ناممکن خیال یا تصور۔ سربدر کن: سر سے نکال دینا مراد کسی خیال کو دماغ سے نکال باہر کرنا۔ دامن سلامت: سلامتی کا گوشہ۔ خردمنداں: عقل مند۔ چارہ آں: تدبیر۔ جوشیدن: صبر۔ گرفت: پکڑنا۔ کوشش بے فائدہ: بے کار کوشش۔ وسمہ: نیل کے پتوں کا رنگ' ابرو پر وسمہ لگانا عورتوں کی منجملہ سات آرائشوں سے ایک آرائش ہے۔ ابروئے کور: اندھی ابروؤں۔ ہنر دو صد: دو سو ہنرمند۔ بہر سر مویت: ہر بال میں۔ بخت بد: خراب مقدر۔ زور مند: طاقت ور۔ واژوں بخت: اوندھے نصیبے والا۔ بازو سخت: طاقت ور بازو۔ فوائد سفر بسیار: سفر کے فائدے زیادہ ہیں۔ نزہت خاطر: طبیعت کی تفریح۔ جر منافع: نفعوں کا حصول۔ دیدن عجائب: عجائب کا دیکھنا۔ شنیدن: سنا ہے۔ تفرج بلدان: شہروں کی سیر۔ محاورات خلان: دوستوں سے بات چیت۔ تحصیل جاہ و ادب: مرتبہ اور ادب کا حاصل کرنا۔ معرفت یاراں: دوستوں کی جان پہچان۔ تجربت روزگاراں: زمانہ کا تجربہ۔ سالکان طریقت: سالک کا صحیح راستے پر چلنے کا طریقہ۔ دکان خانہ: گھر کی دوکان۔ اے خام: اے ناتجربہ کار۔ آدمی نشوی: آدمی نہ ہوگا۔ جہاں تفرج: دنیا کی سیر۔ بیش ازاں: اس سے پہلے۔ جہاں برروی: دنیا سے رخصت ہونا۔ اے پسر: اے بیٹا۔ منافع سفر: سفر کا منافع۔ چنیں: جیسا۔ بے شمار ست: لاتعداد میں۔ مسلم پنج طائفہ: پانچ قسم کے آدمی۔ راست: مناسب۔ بازرگانے: تاجر' سوداگر۔ کمنت غلاماں: قدرت کے غلام۔ کنیزاں: لونڈیاں۔ شاگردان چابک: چست و چالاک نوکر۔ ہر روز شہرے: ہر روز ایک نیا شہر۔ ہر شب بمقامے: ہر شب ایک نئی جگہ۔ ہردم بتفرج گاہے: ہردم ایک تفریح گاہ میں۔ ہر لحظہ: ہر آن۔ نعیم دنیا: دنیا کی نعمت۔ متمتع: فائدہ اٹھانا۔ منعم: دولت مند۔ کوہ و دشت: پہاڑ اور جنگل۔ و بارگاہ ساخت: دربار بنالینا۔ مراد جہاں: دنیا کی مراد۔ نیست دسترس: قدرت نہیں۔ زادبوم: پیدائش کی جگہ۔ خولیش غریب: اپنا وطن۔ ناشناخت: اجنبی۔ دوم عالم: دوسرے عالم۔ منطق شیریں: میٹھی گفتگو۔ قوت فصاحت: فصاحت کی قوت۔ مایۂ بلاغت: بلاغت کی پونجی۔ وجود مردم دانا: عقلمند کی ہستی۔ مثال زر طلاست: خالص سونے کی مانند۔ کجا: کیسے' کہاں۔ بزرگ زادۂ ناداں: بے عقل بزرگ زادہ۔ دیار غربش: اجنبی جگہ۔ خوبروئے: خوبصورت۔ دورن صاحب دلاں: صاحب دلوں کا دل۔ مخالطت: میل جول۔ اند کے جمال: تھوڑا سا حسن۔ روئے زیبا: حسین چہرہ۔ مرہم دلہائے خستہ: ٹوٹے دلوں کا مرہم۔ کلید: کنجی۔ دریائے بستہ: بند دروازے: لاجرم: لازمی طور پر۔ ہمہ جا: ہر جگہ۔ شاہد آنجا کہ رود: معشوق جہاں بھی جائے۔ پرطاؤس: مور کے پر۔ اوراق مصاحف: قرآن کے ورق۔ دیدم: دیکھے۔ ایں منزلت: یہ منزل۔ قدر توی: تیری حیثیت۔ بینم: دیکھنا۔ گفت خاموش: چپ رہنا۔ جمالے: حسن۔ ہر کجا پائے: جہاں کہیں قدم رکھنا۔ دست پیش: کسی کی تعظیم کرنا۔ در پسر موافقت: لڑکے میں محبت کا ہونا۔ دلبری: محبوبیت۔ اندیشہ نیست: کوئی فکر نہیں۔ ازوے بری بود: بیزار ہو جانا۔ گو: اگرچہ۔ صدف: سیپ' کنایتاً والدین کا

گھر۔ دُرِ یتیم: دریتیم سے مراد وہ موتی جو سیپ میں سے ایک ہی نکلا ہو یعنی بے مثل اور قیمتی موتی۔ مشتری: خریدار۔ خوش
آوازے: خوش گلو۔ حنجرۂ داؤدی: اس سے مراد غایت خوش آوازی یعنی بہت خوش آواز گلا حضرت داؤدؑ ایک اللہ کے فرستادہ
پیغمبر تھے جن پر زبور نازل ہوئی' آپ کا یہ معجزہ ہے کہ جب آپ زبور پڑھتے تو آدمی اور چرند و پرند آپ کے گرد جمع ہو جاتے
اور سب آپ کی آواز کے سوز و گداز سے وجد کرتے تھے۔ آب از جریاں: پانی کو بہنے سے روکنا۔ مرغ از طیران باز دارد:
پرندوں کو اڑانے سے روکنا۔ آں فضیلت: اس فضیلت کو۔ دل مشتاقاں: ملنے کے خواہش مند دل۔ صید کند: شکار کرنا۔ باب
معنی: صاحب باطن۔ بانواع خدمت: طرح طرح کی خدمت۔ آہنگ نرم: نرم آواز۔ حزیں: افسردہ۔ بگوش حریفان مست: مست
دوستوں کے کان۔ آواز خوش: خوش گلو آواز۔ صبوح: صبح کی شراب۔ حظ نفس: نفس کی لذت۔ قوت روح: روح کی غذا۔ بہ
سعی بازو کفافے: ہاتھ کی کمائی۔ آبر دار بہر لقمہ: لقمہ کے لئے آبرو۔ ریختہ نگرو: برباد نہ ہو۔ بغریبی: وطن سے دور۔ نکشد پنبہ
دوز: مصیبت نہ اٹھانا۔ ملک خویش: اپنا ملک۔ خفت: سو جانا۔ ملک نیمروز: سیستان کا بادشاہ۔ جمعیت خاطر: دل جمعی۔ داعیہ طیب
عیش: زندگی کے لطف کا سبب۔ بے بہرہ: خالی۔ بخیال باطل: باطل خیال۔ گردش گیتی: زمانے کی گردش۔ بکین او برخاست:
کینہ وری کے لئے اٹھ کھڑا ہونا۔ آشیاں: گھونسلا۔ قضا: موت۔ دانہ و دام: دانہ اور جال۔ قول حکما: عقلمندوں کی بات۔
راچگونہ مخالفت: کس طرح مخالفت کرنا۔ مقسوم: قسمت۔ اسباب حصول: حاصل کرنے کے ذریعے۔ ابواب دخول آں: بلا کی
دروازوں میں خود داخل نہ ہونا چاہئے۔ حذر کردن: توبہ کرنا مراد بچنا۔ شرط عقل: عقل کے نزدیک۔ ورچہ: اگرچہ۔ بے اجل:
بے موت۔ دہان اژدہا: سانپ کا منہ۔ پیل دماں: مست ہاتھی۔ شیر ژیاں: غضبناک شیر۔ بے نوائی: بے سروسامانی۔ جای و مقام
خویش: اپنا مقام اور مرتبہ۔ غم خورد: غم کھانا۔ ہمہ آفاق: پوری دنیا۔ جائے اوست: اس کی جگہ ہے۔ توانگر: مال دار۔ سرائے:
گھر۔ شب آمد: رات کا آنا۔ سرائے اوست: وہی گھر ہے۔ پدر اوداع: باپ کو رخصت کیا۔ ہمت خواست: دعا چاہنا۔ رواں
شد: روانہ ہو جانا۔ ہمچنیں: اسی طور۔ کنار آلے: دریا کے کنارے۔ سنگ از صلابت او بر سنگ: سختی سے پتھر سے پتھر ٹکرانا۔
خروشمن: شور۔ فرہنگ: کوس' میل۔ مرغ آبی: پانی کا جانور۔ سہمگین: خوفناک۔ کمتریں موج: چھوٹی سے لہر۔ گردے مرداں:
انسانوں کا مجمع۔ بقراضہ: سکہ' لغت میں اس نے مراد وہ ریزہ جو قینچی کے کاٹنے سے گرتا ہے۔ دست عطا: عطا کا ہاتھ۔ زبان
ثناء برکشود: تعریف کے لئے زبان کھولنا۔ زاری کرد یاری: منت سماجت کرنا۔ ملاح بے مروت: بے مروت کشتی بان۔ خندہ:
ہنسنا۔ بے زر: بے پیسہ' غریب۔ زرداری: روپے کا ہونا۔ بزور محتاج نہ: زور کی ضرورت نہیں۔ زر نداری: روپے کا نہ ہونا۔
زو یک مرد بیار: ایک آدمی کا کرایہ۔ طعنہ ملاح: کشتی بان کا طعنہ۔ خواست: چاہا۔ کشتی رفتہ: کشتی کا روانہ ہونا۔ قناعت کنی: اکتفا
کرنا۔ دریغ نیست: کچھ مضائقہ نہیں۔ ملاح طمع کرد: ملاح کا لالچ۔ کشتی باز گرداند: کشتی واپس لوٹا لینا۔ دیدۂ ہوش مند: عقلمند
کی آنکھ۔ طمع مرغ و ماہی: پرند اور مچھلی کا لالچ۔ دست جواں: جوان کا ہاتھ۔ ریش و گریباں: داڑھی اور گریباں۔ کشید: کھینچنا۔
بے محابا فرو کوفت پارش: بے دھڑک مارنا شروع کر دینا۔ کشتی بدر: کشتی سے نکلنا۔ پشت بگرداند: یعنی وہ بھی لوٹ گیا۔ مصلحت
آں: مناسب سمجھا۔ اجرت کشتی: کشتی کا کرایہ۔ مسامحت نماید: چشم پوشی کرنا۔ چو پرخاش بنی: جب لڑائی دیکھے۔ تحمل بیار: صبر
سے کام لے۔ سہلے: نرمی۔ کارزار: لڑائی۔ شیریں زبانی: زبان کی مٹھاس۔ بموئے کشی: بال بال کے ذریعہ کھینچنا۔ پیلے: ہاتھی۔
بنی ستیز: جھگڑا دیکھے۔ نبرد و قز نرم: نرم ریشم کو نہیں کاٹتی۔ تیغ تیز: تیز تلوار۔ بعذر ماضی: گزشتہ باتوں کی معذرت۔ بقدمش:
پاؤں میں۔ بوسہ: چومنا۔ نفاق: نفرت۔ سرو چشمش: سرو چشم یعنی سر آنکھوں پر۔ رواں شد: روانہ ہو جانا۔ ستونے: ستون۔
عمارت یونان: یونان کی آبادی۔ در آب ایستادہ: پانی میں کھڑا۔ خللے سیت: خرابی ہے۔ خطام کشتی: کشتی کی رسی۔ خصم: دشمن۔
آزردہ دل: رنجیدہ خاطر دل۔ رنجے بدل: دل کو دکھایا ہو۔ صد راحت: سینکڑوں راحتیں۔ پاداش آں یکے رنجش: ایک رنجش
کے بدلے۔ ایمن مباش: مطمئن نہ رہنا۔ پیکاں: تیر۔ جراحت بدر: زخم سے نکل آنا۔ یکتاش: بادشاہ خوارزم کا نام ہے۔
خیلتاش: غلاموں کا گروہ بعض کے مطابق ایک آقا کے بہت سے ملازموں کو بھی خیلتاش کہا جاتا ہے۔ خراشیدی: ستانا۔

مشوایمن: مطمئن نہ رہ۔ دلے بہ تنگ آید: کسی دل کا تنگ ہونا۔ سنگ: پتھر مراد کسی کو ستانا۔ بارۂ حصار مزن: قلعہ کی دیوار۔ حصار سنگ آید: قلعہ سے پتھر آنا۔ بالائے ستون رفت: ستون پر چڑھنا۔ زمام: باگ۔ از کفش: ہاتھ سے۔ متحیز: حیران۔ سختی دید: تنگی دیکھی۔ سوم روز: تیسرے دن۔ خوابش: نیند میں۔ گریبان گرفت: گریبان پکڑا۔ در آب انداخت: پانی میں گرا دیا۔ بعد از شبا روز: ایک دن رات کے بعد۔ حیاتش رمقے: زندگی کی رمق۔ برگ درختاں: درختوں کے پتے۔ بیخ گیاہاں: گھاس کی جڑیں۔ برآوردن: اکھاڑنا۔ تا اندکے: یہاں تک کہ تھوڑی سی۔ تشنہ: پیاسا۔ سرچاہے: کنویں پر۔ قومے: لوگ۔ پشیزے: آنے کا آٹھواں حصہ مراد ایک معمولی سکہ جس کو عالمگیری کہتے ہیں۔ بیچارگی نمود: لاچاری کا ظاہر ہونا۔ دست تعدی: ظلم کا ہاتھ۔ تنے چند: چند آدمی۔ فرو کوفت: مار پیٹنا۔ پشہ: مچھر۔ پیل: ہاتھی۔ صلابت: سختی۔ مورچگاں را چو بود اتفاق: جب چیونٹیوں میں اتحاد ہو۔ شیر ژیاں: غضبناک شیر۔ پوست: کھال۔ بحکم ضرورت: مجبوراً۔ در پئے کارواں: ایک قافلہ کے پیچھے۔ ازدزداں بر خطر بود: چوروں کا زیادہ خطرہ تھا۔ لرزہ براندام افتاد: بدن کانپ رہے تھے۔ دریں میاں: اس گروہ کے درمیاں۔ بہ تنہا پنجاہ مرد را جواب: اکیلے پچاس آدمیوں کا مقابلہ کرنا۔ بلاف: شیخی مارنا۔ بحجتش شادمانی: خوشی کے ساتھ۔ آتش معدہ: معدہ کی آگ مراد بھوک۔ عنان طاقت: طاقت کی باگ۔ اشتہا: بھوک۔ تناول: کھانے۔ دمے چند آب: پانی کے چند گھونٹ۔ پیر مردے جہاں: جہاں دیدہ بوڑھا۔ اے جماعت من: اے میرے ساتھیو۔ بدرقہ: راہنما۔ دزداں: چور۔ اعرائی: اعرابی' صحرانشیں' خانہ بدوش' عربوں میں ایک جنگلی آدمی۔ درمے چند گرد آمد: چند درم جمع ہو جانا۔ تشویش لوریاں: چوروں کا ڈر۔ درخانہ: گھر میں۔ نمی خفت: نہ سویا۔ وحشت تنہائی: اکیلے پن کا خوف۔ شبے چند: چند رات۔ در صحبت: اس کے ساتھ۔ گریاں: روتا ہوا۔ عریاں: ننگا۔ حال چیست: کیا حال ہے۔ مگر آں: شاید۔ درمہائے: تیرے درم۔ ترا دزد برُد: چور لے اڑا۔ واللہ: اللہ کی قسم۔ دانستم: جان لینا۔ عادت اوست: اس کی عادت۔ زخم دندان دشمنے: دشمن کے دانت کے زخم۔ چشم مردم: لوگوں کی نظر۔ چہ دانید: تمہیں کیا معلوم۔ دزداں: چور۔ عیاری: چالاکی۔ تعبیہ: چھپ جانا۔ بوقت فرصت: موقع پاکر۔ یاراں را خبر: یاروں کو بتانا۔ مصلحت آں بینم: مناسب یہی معلوم ہے۔ پند پیر: بوڑھے کی نصیحت۔ مہابتے عظیم: بڑا طاقت ور۔ مشت زن: پہلوان۔ خبر یافت: پتہ چلا۔ آفتابش: دھوپ۔ بر کتف تافت: مونڈھے پر پڑنا۔ سر برآورد: سر اٹھانا۔ کارواں رفتہ دید: دیکھا قافلہ جا چکا۔ بینواروی بر خاک: بے سہارا خاک پر چہرہ۔ درشتی: سختی۔ پادشہ پسرے: بادشاہ کا بیٹا۔ لشکریاں دور افتاد بود: سپاہیوں سے دور نکل گیا۔ بالائے سرش: اس کے سرہانے۔ ایستادہ: کھڑا ہونا۔ صورتش پاکیزہ: پاکیزہ صورت۔ حالش پریشاں: پریشاں حالی۔ کجائی: کہاں۔ اعادت کرد: دوہرایا۔ ملک زادہ: شہزادہ۔ رحمت آمد: رحم آیا۔ باز آمد: واپس آگیا۔ پدرش بدیدن: باپ نے دیکھا۔ اد شادمانی: خوشی منائی۔ بر سلامت حالش: سلامتی کی حالت میں۔ جور ملاح: ملاح کی زیادتی۔ ظلم و روستائیاں: گاؤں والوں کا ظلم۔ سرچاہ: کنواں کے کنارہ پر۔ غدر کاروانیاں: قافلہ والوں کی غداری۔ دست دلیری بستہ: دلیری کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ پنجہ شیری شکستہ: بہادری کا پنجہ ٹوٹا ہوا۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ سلحشور: سپاہی۔ جوے زر: جو بھر سونا۔ ہفتاد من زور: ستر من زور۔ گنج: خزانہ۔ دشمن ظفرنیابی: دشمن پر فتح نہیں۔ دانہ پریشاں نہ کنی: دانہ نہ بکھرے۔ مایۂ رنج: تھوڑی سی تکلیف۔ تحصیل راحت: سکون کا حصول۔ نیشے: ڈنک۔ خوردم: کھایا۔ چہ مایہ عسل: کتنا شہد۔ در طلب: تلاش میں۔ کاہلی: سستی۔ غواص: غوطہ خور۔ کام نہنگ: مگرمچھ کے حلق سے۔ در گرانمایہ: قیمتی موتی۔ آسیا سنگ: چکی کا پاٹ۔ زیریں: نچلا۔ بار گراں: بھاری بوجھ۔ شیر شرزہ: غضبناک شیر۔ باز افتادہ: مصیبت زدہ شاہین۔ در خانہ: گھر۔ صید خواہی: شکار کھیلنا۔ عنکبوت: مکڑی۔ فلک یاوری: آسمان کا مدد کرنا۔ اقبال رہبری: نصیب کی راہنمائی۔ صاحب دولتے: ایک دولت مند۔ تبفقدی جبر: دلجوئی کرکے جوڑ دیا۔ اتفاق نادر: کم اتحاد۔ صیاد: شکاری۔ ہر بار شغالے لے برد: ہر بار گیدڑ گھر نہیں لے جاتا۔ پلنگ: چیتا۔ بدرد: پھاڑ دینا۔ ملوک پارس: فارس کا بادشاہ۔ نگینے گرانمایہ: قیمتی نگینہ۔ انگشتری: انگوٹھی۔ چند خاصاں: چند مصاحبوں کے ساتھ۔ تفرج: سیر۔ مصلائے: شیراز کی عیدگاہ۔ چہار صد حکم: چار سو حکم۔ جملہ خطا کردہ: سب کا نشانہ نہ لگنا۔ بام رباطے: مکان کی چھت۔ بازیچہ: کھیل۔ باد صبا: صبح

Scanned with CamScanner

کی ہوا۔ سوخت: جلا دینا۔ حکیم روشن: روشن رائے والا' دانا۔ کود کے ناداں: نادان بچہ۔ بغلط: غلطی سے۔ بر ہدف: نشانہ پر۔ زند تیرے: تیر مار دینا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک پہلوان کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مفلسی اور بیروزگاری سے تنگ آگیا تھا۔ بیچارے کا پیٹ بڑا تھا اور تنگ ہاتھ کی وجہ سے جان سے عاجز تھا۔ ایک دن باپ کے پاس شکایت لے گیا اور اجازت چاہی کہ میرا سفر کا ارادہ ہے۔ شاید زور بازو سے مقصد کا دامن پکڑ لوں اس لئے کہ بزرگوں نے کہا ہے۔

بیت: جب تک اظہار نہ کریں بزرگی اور ہنرمندی بیکار ہیں اسی لئے صندل کو گھساتے اور عود کو آگ دکھاتے ہیں۔

ترجمہ نثر: باپ نے کہا اے بیٹا! یہ ناممکن خیال دل سے نکال دے اور قناعت کرکے سلامتی کے گوشہ میں بیٹھ جا۔ اس لئے کہ عقلمندوں نے کہا ہے دولت کوشش سے حاصل نہیں ہوتی اور اس کی تدبیر صبر کرنا ہے۔

شعر: طاقت سے کوئی دولت کا دامن نہیں تھام سکتا جیسے اندھی آبروؤں پر وسمہ لگانا کار بیکاراں ہے۔

فرد: اگر تیرے ہر بال میں دو سو ہنر ہوں' اگر مقدر خراب ہوں تو ایک ہنر بھی کام نہ آئے گا۔

بیت: اندھے نصیبے والا طاقتور کیا کرے گا۔ طاقتور بازو سے نصیبے (مقدر) کی مدد بہتر ہے۔

ترجمہ نثر: لڑکے کہا' ابا جان! سفر کے فائدے بہت ہیں۔ طبیعت کی تفریح نفعوں کا حصول' عجائب کا دیکھنا' غرائب کا سننا' شہروں کی سیر' دوستوں سے بات چیت' مرتبہ اور ادب کا حاصل کرنا' مال اور کمائی زیادتی' دوستوں سے جان پہچان' زمانہ کا تجربہ جیسا کہ راہ سلوک کی منازل طے کرنے والوں نے کہا ہے۔

نظم: جب تک تو گھر کی چار دیواری کے اندر رہے گا۔ اے خام انسان تو کبھی پختہ نہیں ہو سکتا۔ وسیع دنیا کی سیر کر اس سے پہلے کہ تو اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ (یعنی مرجائے)

ترجمہ نثر: باپ نے کہا اے بیٹا! جیسا کہ تو نے کہا ہے کہ سفر کے بہت فائدے ہیں واقعی ہی بے شمار ہیں لیکن پانچ قسم کے آدمیوں کے لئے یہ مناسب ہے۔ اولاً اس تاجر کے لئے جو دولت کے باعث خوبصورت غلام اور لونڈیاں رکھتا ہے اور چست و چالاک نوکر رکھتا ہے۔ وہ ہر روز ایک نئے شہر میں جاتے ہیں اور ہر شب ایک نئی جگہ پر قیام کرتا ہے اس کا ہر لحہ سیر و تفریح میں گزرتا ہے۔ یہ لوگ جہاں بھی جائیں ہر لحظہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قطعہ: دولت مند پہاڑ میں اور جنگل و بیاباں میں مسافر نہیں جہاں دل کیا خیمہ لگا کہ اپنا گھر بنا لیا اور جو دنیاوی مال و دولت سے محروم ہے۔ وہ تو اپنے دیس (وطن) میں بھی مسافر اور اجنبی ہے۔

ترجمہ نثر: دوسرا گروہ جو عالموں کا ہے وہ جہاں کہیں جائیں گے۔ اپنے سخن شیریں' زوربیاں اور علم و فضل کی بدولت عزت و حرمت جیسی نعمت پائیں گے۔

قطعہ: عقلمند کی ذات خالص سونے کی مانند ہے وہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے' لوگ اس کی قدر کو پہچانتے ہیں۔ نادان امیرزادہ اپنے دیس میں عاجز ہوتا ہے' اجنبی جگہ پر تو لوگ اس کی قدر و منزلت کرتے ہی نہیں۔

ترجمہ نثر: تیسرا گروہ حسینوں کا ہے جن سے میل ملاپ کی تمنا اہل دل بھی رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ بزرگوں نے کہا ہے' تھوڑا سا حسن بہت سے مال سے بہتر ہے اور کہتے ہیں حسین چہرہ شکستہ دلوں کا مرہم ہے اور بند دروازوں کی کنجی ہے۔ لازمی طور پر ان کی صحبت کو ہر جگہ غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ ان کی خدمت گاری اپنے اوپر احسان سمجھتے ہیں۔

قطعہ: ایک حسین و جمیل کو خواہ اس کے ماں باپ ناراض ہو کر اسے گھر سے باہر نکال کریں' وہ جہاں کہیں جائے گا لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مور کے پر میں نے قرآن کے ورقوں میں دیکھے۔ میں نے کہا' یہ مرتبہ تو تیری حیثیت سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ جواب ملا چپ رہ' جو شخص حسن رکھتا ہے جہاں قدم رکھتا ہے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔

قطعہ: جب لڑکے میں محبت اور دلبری کا مادہ ہو تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ وہ تو موتی ہے سیپی میں نہ رہے تو کوئی بات

Scanned with CamScanner

نہیں قیمتی موتی کا ہر کوئی خریدار ہوتا ہے۔

ترجمہ نثر: چوتھے وہ جو سُریلی آواز ہیں۔ جو لحن داؤدی سے بہتے ہوئے پانی کو روک لیتے ہیں۔ اڑتے پرندے رک جاتے ہیں۔ پس اپنی فضیلت کے ذریعہ مشتاقوں کے دل کو موہ لیں اور صاحب باطن اس کی ہمنشینی میں رغبت کریں اور طرح طرح کی خدمت کریں۔

شعر: میرا کان نغموں کے حسن میں لگا ہے۔ کس نے ستار کو چھیڑا ہے۔

قطعہ: صبوحی پینے والے مست الست ہی جانتے ہیں کہ غمناک اور نرم آواز کیسی بھلی محسوس ہوتی ہے۔ حسین آواز حسین چہرے سے بھی زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ یہ تو نفس کی لذت ہے اور وہ روح کی غذا ہے۔

ترجمہ نثر: پانچویں وہ پیشہ ور جو بازو کی کمائی سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں تاکہ روٹی کی خاطر عزت و آبرو پر آنچ نہ آنے پائے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔

قطعہ: اگر محنت کش اپنے شہر سے سفر میں چلا جائے تو وہ پردیس میں فاقہ اور اذیت نہ اٹھائے گا۔ اگر وہ اپنے ملک سے دور کسی خرابی میں گرفتار ہو جائے تو ایسے میں سیستان کا بادشاہ بھی بھوکا سوئے گا۔

ترجمہ نثر: یہ باتیں جو میں نے بیان کیں اے بیٹا! سفر میں دل جمعی کا باعث ہیں اور زندگی کے لطف کا سبب ہیں اور وہ شخص جو ان سب سے خالی ہے' وہ باطل خیال لے کر سفر پر نکلتا ہے اور پھر کوئی شخص اس کا نام و نشان نہیں سنتا۔

قطعہ: گردش زمانہ جس کی دشمنی پر کمربستہ ہو جائے' زمانہ اسے مصلحت کے خلاف قدم اٹھانے پر مجبور کرتا ہے۔ وہ کبوتر پھر گھونسلا نہ دیکھے گا جس کو قضا دانہ و جال کی طرف لے جاتی ہے۔

ترجمہ نثر: لڑکے نے کہا' ابا جان! حکماء کے قول کی میں کس طرح مخالفت کروں اس لئے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رزق اگرچہ قسمت میں لکھا ہے لیکن اس کے حصول کے لئے اسباب کو بروئے کار لانا لازمی ہے اور مصیبت اگرچہ مقدر میں ہے لیکن اس کے داخل ہونے کے دروازوں سے بچنا ضروری ہے۔

قطعہ: اس میں کچھ شک نہیں کہ تیزرزق تجھے مل کر رہے گا لیکن عقل کا تقاضا یہی ہے کہ ہاتھ پاؤں بھی ہلانے چاہئیں اگرچہ کوئی بے موت نہ مرے گا لیکن اژدھوں کے منہ میں نہیں کودنا چاہئے۔

ترجمہ نثر: جس حالت میں کہ میں ہوں مست ہاتھی سے لڑسکتا ہوں اور غضبناک شیر سے پنجہ لڑانے کی قوت رکھتا ہوں۔ پھر مناسب یہی ہے اے باپ کہ میں سفر پر جاؤں۔ اب حد ہو گئی ہے میں اس سے زیادہ مفلسی اور غربت برداشت نہیں کر سکتا۔

قطعہ: جب انسان اپنے مقام عزت و آبرو سے گر جائے تو غم کھانے کا کیا فائدہ؟ اس لئے خدا کی دنیا بہت بڑی ہے۔ ہر مالدار شب کو گھر میں جاتا ہے' فقیر کو جہاں رات ہو جائے وہی اس کا گھر ہے۔

ترجمہ نثر: یہ کہا اور باپ سے رخصت چاہی اور دعا طلب کی اور روانہ ہو گیا' اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا۔

شعر: ہنرمند جب یہ دیکھتا ہے کہ حالات سازگار نہیں تو پھر ایسی جگہ جاتا ہے جہاں اسے کوئی نہ جانتا ہو۔

ترجمہ نثر: اسی طرح وہ ایک ایسے دریا پر جا پہنچا کہ اس کی روانی میں طغیانی اور پتھروں سے ٹکرا کر ہیبت ناکی پیدا کر رہا تھا۔ تین کوس تک اس کی موجوں کا شور بلند تھا۔

بیت: اس قدر خوفناک دریا کہ مرغابی بھی اس سے پناہ مانگے اس کی چھوٹی لہروں میں بھی چکی کے پاٹ کو ساتھ بہا لے جانے کی طاقت تھی۔

ترجمہ نثر: اس نے انسانوں کے ایک مجمع کو دیکھا کہ ہر ایک سکہ (بطور کرایہ) دے کر کشتی میں بیٹھا ہوا تھا اور مسافر سفر باندھے تیار تھے۔ نوجوان کے پاس کچھ نہ تھا' مفلسی نے اس کے ہاتھ باندھ رکھے تھے لہٰذا اس نے زبان کھولی اور ہر کسی کی خوشامد کرنے لگا جس قدر اس نے منت سماجت کی کسی نے مدد نہ کی۔ بے مروت کشتی بان ہنستا ہوا اس کے پاس سے گزر گیا

اور بولا۔
شعر: بے پیسہ کا تو کسی پر زور نہیں چل سکتا۔ اگر پیسہ ہے تو زور کی ضرورت ہی نہیں۔
شعر: پیسہ نہیں تو طاقت کے بل پر دریا سے پار نہیں اتر سکتا۔ دس جوانوں کی طاقت کی ضرورت نہیں ایک سواری کا کرایہ چاہیے۔
ترجمہ نثر: ملاح کے طعنہ سے جوان کا دل بھر آیا چاہا کہ اس سے بدلہ لے۔ کشتی روانہ ہو چکی تھی اس نے آواز دی اور کہا' میاں اگر اس کپڑے پر جو میں نے پہنے ہیں' قناعت کر لے تو مجھے دینے سے کچھ دریغ نہیں۔ ملاح بھی لالچ میں آگیا اور کشتی واپس لے آیا۔
بیت: لالچ عقلمند کی آنکھ کو سی دیتا ہے۔ لالچ ہی پرندہ اور مچھلی کو جال میں پھنساتا ہے۔
ترجمہ نثر: جونہی ملاح کی داڑھی اور گریباں جوان نے پکڑے اس کو گھسیٹ کر اپنی طرف لے آیا اور دھڑام سے زمین پر پٹخ دیا اور بے تحاشا مارنے لگا۔
شعر: جب دشمن تک ہاتھ کی رسائی ہو تو مار مار کر اس کا بھیجا نکال دے۔ کھل کر اس پر برس تاکہ دل کی بھڑاس نکل جائے۔
ترجمہ نثر: ملاح کا ایک ساتھی اس کی مدد کو آیا اس کی بھی ویسی ہی ٹھکائی ہوئی' وہ بھی جان چھڑا کر بھاگا۔ اب سب نے مناسب سمجھا کہ اس سے صلح کر لیں اور کشتی کے کرایہ میں چشم پوشی کریں۔
مثنوی: جب لڑائی دنگا دیکھے تو تحمل سے کام لے اس لئے کہ نرمی لڑائی کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ زبان کی مٹھاس اور مہربانی و خوشی سے تو ہاتھی کو کچے دھاگے سے کھینچ سکتے ہو جہاں جھگڑا دیکھو نرمی برتو' تیز تلوار نرم ریشم کو نہیں کاٹ سکتی۔
ترجمہ نثر: اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور اس کے پاؤں پر گر پڑے اور منافقت کے ساتھ اس کے سر و چشم پر چند بوسے دیئے پھر اس کو کشتی میں لا بٹھایا اور روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک ستون کے قریب جا پہنچے جسے یونانیوں نے طوفان کی بلاخیز موجوں سے پناہ گاہ کے طور پر بنایا تھا۔ ملاح نے کہا' کشتی میں خرابی پیدا ہو گئی ہے' تم میں سے جو زیادہ طاقتور ہے اس کو اس ستون پر چڑھنا چاہئے اور کشتی کی رسی کو پکڑ کر رکھے تاکہ میں کشتی ٹھیک کر لوں۔ بھولے بھالے نوجوان کے سر میں دلیری کا سودا سمایا ہوا تھا۔ رنجیدہ دل دشمن کی کوئی فکر نہ کی اور حکماء کے قول پر عمل نہ کیا کہ انہوں نے کہا ہے جس کا تو نے دل دکھایا ہو اگر اس کے بعد سینکڑوں راحتیں اسے پہنچا دے اس ایک رنجش کے بدلے سے مطمئن نہ رہنا اس لئے کہ تیر زخم سے نکل آتا ہے لیکن تکلیف دل میں تھمی رہتی ہے۔
نظم: یکتاش نے خیلتاش سے کیا خوب بات کہی کہ دشمن کو زخمی کرنے کے بعد اس سے غافل نہ رہ۔
قطعہ: کسی کے دل کو دکھ دے کر اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو۔ کسی کو ستائے گا تو خود بھی تنگ ہو گا۔ قلعہ کی دیوار پر سنگ باری نہ کر ہو سکتا ہے کہ قلعے سے بھی تیرے سر پر پتھر آ لگے۔
ترجمہ نثر: جیسے ہی اس جوان نے کشتی کے رسے کو کلائی کے گرد لپیٹ کر ستون پر قدم رکھا' ملاح نے اس کے ہاتھ سے باگ چھڑا لی اور کشتی چلا دی۔ بے چارہ حیران رہ گیا۔ دو دن بڑی سختی اور مصیبت میں گزارے تیسرے دن نیند نے غلبہ پایا اور اسے پانی میں گرا دیا۔ ایک دن اور ایک رات کے بعد کنارے پر جا لگا۔ ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی' درختوں کے پتے اور گھاس کی جڑیں کھینچ کھینچ کر کھانے لگا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی طاقت آئی' جنگل کا رخ کیا اور چل پڑا۔ یہاں تک کہ پیاس لگی اور نڈھال ہو گیا۔ چلتے چلتے ایک کنویں پر پہنچا' لوگوں کو دیکھا کہ مشروب پیاسے کو پلا رہے ہیں لیکن دام لیتے ہیں۔ جوان کے پلے میں پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ پانی مانگا اور اپنی بے بسی کا رونا رویا مگر کسی کو رحم نہ آیا۔ دھونس جمائی چند آدمیوں کو پیٹا' کئی آدمی جمع ہو گئے اور سب نے اس کو بے تحاشا مارا پیٹا کہ زخمی ہو گیا۔

قطعہ: مچھر جب زیادہ ہوتے ہیں تو ہاتھی کو مار دیتے ہیں اگرچہ ہاتھی میں قوت اور طاقت زیادہ ہے۔ چیونٹیوں میں جب اتفاق پیدا ہوتا ہے تو غضبناک شیر کی کھال تک اتار لیتی ہیں۔

ترجمہ نثر: مجبوراً وہ ایک قافلہ والوں کے پیچھے ہو لیا اور چل دیا۔ رات کو وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا خطرہ زیادہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ قافلہ والے ڈر کے مارے کانپ رہے ہیں اور مرنے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں۔ وہ بولا گھبراؤ نہیں میں آپ کے درمیان ایسا ہی ہوں جو اکیلا پچاس آدمیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور دوسرے جوان بھی مدد کریں گے۔ اس نے یہ کہا اور قافلہ کے لوگ اس کی شیخی بگھارنے پر مضبوط ہو گئے اور اس کے ساتھ ہونے پر خوشی منانے لگے اور انہوں نے کھانے پینے سے اس کی مدد ضروری سمجھی۔ جوان کو سخت بھوک لگی تھی' برداشت کی باگ ہاتھ سے چھٹ چکی تھی' چند لقمے صحیح بھوک میں کھائے اور اس پر چند گھونٹ پانی پیا۔ یہاں تک کہ اس کے اندرونی دیو (بھوک) کو آرام ملا اور وہ سو گیا۔ ایک جہاں دیدہ بزرگ بھی اس قافلہ میں شامل تھا' وہ بولا اے میرے ساتھیو! میں تمہارے اس راہبر سے چوروں کی نسبت زیادہ ڈر رہا ہوں جیسا کہ لوگ قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک گنوار کے پاس چند درم جمع ہو گئے تھے اور وہ رات کو چوروں کے ڈر سے گھر میں نہ سویا۔ اپنے ایک دوست کو بلا لایا تاکہ تنہائی کی وحشت اس کے ساتھ کی وجہ سے ختم ہو۔ چند رات اس کے ساتھ رہا جیسے اس دوست کو درموں کی خبر لگی' وہ انہیں لے اڑا اور بھاگ گیا۔ صبح کو لوگوں نے اس غریب گنوار کو ننگا اور روتا ہوا دیکھا۔ کسی نے دریافت کیا یہ کیا حال ہے شاید وہ تیرے درم چور لے گیا' وہ بولا نہیں خدا کی قسم راہبر لے گیا۔

قطعہ: میں کبھی دوست کی طرف سے مطمئن نہ رہا جب تک کہ اس کی عادت کو نہ جان لیا۔ اس دشمن کے دانت بڑے تیز ہوتے ہیں جو لوگوں کی نظر میں دوست معلوم ہوتا ہے۔ (مراد آستین کا سانپ)

ترجمہ نثر: تمہیں کیا معلوم ہے کہ اگر یہ بھی چوروں میں سے ہو' چالاکی سے ہم میں شامل ہو گیا ہو' موقع ملنے پر یاروں کو خبر کر دے۔ مناسب یہی ہے کہ اس کو سوتا چھوڑ کر چلتے بنیں اور سامان باندھ لیں۔ جوانوں کو بوڑھے کی نصیحت بھلی معلوم ہوئی اور پہلوان کا ڈر ان کے دل میں بیٹھ گیا اور انہوں نے اپنا سامان اٹھا لیا اور جوان کو سوتا ہوا چھوڑ دیا۔ اس کو اس وقت خبر ہوئی جب دھوپ نے اس کے کندھوں کو گرمایا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہ قافلہ اٹھ کر روانہ ہو چکا ہے' بیچارہ اِدھر اُدھر بہت گھوما کسی ٹھکانے پر نہ پہنچا۔ بھوک پیاس سے مرنے والا ہو گیا۔ زمین پر لیٹ گیا اور موت کی راہ دیکھنے لگا۔

شعر: کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے گا اونٹوں والے تو روانہ ہو گئے' مسافر کا مسافر کے سوا کوئی اور دوست نہیں ہوتا۔

فرد: مسافروں پر وہی سختی کرتا ہے جو سفر میں زیادہ نہ رہا ہو۔

ترجمہ نثر: بے چارہ یہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک بادشاہ شکار کی دھن میں اپنے سپاہیوں سے دور نکل گیا تھا اور اس کے سرہانے کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا اور اس کی حالت پر غور کر رہا تھا اس کی پاکیزہ صورت اور پریشانی کو دیکھا۔ اس سے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے اور اس جگہ کیسے آگیا۔ اس نے وہ تھوڑا سا قصہ بیان کیا جو اس پر گزرا تھا۔ شہزادہ کو اس کے تباہ شدہ حال پر رحم آیا اور جوڑا اور انعام و اکرام سے نوازا۔ ایک بھروسے کا آدمی اس کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ وہ جوان اپنے شہر میں واپس لوٹ آیا۔ باپ نے اس کو دیکھ کر خوشی منائی اور اس کے زندہ بچ جانے پر شکر ادا کیا۔ رات کے وقت جو کچھ اس پر گزری یعنی کشتی کی حالت' ملاح کی زیادتی' کنوئیں پر گاؤں والوں کا ظلم' راستہ میں قافلہ والوں کی غداری باپ کو سب سنا رہا تھا کہ باپ نے کہا۔ اے بیٹا! روانگی کے وقت میں نے تجھ سے کہہ نہیں دیا تھا کہ خالی ہاتھ والوں کا دلیری کا ہاتھ بندھا اور شجاعت کا پنجہ ٹوٹا ہوتا ہے۔

شعر: کسی مفلس سپاہی نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ ایک رتی سونا ستر من زور سے بہتر ہے۔

ترجمہ نثر: لڑکے نے کہا' ابا جان حقیقت یہ ہے کہ رنج کے بغیر خزانہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ جب تک جان جوکھوں میں نہ ڈالیں' دشمن پر فتح کی کیا سبیل نکالیں۔ جب بیج نہ بوئیں کھلیان کہاں سے اٹھیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تھوڑی سی

تکلیف اٹھانے پر میں نے کس قدر راحت کو حاصل کیا اور جو ڈنک میں نے کھایا اس سے میں نے کتنا شہد جمع کر لیا۔
فرد: اگرچہ مقدر سے زیادہ رزق نہیں مل سکتا لیکن تلاش میں کاہلی نہ کرنی چاہیے۔
فرد: غوطہ خور اگر مگرمچھ کے جبڑوں سے ڈرتا رہے تو وہ کبھی بھی قیمتی موتی حاصل نہ کر سکے۔
حکمت: چکی کا نچلا پاٹ حرکت نہیں کرتا اس لئے بھاری بوجھ برداشت کرتا ہے۔
قطعہ: بھوکا شیر غار کے اندر رہ کر کیا کھائے ناکارہ باز کہاں سے خوراک حاصل کرے۔ اگر تم گھر بیٹھے شکار کھیلو گے تو تمہارے ہاتھ پیر مکڑی کے جیسے ہو جائیں گے۔'

ترجمہ نثر: باپ نے بیٹے سے کہا اس مرتبہ آسمان نے تیری مدد کر دی اور نصیب نے ساتھ دیا کہ ایک دولت مند تیرے پاس آگیا اور تجھے انعام دے دیا اور تیری ٹوٹی ہوئی حالت کو دیکھ کر تیری مدد کی۔ ایسا اتفاق کم ہی ہوتا ہے اور نادر باتوں پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

بیت: شکاری کا ہر بار گیدڑ سے ہی واسطہ نہیں پڑتا ہو سکتا ہے کہ ایک دن شکاری کو چیتا پھاڑ ڈالے۔
ترجمہ: چنانچہ فارس کے ایک بادشاہ کے پاس ایک قیمتی نگینہ انگوٹھی میں جڑا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ چند مصاحبوں کے ساتھ شیراز کی عیدگاہ میں سیر کرنے کے لئے گیا۔ اس نے حکم دیا کہ انگوٹھی کو گنبد عضدالدین پر نصب کر دیا جائے جس کا جی چاہے چاند ماری کرے۔ جس کا تیرا انگوٹھی میں سے پار ہو جائے گا' انگوٹھی اس کی ملکیت ہو گی۔ اتفاقاً چار سو شاہی ملازم جو نامی گرامی تیرانداز تھے۔ سب کے نشانے خطا گئے مگر ایک چھوٹا سا بچہ جو ایک مکان کی چھت پر کھیل میں ہر طرف تیر پھینک رہا تھا۔ باد صبا اس کے تیر کو انگوٹھی میں سے نکال لے گئی۔ انگوٹھی اس کو عنایت کر دی گئی اس کے علاوہ خلعت و انعام بھی پایا۔ اس کے بعد لڑکے نے تیر و کمان کو جلا دیا۔ پوچھا گیا' میاں یہ کیا کیا؟ کہنے لگا تاکہ پہلا ٹھاٹھ (عزت) بحال رہے۔
قطعہ: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روشن رائے دانا سے بھی کوئی درست تدبیر نہیں ہوتی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نادان بچہ غلطی سے نشانہ پر تیر مار دیتا ہے۔
نتیجہ حکایت: حکمت' عقل اور دانشمندی کے ذریعے دولت کا حصول ناممکن ہے۔ جتنا مقدر میں لکھ دیا جائے وہ مل کر رہتا ہے۔ ہاں البتہ تلاش و جستجو کی ضرورت ہے جو لوگ مقصد کی راہ میں حائل مصائب اور تکالیف برداشت کرتے ہیں بالآخر مراد منزل کو پا کر خوشی و مسرت جیسے لمحات سے لطف اٹھاتے ہیں اگرچہ تدبیر مقدر کی کنجی ہے لیکن لازم نہیں کہ مقدر کا قفل اس سے کھل جائے۔ حادثاً اور اتفاقاً بڑی بڑی باتیں نادانوں اور کم فہموں سے منسوب ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جسے چاہے عزت و مرتبے سے نوازے اور جسے چاہے ذلت و خواری کی پستی میں گرا دے۔ بہرحال اس کی رحمت اور شفقت سے مایوس نہ ہو جانا چاہیے۔ وہ عطا کرنے پہ آئے' ساری دنیا کی نعمتیں اپنے بندے پر نچھاور کر دے یعنی عنایت کر دے۔

حکایت نمبر29

حکایت درویشی را شنیدم کہ: بغاری در نشستہ بود و در بروی از جہانیان بستہ و ملوک و اغنیا را در چشم ہمت او شوکت و ہیبت نماندہ۔

ہر کہ بر خود در سوال کشاد تا بمیرد نیازمند بود
آز بگذار و پادشاہی کن گردن بی طمع بلند بود

یکی از ملوک آن طرف اشارت کرد' کہ توقع بکرم اخلاق مردان چنین است کہ: بنان و نمک باما موافقت کنند۔

شیخ رضا داد، بحکم آنکہ اجابت دعوت سنت است۔ دیگر روز بلک بعذر قدومش رفت، عابد از جای برجست و در کنارش گرفت و تلطف کرد و ثنا گفت، چون غائب شد یکی از اصحاب گفت شیخ را کہ، چندین ملاطفت امروز با پادشاہ کہ تو کردی خلاف عادت بود و دیگر ندیدم، گفت: نشنیدہ ای کہ گفتہ اند:

هر کرا بر سماط بنشستی واجب آمد بخدمتش برخاست

○

گوش تواند کہ . همہ عمروی نشنود آواز دف و چنگ و نی
دیدہ شکیبد ز تماشائی باغ بی گل و نسرین بسر آرد دماغ
در نبود بالش آگندہ پر خواب توان کرد حجر زیر سر
در نبود دلبر همخوابہ پیش دست توان کرد در آغوش خویش
وین شکم بی هنر و پیچ پیچ صبر ندارد کہ بسازد بہ هیچ

مشکل الفاظ کے معنی: درویشے: درویش، فقیر۔ غارے: غار میں یعنی ترک دنیا کرکے۔ نشستہ بود: بیٹھا تھا۔ در بروی جہاں: باہر کی دنیا کا دروازہ۔ ملوک: ملک کی جمع مراد بادشاہوں۔ غنیا: مالدار۔ چشم ہمت: باہمت نگاہ۔ شوکت: دبدبہ۔ ہیبت: ڈر۔ گردن بے طمع بلند: بے لالچ گردن بلند رہتی ہے۔ آں طرف اشارت: اس کی طرف اشارہ کیا۔ نان و نمک: روٹی نمک۔ شیخ رضا: درویش کا منظور کرنا۔ اجابت: قبول کرنا۔ عذر: بہانہ۔ لطف: مہربانی۔ ثناء: تعریف۔ یکے از جماعت: لوگوں کا ایک گروہ۔ پرسید شیخ: شیخ سے پوچھا۔ ملاطفت: نرمی برتنا۔ امروز: آج۔ خلاف عادت: عادت کے خلاف۔ صاحبدلاں: اہل دل مراد بزرگ۔ سماط بنشستی: دستر خواں پر بیٹھنا۔ واجب: فرض۔ آمد بخدمتش برخاست: تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہونا۔ گوش: کان۔ ہمہ عمروے: تمام عمر۔ آواز دف: ڈھول کی آواز۔ چنگ: ستار۔ نے: بانسری۔ تماشائے باغ: باغ کی سیر۔ شکیبد: صبر کرنا۔ گل و نسرین: گلاب او سیوتی۔ حجر: پتھر۔ دلبر: معشوق۔ باآغوش خویش: اپنی بغل میں۔ شکم: پیٹ۔ پیچ پیچ: یعنی وہ پیٹ جس میں پیچدار آنتیں ہوں۔ صبر ندارد: صبر نہیں کرتا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک درویش کے متعلق سنا ہے کہ وہ ایک غار میں بیٹھ گیا تھا اور دنیا کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیا تھا۔ بادشاہوں اور مالداروں کا اس کی باہمت نگاہ میں دبدبہ اور ڈر نہ رہا تھا۔

قطعہ: جس نے اپنے اوپر مانگنے کا دروازہ کھولا، ساری عمر نیازمند ہی رہتا ہے۔ حرص و ہوا کو چھوڑ، بادشاہی کر کیونکہ بے طمع کا سر ہمیشہ بلند رہتا ہے۔

ترجمہ نثر: اس نواح کے ایک بادشاہ نے اس کو دعوت نامہ بھیجا کہ آپ کے اخلاق سے امید ہے کہ ایک دن آپ ہمارے ساتھ نان و نمک کی دعوت میں شامل ہوں گے۔ درویش نے منظور کرلیا اس لئے کہ دعوت قبول کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ اگلے دن بادشاہ اس کی خدمت میں زیارت کے لئے گیا۔ عابد اپنی جگہ سے لپک کر اٹھا اور اسے گلے لگالیا، پیار کیا اور اس کی تعریف کی۔ جب بادشاہ چلا گیا تو شیخ کے ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا کہ حضرت آج آپ نے اپنے دستور سے ہٹ کر بادشاہ کی بڑی آؤ بھگت کی ہے۔ پہلے تو ایسا کبھی نہ دیکھا گیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ کیا تم نے بزرگوں کا یہ قول نہیں سنا کہ

فرد: جس کے دستر خوان سے کھاؤ اس کی خاطر تعظیماً کھڑے بھی ہو جاؤ۔

مثنوی: کان میں ساری عمر ڈھول، ستار اور بانسری کی بھنک یعنی آواز نہ پڑی ہو تو وہ صبر کرسکتا ہے۔ آنکھیں سیر باغ کے بغیر بھی رہ سکتی ہیں۔ دماغ پھولوں کی خوشبو اور مہک کے بغیر بھی رہ سکتا ہے۔ پروں سے پُر نرم و نازک، سرہانہ میسر نہ ہو تو اینٹ سے بھی کام نکالا جاسکتا ہے۔ آغوش میں بھینچ کر سونے کے لئے رفیقہ حیات نہ ہو تو اپنی بغل میں ہاتھ دے کر سویا جاسکتا

ہے۔ ظالم پیٹ جو بھوک کی وجہ سے پیچ کھانے لگے' وہ تھوڑی سی دیر کے لئے بھی نباہ نہیں کرتا۔
نتیجہ حکایت: ایک دوسرے کو دعوت پر بلانا سنت نبوی ﷺ ہے جس کے دستر خوان سے چند لقمے کھاؤ' اگر وہ کبھی کسی محفل میں ملے تو اس کی عزت و تکریم کے لئے تعظیماً اٹھ کھڑے ہو جانا چاہئے۔ بھوک کے عالم میں پیٹ کے اندر جو مروڑ اٹھتے ہیں' ان کا قلع قمع بھوک مٹانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ آتش شکم صرف کھانے پینے سے ہی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ بھوک ایک بنیادی احتیاج ہے۔ اس کی تکمیل انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کی تکمیل پر ہی بقائے زندگی کا راز ہے۔

Scanned with CamScanner

باب چہارم

در فوائد خاموشی

حکایت نمبر1

حکایت یکی را از دوستان گفتم: امتناع سخن گفتنم بعلت آن اختیار آمده است در غالب اوقات کہ در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدہ دشمنان جز بربدی نمی آید۔ گفت: دشمن آن بہ کہ نیکی نبیند۔

اخو العداوۃ لا یمر بصالح الا ویلمزہ بکذاب اثر

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است گلست سعدی و در چشم دشمنان خار است

نور گیتی فروز چشمہ ہور زشت باشد بچشم موشک کور

مشکل الفاظ کے معنی: امتناع سخن: خاموش رہنا۔ اختیار آمدہ: پسند کرنا۔ غالب اوقات: اکثر اوقات۔ دیدۂ دشمناں: دشمنوں کی آنکھ۔ دشمن آں: وہی دشمن۔ نیکی نہ بیند: نیکی نہ دیکھے۔ چشم عداوت: دشمنی کی آنکھ۔ بزرگ تر عیب: بڑا عیب ہے۔ چشم دشمناں خارست: دشمنوں کی آنکھ کا کانٹا۔ نورگیتی: دنیا کو روشن کرنا۔ چشمہ ہور: آفتاب کا نور۔ چشم موشک: چھچھوندر کی آنکھ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میں اکثر اوقات بولنے کی بجائے خاموشی اختیار کرتا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بات کرتے ہوئے بری بھلی بات منہ سے نکل جاتی ہے اور دشمنوں کی نگاہ برائی کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں پڑتی۔ اس نے کہا' اے بھائی! دشمن وہی بھلا جو نیکی نہ دیکھے۔

عربی شعر: دشمن نیک آدمی کے پاس سے جب گزرتا ہے تو اس کو جھوٹا اور ہٹ دھرم کہے بغیر نہیں رہتا۔

شعر: دشمن کی آنکھ میں ہنر بڑا عیب ہے۔ سعدی" پھول ہے لیکن دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا ہے۔

بیت: آفتاب کا نُور پوری دنیا کو روشن کرتا ہے لیکن چھچھوندر کی آنکھ کو نہیں بھاتا۔

نتیجہ حکایت: وہی آپ کا اچھا دوست ہے جو آپ کی خامیوں کی نشاندہی کرے۔ خامیاں بیان کرنے سے خام شخص پختہ ہو جاتا ہے۔ دشمن عیب کی تلاش میں رہتے ہیں اس لئے عیب سے بچ کر رہ' مبادا تیری آبرو داغدار ہو جائے۔

حکایت نمبر2

حکایت بازرگانی را ہزار دینار خسارت افتاد۔ پسر را گفت: نباید کہ این سخن را باکسی درمیان نہی۔ گفت: ای پدر' فرمان تراست' نگویم' ولیکن خواہم کہ مرا بر فائدہ این مطلع گردانی کہ مصلحت در نہان داشتن چیست؟ گفت' تا مصیبت دو نشود: یکی نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔

Scanned with CamScanner

نگو انده خویش با دشمنان که لا حول گویند شادی کنان

مشکل الفاظ کے معنی: بازرگانے: تاجر، سوداگر۔ خسارت افتاد: گھاٹا پڑ جانا۔ این سخن درمیاں نہی: یہ بات نہ کہنا چاہیے۔ پدر فرمان: باپ کا حکم۔ فائدہ ایں مطلع: فائدے سے مطلع کرنا مراد باخبر کرنا' بتانا۔ چیست: کیا۔ مصیبت دو نشود: مصیبت کا دوہرا ہو جانا یعنی زیادہ ہو جانا۔ نقصان مایہ: سرمایہ کا نقصان۔ شماتت ہمسایہ: پڑوسی کی خوشی۔ نگوانده: رنج و غم۔ خویش: اپنا۔ بادشمناں: دشمنوں سے۔ شادی کناں: خوش ہوتے ہوئے۔ لاحول گویند: لاحول پڑھنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک تاجر کو ایک ہزار کا گھاٹا پڑ گیا۔ اس نے اپنے لڑکے سے کہا تجھے یہ بات کسی اور سے نہ کہنی چاہیے۔ لڑکے نے کہا' ابا جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر نہیں کہوں گا لیکن مناسب ہوگا کہ آپ مجھے اس کے فائدہ سے مطلع کر دیں کہ اس بات کے چھپانے میں کیا خوبی ہے۔ باپ نے کہا' مصیبت ایک کی بجائے دو نہ ہو جائیں۔ ایک تو مال میں گھاٹا اور دوسرا لوگوں کا مذاق اڑانا۔

شعر: اپنا رنج و غم دشمنوں سے نہ کہہ کیونکہ ان کی زبان پر لاحول ہوگا اور دل میں خوشی مچلتی ہوگی۔

نتیجہ حکایت: دشمن کے سامنے اپنی کمزوری کو ظاہر کرنا اپنے آپ کو ذلت و خواری کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔ بعض اوقات بات چھپانے سے انسان کو اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس نفع کے بارے میں سوچتا بھی نہیں۔ اللہ نے بھی خامیاں اور عیب کو چھپانے کا حکم دیا ہے۔ یاد رہے تجارت میں چیز کی خامیوں کو بیان کرنا نیکی ہے۔

حکایت نمبر 3

حکایت جوانی خردمند از فنون فضائل خطی داشت وافر و طبعی نافر' چندانکہ در محافل دانشمندان نشستی زبان سخن بستی۔ باری پدرش گفت: ای پسر' تو نیز آنچہ دانی بگوی' گفت ترنم کہ بپرسندم از آنچہ ندانم و شرمساری برم۔

آن شنیدی کہ صوفی میکوفت زیر نعلین خویش میخی چند؟
آستینش گرفت سرہنگی کہ' بیا نعل بر ستورم بند

○

ندارد کسی با تو ناگفتہ کار و لیکن چو گفتی' دلیلش بیار

مشکل الفاظ کے معنی: جوانے خردمند: ایک عقلمند جوان۔ فنون فضائل: طرح طرح کی فضیلتیں۔ خطے وافر: بڑا نصیب۔ طبعے: مزاج۔ در محافل دانشمنداں: عقلمندوں کی محفل میں۔ زبان سخن بستے: زبان بند رکھنا۔ پدرش گفت: باپ نے کہا۔ اے پسر: اے بیٹا۔ آنچہ دانی: کیا تمہیں معلوم ہے۔ شرمساری: شرمندگی۔ صوفیے: صوفی۔ زیر نعلین: جوتوں کے تلے۔ خویش: اپنا۔ میخے چند: چند کیلیں۔ سرہنگے: سپاہی۔ نعل: گھوڑے کی نعل۔ دلیلش بیار: دلیل لانا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عقلمند نوجوان میں بڑی خوبیاں تھیں مگر اس کے مزاج میں ہچکچاہٹ تھی چنانچہ عقلمندوں کی مجلسوں میں شریک ہوتا اور زبان بند رکھتا۔ ایک مرتبہ اس کے باپ نے کہا اے بیٹا! تجھے جو کچھ معلوم ہے تو بھی کہہ دے۔ اس نے کہا مجھے اس کا خوف ہے کہ جو کچھ مجھے معلوم نہیں ہے' اگر وہ پوچھیں تو مجھے شرمندگی اٹھانا پڑے۔

قطعہ: تو نے سنا ہے کہ ایک صوفی اپنے جوتوں کے تلے میں چند کیلیں ٹھونک رہا تھا' ایک سپاہی نے اس کی آستین پکڑی کہ آ میرے گھوڑے کے نعل جڑ دے۔

فرد: چپ رہو تو قال و قیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر بولتے ہو تو دلیلیں پیش کرو۔

نتیجہ حکایت: چپ رہنے میں لاکھ فائدے ہیں کیونکہ خاموشی سے انسان کے عیب و ہنر کی پہچان مشکل سے ہوتی ہے۔ اپنی

Scanned with CamScanner

بات کو ثابت کرنے کے لئے دلائل و براہین سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ لہٰذا چپ رہو اور سکھی رہو۔

حکایت نمبر4

حکایت عالمی معتبر را مناظرہ افتاد' بایکی از ملاحدہ لعنھم اللّٰہ علی حدہ و بحجت با او بس نیامد۔ سپر بینداخت و برگشت۔ کسی گفتش: ترا' با چندین فضل و ادب کہ داری بابی دینی حجت نماند؟ گفت: علم من قرآن است و حدیث و گفتار مشائخ و او بدین ہا معتقد نیست و نمی شنود' مرشنیدن کفر او بچہ کاری آید؟

آنکس کہ بقرآن و خبر زد نرہی   آنست جوابش کہ جوابش ندہی

مشکل الفاظ کے معنی: عالمے معتبر: مستند عالم۔ ملاحدہ: ملحد کی جمع یعنی بے دین کافر۔ حجت: دلیل۔ فضل و ادب: بزرگی اور ادب۔ بے دینے: بے دین۔ علم من: میرا علم۔ گفتار مشائخ: بزرگوں کے اقوال۔ نمی شنود: نہ سننا۔ چہ کار آید: کس کام کے۔ آں کس: جو شخص۔ جوابش ندہی: جواب نہ دے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مستند عالم کا ایک بے دین سے مناظر ہوگیا۔ خدا ان سب ملحدوں پر لعنت کرے اور دلیل میں اس سے جیت نہ سکا' ہار گیا اور واپس لوٹ آیا۔ کسی نے اس سے پوچھا اس قدر بزرگی اور ادب کے باوجود آپ ایک بے دین کے مقابلے میں ہار گئے۔ اس نے کہا' میرا علم تو قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال ہیں اور وہ نہ ان کو مانتا ہے اور نہ سنتا ہے۔ پھر اس کی کفر کی باتیں میرے کس کام کی ہیں۔

بیت: جو نہ قرآن کو مانے نہ حدیث کو مانے اس کو جواب نہ دینا ہی بہتر جواب ہے۔

نتیجہ حکایت: جو لوگ اللہ کی توحید و رسالت پر ایقان و یقین رکھتے ہیں' وہی قرآن و حدیث کی باتوں کو مانتے ہیں۔ بے دین اور ملحدوں سے تکرار کرنا مسلمان کو زیب نہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے تو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو ماننا ہی نہیں لہٰذا ان سے بحث کار بیکاراں ہے۔

حکایت نمبر5

حکایت جالینوس ابلہی را دید دست در گریبان دانشمندی زدہ وبی حرمتی ہمی کرد' گفت: اگر این دانا بودی کار وی با نادان بدینجا نرسیدی۔

دو عاقل را نباشد کین و پیکار   نہ دانائی ستیزد با سبکبار
اگر نادان بوحشت سخت گوید   خردمندش بہ نرمی دل بجوید
دو صاحبدل نگہ دارند موئی   ہمیدون سرکشی و آزرم جوئی
وگر بر ہر دو جانب جاہلانند   اگر زنجیر باشد بگسلانند
یکی را زشت خوئی داد دشنام   تحمل کرد و گفت: ای نیک فرجام
بتر نانم کہ خواہی گفتن: آنی   کہ دانم عیب من چون من ندانی

مشکل الفاظ کے معنی: جالینوس: یونان کے ایک مشہور حکیم کا نام ہے۔ ابلہے: بے وقوف۔ دست در گریباں: گریباں پر ہاتھ ڈالنا۔ بے حرمتی: بے عزتی۔ ایں دانا بودے: اگر یہ دانا ہوتا۔ دو عاقل: دو عقلمند۔ کین و پیکار: کینہ اور جھگڑا۔ وحشت: پاگل پن۔ سخت گوید: سخت کلامی۔ خردمندش: عقلمند۔ نگہدارند موئے: بال تک کی حفاظت کرلینا۔ دو صاحبدل: دو اہل دل۔

آزرم جوئے: صلح پسند: جاہلانند: جاہل، کم علم۔ بگسلانند: توڑ ڈالنا۔ دشنام: گالی۔ شت خوئے: بدمزاج۔ تحمل: صبر، حوصلہ۔ نیک فرجام: نیک انجام۔ دانم: معلوم۔ عیب من: میری خامی۔

حکایت کا ترجمہ: جالینوس نے ایک بے وقوف کو ایک عقلمند کے گریبان میں ہاتھ ڈالے دیکھا (یعنی لڑ رہے تھے) اور بے عزتی کر رہا تھا۔ جالینوس نے کہا کہ اگر یہ دانا ہوتا تو بے وقوف کے ساتھ معاملہ میں نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

مثنوی: دو عقلمندوں میں کینہ اور جھگڑا نہیں ہوتا، نہ کوئی عقلمند بے وقوف سے لڑتا ہے۔ احمق اگر سخت کلامی کرتا ہے، عقلمند نرمی سے اسے ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ دو صلح پسندوں نے اگر کچا دھاگا بھی پکڑ رکھا ہو تو وہ بھی نہیں ٹوٹتا لیکن اگر دونوں طرف جاہل ہوں تو زنجیر تک توڑ ڈالیں۔ کسی نے بدمزاج کو گالی دی اس نے تحمل سے کام لیا اور کہا اے میرے اچھے بھائی تم جتنا بھی کہہ سکتے ہو، کہو میں اس سے زیادہ برا ہوں۔

نتیجہ حکایت: پاگل اور بے وقوف سے بحث مباحثہ کرنا لڑائی کو دعوت دینا ہے۔ اگر کوئی احمق سخت کلامی بھی کرے تو تحمل مزاجی سے اپنا دامن بچانا چاہئے کیونکہ لوگ کہیں گے کہ تو تو عقلمند تھا، وہ تو بیوقوف ہے تمہیں ہی کچھ خیال کرنا چاہئے تھا۔

حکایت نمبر 6

حکایت سحبان وائل را در فصاحت بی نظیر نہادہ اند، بحکم آنکہ سالی بر سر جمع سخن گفتی و لفظی مکرر نہ کردی وگر اتفاق ہمان افتادی، عبارتی دیگر بگفتی و از جملہ آداب ندماء ملوک یکی این است۔

سخن گرچہ دلبند و شیرین بود   سزا وار تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس   کہ حلوہ چو یکبار خوردند و بس

مشکل الفاظ کے معنی: سحبان بن وائل: ایک عربی شخص کا نام جو نہایت فصیح و بلیغ تھا۔ بے نظیر: بے مثل۔ سالے: سال۔ جمع: مجمع، ہجوم۔ لفظی مکرر: لفظ دوبارہ کہنا۔ عبارت دیگر: دوسری عبارت۔ از جملہ ادب: تمام آداب۔ حضرت ملوک: بادشاہ کے مصاحب۔ این است: یہ ہے۔ دلپسند: دل پسند۔ شیریں: میٹھا۔ سزاوار: قابل۔ تحسین: قابل۔ چویک بار گفتی: جو ایک بار کہا۔ مگو باز پس: تو پھر نہ کہہ۔ حلوا: میٹھا کھاجا۔ چویکبار خورند: جو ایک بار کھالیا۔

حکایت کا ترجمہ: سحبان وائل کو فصاحت و بلاغت میں بے مثل تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر وہ کسی مجمع کے سامنے سال بھر میں جو تقریر کرتا، وہ لفظ دوبارہ نہ کہتا۔ اگر ایسا ہی کوئی موقع اور آجاتا تو دوسری عبارت بولتا (اسلوب بدل کر بات کرتا) درباری آداب کے علاوہ شاہی مصاحبوں کے لئے بھی اس خوبی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

مثنوی: بات کتنی ہی دل پسند، شیریں اور لائق تحسین ہی کیوں نہ ہو ایک بار کہہ چکے ہو تو تکرار مت کرو، بار بار کھانے سے حلوا کا مزہ جاتا رہتا ہے۔

نتیجہ حکایت: گفتگو میں لفظوں کی تکرار ایک عیب ہے اس سے گفتگو اور تحریر میں بیان رعنائی باقی نہیں رہتا۔ بقول اقبال

پسند اس کو تکرار کی خو نہیں
تو میں نہیں اور میں تو نہیں

حکایت نمبر 7

حکایت یکی را از حکما شنیدم کہ میگفت: ہرگز کسی بجہل خویش اقرار نکردہ است' مگر آن کس کہ چون دیگری در سخن باشد ہمچنان ناگفتہ سخن آغاز کند۔

سخن را سر است' ای خردمند و بن — میاور سخن درمیان سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش — نگوید سخن تا نبیند خموش

مشکل الفاظ کے معنی: حکماء: دانا۔ شنیدم: سنا ہے۔ می گفت: کہہ رہا تھا۔ جہل: نادانی۔ اقرار نکردہ: نہ ماننا۔ آں کس: وہ شخص۔ چوں دیگرے: جب دوسرا۔ در سخن باشد: بات کہنا۔ تمام نہ گفتہ: بات ختم نہ کی ہو۔ سخن آغاز کند: بات شروع کر دینا۔ خردمند: عقلمند۔ میاور سخن: بات نہ کر۔ درمیان سخن: بات کے درمیان۔ فرہنگ: عقل۔ خموش: چپ رہنا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک دانا کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی بات کاٹ کر درمیان میں خود بولنے لگے تو اس سے بڑھ کر کوئی اپنی جہالت کا اقرار نہیں کرتا۔

مثنوی: اے عقل مند! بات کا کوئی سر پیر ہوتا ہے لہٰذا درمیان میں سے بات نہ کاٹ مدبر' عالم اور ہوش والا اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک دوسرے بات کرنے والے کو خاموش نہیں دیکھ لیتا۔

نتیجہ حکایت: جب کوئی دانشمند' خردمند اور عقلمند محو گفتگو ہو تو بیچ میں بولنا نادانی ہے کیونکہ ان کی باتیں نصیحت آموز ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت آشنا بھی ہوتی ہیں۔

حکایت نمبر 8

حکایت تنی چند از بندگان محمود گفتند' حسن میمندی را کہ: سلطان امروز ترا چہ گفت در فلان مصلحت؟ گفت: برشماہم پوشیدہ نماند۔ گفتند' آنچہ با تو گوید با مثال ما گفتن رواندارد' گفت' باعتماد آنکہ داند کہ نگویم' پس چراہمی پرسید؟

نہ ہر سخن کہ براند بگوید اہل شناخت — بسر شاہ سر خویشتن نباید باخت

مشکل الفاظ کے معنی: بندگان محمود: سلطان محمود کے آدمی مراد نوکر۔ حسن میمندی: حسن سلطان محمود غزنوی کے وزیر کا نام ہے' میمند ایک قصبہ ہے جو مضافات غزنین میں واقع ہے۔

امروز: آج۔ پوشیدہ نماند: بات کا چھپا نہ رہنا۔ اہل شناخت: جان پہچان رکھنے والا۔ بسر شاہ: بادشاہ کا راز۔ سر خویشتن نشاید باخت: اپنے سر کی بازی نہ ہارنا چاہئے۔

حکایت کا ترجمہ: سلطان محمود کے چند نوکروں نے حسن میمندی سے پوچھا کہ سلطان نے آج تجھ سے فلاں معاملہ میں کیا بات کی ہے اس نے کہا تم سے بھی چھپی نہ رہے گی۔ انہوں نے کہا جو کچھ ہو' وہ آپ سے کہہ دیتے ہیں۔ ہم جیسوں سے کہنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس نے کہا اسی بھروسہ پر کہ وہ جانتے ہیں کہ میں ہرگز نہ کہوں گا' پھر کیوں پوچھتے ہو۔

بیت: سوجھ بوجھ رکھنے والا منہ میں آئی ہوئی بات نہیں کہتا شاہی راز کو افشاء کر کے اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنی چاہئے۔

نتیجہ حکایت: بات کرنے کے لئے سوجھ بوجھ کا ہونا' اشد ضروری ہے۔ بغیر سوچے بات کہنے میں نقصان ہے۔ عقلمند ہمیشہ بات کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ ایسے ویسے بات کرنے سے بعض اوقات اہم راز بھی فاش ہو جاتے ہیں لہٰذا گفتگو میں احتیاط برتنی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر9

حکایت در عقد بیع سرائی متردد بودم۔ جہودی گفت: من از کد خدایان این محلتم' وصف این خانہ چنانکہ ہست' از من پرس' بخر کہ ہیچ عیبی ندارد۔ گفتم: بجز آنکہ تو ہمسایہ منی'

خانہ را کہ چون تو ہمسایہ است ده درم سیم بد عیار ارزد
لیکن امیدوار باید بود کہ پس از مرگ تو ہزار ارزد

مشکل الفاظ کے معنی: بیع سرائے: مکان کی خریداری۔ متردد: تردد۔ جہودے: یہودی۔ محلتم: محلہ کا۔ وصف این خانہ: اس گھر کا وصف۔ من پرس: مجھ سے پوچھو۔ عیبے: خامی۔ بجز آنکہ: اس کے علاوہ۔ ہمسایہ من: میرا پڑوسی۔ دہ درم: دس درم۔ سیم کم عیار: کھوٹی چاندی۔ پس از مرگ: مرنے کے بعد۔

حکایت کا ترجمہ: میں ایک مکان کی خریداری کے معاملہ میں تردد میں تھا' ایک یہودی نے کہا خرید لو میں اسی محلہ کا رہنے والا ہوں۔ اس گھر کی واقعی بات مجھ سے دریافت کر لو۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ میں نے کہا اس کے علاوہ کہ تو میرا پڑوسی ہو گا۔

قطعہ: جس مکان کے تم ہمسایہ ہو اسے کوئی دس کھوٹے سکوں میں بھی نہیں خریدے گا۔ ہاں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد یہی مکان ہزاروں میں اُٹھ جائے گا۔

نتیجہ حکایت: ہمسایہ کے بڑے حقوق ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ نے ہمسایہ کے اتنے حقوق بیان کئے ہیں کہ مجھے یہ لگا مبادا آدھی جائیداد کا ہی مالک ہو جائے۔ ہمسایہ اچھا ہو تو زندگی میں ہی یہ کیفیت نظارۂ جنت کے مترادف ہے لیکن یہودی کی ہمسائیگی کسی صورت میں بھی بہتری کا باعث نہیں ہے۔

حکایت نمبر10

حکایت یکی از شعرا پیش امیر دزدان رفت و ثنائی برو بگفت۔ فرمود تا' جامہ از او بر کنند و از دہ بدر کنند' مسکین برہنہ بسرما ہمیرفت۔ سگان در قفای وی افتادند۔ خواست تا سنگی بردارد و سگان را دفع کند' در زمین یخ گرفتہ بود و میسر نمی شد۔ عاجز شد۔ گفت: این چہ حرامزادہ قوم اند سگ را کشادہ اند و سنگ را بستہ امیر از غرفہ بدید و بشنید و بخندید' گفت: ای حکیم' از من چیزی بخواہ۔ گفت: جامہ خود میخواہم' اگر انعام فرمائی رضینا من نوالك بالرحیل

امیدوار بود آدمی بخیر کسان مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان

سالار دزدان را بر و رحمت آمد و جامہ باز فرمود و قبا پوستینی برو مزید کرد و درمی چند۔

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از شعرا: شاعروں میں سے ایک۔ ثنا گفت: تعریف بیان کرنا۔ جامہ اش برکنند: کپڑے اتار دینا۔ وازدہ بدر کنند: گاؤں سے نکالنا۔ برہنہ: ننگا۔ سرما: جاڑے میں۔ سگاں: کتے۔ در قفائے وے افتاد: اس کے پیچھے لگ گئے۔ خواست: چاہا۔ تا سنگے بردار: پتھر اٹھائے۔ دو سگاں را دفع: کتوں کو بھگانے۔ یخ بستہ: ٹھنڈا موسم۔ غرفہ: کھڑکی۔ شنید: سننا۔ خندید: ہنسنا۔ من چیزے خواہ: مجھ سے کچھ مانگ۔ جامہ خودی: اپنے کپڑے چاہتا ہوں۔ امید نیست: امید نہیں ہے۔ سالار دزداں: چوروں کا سردار۔ قبائے پوستینی: روئیں دار چمڑے کا چوغہ۔ درمے چند: چند سکے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک شاعر چوروں کے ایک سردار کے پاس گیا اس کی تعریف بیان کی۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے

کپڑے اتار لیں اور گاؤں سے نکال دیں۔ بیچارہ جاڑے میں ننگا جا رہا تھا کہ کتے اس کے پیچھے لگ گئے۔ اس نے چاہا کہ پتھر اٹھائے اور کتوں کو مار بھگائے۔ زمین پر برف جمی ہوئی تھی' مجبور ہو گیا اور کہنے لگا۔ یہ لوگ کیسے حرامزادے ہیں کہ کتوں کو کھول دیا ہے اور پتھر کو باندھ دیا ہے۔ چوروں کے سردار نے کھڑکی سے دیکھا' سنا اور ہنسا اور کہا۔ اے عقلمند مجھ سے کچھ مانگ' اس نے کہا اپنے کپڑے چاہتا ہوں' اگر آپ عطا فرما دیں۔

مصرع: ہم آپ کی اس عطا کے عوض جانے پر بالکل راضی ہیں۔

بیت: آدمی بھلوں سے بھلائی کا امیدوار ہوتا ہے' مجھے تجھ سے بھلائی کی امید نہیں لیکن مجھ سے برائی نہ کر۔

ترجمہ: چوروں کے سردار کو اس پر رحم آگیا اس کے کپڑے واپس دلائے روئیں دار چمڑے کا چوغہ اور چند درم اور زیادہ دیئے۔

نتیجہ حکایت: نیکی اور بھلائی کی امید صرف اور صرف نیک لوگوں اور پرہیزگاروں سے ہی کی جاسکتی ہے جو خود کسی کے حقوق سلب کرتے ہوں' وہ دوسروں کی فلاح و بہبود کا کیا سوچیں گے لہٰذا بدمزاج' بداخلاق اور راہزن کے سامنے التجا کرنا فضول کام ہے۔

حکایت نمبر 11

حکایت منجمی بخانہ درآمد' یکی مرد بیگانہ را دید بازن او بہم نشستہ' دشنام و سقط گفت و فتنہ و آشوب برخاست۔ صاحبدلی کہ برین واقف بود۔ گفت:

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست؟ کہ ندانی کہ در سرایت کیست!

مشکل الفاظ کے معنی: منجم: نجومی۔ بخانہ درآمد: گھر میں داخل ہوا۔ مرد بیگانہ: غیر مرد۔ باہم نشستہ: اکٹھے بیٹھنا۔ بازن: بیوی۔ دشنام داد: گالی دی۔ سخت گفت: برا بھلا کہا۔ فتنہ و آشوب برخاست: فتنہ اور جھگڑا پیدا ہوا۔ اوج فلک: آسمان کی بلندی۔ دانی چیست: کیا معلوم۔ کیست: کون۔

حکایت کا ترجمہ: ایک نجومی اپنے گھر میں داخل ہوا تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے اس کو گالی دی اور برا بھلا کہا یوں آپس میں جھگڑا شروع ہوا اور شوروغل برپا ہوا۔ ایک صاحب دل کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس سے کہا۔

شعر: تم آسمان کی بلندیوں کی کیا خبر دو گے؟ تمہیں تو یہ پتہ نہیں کہ تیرے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔

نتیجہ حکایت: پروفیسر' رمال' نجومی' عامل بابا وغیرہ نے اپنے اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے علم نجوم کے ماہر ہونے کا ڈرامہ رچا رکھا ہے۔ ان بیچاروں کو اگر کسی کے مستقبل کے حالات کی خبر ہو تو یہ خود فٹ پاتھ پر بیٹھ کر طوطے سے فال کیوں نکلوائیں۔ غیب صرف خدا جانتا ہے' ان نجومیوں کی کارستانیوں سے بچنا عقلمندی کی دلیل ہے۔

حکایت نمبر 12

حکایت خطیبی کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتی و فریاد بیہدہ برداشتی۔ گفتی: نعیب غراب البین در پردہ الحان اوست یا آیت ان انکر الاصوات در شان او۔

اذا نہق الخطیب ابو الفوارس لہ شغب یہد اصطخر فارس

مردم آن قریہ بعلت جاہی کہ داشت بلتیش را می کشیدند و اذیتش را مصلحت نمی دیدند۔ تا یکی از خطبای آن اقلیم کہ بادی عداوت نہانی داشت، باری بہ پرسش آمدہ بودش، گفت: ترا خوابی دیدہ ام، خیرباد گفتا: چہ دیدی؟ گفت: چنان دیدی کہ، ترا آواز خوش بود و مردمان از انفاس تو در راحت۔ خطیب اندرین لختی بیندیشید و گفت: این مبارک خوابست کہ دیدی مرا بر عیب من واقف گردانیدی، معلوم شد کہ آواز ناخوش دارم و خلق از بلند خواندن من در رنج، توبہ کردم کزین پس خطبہ نخوانم، مگر باآہستگی۔

از صحبت دوستی برنجم کاخلاق بدم حسن نماید
عیبم ہنر و کمال بیند خارم گل و یاسمین نماید
کو دشمن شوخ چشم ناپاک تا عیب مرا بمن نماید

مشکل الفاظ کے معنی: کریہ الصوت: بھدی آواز۔ فریاد بے فائدہ: خواہ مخواہ شور مچایا کرتا۔ نصیب غراب البین: جدائی ڈالنے والے کوے کی آواز۔ در پردۂ الحان: الحان کا پردے میں۔ در شان اوست: اس کی شان میں ہے۔ مردم قریہ: گاؤں کے لوگ۔ بعلت جاہے: مرتبہ کی وجہ۔ مصلحت نمی: مناسب نہیں۔ خطبائے آں اقلیم: اس علاقہ کا واعظ۔ عداوتے نہانی: چھپی ہوئی دشمنی۔ آمدہ: آنا۔ خوابے دیدہ: خواب میں دیکھا۔ ترا آواز خوش مست: تیری آواز اچھی ہے۔ مردماں: سب لوگ۔ انفاس تو: تیرا سانس۔ در راحت: سکون میں۔ لحظے: ایک لمحہ۔ جزاک اللہ: خدا تجھے جزا دے۔ ایں چہ: یہ تو۔ مبارک خوابیست: خوش آئند خواب ہے۔ معلوم شد: معلوم ہوا ہے۔ آواز ناخوش: بھدی آواز۔ بلند خواندن من: میری بلند آواز پڑھنے سے۔ در رنجد: تکلیف میں۔ عہد کردم: وعدہ لیا۔ بہ آہستگی: آہستہ سے۔ صحبت دوستے: دوستوں کی صحبت۔ خلاف بدم: بداخلاق۔ خارم گل: کانٹے کو گلاب۔ یاسمن: چنبیلی۔ کو دشمن شوخ: بے مروت دشمن۔ چشم بے باک: بے باک آنکھ۔ عیب مرا: میرا نقص۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بھدی آواز والا واعظ اپنی آواز کو سُریلی سمجھتا اور خواہ مخواہ شور مچاتا گویا منحوس کوے کی کائیں کائیں اس کے الحان کے پردے میں ہے۔ یا قرآن پاک کی یہ آیت کہ "سب سے قابل نفرت آواز گدھے کی آواز ہے۔" اس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

شعر: جب ابو الفوارس واعظ کرتے ہوئے اپنی بھدی آواز نکالتا ہے تو اس کی آواز کے غل سے اصطخر کے کھنڈرات بھی لرز اٹھتے ہیں۔

ترجمہ: گاؤں کے لوگ اس مرتبہ کی وجہ سے جو اسے حاصل تھا، اس مصیبت کو برداشت کرتے تھے اور اس کو ستانا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس علاقہ کا ایک واعظ جو اس کے ساتھ چھپی ہوئی دشمنی رکھتا تھا، ایک بار اس کی مزاج پُرسی کے لئے آیا تھا۔ اس نے کہا، میں نے تمہارے متعلق ایک خواب دیکھا ہے خدا خیر کرے۔ اس نے کہا، کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا، میں نے یہ دیکھا ہے کہ تیری آوزا بہت اچھی ہے اور سب لوگ اسے سن کر جھوم رہے ہیں۔ واعظ نے تھوڑی دیر اس بارے میں سوچا اور بولا، خدا تجھے جزا دے یہ تو بہت ہی بابرکت خواب ہے جو کہ تو نے دیکھا ہے اس لئے کہ تو نے مجھے میرے عیب سے باخبر کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ میری آواز بھدی ہے اور لوگ میرے زور سے پڑھنے سے تکلیف میں ہیں۔ میں نے عہد کر لیا ہے اس کے بعد واعظ اگر کہوں تو آہستگی سے کہوں گا۔

قطعہ: میں ایسے دوست کی صحبت سے رنجیدہ ہوں جو میری برائیوں کو خوبیاں کہے اور میرے عیبوں میں ہنر و کمال اور کانٹوں میں گلاب اور چنبیلی کا رنگ دکھائے۔ بے مروت اور بے باک دشمن کہاں ہے تاکہ میرا عیب مجھے دکھائے۔

نتیجہ حکایت: اچھی آواز نعمت خداوندی ہے اس دنیا میں کسی کسی کو لحن داؤدی عطا ہوتا ہے جو گلا پھاڑ پھاڑ واعظ کرتے

ہیں، وہ گدھوں کی آواز میں بولتے ہیں اسی لئے لوگ ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیتے۔ خدا نے بھی قرآن میں کہا ہے کہ "سب سے قابل نفرت آواز گدھے کی آواز ہے۔" لہٰذا نرم اور خوش آواز میں واعظ کہنے میں بڑی بھلائی ہے۔ لوگ بھی خوش گلو آواز پر لپکتے ہیں اور وجد کی کیفیتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حکایت نمبر13

حکایت یکی در مسجد سنجار بتطوع بانگ نماز گفتی، بادای کہ مستمعان را از و نفرت بودی و صاحب مسجد امیری بود عادل نیک سیرت نمی خواستش کہ دل آزردہ گردد۔ گفت: ای جوانمرد، مرین مسجد را موزنانند قدیم و ہر یکی را پنج دینار مرتب داشتہ ام۔ ترا دہ دینار می دہم، تاجای دیگر روی۔ برین قول اتفاق کردند، و برفت پس از مدتی در گذری پیش امیرباز آمد۔ گفت: ای خداوند، برمن حیف کردی، کہ بدہ دینارم از آن بقعہ بدر کردی، کہ این جائیکہ رفتہ ام بیست دینارم ہمی دہند، تاجای دیگر روم و قبول نمی کنم۔ امیراز خندہ بی خود گشت و گفت، زنہار تانستانی کہ بہ پنجاہ راضی گردند۔

بہ تیشہ کس نخراشد ز روی خارا گل
چنانکہ بانگ درشت توی خراشد دل

مشکل الفاظ کے معنی: مسجد بطوع: مراد مسجد سنجاریہ ہے، سنجار قلعہ سنجر شاہ کا نام ہے جو موصل شہر کے قریب ہے۔ یہی سلطان سنجر کا مولد ہے۔ بانگ نماز: اذان۔ نفرت بود: نفرت ہوتی۔ صاحب مسجد: مسجد کا منتظم۔ امیرے بود عادل نیک: ایک نیک سیرت منصف امیر۔ نمی خواستش: وہ نہیں چاہتا۔ دل آزردہ: دل کا رنجیدہ ہونا۔ موزنان قدیمی: پرانے موزنان۔ پنج دینار: پانچ دینار۔ اتفاق گردند: سمجھوتہ ہو گیا۔ مدتے در گزر: کچھ مدت گزر گئی۔ حیف: افسوس۔ آنجار فتہ: جس جگہ گیا۔ زنہار: ہرگز۔ راضی گردند: آمادہ ہو جانا۔ بانگ درشت: بھدی آواز۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مؤذن مسجد سنجار میں بے مزہ اذان دیتا کہ سب سننے والوں کے کانوں پہ گراں گزرتی۔ مسجد کا انتظام و انصرام ایک امیر آدمی کے ہاتھ تھا، وہ بڑا ہی نیک دل اور انصاف پسند تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا دل دکھائے کہنے لگا، اے جواں مرد اسی مسجد کے پہلے کچھ مؤذن ہیں جن میں سے ہر ایک کو میں پانچ دینار پنشن دیتا ہوں۔ تیرے لئے دس دینار کرتا ہوں تو کہیں دوسری جگہ چلا جا اس پر سمجھوتہ ہو گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سر راہے اس کی امیر متولی سے ملاقات ہو گئی۔ کہنے لگا اے آقا! آپ نے میرے اوپر بہت ظلم کیا کہ مجھے دس دینار دے کر رخصت کر دیا۔ جہاں اب گیا ہوں، وہاں کے لوگ مجھے بیس دینار کی پیش کش کر رہے ہیں کہ میں دوسری جگہ چلا جاؤں، میں نہیں مان رہا۔ امیر ہنس پڑا اور بولا۔ ہرگز نہ لینا کیونکہ وہ تو پچاس دینار دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

شعر: ٹھوس پتھر سے کوئی اس طرح مٹی بھی نہیں چھیلتا جس طرح تیری کریہہ آواز دلوں کو چھیلتی ہے۔

نتیجہ حکایت: اذان دینے والے کا انداز بیان خوبصورت اور دلنشیں ہونا چاہئے۔ تاکہ سننے والے اس کی خوش کن آواز سے مسجد کی طرف لپکے آئیں۔ اگر مؤذن بھدی آواز میں صدائے اللہ اکبر پکارے گا تو لوگ اذان سننے کی بجائے کانوں میں روئی ٹھونس لیں گے۔ دین سے محبت کی بجائے دور بھاگیں گے۔

حکایت نمبر14

حکایت ناخوش آوازی ببانگ بلند قرآن ہمی خواند۔ صاحبدلی برو بگذشت و گفت: ترا مشاہرہ چند است؟ گفت: ہیچ

گفت: پس زحمت خود چندین چرامی دہی؟ گفت: از بہر خدا میخوانم۔ گفت: از بہر خدا مخوان،

گر تو قران "برین" نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

مشکل الفاظ کے معنی: ببانگ بلند قرآن خواندے: قرآن پاک بلند آواز میں پڑھنا۔ صاحب دلے: اہل دل۔ روزے: ایک دن۔ برو بگذشت: وہاں سے گزرے۔ مشاہرہ: تنخواہ۔ ایں زحمت: اس قدر تکلیف۔ چرامیدی: کیوں ڈال رکھا ہے۔ خدامی خوانم: میں خدا کے لئے پڑھتا ہوں۔ از بہر خدا دیگر مخواں: خدا کے لئے پھر نہ پڑھ۔ نمط خوانی: اس انداز سے پڑھے گا۔ ببری: ختم کرنا۔ رونق مسلمانی: اسلام کی رونق۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بھدی آواز والا زور سے قرآن پڑھتا۔ ایک صاحب دل وہاں سے ایک دن گزرا اور کہا کہ تجھے قرآن پڑھنے کی کس قدر تنخواہ ملتی ہے۔ وہ بولا، کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ نے اپنے آپ کو اس قدر تکلیف میں کیوں ڈال رکھا ہے۔ وہ بولا خدا کے لئے پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا، اب خدا کے لئے پھر نہ پڑھ۔

بیت: اگر تو قرآن اس انداز سے پڑھے گا تو اسلام کی رونق ختم کر ڈالے گا۔

نتیجہ حکایت: قرآن پاک کی تلاوت بڑے ہی خوبصورت انداز میں کرنی چاہئے جتنا ممکن ہو سکے خوش الحانی سے کلام خدا پڑھیئے اور نزول وقت کی سی کیفیت سے لطف اٹھائیں۔ مراد یہ قرآن کی قرات لحن داؤدی سے کی جائے تو اس سے سوز محبت خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

باب پنجم

در عشق و جوانی

حکایت نمبر ۱

حکایت حسن میمندی را گفتند: سلطان محمود چندین بندہ صاحب جمال دارد کہ ہر یکی بدیع جہانی اند۔ چگونہ افتاد ست کہ با ہیچ یک از ایشان میل و محبتی ندارد چنانکہ با ایاز؟ کہ زیادت حسنی ندارد۔ گفت: ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید۔

ہر کہ سلطان مرید او باشد | گر ہمہ بد کند، نکو باشد
وانکہ را پادشہ بیندازد | کش از خیل خانہ ننوازد

○

کسی بدیدہ انکار اگر نگاہ کند | نشان صورت یوسف دہد بناخوبی
وگر بچشم ارادت نگہ کنی در دیو | فرشتہ ایت نماید بچشم کروبی

مشکل الفاظ کے معنی: حسن میمندی: سلطان محمود غزنوی کے ایک وزیر کا نام۔ بندۂ صاحب جمال: حسین و جمیل غلام۔ یک بدیع جہانے: ایک نادر روزگار۔ چگو: پھر۔ میلے و محبتے: میل و محبت۔ ایاز: سلطان محمود غزنوی کے ایک باوفا غلام کا نام۔ زیادت حسنے ندارد: زیادہ حسین نہ ہونا۔ در دل فرد آید: دل میں اتر جانا۔ کسے: کس کو۔ صورت یوسف: حضرت یوسفؑ کی شکل و صورت مراد بہت خوبصورت۔ بچشم ارادت: عقیدت کی آنکھ سے۔ بچشم محبوبی: دوستی کی نگاہ سے۔ بیندازد: نظرانداز کر دینا۔ خیل خانہ: گھر والے۔ ننوازد: نہ نوازنا۔

حکایت کا ترجمہ: حسن میمندی سے لوگوں نے دریافت کیا کہ سلطان محمود کے ہاں اس قدر حسین و جمیل غلام ہیں کہ ان میں سے ہر ایک نادر یگانہ ہے۔ پھر یہ کیسے ہو گیا ہے کہ ان میں سے کسی سے اتنا میل جول اور محبت نہیں رکھتا جتنا وہ ایاز سے رکھتا ہے حالانکہ وہ زیادہ حسین بھی نہیں۔ اس نے کہا جو دل میں اتر جاتا ہے، آنکھ کو بھلا لگتا ہے۔

قطعہ: اگر کوئی دشمنی کی نگاہ سے دیکھے تو حضرت یوسفؑ کی بھی برائی سے نشاندہی کرے۔ اگر عقیدت کی نگاہ سے دیو کو دیکھے تو دوستی کی نگاہ سے وہ اُس کو فرشتہ نظر آئے۔

قطعہ: بادشاہ جس کا قائل ہو گیا اس کی بُری بات بھی اچھی معلوم ہو اور جس کو بادشاہ نظرانداز کر دے تو پھر گھر والے بھی اسے اپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں۔

نتیجہ حکایت: کسی کی حسن سیرت جب دل میں سما جائے تو وہ محبوب سے درجہ محبوبیت پہ آجاتا ہے۔ شکل کی خوبصورتی اگرچہ کم اہم نہیں لیکن سیرت کی رعنائی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ایاز اپنے کردار و عمل اور عمل وفا سے سلطان محمود کے ہاں قدر و منزلت میں دوسروں سے بڑھ کے تھا۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر2

حکایت گویند خواجہ ای را، بندہ ای بود نادر الحسن و بادی ببسیل مودت نظری داشت۔ با یکی از دوستان گفت: دریغ این بندہ، با حسن و شمائلی کہ دارد، اگر زبان درازی و بی ادبی نکردی، گفت: ای برادر، چو اقرار دوستی کردی توقع خدمت مدار کہ چون عاشق و معشوقی درمیان آمد مالک و مملوکی برخاست۔

خواجہ بابندہ پری رخسار چون در آمد ببازی و خندہ
نہ عجب کو چو خواجہ حکم کند وین کشد بار ناز چون بندہ

○

غلام آبکش باید و خشت زن بود بندہ نازنین مشت زن

مشکل الفاظ کے معنی: خواجہ: آقا۔ بندہ: غلام۔ نادر الحسن: کم یاب حسن۔ مودت: دوستی۔ نظرے داشت: منظور نظر تھا۔ دریغ: افسوس۔ حسن و شمائلے: حسن اور ناز و انداز۔ زبان دراز: غلط آدمی۔ چہ خوش بود: کیا اچھا ہوتا۔ اقرار دوستی: دوستی کا اقرار۔ توقع خدمت مدار: خدمت گاری کی توقع مت رکھ۔ مالکی و مملوکی: چاکری اور آقائی۔ بندۂ پری رخسار: پری جیسے چہرہ والے۔ ببازی و خندہ: ہنسی مذاق۔ چہ عجب: کیا تعجب۔ بار ناز: ناز کا بوجھ۔ غلام آبکش: محنتی غلام۔ خشت زن: اینٹیں پاتھنے والا مراد جفاکش۔ نازنیں مشت زن: نازوں والے گھونسا مارنے والے ہوتے ہیں۔

حکایت کا ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ کسی آقا کے پاس ایک غلام تھا جو اپنی مثال آپ تھا۔ وہ اس کا دوستی اور دیانت داری کے ساتھ منظور نظر تھا۔ اس نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ کاش! حسن کا یہ دیوتا زبان دراز اور گستاخ نہ ہوتا۔ دوست نے جواب دیا، اے بھائی جب تو نے دوستی کا اقرار کر لیا تو پھر خدمت گاری کی توقع مت رکھ اس لئے کہ جب عاشق و معشوق درمیان میں آگئی تو چاکری اور آقائی ختم ہوگئی۔

قطعہ: پری چہرہ غلام کے ساتھ آقا جب ہنسی مذاق کرنے لگے پھر یہ حیرانی کی بات نہیں کہ غلام آقا کی طرح حکم چلائے اور آقا چاکر کی طرح اس کے ناز و ادا اٹھائے۔

بیت: نوکر سخت جان ہونا چاہئے جو پانی بھرنے والا اور اینٹیں پاتھنے والا ہو۔ نازنیں غلام تو ہمیشہ دھول دھپے پہ اتر آتا ہے۔

نتیجہ حکایت: ناز نخرے والے نازنیں خدمت کرتے نہیں کرواتے ہیں۔ معشوق تو اپنی اداؤں کی طاقت و حلاوت سے عاشق کی طبیعت پہ حاوی رہتے ہیں۔ آقا جب اپنے نوکروں سے ہنسی مذاق کرتا ہے تو ہچکچاہٹ کے تردد میں حائل پردے اٹھ جاتے ہیں۔ لہٰذا نوکر اور مالک کے فرق کا قائم رہنا ازبس ضروری ہے۔

حکایت نمبر3

حکایت پارسائی را دیدم بمحبت شخصی گرفتار، نہ طاقت صبر و نہ یارای گفتار، چندانکہ ملامت دیدی و غرامت کشیدی ترک تصابی نگفتی و گفتی:

کوتہ نکنم ز دامنت دست ور خود بزنی بہ تیغ تیزم
بعد از تو ملاذ و ملجائم نیست ہم در تو گریزم ار گریزم

باری ملامتش کردم و گفتم: عقل نفیست را چہ شد تا نفس خسیس غالب آمد؟ زمانی بفکرت فرورفت و گفت:

هر کجا سلطان عشق آمد، نماند قوت بازوی تقوی را محل
پاکدامن چون زید، بیچاره؟ اوفتادہ تا گریبان در وحل

مشکل الفاظ کے معنی: پارسائے را دیدم: ایک نیک سیرت کو دیکھا۔ بہ محبت شخصے گرفتار: ایک شخص کی محبت میں گرفتار ہو جانا۔ نہ یارائے گفتار: نہ بات کرنے کی طاقت۔ ملامت: لعن طعن۔ غرامت: تاوان، غرامت بدی اور ہلاک و عذاب کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ کشیدے ترک تصابی نہ کردے: عشق بازی نہ چھوڑنا۔ در خود بزنی: خواہ تو قتل کر دے۔ بعد از تو: تیرے علاوہ۔ ملاذ و ملجائے نیست: ملجا و ماویٰ نہیں۔ گریزم: بھاگوں گا یعنی بھاگ جانا۔ عقل نفیست: عمدہ عقل۔ نفس خسیست: کمینہ نفس۔ سلطان عشق: شہنشاہ عشق۔ بازوئے تقویٰ: پرہیزگاری کی قوت۔ گریباں در وحل: کیچڑ تک گریباں میں۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک پارسا کو دیکھا جو کسی حسین کی محبت میں گرفتار ہو گیا نہ اس میں صبر کی طاقت نہ بات کرنے کی مجال جس قدر ملامت سنتا اس تکلیف کو سہہ جاتا لیکن عشق بازی نہ چھوڑتا اور کہتا۔

قطعہ: میں تیرے دامن کو کبھی نہ چھوڑوں گا خواہ تو مجھے تیز تلوار سے قتل ہی کر دے۔ تیرے علاوہ میرا کوئی ٹھکانہ نہیں، اگر میں کہیں جاؤں گا تو تیری ہی طرف بھاگوں گا۔

ترجمہ نثر: ایک دفعہ میں نے اس کی ملامت کی اور کہا کہ تیری عمدہ عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ پاپی نفس کو یوں اپنے پہ مسلط کر لیا۔ تھوڑی دیر سوچ کر بولا۔

قطعہ: جہاں سے سلطان عشق کا گزر ہو، وہاں زہد و تقویٰ کی گنجائش کہاں جس کا گریباں تک کیچڑ میں پھنسا ہوا ہو، وہ بیچارہ دامن کو تر ہونے سے کیا بچائے؟

نتیجہ حکایت: جس کسی نے میدان عشق میں قدم رکھا، تباہ حال ہوا کیونکہ اس وادی کی طرف جانے والا راستہ بڑا پُرخار ہے۔ یہ دامن تار تار کر ہی چھوڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عقل کو ماؤف کر دیتا ہے سوائے عشق بازی کے انسان کو کچھ اور نہیں سوجھتا۔

حکایت نمبر4

حکایت یکی را دل از دست رفتہ بود و ترک جان گفتہ و مطمع نظرش جائی خطرناک و ورطہ ہلاک، نہ لقمہ کہ مصور شدی کہ بکام آید یا مرغی کہ بدام افتد:

چو در چشم شاہد نیاید زرت زر و خاک یکسان نماید برت

باری بہ نصیحتش گفتند: ازین خیال محال تجنب کن، کہ خلقی ہم بدین ہوس کہ تو داری اسیرند و پائی در زنجیر۔ بنالید و گفت:

دوستان، گو، نصیحتم مکنید کہ مرا دیدہ بر ارادت اوست
جنگ جویان بزور پنجہ و کتف دشمنان را کشند و خوبان دوست

شرط مودت نباشد باندیشہ جان، دل از مہر جانان بر گرفتن،

تو کہ در بند خویشتن باشی عشقبازی، دروغ زن باشی
گر نشاید بدوست رہ بردن شرط یاریست در طلب مردن
گر دست رسد کہ آستینش گیرم ورنہ بروم بر آستانش میرم

متعلقان را کہ نظر در کار او بود و شفقت بروزگار او، پندش دادند و بندش نہادند۔ سودی نکرد۔

دردا! کہ طبیب صبر میفرماید   وین نفس حریص را شکر می باید
آن شنیدی کہ شاہدی بنہفت   با دل از دست رفتہ میگفت
تا ترا قدر خویشتن باشد   پیش چشمت چہ قدر من باشد؟

آوردہ اند کہ مرآن پادشاہ زادہ را کہ ملموح نظر او بود، خبر کردند کہ جوانی بر سر این میدان مداومت می نماید، خوش طبع و شیرین زبان، سخنہائی لطیف میگوید و نکتہ ہای بدیع ازو می شنوند۔ چنین معلوم می شود کہ دل آشفتہ است و شوری در سر دارد۔ پسر دانست کہ دل آویختہ اوست و این گرد بلا انگیختہ او، مرکب بجانب او راند۔ چون دید کہ بنزدیک او عزم آمدن دارد بگریست و گفت:

آنکس کہ مرا بکشت باز آمد پیش   مانا کہ دلش بسوخت بر کشتہ خویش

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسیدش کہ ' از کجائی و چہ نامی و چہ صنعت دانی؟ در قعر بحر مودت چنان غریق بود کہ مجال نفس زدن نداشت۔

اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی   چو آشفتی ا' ب' ت ندانی

گفتا: سخنی با من چرا نگوئی؟ کہ ہم از حلقہ درویشانم، بلکہ حلقہ بگوش ایشانم۔ آنگہ بقوت استیناس محبوب از میان تلاطم امواج محبت سر بر آورد و گفت:

عجب است، با وجودت، کہ وجود من بماند   تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

این بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد۔

عجب از کشتہ نباشد بدر خیمہ دوست   عجب از زندہ کہ، چون جان بدر آورد سلیم؟

مشکل الفاظ کے معنی: دل از دست رفتہ: دل کا ہاتھ سے نکل جانا۔ مطمع نظر: ٹھان لینا۔ جائے خطرناک: ایسی جگہ جہاں خطرہ ہو۔ مظنہ ہلاک: ہلاکت کا اندیشہ۔ لقمہ متصور: لقمہ سمجھا جاتا ہے۔ مرغے: پرندہ۔ چشم شاہد: معشوق کی نظر۔ زر و خاک: روپیہ اور مٹی۔ خیال محال: ناممکن تصور۔ تجنب: بچ کر۔ ہوس: لالچ۔ اسیر: قید یا پھنسنا۔ مرا دیدہ: میرا منظور نظر۔ جنگ جو: لڑنے کی رغبت رکھنے والے۔ بزور پنجہ و کتف: ہاتھ اور بازو کی قوت۔ خوباں دوستاں: خوبصورت لوگ۔ باندیشہ جان: جان کے خوف سے۔ شرط مودت: معشوق کی محبت۔ آستینش گیرم: آستین پکڑنا۔ دروغ زن باشی: دعویٰ جھوٹا ہے۔ بندش: قید۔ در طلب مردن: طلب میں جان دے دینا۔ صبری: پرہیز۔ نفس حریص: لالچی نفس۔ شکر میباید: شکر چاہئے۔ بہ نہفت: پوشیدہ طور پر۔ قدر خویشتن: اپنی قدر۔ چہ قدر من: میری قدر کیا ہے۔ مطمع نظر: منظور نظر۔ مداومت: دائمی یعنی جماؤ۔ خوش طبع: خوش مزاج۔ نکت ہائے بدیع: عجیب عجیب نکتے۔ سوزے در جگر: جگر میں سوزش۔ پسر دانست: لڑکا سمجھ گیا۔ دل آویختہ اوست: دل اسی کا عاشق ہے۔ عزم آمدن: پاس آنے کا ارادہ۔ مرا بکشت: مجھے قتل کیا۔ ملاطفت: نرمی۔ چونی وار کجائی: تو کیسا ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ بحر مودت: محبت کا سمندر۔ مجال نفس نداشت: دم مارنے کی طاقت نہ رہی۔ چو آشفتی: جب تو عاشق ہو گیا۔ سبع از بر بخوانی: حفظ پڑھ لیتا ہوں۔ ہفت: ساتوں منزل--- یہ قرآن شریف کی سات منزلیں ہیں جو کچھ یوں ہیں:

- ☆ سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک
- ☆ سورۂ مائدہ سے سورۂ یونس تک
- ☆ سورۂ یونس سے سورۂ بنی اسرائیل تک

☆ سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ شعراء تک

☆ سورۂ شعراء سے سورۂ صافات تک

☆ سورۂ صافات سے سورۂ قاف تک

☆ سورۂ قاف سے سورۂ الناس تک

الف با تا ندانی: الف ب اور ت بھی نہ جانے۔ بقوت استیناس محبوب: معشوق کے مانوس کر لینے کی قوت۔ تلاطم امواج: محبت کو ایک دریا مانا جاتا ہے اور اس کی موجوں کے تھپیڑوں کو تلاطم امواج کا نام دیا جاتا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عاشق کا دل ہاتھ سے نکل گیا اور اس نے مرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی نظر ایسی جگہ پر پڑی تھی جو انتہائی خطرناک تھی اور اس میں ہلاکت کا اندیشہ تھا۔ وہ ایسا لقمہ سمجھا جا سکتا تھا جو حلق میں نہ پہنچ سکے اور نہ ایسا پرندہ تھا جو جال میں پھنس سکے۔

بیت: جب معشوق کی نظر میں تیرا روپیہ پیسہ آئے تو پھر تجھے روپیہ اور مٹی یکساں نظر آئیں گے۔

ترجمہ نثر: ایک دفعہ لوگوں نے اس کو نصیحت کی کہ اس ناممکن خیال سے بچ جا کیونکہ فقط تمہی نہیں اِک دنیا زلف محبوب کی اسیر ہے۔ بہتوں کے پاؤں میں یہ زنجیر ہے۔ بیچارہ رویا اور اس نے کہا۔

قطعہ: دوستوں سے کہہ دو کہ مجھے نصیحت نہ کریں کیونکہ مجھے تو صرف دوست کی رضا چاہئے۔ جنگجو لوگ اپنے زور بازو سے اپنے دشمنوں کو مارتے ہیں اور پری چہرہ ذات محبوب دوستوں کو۔

ترجمہ نثر: جان کے خوف سے معشوق کی محبت سے دل ہٹالینا عشق کے لئے مناسب نہیں۔

ابیات: جبکہ تو اپنی فکر میں ہے تو عشق کا دعویٰ کرے تو تو جھوٹا ہے۔ اگر دوست تک پہنچنا ناممکن ہو تو طلب یار میں جاں کھو دینا ہی اوج عشق ہے۔

فرد: اگر یار کے آستین تک ہاتھ پہنچ جائے تو خوش نصیبی سمجھ ورنہ اس کے دروازہ پر جا کر جان دے دو۔

ترجمہ نثر: عزیزوں نے بھی اس پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ اس کے حال زار پر مہربان تھے۔ انہوں نے اس کو بہت سمجھایا' بندش لگائیں مگر وہ نہ مانا تو قید کر دیا۔

شعر: افسوس کہ طبیب پرہیز کا کہتا ہے مگر لالچی نفس لب شیریں کا طلب گار ہے۔

ابیات: تو نے وہ بات سنی ہے کہ ایک معشوق اپنے چاہنے والے کو رازداری سے کہہ رہا تھا جب تک تجھے اپنی قدر ہو گی تیری نظروں میں میری کیا قدر ہو گی۔

ترجمہ نثر: کہا جاتا ہے کہ جس شہزادے پر اس کا دل آیا تھا اور جس کا خیال اس کا دل چرا لیا گیا تھا' اسے لوگوں نے بتایا کہ ایک نوجوان جو اس میدان میں جماؤ رکھتا ہے جوش مزاج اور شیریں زبان ہے۔ پُرلطف باتیں کرتا ہے اور عجیب عجیب نکتے لوگ اس سے سنتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہ دل ہار چکا ہے اور جگر میں سوزش ہے اور عاشق صفت ہے۔ لڑکا سمجھ گیا کہ اسی کا عاشق ہے اور یہ مصیبت کا غبار اسی کا اٹھایا ہوا ہے۔ سواری اس کی جانب روانہ کر دی۔ جب اس نے دیکھا کہ شہزادہ اس کے پاس آنے کا ارادہ رکھتا ہے' رو پڑا اور کہنے لگا۔

بیت: جس نے میری جان لی وہ محبوب آہی گیا شاید اسے اپنے بسمل پر رحم آگیا ہے۔

ترجمہ نثر: شہزادہ بڑی محبت سے پیش آیا اور پیار سے پوچھا۔ نام کیا ہے؟ کہاں سے تو آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے اور کیا چاہتا ہے مگر وہ دریائے عشق میں غوطہ زن تھا کہ دم مارنے کی طاقت کا یارا نہ تھا۔

بیت: خواہ تجھے قرآن پاک کی ساتوں منزلیں ازبر ہوں جب عاشق ہو جاؤ گے الف' ب' ت سب بھول جاؤ گے۔

ترجمہ نثر: شہزادہ بولا' تو مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا۔ ہم بھی درویش کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ میں درویشوں کا

ملتان 13.6.2

خادم ہوں۔ محبوب کی دلجوئی سے ہمت پیدا ہوئی۔ اس نے بھی عشق کی تلاطم خیز موجوں سے سر اوپر اٹھایا اور کہا۔
شعر: تعجب ہے کہ تیرے وجود کے سامنے میرا وجود باقی ہے تو زبان کھولے تو میرے بولنے کی کیا مجال؟
ترجمہ نثر: یہ کہا اور نعرہ مارا اور جان خدا کے سپرد کر دی۔
بیت: آستانہ محبت پر جان دینے پر کیا تعجب! حیرت تو ان زندوں پر ہے جو اپنی جان بچالائے۔
نتیجہ حکایت: عشق کی خرابی و مستی جب انسان کی طبیعت پر غلبہ پالے تو وہ دنیا و مافیا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور یاد یار میں محو رہ کر محبوب کو پانے کا متمنی رہتا ہے۔ محبوب کا ہجر و فراق اس کے دل میں سوز پیدا کر دیتا ہے اور عکس جمال یار ہی اس کے لئے قیمتی متاع ہوتی ہے۔ جو عاشق ہے وہ آستانہ یار پر جان دینا اپنا مقصد اولین سمجھتا ہے جو دعویٰ عشق کا کرے اور زندہ باہوش و خبر پھرتا ہو، جھوٹا ہے دروغ گو ہے۔

حکایت نمبر5

حکایت یکی را از متعلمان کمال بہجتی بود و طیب لہجتی و معلم، از نجا کہ حس بشریت است، با حسن بشرہ او معاملتی داشت۔ زجر و توبیخی، کہ بہ کودکان کردی، در حق وی روا نداشتی و وقتیکہ بخلوتش دریافتی، گفتی:

نہ آنچنان بتو مشغولم، ای بہشتی روی کہ یاد خویشتم در ضمیر می آید
ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم وگر مقابلہ بینم کہ تیر می آید

باری پسر گفت، آنچنان کہ در آداب درس من نظر میفرمائی در آداب نفسم نیز تأمل فرمائی، تا اگر در اخلاق من ناپسندی بینی، کہ مرا آن پسندیدہ ہمی نماید، بر آنم اطلاع فرمائی، تا بہ تبدیل آن سعی کنم۔ گفت: ای پسر، این سخن از دیگری پرس، کہ آن نظر کہ مرا باتست جز ہنر نمی بینم۔

چشم بد اندیش، کہ بر کندہ باد! عیب نماید ہنرش در نظر
ور ہنری داری و ہفتاد عیب دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر

مشکل الفاظ کے معنی: متعلمان: شاگرد۔ کمال بہجتے: انتہائی حسن۔ طیب لہجتے: خوش آواز۔ معلم: استاد۔ حس بشریت: انسان کا احساس۔ حسن بشرہ: چہرہ کا حسن۔ بہشتی رو: جنتی چہرہ۔ یاد خویشتم: اپنی یاد۔ دیدہ بربندم: آنکھ بند نہ کرنا۔ تیری آید: تیر کا آنا۔ بارے پسرش: ایک مرتبہ لڑکے۔ برآنم: خیال کرنا۔ اطلاع فرمائی: خبر کر دینا۔ تبدیل آں: اس کو بدلنا۔ سعی کنم: کوشش کرنا۔ دیگرے پرس: دوسرے سے پوچھنا۔ نمی بینم: نہیں دیکھتا۔ چشم بداندیش: دشمن کی آنکھ۔ ہفتاد عیب: ستر عیب۔ بجز: سوا۔ یک ہنر: ایک خوبی۔
حکایت کا ترجمہ: شاگردوں میں سے ایک انتہائی خوبصورت اور خوش گلو تھا چونکہ انسان میں ایک احساس ہے، استاد کو اس کے چہرہ کے حسن کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ جس طرح کا جھڑکنا یا ڈانٹنا دوسرے بچوں پر کرتا اس کے بارے میں مناسب نہ سمجھتا جب اس کو تنہائی میں پاتا تو اس سے کہا۔
قطعہ: اے حسین چہرے والے میں تیرے خیال میں ایسا کھویا ہوں کہ خود اپنے سے بیگانہ ہوتا چلا جاتا ہوں۔ تیرے دیدار سے آنکھ بند نہیں کر سکتا خواہ میں یہ دیکھوں کہ سامنے سے تیر آ رہا ہے۔
ترجمہ نثر: ایک مرتبہ لڑکے نے اس سے کہا کہ میرے پڑھانے کے طریقوں میں جس قدر آپ دیکھ بھال کرتے ہیں اسی طرح میرے اخلاق کے درست کرنے میں بھی غور فرمائیں۔ میرے اخلاق کی کوئی ایسی بات جو مجھے تو پسند ہے لیکن آپ کو ناپسند ہے اس سے مجھے مطلع فرمائیں تاکہ میں اس کو بدلنے کی کوشش کروں۔ اس نے کہا اے لڑکے یہ بات کسی دوسر۔

Scanned with CamScanner

سے پوچھا اس لئے کہ میری نظر تجھ میں سوائے خوبی کے کچھ نہیں دیکھتی۔
قطعہ: خدا کرے اس بداندیش کی آنکھ پھوٹ جائے جسے دوسروں میں خوبی بھی خامی کی شکل میں نظر آتی ہے۔ اگر تو ایک ہنر اور ستر عیب رکھتا ہے' دوست اس ایک ہنر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔
نتیجہ حکایت: دوست سے نباہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دوست کی خامیوں کو قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ بداندیش لوگ تو خوبیوں کی تلاش کرنے کی بجائے خامیوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ آدمی میں لاکھ خوبیوں ہوں' اگر کوئی ایک ہی عیب دشمن کی نگاہ میں آجائے تو وہ نگاہ دشمن میں وہ سب پر حاوی ہے۔

حکایت نمبر 6

حکایت شبی یاد دارم کہ' یاری عزیز از در درآمد' چنان بیخود از جای برجستم کہ چراغم با آستین کشتہ شد۔
سری طیف من یجلو بطلعتہ الدجی   شگفت آمد از بختم کہ این دولت از کجا؟
بنشست و عتاب آغاز کرد کہ مرا در حال کہ بدیدی چراغ' بکشتی بچہ معنی؟ گفتم' بدو معنی: یکی آنکہ گمان بردم کہ آفتاب برآمد و دیگر آنکہ این بیتم بخاطر بگذشت:

چون گرانی بہ پیش شمع آید   خیزش اندر میان جمع بکش
در شکر خندہ ایست شیرین لب   آستینش بگیر و شمع بکش

مشکل الفاظ کے معنی: شبے: ایک رات۔ یاد دارم: مجھے یاد ہے۔ یار عزیزم: عزیز دوست۔ چراغم بہ آستیں کشتہ: آستیں سے چراغ بجھ گیا۔ نشست: بیٹھا۔ عتاب آغاز: ناراض ہونا شروع ہوا۔ چراغ بکشتی: چراغ بجھا دینا۔ آفتاب برآمد: سورج کا نکلنا۔ ایں بیتم: یہ شعر بخاطر گذشت: خیال میں آجانا۔ چوں گرانے: بدصورت۔ پیش شمع: شمع کے سامنے۔ خیز: اٹھ۔ جمع: مجمع' ہجوم۔ بکش: مار ڈالنا۔ شیریں لب: شربتی ہونٹ۔ شمع بکش: شمع کو بجھا دینا۔
حکایت کا ترجمہ: ایک رات کی بات ہے مجھے یاد ہے کہ میرا ایک عزیز دوست دروازہ سے داخل ہوا' میں ایسا بے خود ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ میری آستین سے چراغ گل ہو گیا۔
شعر: رات کو اس محبوب کا خیال آیا جس کے روئے زیبا سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ میں نے اسے خوش آمدید اور مرحبا کہا۔
ترجمہ: وہ بیٹھا اور ناراض ہونا شروع ہوا کہ تو نے جیسے ہی مجھے دیکھا چراغ بجھا دیا اس کی کیا وجہ ہے میں نے کہا دو وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ ایک تو یہ کہ میں سمجھا کہ سورج نکل آیا' دوسرا یہ کہ یہ شعر میرے خیال میں آگیا۔
قطعہ: شمع کے سامنے کوئی بدصورت آجائے تو اٹھ اور اسے باہر مجمع میں ہی مار ڈال۔ اگر کوئی شربتی ہونٹوں والا مسکراتا آئے تو اس کی آستین پکڑ اور شمع کو بجھا دے۔
نتیجہ حکایت: جلوۂ یار در حقیقت روشنی کا باعث ہے۔ جب محبوب کا دیدار ہو تو دل کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ محبوب کی آمد ہی دراصل نوید سپیدۂ صبح ہے۔ "عشاق محبوب کی رضا پر خوش و خرم رہتے ہیں اور اس کو دامن میں سمیٹ لینا ہی اپنا کچھ تصور کرتے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر7

حکایت یکی دوستی را کہ زمانہا ندیدہ بود گفت: کجائی؟ کہ مشتاق بودہ ام۔ گفت: مشتاقی بہ کہ ملولی

دیر آمدی، ای نگار سرمست زودت ندہیم دامن از دست
معشوق کہ دیر دیر بینند آخر کم از آنکہ سیر بینند

شاہد کہ با رفیقان آید بجفا کردن آمد است، بحکم آنکہ از غیرت و مضادت خالی نباشد۔

اذا جئتنی فی رفقة لتزورنی وان جئت فی صلح فانت محارب

بیک نفس، کہ بر آمیخت یار با اغیار بسی نماند کہ غیرت وجود من بکشد
بخندہ گفت، کہ من شمع جمعم ای سعدی مرا از آنچہ کہ پروانہ خویشتن بکشد؟

مشکل الفاظ کے معنی: زمانہا ندیدہ: ایک عرصہ تک نہ دیکھا۔ کجائی: کہاں ہے۔ ملولی: بیزاری۔ اے نگار سرمست: اے مست معشوق۔ زودت: جلد۔ دیر بیند: دیر بعد دیکھنا۔ سیر بیند: جی بھر کر دیکھنا۔ شاہدے: معشوق۔ بارفیقان: دوستوں کے ساتھ۔ آید: آنا۔ جفا کردن: ستانے۔ مضادت خالی: مخالفت سے خالی۔ در آمیخت یار: یار سے گھلنا ملنا۔ وجود من: میرا وجود۔ بکشد: مار ڈالے۔ خندہ: مسکرانا۔ شمع جمعم: شمع انجمن۔ مرا ازاں چہ: مجھے اس سے کیا۔ پروانہ خویشتن بکشد: پروانہ اپنے کو مار دے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک شخص نے ایک ایسے دوست کو جس کو کافی عرصے نہ دیکھا تھا کہ تو کہاں ہے۔ میں تمہاری شکل دیکھنے کو ترس گیا تھا۔ دوست نے جواب دیا، ملنے کے لئے نہ اشتیاق بہتر ہے یا بیزاری۔

مثنوی: اے راحت جاں! مدت کے بعد آئے ہو، میں اب تیرا دامن جلد نہ چھوڑوں گا۔ جس دوست کو ملنے میں دیر ہو جائے تو یہ بہتر ہے مبادا بار بار کے ملنے سے جی بھر جائے۔

لطیفہ: جو معشوق دوستوں کو ساتھ لے کر آئے، وہ ستانے آیا ہے اس لئے کہ غیرت اور رقابت کے جذبات کو بھڑکانا ہوگا۔

بیت: جیسا کہ تو ہم جولیوں کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا ہے تو خواہ صلح کی نیت سے آیا ہے۔ پھر بھی لڑنے آیا ہے۔

قطعہ: اگر محبوب غیروں کے ساتھ ایک لمحے کے لئے گھلے ملے تو قریب تھا کہ غیرت مجھ کو مار ڈالے۔ وہ کھلکھلا کر ہنسا اور بولا۔ اے سعدیؒ! میں شمع محفل ہوں۔ مجھے اس سے کیا کہ پروانہ اپنے آپ کو مار ڈالے۔

نتیجہ حکایت: محبوب کے باعث عاشق اور رقیب میں ازلی رقابت ہے۔ عشاق کے لئے یہ لمحہ موت سے بدتر ہوتا ہے۔ جب محبوب نے دامن اغیار کو تھام رکھا ہو۔ غیرت جوش مارتی ہے، جذبات بھڑکتے ہیں، جان تڑپتی ہے غرض طبیعت میں بلا کی اُداسی اور افسردگی پیدا ہو جاتی ہے۔

حکایت نمبر8

حکایت یاد دارم کہ در ایام پیشین من و دوستی چون دو بادام مغز در یوستی صحبت داشتیم۔ ناگاہ اتفاق مغیب افتاد۔ پس از مدتی کہ باز آمد عتاب آغاز کرد کہ، در این مدت قاصدی نفرستادی۔ گفتم: دریغ آمدم کہ دیدہ قاصد بجمال تو روشن گردد و من محروم:

یار دیرینہ، مرا گو، بزبان توبہ مدہ کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن

رشکم آید کہ، کسی سیر نگہ در تو کند   باز گویم' نہ' کہ کس سیر نخواہد بودن

مشکل الفاظ کے معنی: یاد دارم: مجھے یاد ہے۔ ایام پیش: گزشتہ دنوں۔ من و دوستے: میں اور میرا دوست۔ دو مغز بادام: بادام کی دو گریاں۔ ناگاہ اتفاق غیب: اتفاقاً جدائی پڑ گئی۔ باز آمد: واپس آیا۔ عتاب آغاز: ناراض ہونا شروع ہوا۔ دیدۂ قاصد: قاصد کی آنکھ۔ بہ جمال تو روشن: تیرے جمال سے روشن ہو۔ من محروم: میں محروم رہوں۔ یار دیرینہ: پرانا دوست۔ رشکم: رشک آتا ہے۔ سیر نگہ: نگاہ کا بھر جانا۔

حکایت کا ترجمہ: مجھے یاد پڑتا ہے کہ گزشتہ دنوں میں' میں اور میرا ایک دوست اس طرح آپس میں ملے جلے رہتے تھے جیسا کہ بادام کی دو گریاں ایک چھلکے میں باہم آپس میں ملی ہوں کہ اچانک جدائی کا موقع آگیا۔ پھر جب ایک زمانے کے بعد واپس آیا تو وہ ناراض ہونا شروع ہوگیا کہ اس مدت میں تو نے کوئی قاصد نہ بھیجا۔ میں نے کہا' مجھے اس سے غیرت آئی کہ قاصد کی آنکھ تو تیرے حسن سے روشن ہو اور میں محروم رہو۔

قطعہ: میرے پرانے دوست سے کہہ دو کہ زبان کے زور سے مجھے توبہ پہ آمادہ نہ کرے میں تو تلوار کے زور سے بھی توبہ نہ کروں گا۔ مجھے رشک آتا ہے کہ تمہیں غیر تو جی بھر کر دیکھیں پھر سوچتا ہوں کہ کیا تجھے دیکھنے سے ان کا جی بھر جائے گا۔

نتیجہ حکایت: محبوب کو دیکھتے رہنا عشاق کی دلی تمنا و حسرت ہوتی ہے۔ جسم و روح کے رشتے کی طرح محبوب اور عشاق ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ الگ ہوں تو پھر ایک دوسرے کی موت ہے یعنی جدائی کے ڈر سے ان کی رخت ہستی کے پرزے اڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ عاشق قاصد کو درمیان میں اس لئے نہیں لاتے کہ مبادا حال دل کہنے میں کاہلی اور سستی کرے اور مدعا بیان کر سکے۔

حکایت نمبر9

حکایت دانشمندی را دیدم بکسی مبتلا شدہ و رازش از پردہ برملا افتادہ۔ جور فراوان بردی و تحمل بیکران کردی۔ باری بلطافتش گفتم: کہ ترا در مودت این منظور علتی و بنای محبت بر زلتی نیست۔ باوجود چنین معنی لائق قدر علما نباشد خود را متہم گردانیدن و جور بی ادبان بردن۔ گفت: ای یار' دست عتاب از دامن روزگارم بدار۔ بارہا درین مصلحت کہ تو بینی' اندیشہ کردم و صبر بر جفائی او سہل تر آید ہمی کہ صبر از نا دیدن او' و حکیمان گویند: دل بر مجاہدہ نہادن آسان تر است کہ چشم از مشاہدہ برگرفتن۔

ہر کہ بی او بسر نشاید برد   گر جفائی کند بباید برد
روزی از دست گفتمش زنہار   چند از آن روز گفتم استغفار
نکند دوست زینہار از دوست   دل نہادم بر آنچہ خاطر اوست
گر بلطفم بنزد خود خواند   ور بقہرم براند او داند

مشکل الفاظ کے معنی: دانشمندے: عقل مند۔ دیدم: دیکھا۔ بہ کسے: کسی کے۔ مبتلا شد: مبتلا ہو گیا۔ رازش از پردہ برملا: راز پردہ سے باہر آگیا۔ جور فراواں: بہت زیادہ ظلم۔ تحمل بے کراں: بے انتہا برداشت۔ دانم: مجھے معلوم ہے۔ محبت ایں: تیری محبت۔ بنائے محبت: محبت کی بنیاد۔ قدر علماء: علماء کا مرتبہ۔ جفائے: ظلم۔ اندیشہ کردم: بہت زیادہ سوچا۔ حکیماں گویند: عقلمندوں نے کہا۔ دل بر مجاہدت: دل کو آمادہ کیا۔ دل پیش دلبرے: دل معشوق کے سامنے رکھنا۔ ریشم در دست دیگرے دارد: اس کے بے آبرو ہونے کا ہر طرح کا احتمال ہے۔ آہو: ہرن۔ تنگ در گردن: گردن میں پٹا پڑا ہوا۔ گفتمش زنہار: مجھے اس بات سے شرمندگی ہے کہ میں نے دوست کے ظلم سے کیوں پناہ مانگی۔ گفتم استغفار: توبہ کرنا۔ گر بہ لطفم: خواہ مہربانی سے۔ قہرم: غصہ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک عقلمند کو دیکھا وہ کسی کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس کے عشق کا راز پردے سے باہر آ گیا (یعنی فاش ہو گیا) بہت زیادہ ظلم برداشت کرتا اور بے انتہا برداشت کرتا۔ ایک مرتبہ میں نے اس کو نرمی سے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس معشوق سے تیری محبت کسی علت پر مبنی نہیں ہے اور نہ اس محبت کی بنیاد کسی لغزش پر ہے لیکن اس بات کے باوجود اپنے آپ کو متہم کرنا اور بے ادبوں کا ظلم سہنا علماء کے مرتبہ کے مناسب نہیں ہے اس نے کہا' اے دوست! ناراضی کا ہاتھ میرے دامن سے ہٹا لے اس لئے کہ ظلم پر صبر کرنا اس کے نہ دیکھنے سے بہت آسان معلوم ہوتا ہے اور عقلمندوں نے کہا ہے۔ سختی پر دل کو آمادہ کر لینا دیدار سے آنکھیں بند کر لینے سے بہت آسان ہے۔

مثنوی: جو شخص اپنا دل معشوق کے سامنے رکھتا ہے گویا اس نے ذلت کو خوش آمدید کہا جس ہرن کے گلے میں پٹا پڑا ہوا ہو وہ اپنے ارادہ سے چل پھر نہیں سکتا۔ وہ شخص جس کے بغیر زندگی بسر نہ ہو سکے تو اگر وہ جفا کرے تو برداشت کرو۔ ایک دن میں اپنے دوست سے پناہ مانگ بیٹھا اس سے عرصہ تک توبہ کرتا رہا کہ دوست دوست سے پناہ نہیں مانگتا جو اس کے مزاج میں آئے اسی پر راضی ہوں۔ چاہے وہ مہرباں ہو کر اپنے پاس بلا لے چاہے سختی سے ہانک دے اس کی مرضی۔

نتیجہ حکایت: راز و نیاز کی باتوں کو جتنا چھپائیں اتنا ہی وہ راز طشت از بام ہوتا چلا جاتا ہے۔ محبوب کے لئے جفا کو سہنا کوئی بار گراں نہیں بلکہ عشاق تو ہنس کر مصائب زمانہ سہہ جاتے ہیں لیکن دیدِ یار سے اپنا دامن تہی نہیں رکھتے۔ بقول اقبالؒ

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

حکایت نمبر 10

حکایت در عنفوان جوانی' چنانکہ افتد و دانی' باشاہدی سری و سری داشتم' بحکم آنکہ' خلقی داشت طیب الادا و خلقی کالبدر اذابدا

آنکہ نبات عارضش آب حیات میخورد — در شکرش نگہ کند ہر کہ نبات میخورد

اتفاقاً بخلاف طبع ازوی حرکتی بدیدم کہ نپسندیدم دامن ازو درکشیدم و مہرہ برچیدم و گفتم:

برد ہرچہ می بایدت پیش گیر — سر ما نداری' سر خویش گیر

شنیدمش کہ ہمیرفت و میگفت:

شب پرہ گر وصل آفتاب نخواہد — رونق بازار آفتاب نکاہد

این بگفت و سفر کرد و پریشانی او در من اثر:

فقدت زمان الوصل والمرء جاهل — بقدر لذيذ العيش قبل المصائب

باز آ و مرا بکش کہ پیشت مردن — خوشتر کہ پس از تو زندگانی کردن

اما بشکر و منت باری پس از مدتی باز آمد۔ بر سیب زنخدانش چون بہ گردی نشستہ و رونق بازار حسنش شکستہ متوقع کہ در کنارش گیرم۔ کنارہ گرفتم و گفتم:

آن روز کہ خط شاہدت بود — صاحب نظر از نظر براندی
امروز بیامدی بصلحش — کش فتحہ و ضمہ بر نشاندی

Scanned with CamScanner

○

تازه بہارا، ورقت زرد شد — دیگ منہ، کاتش ما سرد شد
چند خرامی، و تکبر کنی؟ — دولت پارینہ۔ تصور کنی؟
پیش کسی رو کہ طلبگار تست — ناز برآن کن کہ خریدار تست

○

سبزہ در باغ گفتہ اند، خوش است — داند آنکس کہ این سخن گوید
یعنی از روی نیکوان خط سبز — دل عشاق بیشتر جوید
بوستان تو گندنا زاریست — بس کہ بر میکنی و می روید

○

گر صبر کنی ور نکنی، موی بنا گوش — این دولت ایام نکوئی بسر آید
گر دست بجان داشتمی ہمچو تو بر ریش — نگذاشتمی تا بقیامت کہ، بر آید

○

سوال کردم و گفتم، جمال روی تورا — چہ شد کہ مورچہ بر گرد ماہ جوشید ست؟
جوابداد ندانم چہ بود رویم را — مگر بماتم حسنم سیاہ پوشید ست!

مشکل الفاظ کے معنی: عنفوان جوانی: جوانی کا آغاز۔ چنانکہ افتدو: جیسا کہ ہوتا ہے۔ دانی: جانتا۔ شاہدے: معشوق۔ سرے داشتم: راز و نیاز رکھنا۔ نبات عارضش: رخسار کا سبزہ۔ آب حیات: زندگی کا پانی جس کے بارے مشہور ہے کہ اس کے پینے کے بعد موت نہیں آتی۔ حضرت خضر نے یہ پانی "آب حیات" پی رکھا ہے۔ خلاف طبع: طبیعت کے خلاف۔ ناپسندیدم: ناپسند کرنا۔ مہرہ برچیدم: قطع تعلق کرنا۔ سرخویش گیر: اپنا راستہ لینا۔ شنیدم: سنا ہے۔ ہمی رفت: جا رہا تھا۔ میگفت: کہہ رہا تھا۔ شب پرہ: چمگادڑ۔ وصل آفتاب: آفتاب سے ملنا۔ رونق بازار آفتاب: آفتاب کے بازار کی رونق۔ باز آی: واپس آجا۔ من اثر: مجھ پر اثر کیا۔ مرا بکش: مجھے مار ڈال۔ خوشتر: بہتر ہے۔ بشکر منت باری: اللہ کے شکر اور احسان۔ از مدتے باز آمد: ایک مدت کے بعد آیا۔ حلق داؤدی: حضرت داؤد جیسا خوش گلہ مراد لحن داؤدی۔ متغیر شدہ: بدل جانا۔ جمال یوسفی: حضرت یوسف کا حسن۔ سیب زنخدانش: سیب جیسی ٹھوڑی۔ ہیجوبہ: ایک میوے کا نام جس کے ساتھ خوبصورت ٹھوڑی کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ خط: اس سے مراد وہ سبزہ جو رخسار وغیرہ پر جما ہوتا ہے۔ شاہدت: معشوق۔ صاحب نظر: اہل نظر۔ امروز: آج۔ فتحہ و ضمہ: جب حقیقتاً خوبصورت تھا تو قدر نہ کی۔ کاتش: شوق جاتا رہا۔ تکبر کنی: غرور کرنا۔ دولت پارینہ: پرانی دولت۔ خریدار تست: جو تیرا خریدار ہے۔ طلب گار تست: تیرا طلب گار ہے۔ سبزہ در باغ: گلشن میں سبزہ۔ خوش ست: اچھا لگتا ہے۔ ایں سخن گوید: یہ کہتا ہے۔ از روئے نیکو: نیکوں کے مطابق۔ دل مشتاق: عاشقوں کا دل۔ بوستان: باغ۔ گندنا: ایک غلہ ہے اس کے پودے کو جس قدر کاٹا جائے وہ اور بھی سرسبز ہوتا ہے۔ موئے بناگوش: کنپٹی پر بال۔ جمال روئے ترا: تیرے چہرے کا حسن۔ دولت ایام: زمانہ کی دولت۔ گرد ماہ: چاند کے گرد۔ مورچہ: چونٹیاں۔ ماتم حسنم: حسن کا ماتم۔ سیاہ پوشد: سیاہ لباس۔

حکایت کا ترجمہ: جوانی کے آغاز میں جو ہوتا ہے تو بھی اس سے آگاہ ہے۔ میں ایک معشوق کی محبت سے لگاؤ اور نیاز رکھتا تھا جس کی طبیعت پاکیزہ اور صورت چودھویں کے چڑھتے ہوئے چاند کی سی تھی۔

بیت: جس کے رخسار کا سبزہ آب حیات سے سیراب ہو جاتا ہے اور جو شکر خور ہے اس کے ہونٹ مٹھاس کو ضرور تکتے ہے۔

ترجمہ نثر: اتفاقاً میں نے اس کی ایک حرکت اپنی طبیعت کے خلاف دیکھی تھی جس کو میں نے ناپسند کیا میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا اور قطع تعلق کیا اور میں نے کہا۔

بیت: میں باز آیا آپ کی محبت سے جس طرف جس چاہے، جاؤ اگر تمہیں ہمارا خیال نہیں تو پھر اپنا راستہ لو۔

ترجمہ نثر: میں نے سنا کہ جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

بیت: چمگادڑ اگر سورج سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا تو اس سے آفتاب کی ضیاء پاشیوں میں فرق نہیں آ جاتا۔

ترجمہ نثر: اس نے یہ کہا اور سفر کر گیا اور اس کی پریشانی نے مجھے بڑا متاثر کیا۔

شعر: میں نے وصال کا زمانہ کھو دیا اور انسان ناواقف ہے۔ عیش کی لذت کی قدر مصائب کے ٹوٹ پڑنے سے پہلے نہیں کرتا۔

شعر: واپس آجا اور مجھے مار ڈال اس لئے کہ تیری موجودگی میں جان دینا چاہتا ہوں' تیرے بعد زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے۔

ترجمہ نثر: لیکن اللہ کے شکر اور احسان سے ایک عرصے کے بعد وہ واپس آگیا اور اس کا داؤدی گلا بدل چکا تھا اور یوسفی حسن ماند پڑ چکا تھا اس کے سیب زنخداں پر مٹی جمی تھی اور اس کے حسن کے بازار کی رونق ختم ہو چکی تھی۔ اس کو توقع تھی کہ میں گلے ملوں گا لیکن میں نے کنارہ کیا اور کہا۔

قطعہ: جب تک قطع صاف تھا تو تُو نے اہل دل کو ٹھکرا دیا تھا' اب جب خط آنے لگا ہے تو صلح کی امیدیں لے کر آیا ہے۔

قطعہ: تیری تازہ بہار کے پھول اب زرد ہو گئے۔ ہانڈی نہ چڑھا اس لئے ہماری آتش شوق سرد ہو چکی ہے۔ کتنا اکڑے گا اور تکبر کرے گا۔ پرانی دولت حسن کے بارے کب تک سوچتے رہو گے۔ اب اس کے سامنے جا جو تیرا خریدار ہے اس پر ناز کر جو تیرا طلب گار ہے۔

قطعہ: کہتے ہیں کہ باغ میں سبزہ اچھا لگتا ہے۔ یہ وہی جانے جو یہ کہتا ہے یعنی حسین چہرے پر جب سبزہ اُگ آتا ہے تو عشاق کو بھلا لگتا ہے۔ یہی سبزہ جب خط پارلیش میں بدل جائے تو اسے جتنا کانو گے اتنا ہی بڑے گا۔

قطعہ: گلابی رخساروں پر اس سبزۂ خط کو رہنے دے یا صاف کر دے۔ اب حسن جوانی کی بہار بیت چکی ہے جس طرح تو داڑھی پر ہاتھ رکھتا ہے' اگر میں اپنی جان پر رکھتا تو قیامت تک اسے اپنے جسم سے نکلنے نہ دیتا۔

قطعہ: میں نے دریافت کیا اور کہا کہ تیرے چہرے کے حسن کو کیا ہوا ہے کہ چیونٹیاں چاند کے گرد ابل پڑی ہیں۔ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے چہرے کو کیا ہوا شاید میرے حسن کی سوگواری میں اس نے سیاہ ماتمی لباس پہن لیا ہے۔

نتیجہ حکایت: عشاق کی ساقی گری کے لئے اگر دو چار غلمان یعنی خوب صورت کم عمر لڑکے سونے کے جام و صراحی لئے کھڑے ہوں تو عشاق پر خود از رفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اگر معشوق کی مسیں بھیگ جائیں تو اس کی رعنائی اور خوبصورتی پر سیاہ چادر (داڑھی کی شکل میں) بھلی نہیں لگتی۔ معشوق کے لئے ضروری ہے کہ وہ کم عمر ہو اور حسن معصوم کا پیکر ہو۔ بقول شاعر ؎

جا جا انہی کے پاس وقت خزاں بھی کاٹ
جن ظالموں نے لوٹے تیرے دن بہار کے

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر11

حکایت یکی را پرسیدند از متعربان بغداد: ما تقول فی المرد؟ گفت: لا خیر فیھم ما دام احد لطیفا یتخاشن فاذا خشن یتلاطف۔ یعنی چندانکہ خوب و لطیف است درشتی کند و سختی، چون سخت و درشت شد تلطف کند و دوستی نماید:

امرد آنگہ کہ خوبروی بود تلخ گفتار و تند خوی بود
چون بریش آمد و بلعنت شد مردم آمیز و مہر جوی بود

مشکل الفاظ کے معنی: پرسیدم: پوچھا۔ متعربان: وہ عرب کا باشندہ جس کا اصلی وطن عرب نہ ہو۔ نازک اندام: نازک بدن۔ درشتی: سختی سے پیش آنا۔ بکارے نیاید: کسی کام کے نہ رہنا۔ امرد آنگہ: نوخیز لڑکا۔ خوب و شیریں: حسین اور حلاوت آمیز۔ تلخ گفتار: کڑوی زبان۔ تندخو: بدمزاج۔ چوں بریش آمد: جب داڑھی آگئی۔ بلاغت شد: بالغ ہوگیا۔ مردم آمیز: ملنسار۔ مہرجوئے: محبت کرنے والا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک عرب میں جاکر بسنے والے سے دریافت کیا کہ نوخیز لڑکوں کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا' ان میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ جب تک نرم و نازک ہوتے ہیں سختی برتتے ہیں اور جب بھدی ہوتے ہیں تو نرم ہو جاتے ہیں۔ (نرمی سے ملتے ہیں) یعنی جب تک پاکیزہ اور نازک بدن ہوتے ہیں تو سختی سے پیش آتے ہیں اور جب ایسے سخت اور کھردرے ہو جاتے ہیں کہ کسی کام کے نہ رہیں تو دوستی بگھارتے ہیں۔

قطعہ: نوخیز لڑکا جب تک حسین و شیریں ہے تو کڑوی زبان والا اور بدمزاج ہوتا ہے۔ جب داڑھی آگئی اور بالغ ہوگیا تو ملنسار اور محبت کرنے والا ہوتا ہے۔

نتیجہ حکایت: نوخیز لڑکے درجہ دلبری میں رہتے ہیں۔ ناز و ادا سے عشاق کے سینے چھلنی کرتے ہیں۔ مراد یہ کہ بے رخی کے تیروں سے ان کے دلوں کو گھائل کر دیتے ہیں۔ جب نوخیزی سے ذرا آگے ہو جائیں تو معشوق کی بجائے خود درجہ عشاق میں آجاتے ہیں۔

حکایت نمبر12

حکایت یکی از علما پرسیدند کہ کسی با ماہ روئے در خلوت نشستہ و در ہابستہ و رقیبان خفتہ و نفس طالب و شہوت غالب' چنانکہ عرب گوید: الثمر یانع والنا طور غیر مانع ہیچ باشد کہ بقوت پرہیزگاری از د بسلامت بماند؟ گفت: اگر از ماہرویان بسلامت بماند از بدگویان نماند:

وان سلم الانسان من سوء نفسہ فمن سوء ظن المدعی لیس یسلم
شاید پس کار خویشتن بنشستن لیکن نتوان زبان مردم بستن

مشکل الفاظ کے معنی: ماہ روئے: چاند جیسا چہرہ۔ در خلوت نشستہ: تنہائی میں بیٹھا تھا۔ پرسید: پوچھا۔ در ہابستہ: دروازے بند ہو گئے۔ خفتہ: سو جانا۔ نفس طالب: نفس بھی طلب گار۔ شہوت غالب: اشتہا کا غالب ہو جانا۔ بقوت پرہیزگاری: پرہیزگاری کی طاقت۔ مہرویاں: حسین لوگ۔ کار خویشتن بنشستن: اپنی عادت چھوڑ دینا۔ زبان مردم بستن: لوگوں کی زبان بند کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عالم سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص چاند جیسے چہرے والے معشوق کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا

ہو اور دروازہ بند کئے ہوئے ہوں اور رقیب سو گئے ہوں اور نفس بھی طلب گار ہو اور شہوت بھی غالب ہو جیسا کہ عربوں نے کہا ہے' کھجوریں پکی ہیں اور باغبان روکنے والا نہیں ہے کیا یہ ممکن ہے کہ پرہیزگاری کی طاقت کی وجہ سے بچا رہے گا۔
انہوں نے فرمایا' اگر حسینوں سے اپنے آپ کو بچا بھی لے گا تو بدخواہ کی بدگمانی سے نہ بچ سکے گا۔
شعر: اور اگر انسان اپنے نفس کی برائی سے بچ بھی گیا تو مخالف کی بدگمانی سے نہ بچ سکے گا۔
شعر: اپنی عادت کو ترک دینا ممکن ہے لیکن لوگوں کی زبان بند کرنا ناممکن ہے۔
نتیجہ حکایت: اگر تنہائی اور خلوت میں محبوب کی آغوش حاصل ہو تو شیطانی قوتوں کا انسان کی ذات پر غلبہ ہو جاتا ہے اور اگر وہ پرہیزگاری کی وجہ سے اپنے نفس کو کنٹرول کر بھی لے مگر بدخواہوں کی بدگمانیوں سے نہیں بچ سکتا لہٰذا ہر گام پہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

حکایت نمبر 13

حکایت طوطی را بازاغی در قفس کردند' و از قبح مشاہدہ او مجاہدہ میبرد و میگفت: این چہ طلعت مکروہ است و ہیات ممقوت و منظر ملعون و شمائل ناموزون؟ یا غراب البین یا لیت بینی و بینك بعد المشرقین۔

علی الصباح بروی تو ہر کہ برخیزد — صباح روز سلامت براو مسا باشد
بد اختری چو تو در صحبت تو بالیستی — ولی چنانکہ توئی در جہان کجا باشد؟

عجب آنکہ غراب ہم از مجاورت طوطی بجان آمدہ بود و ملول شدہ' لاحول کنان از گردش گیتی ہمی نالید و دستہای تغابن بریکدیگر ہمی مالید' کہ: این چہ بخت نگون است و طالع دون و ایام بو قلمون؟ لائق قدر من آنستی کہ با زاغی بدیوار باغی' خرامان ہمیر فتمی۔

پارسا را بس این قدر زندان — کہ بود ہم طویلہ رندان

تا چہ گناہ کردم کہ روزگارم بعقوبت آن در سلک صحبت چنین ابلہی خود رای' ناجنس' خیرہ درای' بچنین بند بلا مبتلا گردانیدہ است؟

کس نیاید بپای دیواری — کہ برآن صورتت نگار کنند
گر ترا در بہشت باشد جائی — دیگران دوزخ اختیار کنند

این ضرب المثل بدان آوردم تا بدانی کہ' صد چندان کہ دانا را از نادان نفرت است' نادان را از دانا وحشت'

زاہدی در سماع رندان بود — زان میان گفت شاہدی بلخی
گر ملولی ز ما' ترش منشین — کہ تو ہم درمیان ما تلخی!

○

جمعی چو گل و لالہ بہم پیوستہ — تو ہیزم خشک در میانی رستہ
چون باد مخالف و چو سرما ناخوش — چون برف نشستہ و چون یخ بستہ

مشکل الفاظ کے معنی: بازاغے: کوا۔ قفس: پنجرہ۔ قبح مشاہدت: بدصورتی کا نظارہ۔ طلعت مکروہ: مکروہ چہرہ۔ منظر ملعون: قابل لعنت منظر۔ شمائل ناموزوں: بھدے اخلاق و عادات۔ بروئے تو: تیرا چہرہ۔ خیز: اٹھ۔ صباح روز سلامت: سلامتی کے دن کی صبح۔ بداخترے: بدنصیب۔ مجاورت طوطی: کوا بھی طوطی۔ ملول: رنجیدہ۔ گردش گیتی: زمانہ کی گردش۔ بخت نگوں: اوندھا

نصیب۔ ایام بوقلمون: نیرنگی کا زمانہ۔ لائق قدر من: میرے مرتبہ کے لائق۔ خراماں: ٹہلنا۔ قدر زنداں: قید کی قدر۔ طویلہ رنداں: رندوں کے ساتھ۔ عقوبت: سزا۔ صورت نگار: صورت بنانا۔ ایں ضرب المثل: یہ کہاوت۔ زاہد: پرہیزگار۔ شاہد بلخی: بلخی معشوق' بلخ ملک توران کا ایک شہر ہے۔ ملولی: رنجیدہ۔ درمیان ما تلخی: ہمارے اندر ایک تلخ چیز ہے۔ جمع: ایسی جماعت جو اپنی رندی اور خوش طبعی میں مصروف ہیں۔ تو ہیزم خشک: تو ایک خشک لکڑی ہے۔ سرما ناخوش: جاڑے کی طرح ناگوار۔

حکایت کا ترجمہ: ایک طوطی کو ایک کوے کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ وہ اس کے بدصورت نظارے کی وجہ سے تکلیف میں رہتی تھی اور کہتی تھی۔ یہ کیا مکروہ چہرہ اور غصہ کے قابل ہیئت اور قابل لعنت منظر اور بھدے اخلاق و عادات ہیں۔ اے جدائی ڈالنے والے کوے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کی سی جدائی ہوتی۔

قطعہ: جو صبح صبح تیرا چہرہ دیکھ لے اس پر سلامتی کے دن کی صبح بھی شام غم کا اثر رہے۔ تیری صحبت میں تو کوئی تجھ جیسا منحوس ہی ہونا چاہئے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ تیرے جیسا جہاں میں اور کہاں ہے۔

ترجمہ: اس سے حیرت کی بات یہ کہ کوا بھی طوطی کے پڑوس کی وجہ سے بیزار ہو گیا۔ غمگین ہو کر لاحول پڑھتا اور زمانہ کی گردش کا نوحہ کہتا اور افسوس کے ساتھ دست حسرت ایک دوسرے سے ملتا کہ کتنی بدنصیبی ہے اور کس قدر شومئی قسمت برے دنوں کا عجب چکر ہے۔ یہ کیا انقلاب زمانہ ہے میں تو اس لائق تھا کہ کسی کوے کے ساتھ کسی باغ کی دیوار پر ٹہلتا پھرتا۔

شعر: پارسا کے لئے تو یہی قید کافی ہے کہ وہ رندوں کے ساتھ رہے۔

ترجمہ: نہ معلوم مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا کہ تقدیر نے گھیر کر ایسے بیوقوف' ناجنس اور احمق کی صحبت میں لا بٹھایا ہے۔

قطعہ: جس دیوار پر تیری تصویر بنا دیں' کوئی شخص اس کے دیوار کے سائے میں بھی نہ آئے۔ اگر تیری بہشت میں جگہ مقرر ہو جائے تو دوزخ پسند کریں۔

ترجمہ نثر: یہ کہاوت میں نے اس لئے نقل کی ہے تاکہ تو جان لے کہ جس قدر عقلمند کو بے وقوف سے نفرت ہوتی ہے بے وقوف کو بھی عقلمند سے اتنی ہی وحشت ہوتی ہے۔

قطعہ: رندوں کی محفل میں ایک پارسا کہیں سے آگیا تو محفل میں موجود بلخی معشوق نے کہا' اگر تو رنجیدہ ہے تو منہ بگاڑ کر نہ بیٹھ کیونکہ تو بھی ہمارے اندر ایک تلخ چیز ہے۔

رباعی: رندیوں گھل مل کے بیٹھتے ہیں جیسے گل و لالہ کی ایک ٹولی تو ایک خشک لکڑی ہے جو درمیان میں اُگ آئی ہے۔ مخالف ہوا اور جاڑے کی طرح ناگوار اور برف کے تودے کی طرح بیٹھا ہے اور پالے (سردی) کی طرح جما ہوا ہے۔

نتیجہ حکایت: پرہیزگاروں کو پارساؤں کی صحبت میں لطف آتا ہے اسی طرح رندوں کو خراب حال مستوں کی صحبت میں چاشنی نظر آتی ہے۔ اگر محفل میں ناجنس ہوں تو محفل کا رنگ جوبن پر نہیں آسکتا۔ بے وقوف کو عقلمند پسند نہیں کرتا اسی طرح عقلمند سے بے وقوف کو بھی نفرت و وحشت ہوتی ہے۔

حکایت نمبر 14

حکایت رفیقی داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نمک خوردہ و بیکران حقوق صحبت ثابت شدہ' آخر بسببی نفعی اندک آزار خاطر من روا داشت و دوستی سپری شد و با این ہمہ از دو طرف دلبستگی بود' کہ شنیدم: روزی دو بیت از سخنان من در مجمعی ہمی گفتند:

نگار من چو در آید بخندہ نمکین نمک زیاد کند بر جراحت ریشان

چہ بودی ار سر زلفش بدستم افتادی؟ چو آستین کریمان بدست درویشان

طائفہ دوستان بر لطف این سخن' نہ کہ بر حسن سیرت خویش 'گواہی ہمی دادہ بودند و آفرین بردہ و او ہم در آن جملہ مبالغہ کردہ بود و برفوت صحبت دیرین تاسف خوردہ و بخطای خویش اعتراف نمودہ' معلوم کردم کہ از طرفی او ہم رغبتی ہست' این بیتہا بفرستادم و صلح کردیم:

نہ مارا درمیان عہد و وفا بود؟ جفا کردی و بد عہدی نمودی
بیک بار از جہان دل در تو بستم ندانستم کہ بر گردی بزودی
ہنوزت گر سر صلح است' باز آی کزآن مقبول تر باشی کہ بودی

مشکل الفاظ کے معنی: رفیقے داشتم: ایک دوست تھا۔ سالہا باہم سفرہ کردہ: کئی سال اکٹھے سفر کیا۔ نان و نمک: کھانا پینا۔ خوردہ: کھایا۔ حقوق صحبت: صحبت کے حقوق۔ بسبب نفع اندک: تھوڑے سے نفع کی خاطر۔ دوستی سپری: دوستی ختم ہو گئی۔ دل بستگی: دل کا لگنا۔ دو بیت از سخناں من: میرے کلام کے دو شعر۔ خندہ نمکین: نمکین ہنسی۔ نگار من: میرا معشوق۔ بر جراحت ریشاں: زخمیوں کے زخم۔ چہ بودے: کیا اچھا ہوتا۔ آستین کریماں: سخیوں کی آستین۔ بدست درویشاں: دوستوں کی جماعت۔ لطف ایں سخن: کلام کا مزا۔ حسن سیرت: اچھی عادت۔ مبالغت: مبالغہ آرائی مراد جھوٹ۔ بر فوت صحبت دیریں: قدیم دوستی کے چھوٹنے پر۔ تاسف خوردہ: افسوس کیا۔ بخطائے خویش: اپنی غلطی۔ رغبتے: خواہش۔ ایں بیت: یہ شعر۔ عہد وفا: وفاداری کا عہد۔ ندانستم: مجھے معلوم نہ تھا۔ ہنوزت: اب بھی۔

حکایت کا ترجمہ: میرا ایک دوست تھا جس کے ساتھ میں نے کئی سال سفر کیا تھا اور کھانا پینا اکٹھے کرتے تھے اور دوستی کے حقوق بے انتہا ثابت ہو چکے تھے۔ آخر تھوڑے سے نفع کی خاطر اس نے مجھے ستایا اور جائز سمجھا جس سے دوستی ختم ہو گئی اور اس کے باوجود دونوں طرف سے دل بستگی باقی تھی اس لئے کہ میں نے سنا کہ ایک روز میرے کلام کے دو شعر ایک مجمع میں پڑھ رہا تھا۔

قطعہ: میرا معشوق جب نمکین ہنسی کے ساتھ آتا ہے' زخمیوں کے زخم پر اور نمک چھڑکتا ہے۔ کاش! میں بھی اس کی زلف کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیتا جس طرح سائل سخی کا دامن تھام لیتے ہیں۔

ترجمہ نثر: دوستوں کی ایک جماعت پاس دوستی کے لئے نہیں بلکہ حقیقت میں ان اشعار کے شعری محاسن پر جھوم رہے تھے اور داد دے رہے تھے' وہ بھی دوسروں سے بڑھ چڑھ کر تحسین و آفرین کہہ رہا تھا بیتے ہوئے دنوں کی رفاقت کے ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا مجھے جب پتہ چلا کہ وہ دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی طرف مائل ہے تو میں نے اسے یہ اشعار لکھ کر بھیجے اور صلح کر لی۔

قطعہ: کیا ہمارا دنیا میں وفاداری کا عہد نہ تھا تو نے ظلم کیا اور عہد کو توڑ دیا۔ میں نے دنیا بھر سے منہ موڑ کر تجھ سے اپنا تعلق جوڑا تھا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ تم بے رخی کرکے جلد پینترا بدل جاؤ گے۔ اگر اب بھی صلح کا ارادہ ہے اور ملنے کی خواہش ہے تو لوٹ آؤ' تم مجھے پہلے سے بھی زیادہ قبول اور محبوب ہو گے۔

نتیجہ حکایت: مادی طمع اور لالچ دوستی کی مضبوط بنیادوں میں رخنہ ڈال دیتی ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو حرص و ہوا سے بچا کر رکھنا چاہئے تاکہ دوستی میں فرق نہ آئے۔ جن لوگوں سے اک عرصہ دراز سے ملنا جلنا ہو ان کی وجہ سے نقصان ہو جائے تو اس کو برداشت کرنا ہی دوستی کی معراج ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر15

حکایت یکی را زنی صاحب جمال جوان در گذشت و مادر زن فرتوت بعلت کابین در خانہ متمکن بماند مرد از محاورت او بجان رنجیدی و از مجاورت او چارہ ندیدی' تا گروہی آشنایان بپرسیدن آمدندش۔ یکی گفتا' چگونہ در مفارقت یار عزیز؟ گفت: نادیدن زن بر من چنان دشوار نمی آید کہ دیدن مادر زن!

گل بتاراج رفت و خار بماند گنج برداشتند و مار بماند

دیدہ بر تارک سنان دیدن خوشتر از روی دشمنان دیدن

واجب است از ہزار دوست برید تا یکی دشمنت نباید دید

مشکل الفاظ کے معنی: زنے صاحب جمال: خوبصورت بیوی۔ در گذشت: گزر گئی مراد مرگئی۔ مادر زن فرتوت: بڑھیا ساس۔ بعلت کابین: مہر کی وجہ سے۔ درخانہ متمکن: گھر میں مقیم رہی۔ مجاورت: ہم نشینی۔ مفارقت: جدائی۔ یار عزیز: عزیز دوست۔ گل بتاراج: پھول تو لٹ گیا۔ خار: کانٹا۔ گنج: خزانہ۔ تارک سناں: برچھی کی نوک۔ خوشتر: بہتر۔ برید: قطع کرنا۔ روئے دشمناں: دشمنوں کے چہرے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک شخص کی ایک خوبصورت بیوی مرگئی اور بڑھیا ساس حق مہر کی وجہ سے گھر میں مقیم رہی۔ مرد کو اس کی ہم نشینی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا حتیٰ کہ یار دوستوں کی ایک جماعت حال احوال پوچھنے کے لئے آئی۔ ایک نے کہا یار عزیز کے اٹھ جانے کے بعد تجھ پر کیا بیت رہی ہے؟ وہ بولا کہ بیوی کا نہ دیکھنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر کہ ساس کا دیکھنا۔

مثنوی: پھول باغباں نے چن لیا اور کانٹا رہ گیا گویا خزانہ لٹ گیا اور سانپ رہ گیا۔ آنکھوں کو نیزے کی انی پر دیکھنا آسان ہے مگر دشمن کا چہرہ دیکھنا دشوار ہے۔ ہزار دوستوں سے قطع تعلق کرکے اگر دشمن کی صورت دیکھنے سے نجات مل جائے تو یہ عین فرض ہے۔

نتیجہ حکایت: جب پھول پودے سے الگ ہو جاتا ہے تو نہ صرف گلستان میں اداسی چھا جاتی ہے بلکہ پودا خود بھی ہجر یار میں افسردہ ہو جاتا ہے۔ پھول کے بعد کانٹا رہ جاتا ہے پودے کے جو دل میں انکا رہتا ہے اور پھول کی یاد دلا کر مزید رلاتا اور غمگین کرتا ہے۔ اسی طرح یار عزیز کے بچھڑ جانے کا دکھ ساری زندگی باقی رہتا ہے۔

حکایت نمبر16

حکایت یاد دارم کہ در ایام جوانی گذر داشتم بکوئی و نظر بر روئی' در تموزی کہ حرورش دہان بخوشانیدی و سمومش مغز استخوان بجوشانیدی' از ضعف بشریت تاب آفتاب ہجیر نیاورد دم و التجا بسایہ دیواری کردم' مترقب کہ کسی حر تموز از من ببرد' آبی فرونشاند' کہ ہمی نگاہ از ظلمت دہلیز خانہ روشنی بتافت۔ یعنی جمالی کہ زبان فصاحت از بیان صباحت او عاجز آید' چنانکہ در شب تاری صبح برآید' یا آب حیات از ظلمات بدر آید' قدحی برف آب بردست و شکر در آن ریختہ و بعرق برآمیختہ' ندانم بگلابش مطیب کردہ بود یا قطرہ چند از گل رویش در آن چکیدہ۔ فی الجملہ شراب از دست نگارینش برگرفتم و بخوردم و عمراز سر گرفتم:

ظمأ بقلبی لا یکاد یسیغہ رشف الزلال ولو شربت بحورا

○

خرم آن فرخندہ طالع را کہ چشم ۔۔۔ بر چنین روی اوفتد ہر بامداد
مست می بیدار گردد نیم شب ۔۔۔ مست ساقی روز محشر باداد

مشکل الفاظ کے معنی: یاد دارم: مجھے یاد ہے۔ ایام جوانی: جوانی کے دن۔ در کوئے و نظر بہ ماہروئے: ایک معشوق کے کوچے پر نظر تھی۔ تموزے: گرمی۔ دہان: منہ۔ سموم: لو۔ استخوان: ہڈیاں۔ ضعف بشریت: انسانی کمزوری۔ تاب آفتاب ہجر: دوپہر کے سورج کی تاب۔ حر تموز: ساون کی گرمی۔ برد آب: پانی کی ٹھنڈک۔ ناگاہ: اچانک۔ ظلمت دہلیز: ڈیوڑھی کی تاریکی۔ زبان فصاحت: فصاحت کی زبان مراد تفصیل سے کسی چیز کو بیان کرنا۔ صباحت: خوبصورتی۔ شب تارے: اندھیری رات۔ صبح برآید: صبح نکل آئے۔ از ظلمات بدر: تاریکیوں سے باہر آنا۔ قدے برفاب: ٹھنڈے پانی کا پیالہ۔ عرق گلشن: عرق گلاب۔ آمیختہ: ملایا ہوا۔ گل رویش: گلاب کا چہرہ۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ دست نگارینش: خوبصورت ہاتھ۔ خرم: خوشی۔ نیم شب: آدھی رات۔ مست ساقی: ساقی کا مست ہونا مراد یہ کہ مے نوشی کے نشہ سے سرشار رہنا کہ بس اب قیامت کی صبح کو ہوش آئے گا۔

حکایت کا ترجمہ: مجھے یاد ہے کہ جوانی کے زمانہ میں، میں ایک کوچہ کے چکر لگاتا تھا اور ایک معشوق پر نگاہ تھی۔ ایسی گرمی کے موسم میں کہ اس کی گرم ہوا منہ کو خشک کر دیتی اور ان کی لو ہڈیوں کے گودے کو اُبال دیتی۔ انسانی کمزوری کی وجہ سے دوپہر کے سورج کی تاب نہ لایا اور ایک دیوار کے سایہ میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اس کا منتظر تھا کہ کوئی ساون کی گرمی کو مجھ سے پانی کی ٹھنڈک کے ذریعے دبا دے کہ اچانک گھر کی ڈیوڑھی کی تاریکی سے ایک روشنی چمکی یعنی ایسا حسن کہ فصاحت کی زبان اس کی خوبصورتی کو بیان کرنے سے عاجز آجائے۔ جیسا کہ اندھیری رات میں صبح نکل آئے یا آب حیات تاریکیوں سے باہر آجائے۔ ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا ہاتھ میں لئے ہوئے اور اس میں شکر ڈالے ہوئے اور اس کو عرق گلاب میں ملائے ہوئے تھے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اس کو عرق گلاب سے خوشبودار بنایا تھا یا اپنے چہرہ کے گلاب کے چند قطرے اس میں ٹپکائے تھے۔ خلاصہ یہ کہ میں نے اس کے خوبصورت ہاتھوں سے شربت لے لیا اور پی لیا اور از سرنو زندگی حاصل کر لی۔

شعر: میرے دل میں ایسی پیاس بھڑکی کہ صاف شفاف سمندروں کا پانی پی کر بھی نہ بجھنے والی تھی۔

قطعہ: اس شخص کی آنکھ مبارک ہے جو صبح اٹھتے ہی تیرے چہرے کو دیکھے۔ مست بادہ کو نصف شب ہوش آجاتا ہے لیکن مستان ساقی صبح محشر کو ہی اٹھیں گے۔

نتیجہ حکایت: محبوب کی دید کا جام نوش کرنا حقیقت میں دل کی تشنگی کو دور کرنے کا موجب ہے۔ پیاس کی شدت ہو یار جانی شربتی ہاتھوں میں شربت پلانے کے لئے آئے تو وہ لمحے کتنے خوش کن ہوتے ہیں۔ ایسے لمحے عشاق کے لئے قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ محبوب کے ہاتھوں سے پانی پینا بھی شرنورس محسوس ہوتا ہے۔

حکایت نمبر 17

حکایت سالی محمد خوارزم شاہ با ختا برای مصلحتی صلح اختیار کرد۔ بجامع کاشغر در آمدم، پسری دیدم نحوی، در غایت جمال و نہایت اعتدال، چنانکہ در امثال او گویند:

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت ۔۔۔ جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی چنین شکل و خوی و قد و روش ۔۔۔ ندیدہ ام، مگر این شیوہ از پری آموخت

مقدمہ نحو زمخشری در دست داشت و ہمی خواند: ضرب زید عمرا و کان المتعدی عمرا گفتم، ای

پسر' خوارزم و خطا صلح کردند و زید و عمر را ہمچنان خصومت باقی است' بخندید و مولدم پرسید' گفتم: خاک شیراز' گفت: از سخنان سعدی چه داری؟ گفتم:

بلیت بنحوی یصول مغاضبا
علی کزید فی مقابلة العمرو
علی جرذیل لیس یرفع رأسه
وهل یستقیم الرفع من عامل الجر

لختی باندیشه فرو رفت و گفت: غالب اشعار او در این سرزمین بزبان پارسی ست' اگر بگوئی بفهم نزدیکتر باشد' کلم الناس علی قدر عقولهم۔ گفتم:

طبع تو را تا هوس نحو کرد
صورت صبر از دل ما محو کرد
ای دل عشاق بدام تو صید
ما بتو مشغول و تو با عمرو و زید

بامدادان که بعزم سفر مصمم شدم گفته بودندش که' فلان سعدیست۔ دوان آمد و تلطف کرد و تاسف خورد که' چندین مدت چرا نگفتی که منم تا شکر قدوم بزرگان را میان بخدمت بستمی۔ گفتم:

باد جودت ز من آواز نیاید که منم

گفتا' چه شود اگر درین خطه چندی بر آسائی' تا بصحبت مستفید شویم؟ گفتم: نتوانم' بحکم این حکایت:

بزرگی دیدم اندر کوهساری
قناعت کرده از دنیا بغاری
چرا گفتم بشهر اندر نیائی؟
که باری بندی از دل بر کشائی
بگفت: آنجا پری رویان نغزند
چو گل بسیار شد پیلان بلغزند

این بگفتم و بوسه بر سر و روی یکدیگر دادیم و وداع کردیم۔

بوسه دادن بروی دوست چه سود؟
هم در آن لحظه کردنش بدرود
سیب گوئی وداع یاران کرد
روی ازین نیمه سرخ و زانسو زرد
ان لم امت یوم الوداع تاسفا
لا تحسبونی فی المودة منصفا

مشکل الفاظ کے معنی: سالے: ایک سال۔ خطا: ملک ختا مراد خطا کے لوگ۔ مصلحتے صلح: مصلحتاً صلح کرنا۔ جامع کاشغر: کاشغر شہر کی جامع مسجد۔ آمدم پسرے: ایک لڑکا آیا۔ نہایت جمال: انتہائی خوبصورتی۔ دلبری آموخت: دلبری سکھا دی۔ جفا: ظلم۔ عتاب: غصہ۔ ستمگری آموخت: ظلم کرنا سکھا دیا۔ خوی: عادت۔ شیوہ: طریقہ۔ مقدمہ نحو زمخشری: جار اللہ زمخشری کی ایک نحو کی کتاب ہے۔ خواند: پڑھنا۔ اے پسر خوارزم: اے خوارزم کے بیٹے۔ بخندید: ہنس پڑنا۔ خطا صلح: اہل خطا نے صلح کر لی۔ مولدم: وطن۔ خاک پاک شیراز: شیراز کی خاک پاک۔ لختے: کچھ دیر کے لئے۔ باندیشہ فرو رفت: فکر میں ڈوب جانا۔ بزبان پارسی: فارسی زبان۔ بفہم: سمجھ میں آنا۔ ہوس نحو: علم نحو۔ صورت عقل: عقل کا تصور۔ اے دل عشاق: اے عاشقوں کے دل۔ صید: شکار۔ عزم سفر مصمم: سفر کا پختہ ارادہ۔ کاروانیاں: قافلہ۔ تلطف: خوشی' مہربانی۔ تاسف: افسوس۔ خطہ روز چند بر آسائی: اس سرزمین میں آرام فرمائیں۔ حکایت منظوم: نظم کی شکل میں حکایت۔ بزرگے: ایک بزرگ۔ دیدم: دیکھا۔ اندر کوہسارے: غار کے اندر۔ دنیا بغارے: دنیا چھوڑنا۔ چرا: گفتم: میں نے کہا۔ بہ شہر اندر: شہر کے اندر۔ دل برکشائی: دل کھلا کر لیں۔ آنجا: وہاں۔ پریان نغزند: اچھے اچھے حسین لوگ۔ پیلان بلغزند: ہاتھی پھسل جاتا ہے۔ وداع یاراں: دوستوں کو رخصت کرنا۔

حکایت کا ترجمہ: جس سال محمد خوارزم شاہ نے خاقان خطا کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا' مجھے جامع مسجد کاشغر جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ایک لڑکے کو دیکھا جس کے حسن میں اعتدال اور انتہا کی خوبصورتی تھی جیسا کہ لوگ بطور مثال کہتے ہیں۔

نظم: یہ شوخی و ادا، یہ جور و جفا اور یہ سختی و سخت گری کسی استاد کامل نے تجھ کو سکھایا ہے۔ میں نے اس شکل و عادت اور قدر و روش کا آدمی پہلے تو کوئی نہیں دیکھا۔ یہ طور طریقے شاید تم نے کسی پری سے سیکھے ہیں۔

ترجمہ نثر: مقدمہ نحو زمخشری اس کے ہاتھ میں تھا اور اونچی آواز سے پڑھ رہا تھا کہ زید نے عمر کو مارا اور عمر کو غصہ آیا۔ میں نے کہا، بیٹا خوارزم شاہ اور خاقان خطا نے آپس میں صلح کر لی ہے۔ کیا زید اور عمر کی دشمنی اسی طرح برقرار رہے گی۔ ہنس پڑا اور پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا۔ شیراز سے ہوں اس نے پوچھا سعدیؒ کے کوئی شعر تمہیں یاد ہیں، میں نے کہا کیوں نہیں اور عربی کے یہ شعر پڑھے۔

شعر: میں ایک ایسے نحوی کے ہاتھوں تنگ ہوں جو غصہ میں مجھ پر ایسا حملہ کرتا ہے جیسا کہ زید عمرو کے مقابلہ میں جب دامن کھینچتا ہے تو سر اوپر نہیں اٹھاتا اور کیا زیر کے عامل سے پیش آنے سے درست تصور ہوگا۔

ترجمہ نثر: وہ کچھ دیر کے لئے فکر میں ڈوب گیا اور بولا سعدیؒ کے اکثر شعر اس ملک میں فارسی زبان کے رائج ہیں۔ اگر وہ سناؤ گے تو زیادہ سمجھ آئے گی۔ میں نے کہا:

مثنوی: تیری طبیعت جب علم نحو کی طرف مائل ہوئی ہے اس نے ہمارے دل سے عقل کا تصور مٹا دیا ہے۔ اے محبوب کہ عاشقوں کا دل تیرے جال کا شکار ہے۔ ہم تجھ سے مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں مصروف ہے۔

ترجمہ نثر: اگلی صبح جب میں سفر پر روانہ ہونے لگا تو لوگوں نے اسے بتا دیا کہ یہ وہی سعدیؒ ہے۔ دوڑتا ہوا آیا بڑی محبت سے ملا اور کہنے لگا کہ افسوس ہے۔ آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا کہ میں ہی سعدیؒ ہے تاکہ ہم بھی آپ کی خاطر مدارات کرتے اور آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کر سکتے۔ میں نے کہا:

مصرع: تیرے سامنے میری آواز نہ نکلی کہ میں ہوں۔

ترجمہ نثر: اس نے کہا کیا بگڑ جائے گا اگر چند روز اس سرزمین پر آرام فرمائیں تاکہ خدمت کر کے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ میں نے کہا، اس منظوم حکایت کے فیصلہ کی روشنی میں، میں یہ نہیں کر سکتا۔

حکایت منظوم: میں نے ایک پہاڑ میں ایک بزرگ کو دیکھا جنہوں نے دنیا چھوڑ کر ایک غار پر قناعت کر لی تھی۔ میں نے کہا، آپ شہر میں تشریف کیوں نہیں لاتے تاکہ تھوڑی دیر کے لئے دل کو تنہائی کی قید و بند سے رہائی ملے۔ انہوں نے فرمایا وہاں اچھے اچھے حسین بستے ہیں۔ جب پھسلن زیادہ ہوتی ہے، ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں۔

ترجمہ نثر: میں نے یہ کہا اور ہم نے ایک دوسرے کے چہرے کو چوما اور رخصت کر دیا۔

مثنوی: معشوق کے چہرے کا بوسہ لینے سے کیا فائدہ جب کہ اسی وقت اس کو رخصت بھی کرنا ہے۔ سیب بھی شاید اپنے یاروں سے بچھڑ گیا ہے کہ اس کا ایک طرف کا چہرہ سرخ ہے اور ایک طرف کا چہرہ زرد ہے۔

شعر: اگر جدائی کی شام کو میں غم جدائی کے باوجود زندہ رہوں تو میرا وفادار دوستوں میں شمار نہ کرنا۔

نتیجہ حکایت: وقتی، لمحاتی اور عارضی وصل محبوب عشاق کے دل پر گراں گزرتا ہے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہر لمحہ یار سے گفتگو و شنید کرتے گزرے۔ آغوش محبوب کی حلاوتوں کو چوس لینا ہی عشاق کا مقصود ہے۔ محبوب کے وصل سے عشاق کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ اور فراق یار میں چہرہ مرجھا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر18

حکایت خرقہ پوشی در کاروان حجاز ہمراہ ما بود۔ یکی از امرای عرب مراو را صد دینار بخشید' تا قربان کند۔ دزدان خفاجہ ناگاہ بر کاروان زوند و پاک ببردند' بازرگانان گریہ و زاری گرفتند و فریاد بیفایدہ خواندن۔

گر تضرع کنی و گر فریاد ‏ دزد زر باز پس نخواہد داد

مگر آن درویش صالح' کہ برقرار خویش ماندہ بود و تغیر درو نیامدہ' گفتم مگر معلوم ترا دزدان نبردند کہ جزع نمیکنی؟ گفت بلی بردند و لیکن مرا با آن الفتی چنان نبود کہ بوقت مفارقت خستہ دلی باشد:

نباید بستن اندر چیز و کس دل ‏ کہ دل برداشتن کاریست مشکل

گفتم: موافق حال منست آنچہ گفتی' کہ مرا در عہد جوانی باجوانی اتفاق مخالطت بود و صدق مودت' تابجائی کہ قبلہ چشم جمال او بودی وسود و سرمایہ عمرم وصال او:

مگر ملائکہ بر آسمان' وگرنہ بشر ‏ بحسن صورت او در زمی نخواہد بود

بدوستی' کہ حرامست بعد از و صحبت ‏ کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود

ناگہی پای وجودش بگل اجل فرو رفت و دود فراق از دودمانش برآمد۔ روزہا بر سر خاکش مجاورت کردم و از جملہ برفراق او گفتم:

کاش آن روز کہ در پای تو شد خار اجل ‏ دست گیتی بزدی تیغ ہلاکم برسر

تا درین روز جہان بی تو ندیدی چشمم ‏ این منم۔ بر سر خاک تو کہ خاکم برسر

○

آنکہ قرارش نگرفتی و خواب ‏ تا گل و نسرین نفشاندی نخست

گردش گیتی گل رویش بریخت ‏ خار بنان بر سر خاکش برست

بعد از مفارقت او عزم کردم و نیت جزم کہ' بقیت زندگانی فرش ہوس درنوردم و گرد مجالست نگردم۔

سود دریا نیک بودی گر نبودی بیم موج ‏ صحبت گل خوش بدی گر نیستی تشویش خار

دوش چون طاوس مینا زیدم اندر باغ وصل ‏ دیگر امروز از فراق یار می پیچم چو مار

مشکل الفاظ کے معنی:

خرقہ پوش: گدڑی پوش۔ کاروان حجاز: حجاز کا قافلہ۔ یکے از امرائے عرب: عرب کے امیروں سے ایک۔ صد دینار: سو دینار۔ دزدان: چور' ڈاکو۔ خفاجہ: ایک قوم کا نام جو مکہ کی راہ میں آباد تھی' ان میں سے اکثر لوگ جرائم پیشہ تھے۔ ناگاہ: اچانک۔ بازرگان: تاجر' سوداگر۔ گریہ و زاری: رونا دھونا۔ فریاد بے فائدہ خواندن: بے فائدہ فریاد کرنا۔ تضرع کنی: عاجزی کرنا۔ دزور: چور۔ درویش صالح: نیک درویش۔ برقرار خویش: اپنی حالت پر باقی رہنا۔ تغیرے: تبدیلی۔ بلے: ہاں۔ ببردند: لے جانا۔ الفتے: محبت۔ بوقت مفارقت: جدائی کے وقت۔ خستہ دلی: دل کا ٹوٹ جانا۔ کاریست مشکل: مشکل کام ہے۔ دل برداشتن: دل ہٹالینا۔ موافق حال من ست: میرے حال کے مطابق ہے۔ عہد جوانی: جوانی کا زمانہ۔ مخالطت: میل و جول۔ صدق مودت: سچی محبت۔ قبلہ چشم: آنکھ کا قبلہ۔ عمرم وصال: ملنے کی عمر۔ سود سرمایہ: زندگی کے سرمایہ کا نفع۔ ملائکہ: فرشتے۔ ہیچ نطفہ: کوئی اس طرح کا

لطفہ۔ ناگہے: اچانک۔ بگل عدم: عدم کی مٹی میں۔ دود فراق: جدائی کا دھواں۔ مجاورت: مجاوری کی۔ کاج: کاش۔ دست گیتی: زمانے کا ہاتھ۔ تیغ ہلاکم: ہلاکت کی تلوار۔ خاکم سربر: سر پر خاک ہو۔ قرارش گرفتے: سکون نہ آنا۔ گل و نسرین: گلاب اور سیوتی پھول۔ عزم کردم: ارادہ پکا ہونا۔ نیت جزم: مضبوط نیت۔ بقیت زندگانی: باقی عمر۔ فرش ہوس: ہوس کا فرش۔ طاؤس: مور۔ امروز: آج۔ فراق یار: دوست کی جدائی۔ سود دریا: دریا کا نفع۔ بیم موج: موج کا خوف۔ صحبت گل: پھول کی صحبت تشویش خار: کانٹے کی پریشانی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک گدڑی پوش درویش حجاز کے قافلہ میں ہمارے ساتھ تھا۔ عرب کے امیروں میں سے ایک نے خاص کر اس کو سو دینار دیئے تاکہ وہ قربانی کرے۔ خفاچہ کے ڈاکوؤں نے قافلہ پر اچانک حملہ کر دیا' سب کچھ لے گئے۔ سوداگروں نے رونا دھونا شروع کر دیا اور بے فائدہ فریاد کرنے لگے۔

شعر: تم خواہ منتیں کر دیا شور مچاؤ' چور روپیہ واپس نہ کرے گا۔

ترجمہ: مگر وہ نیک درویش اپنی اصلی حالت پر باقی تھا اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا' شاید چور تیرے مال نہ لے گئے۔ اس نے کہا ہاں لے گئے لیکن مجھے اس قدر مال سے محبت نہ تھی کہ اس کی جدائی کے وقت دل ٹوٹے۔

بیت: کسی شخص اور کسی چیز سے دل نہ لگانا چاہئے کیونکہ دل ہٹانا بڑا مشکل کام ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے کہا جو کچھ تو نے کہا' وہ میرے حال کے مطابق ہے کیونکہ جوانی کے زمانے میں مجھے بھی ایک جوان سے اتفاق کے طور پر میل جول اور سچی محبت ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا حسن میرے لئے قبلہ حاجات بن گیا تھا اور اس کا وصل میرا سرمایۂ حیات تھا۔

قطعہ: شاید آسمان پر فرشتے اس جیسے ہوں ورنہ انسان تو روئے زمین پر اس جیسا حسین نہ ہوگا۔ مجھے اس کی دوستی کی قسم! دوستی کا مزا بھی اسی کے دم سے تھا اس جیسا آدم زاد اب ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔

ترجمہ نثر: اچانک اس کا پاؤں موت کی دلدل میں پھنس گیا اور اس کی جدائی سے گھر بھر میں ایک کہرام مچ گیا۔ میں بھی کئی دنوں تک اس کی قبر کا مجاور بنا رہا اور یہ اشعار ہجر و فراق کے انہی دنوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔

قطعہ: کاش جس دن تیرے پاؤں میں موت کا کانٹا چبھا اسی دن زمانہ کی تیز تلوار کا ہاتھ میرا سر تن سے خدا کر دیتا تاکہ آج میری آنکھ دنیا میں تجھی کو دیکھ رہی ہوتی۔ میں تیری قبر پر بیٹھا ہوں اور میرے سر پر خاک پڑی ہے۔

قطعہ: وہ اتنا نرم و نازک تھا کہ جب تک پھولوں کی سیج نہ ہوتی انہیں نیند تو کیا چین نہ آتا۔ زمانہ کی گردش نے اس پھول جیسے چہرے کو بھی خاک میں ملا دیا اور اس کی قبر پر کانٹے دار جھاڑیاں اگ آئیں۔

ترجمہ نثر: اس کی جدائی کے بعد میں نے پختہ ارادہ کر لیا اور مضبوط نیت باندھ لی کہ ہوس کا فرش لپیٹ دوں گا اور محبت کی پینگیں نہ بڑھاؤں گا۔

قطعہ: اگر سمندر کی موجوں کے تھپیڑوں کا ڈر نہ ہو تو سمندر میں بے شمار فائدے ہیں۔ نوک خار نہ ہو تو گل چینی بڑا دلربا شغل ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ باغ وصل میں مور کی طرح ٹہل ٹہل کر پھر رہا تھا۔ آج یہ حال ہے کہ سانپ کی طرح بل کھا رہا ہے۔

نتیجہ حکایت: فرشتہ اجل کی آنکھوں میں جادوئے نیستی ہے۔ وہ رخت ہستی کے پرزے اڑا دینا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ دنیا میں ہر چیز زوال پذیر ہے۔ پائیداری اور استحکام سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ لہٰذا اس دنیا سے دل لگانے کی بجائے اپنے خالق و کفیل خدائے قدیر سے دل لگانا چاہئے تاکہ کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دنیاوی چیزوں سے دل لگانے میں بڑی کوفت اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حکایت نمبر19

حکایت یکی را از ملوک عرب حدیث مجنون و لیلی و شورش حال او بگفتند کہ' باکمال فضل و بلاغت سر در بیابان نهاده و زمام عقل از دست داده بفرمودش تا حاضر آوردند' ملامت کردن گرفت کہ: در شرف نفس انسانی چہ خلل دیدی کہ خوئی بہایم گرفتی و ترک عشرت مردم گفتی؟ بنالید و گفت:

و رب صدیق لا منی فی ودادها　　　الم یرها یوما فیوضح لی عذری

کاش کانان کہ عیب من جستند　　　رویت' ای دلستان' بدیدندی

تا بجای ترنج در نظرت　　　بی خبر دست ها بریدندی

تا حقیقت معنی بر صورت دعوی گواه آمدی کہ فذالکن الذی لمتننی فیه ملک را در دل آمد جمالی لیلی مطالعہ کردن' تاچہ صورتست موجب چندین فتنہ؟ بفرمودش طلب کردن۔ در احیاء عرب بگردیدند و بدست آوردند و پیش ملک در صحن راچہ بداشتند۔ ملک در ہیئت او نظر کرد۔ شخصی دید سیہ فام' باریک اندام' در نظرش حقیر آمد' بحکم آنکہ کمترین خدم حرم او ازو در پیش بودند و بزینت بیش۔ مجنون بفراست دریافت۔ گفت: از دریچہ چشم مجنون بالیتی در جمال لیلی نظر کردن' تا سر مشاہدہ او بر تو تجلی کند:

ما مر من ذکر الحمی بمسمعی　　　لو سمعت ورق الحمی صاحت معی

یا معشر الخلان قولوا للمعا　　　فی لست تدری ما بقلب الموجع

تندرستان را نباشد درد ریش　　　جز بہ ہمدردی نگویم درد خویش

گفتن از زنبور' بی حاصل شود　　　با یکی در عمر خود ناخوردہ نیش

تا ترا حالی نباشد ہمچو ما　　　حال ما باشد ترا افسانہ پیش

سوز من با دیگری نسبت مکن　　　او نمک بردست و من بر عضو ریش

مشکل الفاظ کے معنی:

لیلیٰ و مجنوں: عشق و مستی کے ایک مشہور قصہ کے دو کردار۔ فضل: بزرگی۔ بلاغت: فصاحت۔ سر در بیاباں: جنگل کی طرف ہے۔ زمام اختیار: اختیار کی باگ۔ ملامت: لعن طعن۔ شرف نفس انساں۔ انسان کے نفس کی شرافت۔ خلل دیدی: نقصان دیکھا۔ خوئے بہائم: جانوروں کی سی خصلت۔ مجنوں بنالید: مجنوں رو پڑا۔ کاج کاں: کاش۔ عیب من: مجھے برا کہا۔ ترنج: ایک قسم کا لیموں ہوتا ہے۔ بے خبر: مدہوش۔ دستہا برید: ہاتھ تراش لینا۔ حقیقت معنی: معنی کی حقیقت۔ برصورت دعوئ دعوئ کی صورت۔ ملک: بادشاہ۔ در دل آمد: دل میں خیال آیا۔ جمال لیلیٰ: لیلیٰ کا حسن۔ مطالعت: دیدار کرنا۔ چہ صورت است: کیسی صورت ہے۔ موجب چندیں فتنہ: اس قدر فتنہ کا سبب۔ طلب کردن: تلاش کرنا۔ بفرمودش: حکم دینا۔ در احیائے عرب: عرب کے قبیلوں میں۔ پیش ملک: بادشاہ کے سامنے۔ در نظرش: نگاہ میں۔ اد تامل کردہ: غور کرنا۔ حقیر آمد: ذلیل معلوم ہونا۔ کمتریں خدم حرم: حرم شاہی کے کم درجہ خادم۔ بزینت بیشت: سجاوٹ میں بڑھے ہوئے۔ فراست: عقل' ذہانت۔ چشم مجنوں: مجنوں کی آنکھ۔ سر مشاہدت: نظارہ کا راز۔ درد خویش: اپنا درد۔ زنبور: بھڑ کی بات۔ بے حاصل بود: بے کار ہے۔

حکایت کا ترجمہ: عرب کے بادشاہوں میں سے ایک کے پاس لوگوں نے لیلیٰ اور مجنوں کی داستان کہی کہ کس طرح مجنوں نے کمال بزرگی کے باوجود عشق و مستی کے عالم میں جنگلوں کا رخ لیا۔ عقل کا دامن چھوڑ دیا۔ اس کے بارے میں اس نے

Scanned with CamScanner

حکم دیا اور مجنوں کو اس کے حضور پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے مجنوں کو لعنت ملامت کی کہ انسان کے نفس کی شرافت میں تم نے کیا نقصان دیکھا کہ جانوروں کی سی خصلت کو اپنا لیا اور انسانوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مجنوں رو پڑا اور کہا:

شعر: اور بہت سے دوستوں نے مجھے اس کی دوستی پر ملامت کی کاش کہ وہ کسی دن اسے دیکھ لیتے۔ پھر میری مجبوری ان پر واضح ہو جاتی۔

قطعہ: کاش! وہ لوگ جنہوں نے مجھے بُرا بھلا کہا اے معشوق تیرا چہرہ دیکھ لیتے۔ تیرے حسن میں یوں کھو جاتے کہ لیموں کی بجائے ہاتھ کاٹ بیٹھتے۔

ترجمہ: معنی کی حقیقت صورت دعویٰ کی دلیل بن جاتا ہے اور میں پوچھتا کہ تم ہی ہو جنہوں نے مجھے ملامت کی تھی۔ بادشاہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ لیلیٰ کے حسن کا دیدار کرے کہ کیسی صورت ہے جو اس قدر فتنہ کا باعث ہے۔ پس اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ لوگ عرب کے قبیلوں میں گھومتے رہے اور اس کو تلاش کر لائے اور بادشاہ کے سامنے گھر کے صحن میں لا کھڑا کیا۔ بادشاہ نے اس کی حالت پر غور کیا۔ اس کی نگاہ میں وہ بے وقعت معلوم ہوئی۔ اس لئے کہ حرم شاہی کے کم درجہ خادم بھی حسن میں اس سے بڑھ کر تھے اور سجاوٹ میں زیادہ تھے۔ مجنوں صورت حال کو دانائی سے تاڑ گیا اور بولا کہ لیلیٰ کے حسن کو دیدۂ مجنوں کے دریچہ سے دیکھو تاکہ اس کے نظارہ کا راز تجھ پر روشن ہو۔

شعر: اس سرناز کا تذکرہ جمیل جب میرے کانوں کے ساتھ حیٰ کے کبوتر بھی سن پاتے تو وہ میرے ساتھ چیختے اے دوستو! بھلے چنگے سے کہہ دو کہ تم دردمند دل کی کیفیت سے آگاہ نہیں۔

نظم: تندرستوں کو زخم کے درد کا احساس نہیں ہوتا۔ میں دکھی دل سے ہی اپنا درد کہوں گا جس نے عمر بھر ایک بار بھی ڈنک نہ کھایا ہو۔ اس کے سامنے بھڑ کی بات کہنا بے کار ہے۔ جب تک تیرا حال بھی ہماری طرح نہ ہو، ہمارا حال تیرے سامنے افسانہ ہی ہوگا۔ میرے سوز اور جلن کو دوسرے سے کیا نسبت، نمک اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہے اور میرے زخمی عضو پر۔

نتیجہ حکایت: محبت کے سوز و گداز سے وہی آگاہ ہوتے ہیں جو اسی وادی پُرسوز میں قدم رکھتے ہیں۔ درد کی کیفیت وہی جانتا ہے جو درد سے آشنا ہو۔ محبوب کے جلوۂ حسن کی تڑپ اور کرنا کی عاشق ہی سمجھتا ہے۔ ہو سکتا ہے عام لوگوں کی نگاہ جو حسن پیکر کا مجسمہ نہیں ہے، عاشق کی نگاہ میں وہی دنیا کا حسین ترین شخص ہو۔ بقول شاعر

ہتھ کٹ لے مصر دی بیباں نے جدوں حسن یوسف نمودار ہویا
کرواں چلیاں کُجھ نہ پتہ چلیا ایسا کیف تے ایسا خمار ہویا

حکایت نمبر 20

حکایت قاضی ہمدان را حکایت کنند کہ، بانعلبند پسری دلخوش بود، و نعل دلش در آتش، روزگاری در طلبش متلعف بود و پویان و مترصد و جویان و برحسب واقعہ گویان:

در چشم من آمد آن سہی سرو بلند — بر بود دلم ز دست و در پای فگند
این دیدہ شوخ میکشد دل بکمند — خواہی کہ بکس دل ندہی، دیدہ ببند

شنیدم کہ در گذری پیش قاضی آمد۔ برخی ازین معاملہ بہ سمعش رسیدہ و زاید الوصف رنجیدہ، دشنام بی تحاشی داد و سقط گفت و سنگ برداشت و ہیچ از بی حرمتی نگذاشت۔ قاضی یکی را گفت، از علمای معتبر، کہ ہم عنان او بود و ہمداستان،

آن شاہدی و خشم گرفتن بینش — وان عقدہ برابردی ترش شیرینش

در بلاد عرب گویند ضرب الحبیب زبیب

از دست تو مشت بردهان خوردن خوشتر که بدست خویش نان خوردن

همانا که از وقاحت او بوی سماحت همی آید:

انگور نو آورده ترش طعم بود روزی دو سه صبر کن که شیرین گردد

این بگفت و بمسند قضا باز آمد۔ تنی چند از بزرگان عدول که در مجلس حکم او بودندی زمین خدمت بوسیدند که باجازت سخنی در خدمت بگوییم اگرچه ترک ادب است و بزرگان گفته اند:

نه در هر سخن بحث کردن رواست خطا بر بزرگان گرفتن خطاست

اما بحکم آنکه سوابق انعام خداوندی ملازم روزگار بندگانست مصلحتی که بینند و اعلام نکنند نوعی از خیانت باشد۔ طریق صواب آنست که با این پسر گرد طمع نگردی و فرش ولع در نوردی که منصب قضا پایگاه منیع است تا بگناهی شنیع ملوث نگردانی و حریف این است که دیدی و حدیث اینکه شنیدی:

یکی کرده بی آبروئی بسی چه غم دارد از آبروئی کسی؟

بسا نام نیکوی پنجاه سال که یک نام زشتش کند پایمال

قاضی را نصیحت یاران یکدل پسند آمد و بر حسن رائی قوم آفرین خواند و گفت: نظر عزیزان در مصلحت حال من عین صوابست و مسئله بی جواب و لیکن۔

ملامت کن مرا چندانکه خواهی که نتوان شستن از زنگی سیاهی

از یاد تو غافل نتوان کرد بهیچم سر کوفته مارم نتوانم که نه پیچم

این بگفت و کسانرا بتفحص حال وی برانگیخت و نعمت بیکران بریخت و گفته اند: هر که را زر در ترازوست زور در بازوست و آنکه بر دینار دسترس ندارد در همه دنیا کس ندارد:

هر که زر دید سر فرود آورد در ترازوی آهنین دوش است

فی الجمله شبی خلوتی میسر شد و هم در آن شب شحنه را خبر شد۔ قاضی همه شب شراب در سر و شاب در بر از تنعم نخفتی و بترنم گفتی:

امشب مگر بوقت نمی خواند این خروس عشاق بس نکرده هنوز از کنار و بوس

یکدم که دست فتنه خفتست زینهار بیدار باش تا نرود عمر برفسوس

تا نشنوی ز مسجد آدینه بانگ صبح یا از در سرائی اتابک غریو کوس

لب از لبی چو چشم خروس ابلهی بود برداشتن بگفتن بیهوده خروس

قاضی درین حالت که یکی از متعلقان در آمد و گفت: چه نشینی؟ خیز و تا پائی داری گریز که حسودان بر تو دقی گرفته اند بلکه حقی گفته اند تا مگر آتش فتنه که هنوز اندک است با آب تدبیری فرونشانیم مبادا که فردا چو بالا گیرد عالمی فرا گیرد۔ قاضی متبسم در و نظر کرد و گفت:

پنجه در صید برده ضیغم را چه تفاوت کند که سگ لاید؟

روی در روی دوست کن بگذار تا عدو پشت دست می خاید

ملک را همدر آن شب آگهی دادند که، در ملک تو چنین منکری حادث شده است، چه فرمائی؟ ملک گفتا: من او را از فضلائی عصر میدانم ویگانه روزگار، باشد که معاندان در حق وی خوضی کرده اند، این سخن در سمع قبول من نیاید، مگر آنگه که معاینه گردد، که حکما گفته اند:

به تندی سبک دست بردن به تیغ بدندان برد پشت دست دریغ

شنیدم که سحرگاهی باتنی چند خاصان ببالین قاضی فراز آمد۔ شمع را دید ایستاده و شاهد نشسته و می ریخته و قدح شکسته و قاضی در خواب مستی و بی خبر از ملک هستی۔ بلطف اندک اندک بیدار کردش که، خیز کا آفتاب برآمد، قاضی دریافت که، حال چیست گفت از کدام جانب برآمد؟ گفت از قبل مشرق، گفت: الحمد لله که در توبه همچنان باز است۔ بحکم حدیث که لا تغلق على العباد حتى تطلع الشمس من مغربها استغفرك اللهم واتوب اليك

این دو چیزم بر گناه انگیختند بخت نافرجام و عقل ناتمام

گر گرفتارم کنی، مستوجبم در به بخشی، عفو بهتر کانتقام

ملک گفتا، توبه درین حالت که بر هلاک اطلاع یافتی سودی نکند، آیه: فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا۔

چه سود از دزدی؟ آنگه توبه کردن که نتوانی کمند انداخت بر کاخ

بلند از میوه گو، کوتاه کن دست که کوتاه خود ندارد دست برشاخ

ترا باوجود چنین منکری، که ظاهر شد، سبیل خلاص صورت نبندد، این بگفت و موکلان عقوبت دردی آویختند، گفتا: که مرا در خدمت سلطان یکی سخن باقیست۔ ملک شنید و گفت: آن سخن چیست؟ گفت:

باآستین ملالی، که بر من افشانی طمع مدار که از دامنت بدارم دست

اگر خلاص محال است ازین گنه که مراست بدان کرم، که تو داری، امید واری هست

ملک گفت: این لطیفه بدیع آوردی و این نکته غریب گفتی۔ ولیکن محال عقل است و خلاف شرع، که: ترا فضل و بلاغت امروز از چنگ عقوبت من رهائی دید۔ مصلحت آن بینم که ترا از قلعه بزیر اندازم، تا دیگران نصیحت پذیرند و عبرت گیرند۔ گفت، ای خداوند جهان، پرورده نعمت این خاندانم و این گنه نه تنها من کرده ام، دیگری را بینداز، تا من عبرت گیرم۔ ملک راخنده گرفت و بعفو از خطای او درگذشت و متعنتان را، که اشارت بکشتن او همی کردند گفت:

هر که حمال عیب خویشتنید طعنه بر عیب دیگران مزنید

حکایت منظومه

جوانی پاکباز و پاک رو بود که با پاکیزه روئی در گرو بود

چنین خواندم که، در دریای اعظم بگردابی در افتادند باهم

چو ملاح آمدش تا دست گیرد مبادا کاندران حالت بمیرد

همیگفت از میان موج و تشویر: مرا بگذار و دست یار من گیر

درین گفتن، جهان بروی برآشفت شنیدندش که جان میداد و میگفت:
حدیث عشق از آن بطال منیوش که در سختی کند یاری فراموش
چنین کردند یاران زندگانی ز کار افتاده بشنو، تا بدانی
که سعدی راه و رسم عشقبازی چنان داند که در بغداد تازی
دل آرامی، که داری دل در و بند دگر چشم از همه عالم فرو بند
اگر مجنون و لیلی زنده گشتی حدیث عشق ازین دفتر نبشتی

مشکل الفاظ کے معنی:

ہمدان: ہمدان عراق عجم کے ایک شہر کا نام ہے۔ را حکایت کنند: قصہ نقل کرنا۔ نعل دلش: دل کا نعل: در آتش: آگ میں۔ روزگارے: ایک زمانہ۔ در طلب: تلاش میں۔ متلعف: رنجیدہ، غمگین۔ مرصد: منتظر۔ جویاں: تلاش۔ حسب واقعہ: اپنے حال کے مطابق۔ گویاں: پڑھنا۔ در چشم من: میری نگاہ میں۔ آمد آں: آنا۔ سرو بلند: سرو کی طرح قدمت و قامت میں بلند۔ دلم زدست: میرے ہاتھ سے دل لے گیا۔ در پای فگند: قدموں میں ڈال دینا۔ دیدۂ شوخ: شوخ نگاہ۔ خواہی: چاہنا۔ دل ندہی: دل نہ دینا۔ شنیدم: سنا ہے۔ پیش قاضی: قاضی کے سامنے۔ بمعش: کان میں۔ زائد الوصف رنجیدہ: حد بیان سے زیادہ رنجیدہ۔ دشنام: گالی دینا۔ سقط گفتن: بے ہودہ باتیں۔ بے عزتی۔ بے حرمتی۔ علمائے معتبر: اہم عالم۔ آں شاہدی: اس کا بانکپن۔ ابروئے ترش: عقدہ کی تعریف میں ترش شیریں اس لئے کہ آبرو پر لوٹ ترش معلوم ہوتی ہے مگر اس کے حسن کی وجہ سے لطف دیتی ہے۔ دست نوشت برویاں: ہاتھ سے منہ پر مکا مارنا۔ خوشتر: بہتر۔ وقاحت: بے شرمی۔ بوئے سماحت: شرافت کی خوشبو۔ انگورنو: تازہ انگور۔ روز دو سہ: دو تین دن۔ مسند: تخت۔ باز آمد: واپس آجانا۔ تنے چند: چند معتبر۔ زمین خدمت بوسیدند: زمین کو بوسہ دیا۔ باجازت سخنے: بات کی اجازت۔ ترک ادب: بے ادبی۔ ہر سخن بحث: ہر بات میں بحث۔ خطاست: غلطی۔ بحکم سوابق: پہلا والا حکم۔ انعام خداوندی: اللہ کی نعمتیں۔ خیانت: بددیانتی۔ طریق صواب: درست راستہ۔ فرش دلع در نوری: بوریا بستر لپیٹ دینا۔ گناہے شنیع ملوث: کسی برے گناہ میں ملوث ہونا۔ حریف: دشمن۔ پنجاہ سال: پچاس سال۔ یک نام رشتی: ایک بدنامی۔ را نصیحت یاران: نصیحت یاروں کو پسند آئی۔ حسن رائے قوم: قوم کی رائے کی خوبی۔ نظر عزیزان: دوستوں کی نظر۔ سرکوفتہ: کچلا ہوا سر۔ مارم: سانپ۔ بلوانم کہ بہ پیچم: بل نہیں کھا سکتا، مراد حرکت نہیں کر سکتا۔ تفحص حال: احوال کی جستجو۔ نعمت بکیراں: بے اندازہ دولت۔ گفتہ اند: لوگوں نے کہا ہے۔ زردید: دولت کو دیکھنا۔ سر مردو آورد: سر نیچے جھکا لیا۔ ترازوئے آہنیں: لوہے کی ڈنڈی والی ترازو۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ ہے۔ شبے خلوتے: ایک رات خلوت میں۔ میسر شد: مہیا کرنا۔ شحنہ: کوتوال۔ ہمہ شب: ساری رات۔ شراب در سر: سر میں شراب کا نشہ۔ شاہد در براز: بغل میں معشوق۔ امشب: آج کی رات۔ کنار و بوس: بغلگیر ہونا اور بوسہ لینا۔ چشم فتنہ بخفت: فتنہ کی آنکھ کا سویا رہنا۔ بیدار باش: جاگتے رہنا۔ عمر بر فسوس: عمر بھر افسوس کرنا۔ تا خشنوی: جب نہ سنے۔ مسجد آدینہ: جامع مسجد۔ بانگ صبح: صبح کی اذان۔ غریو کوس: نقارہ کا شور مراد نوبت ہے جو پنج وقتہ بادشاہوں کے دروازے پر بجائی جاتی ہے۔ لب از لب: ہونٹ سے ہونٹ ملا۔ چشم خروس: مرغ کی آنکھ۔ بیہودہ خروس: مرغ کی فضول آواز۔ چہ نشستہ: کیا بیٹھا ہوا ہے۔ خیز: اٹھ۔ حسوداں: حاسدوں۔ تو دستے گرفتہ: تیری چغلی کھائی۔ آتش فتنہ: فتنہ کی آگ۔ ہنوز اندک: ابھی تھوڑی ہے۔ آب تدبیر فرد: پانی سے بجھا دینا۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ فردا: کل۔ گیرد عالم: دنیا کو گھیرنا۔ قاضی بہ تبسم: قاضی مسکرایا۔ صید: شکار۔ چہ تفاوت: کیا فرق پڑتا ہے۔ شغال: گیدڑ۔ روی در روئے دوست: دوست کے آمنے سامنے۔ عدو: دشمن۔ ملک: بادشاہ۔ آگہی: مطلع کرنا۔ منکرے: برا کام۔ از فضلائے عصری: موجودہ زمانے کے بہت بڑے عالم۔ یگانہ روزگاری: زمانہ کا یکتا۔ سمع قبول: قبولیت کے کان۔ حکیماں گفتہ اند: عقلمندوں نے کہا

ہے۔ بہ تندی: تیزی میں۔ سحرگاہ: صبح کے وقت۔ چند خاصان: چند مخصوص آدمی۔ بہ بالین قاضی: قاضی کے سرہانے۔ شمع را دید ایستادہ: شمع کو جلتے دیکھا۔ شاہد نشستہ: معشوق کا بیٹھنا۔ مے ریختہ: شراب کا گرنا۔ قدح شکستہ: ٹوٹا ہوا جام۔ قاضی در خواب مستی: قاضی مستی کی نیند میں۔ بہ لطف اندک اندک: نرمی سے آہستہ آہستہ۔ بیدارش: بیدار ہوا۔ خیز: اٹھ۔ آفتاب برآمد: سورج نکل آیا۔ حال چست: کیا حال ہے۔ کدام جانب برآمد: کس طرف سے نکلا ہے۔ سلطان را عجب آمد: بادشاہ کو تعجب ہوا۔ جانب مشرق: مشرق کی طرف۔ الحمد للہ: اللہ کا شکر۔ ہنوز: ابھی۔ در توبہ: توبہ کا دروازہ۔ ہمچناں بازست: اسی طرح کھلا ہے۔ حدیث: حضور اکرم ﷺ کا قول یعنی آپ ﷺ کی کہی ہوئی بات۔ برگنہ انگیختند: گناہ پر آمادہ کرنا۔ بخت نافرجام: نامبارک مقدر۔ عقل ناتمام: ناقص عقل۔ مستوجبم: مستحق ہونا۔ ور بہ بخشی: اگر معاف کر دے۔ عفو: درگزر کرنا۔ چہ سود: کیا فائدہ۔ واز دزی: چوری۔ برکاخ: قلعہ پر۔ کوتاہ: منجلا۔ ظاہر شد: ظاہر ہو جانا۔ سبیل خلاص صورت: بچاؤ کی صورت بننا۔ موکلان عقوبت: سزا دینے والے۔ خدمت سلطان: بادشاہ کی خدمت۔ باآستین ملالے: غمگین کی آستین۔ دامنت بدارم دست: تیرا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں گا۔ خلاص محال: بچاؤ کا ناممکن ہونا۔ بداں کرم: اس کرم سے۔ لطیفہ بدیع: نادر لطیفہ۔ نکتہ غریب: نیا نکتہ۔ فضل و بلاغت: بڑائی اور فصاحت۔ امروز: آج۔ چنگ عقوبت: سزا کے پنجے میں۔ مصلحت آں: مناسب یہی ہے۔ دیگراں نصیحت پذیر: دوسروں کو نصیحت ہو۔ خداوند جہاں: اے شاہ عالم۔ پروردۂ نعمت ایں خاندانم: اس خاندان کا پروردہ نعمت ہوں۔ ایں جرم: یہ جرم۔ عبرت گیرم: عبرت پکڑنا۔ ملک را نیتی: بادشاہ کا ہنسنا۔ عفو: معافی، درگزر۔ متعنتان: نکتہ چیں۔ اشارت بہ کشتن: قتل کا حکم دینا۔ عیب دیگراں: دوسروں کے عیب۔ جوانے: جوان آدمی۔ پاک بازو: نیک۔ پاک رو: حسین۔ پاکیزہ روے: حسین خوبصورت۔ دریائے اعظم: بڑا دریا۔ گردابے: بھنور۔ موج تشویر: اشاروں سے کہنا۔ بروے آشفت: برے بگڑے لوگ۔ حدیث عشق: عشق کی کہانی۔ در سختی: تنگی و سختی میں۔ یاری فراموش: یار کو بھلا دینا۔ عشق بازی: عشق و مستی کی باتیں۔ در بغداد تازی: بغداد میں عربی زبان۔ دل آرامے: مراد عشق الٰہی۔ ہمہ عالم: تمام دنیا۔ فروبند: بند کر دینا۔ چشم: آنکھ۔ اگر مجنوں و لیلیٰ زندہ گشتے: اگر مجنوں اور لیلیٰ زندہ ہوتے۔ ازیں دفتر نبشتے: اس دفتر سے لکھتے۔

حکایت کا ترجمہ: ہمدان کے قاضی کا قصہ نقل کرتے ہیں کہ اس کو نعلبند کے لڑکے سے عشق ہو گیا تھا اور اس کے دل کا نعل آگ میں تھا۔ ایک زمانہ سے اس کی تلاش میں رنجیدہ تھا اور اس کی جستجو میں بھاگ دوڑ کی اور پھر کسی موقع کی تلاش میں رہا اور یہ اشعار اپنے حال کے مطابق پڑھتا تھا۔

نظم: وہ سیدھا اور بلند سرو میری نظر میں سما گیا۔ میرے ہاتھ سے دل لے گیا اور قدموں میں ڈال دیا۔ وہ شوخ نگاہ دل کے لئے مثل کمند ہے تو اگر یہ چاہتا ہے کہ کسی کو دل نہ دے تو اپنی آنکھوں کو بند رکھ۔

ترجمہ نثر: میں نے سنا کہ وہ ایک راستہ میں قاضی کے سامنے آگیا۔ قاضی کے معاملہ کی کچھ بھنک پہلے ہی اس کے کان میں پڑ چکی تھی۔ وہ حد بیان سے زیادہ رنجیدہ تھا' بے تحاشا گالیاں دیں اور بے ہودہ باتیں کہنی شروع کر دیں اور ہاتھ میں پتھر سنبھالا اور بے عزتی کرنے مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ قاضی نے ایک معتبر عالم سے جو ہم خیال تھا' اپنا حال بیان کیا اور کہا۔

بیت: محبوب کا بانکپن اور غصہ دیکھو تو سہی اور اس کے آبروئے زمین پر کتنے بل بیٹھے تھے۔

مقولہ: عرب کی سرزمین پر یہ مقولہ مشہور ہے کہ محبوب کی مار میں بھی کشش ہوتی ہے۔

بیت: اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے میں وہ مزا نہیں ہے جو تیرے ہاتھ سے منہ پر مکا کھانے میں ہے۔

ترجمہ نثر: یقیناً اس کے بے شرمی سے شرافت کی بو آتی ہے۔

فرد: اگرچہ تازہ انگور کھٹے ذائقے کا ہوتا ہے۔ اگر دو تین دن انتظار کیا جائے تو میٹھا ہو جائے گا۔

ترجمہ نثر: یہ کہہ کر وہ اپنی عدالت میں لوٹ آیا' اسی عدالت کے چند کرتا دھرتا افسروں نے زمین کو بوسہ دیا (مراد آداب

کیا اور کہا اگر اجازت ہو تو ہم اک بات کہیں۔ اگرچہ یہ بے ادبی ہے مگر بزرگوں کا قول ہے۔

بیت: ہربات میں بحث کرنا جائز نہیں ہوتا' بڑوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہے۔

ترجمہ نثر: لیکن جناب والا! آپ کے سابقہ احسانات اور انعامات کا لحاظ ہم خادموں کی زندگی کا ضروری حصہ بن چکا ہے کہ اگر آپ کی کسی بات میں آپ کی بھلائی دیکھیں مگر آپ سے نہ کہیں تو یہ بھی ایک قسم کی بددیانتی ہے۔ درست یہی ہے کہ لالچ میں اس لڑکے کے چکر نہ کاٹیں اور حرص و ہوا کا بوریا بستر سمیٹ لیں۔ اس لئے کہ آپ کا عہدہ جلیلہ ایک اہم مقام ہے۔ آپ کو کسی برے گناہ میں ملوث نہ ہونا چاہئے اور درست یہ ہے جو آپ نے دیکھ لیا اور باتیں یہ ہیں جو آپ نے سن لیں۔

مثنوی: جو خود بے آبرو ہو اسے کسی کی آبرو کا کیا رنج ہو گا۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی بدنامی کے ہاتھوں پچاس سال کے کئے کرائے نیک کاموں پر پانی پھر جاتا ہے۔

ترجمہ نثر: قاضی کو مخلص دوستوں کی نصیحت پسند آئی۔ ان کے نیک مشورے کی خوب تعریف کی اور بولا دوستوں کی نظر میں میری حالت سدھارنے میں بالکل درست ہے جو انہوں نے کہا ہے اس میں تردید کی گنجائش نہیں لیکن!

شعر: اگر ملامت کرنے سے محبت چلی جاتی تو میں وہ جھوٹ بھی سننا گوارا کرتا جو کوئی نیک آدمی بولتا ہو۔

شعر: سدھرنے کی امید نہیں تو مجھے جس قدر چاہئے نصیحت کر لے اس لئے کہ حبشی سے سیاہی نہیں دھوئی جاسکتی۔

فرد: مجھے تیری یاد سے کسی طرح غافل نہیں کیا جاسکتا۔ میں سر کچلا ہوا سانپ ہوں' بل نہیں کھا سکتا ہوں۔

ترجمہ نثر: یہ کہا اور چند آدمیوں کو اس کے احوال کی خبر لانے کے لئے اس کی جستجو میں بھیج دیا اور بے اندازہ دولت لٹائی اور لوگوں نے کہا ہے جس کے ترازو میں روپیہ ہے اس کے بازو میں زور ہے۔

شعر: جس نے سونا دیکھا سر جھکا دیا اگرچہ لوہے کے کاندھوں والا ترازو ہوتا ہے۔

ترجمہ نثر: خلاصہ یہ کہ ایک رات تنہائی کی میسر آگئی کہیں سے کوتوال کو بھی خبر ہو گئی۔ قاضی کی تمام رات اس حالت میں گزری کہ سر پر رات بھر شراب کا بھوت سوار رہا۔ محبوب سے عیش و مستی کی وجہ رات بھر سو نہ سکا اور گا گا کر یوں کہتا رہا۔

نظم: شاید آج کی رات مرغ نے وقت پر اذان نہیں دی۔ عاشقوں نے بھی ابھی بغلگیر ہونے اور بوسے لینے سے بس نہیں کیا اس تھوڑی دیر کے لئے فتنہ سویا ہوا ہے۔ خبردار! بیدار رہنا تاکہ عمر بھر افسوس نہ کرتے گزرے۔ اس وقت تک جب تک جامع مسجد آدینہ سے صبح کی آواز نہ سن لے۔ یا پنج وقتہ بادشاہوں کے دروازے پر بجائی جانے والی نوبت کی آواز نہ سنے۔ مرغ کے فضول جلال کی وجہ سے مرغ کی سرخ آنکھ جیسے لب لعل سے لب جدا کرلینا محض حماقت ہے۔

ترجمہ نثر: قاضی اسی حالت میں تھا کہ ایک خدمت گار اندر آیا اور بولا۔ بیٹھے کاہے کو ہو اٹھو اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگو کیونکہ حاسدوں نے تیری چغلی کھائی ہے بلکہ حق بات کہہ دی ہے۔ اٹھو ابھی تو فتنہ کی چنگاری سلگ رہی ہے ممکن ہے تدبیر کے پانی سے ہم بجھا دیں لیکن اگر کل کلاں کہیں بھڑک اٹھی تو اک جہاں کو اپنے گھیرے میں لے آئے گی۔ قاضی نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

قطعہ: جب شیر اپنے شکار پر پنجے گاڑ دیتا ہے تو گیدڑ کے آجانے سے اس کو کیا فرق پڑتا ہے تو اپنے دوست کے ہونٹوں کی حلاوت چوستا رہ تاکہ دشمن حسد کے مارے اپنے دانتوں سے اپنے ہی ہاتھوں کا کاٹے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ کو اسی رات کو مطلع کیا گیا کہ تیرے ملک میں اس قدر برا کام ہوا ہے کیا حکم ہے؟ بادشاہ نے کہا میں اس کو موجودہ زمانہ کی بہت بڑے فاضلوں میں سمجھتا ہوں اور اس زمانہ کا یکتا شمار کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ دشمنوں نے اس کے بارے میں سازش کی ہو۔ پس یہ بات میرے قبولیت کے کان میں نہیں آتی ہے مگر جب کہ آنکھ کے سامنے آجائے اس لئے کہ عقلمندوں نے کہا ہے۔

شعر: بغیر سوچ سمجھے اندھا دھند تلوار کھینچ لینے والا آخرکار ندامت کے مارے اپنی پست ہی کاٹتا ہے۔
ترجمہ نثر: میں نے سنا کہ صبح کے وقت چند مخصوص آدمیوں کو لے کر بادشاہ قاضی کے سرہانے آیا۔ شمع کو جلتے، معشوق کو بیٹھے، شراب کو گرا ہوا، جام ٹوٹا ہوا دیکھا۔ قاضی مستی کی نیند میں عالم وجود سے بے خبر تھا۔ نرمی سے اس کو آہستہ آہستہ بیدار کیا اٹھ سورج نکل آیا۔ قاضی سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے۔ بولا کہ کس طرف نکلا ہے؟ بادشاہ کو تعجب ہوا، کہا مشرق کی طرف سے جیسا کہ نکلا کرتا ہے۔ قاضی نے کہا، خدا کا شکر ہے کہ ابھی توبہ کا دروازہ اسی طرح کھلا ہوا ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے بندوں پر توبہ کا دروازہ بند نہ کیا جائے گا جب تک کہ سورج اپنی مغرب سے نہ طلوع ہوا کرے۔ اے اللہ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔
قطعہ: اے بادشاہ دو چیزوں نے مجھے گناہ پر آمادہ کیا۔ نامبارک مقدر نے اور ناقص عقل نے اگر تو مجھے گرفتار کرے تو میں اس کا مستحق ہوں اور اگر تو معاف کر دے تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہے۔
ترجمہ نثر: بادشاہ نے کہا اب جبکہ موت تیرے دروازے پر دستک دے رہی ہے تو بے سود ہے۔ قرآن میں اللہ کا فرمان ہے کہ "ان کا ایمان ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچاتا جبکہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔"
قطعہ: جب قلعہ پر کمند نہ پھینک سکے تو ایسے میں چوری سے اس وقت توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟ بلند قد والے سے کہو کہ پھل سے ہاتھ نیچے رکھے کیونکہ کوتاہ قد کا اپنا ہاتھ ڈالی تک نہ پہنچ سکتا ہے۔
ترجمہ: جس ناپسندیدہ فعل کی وجہ سے تم پکڑے گئے ہو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے تیرے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔
بادشاہ نے یہ کہا کہ سزا دینے والے سپاہی اس پر پل پڑے۔ اس نے کہا، بادشاہ کی خدمت میں ایک بات کہنا باقی ہے۔ بادشاہ نے سنا، بولا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا:
قطعہ: اے بادشاہ تم خفا ہو، میرا ہاتھ ہزار بار جھنک دو مگر یہ خیال نہ کر کہ میں تیرا دامن ہاتھ سے چھوڑوں گا۔ میں مجرم سہی مگر تم تو کریم ہو تو اس کرم سے جو تجھ میں ہے، مجھے امید کرم نوازی ہے۔
ترجمہ: بادشاہ نے کہا یہ نادر لطیفہ تو نے بیان کیا اور تو نے یہ نیا نکتہ جو کہا ہے، عقل و نقل کے بالکل خلاف ہے کہ بڑائی اور فصاحت آج میرے سزا کے پنجے سے تجھے چھڑا دے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تجھے قلعہ کے اوپر سے پھنکوا دوں تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو اور عبرت پکڑیں۔ اس نے کہا، اے شاہ عالم میں اس خاندان کا پروردہ نعمت ہوں اور یہ جرم زمانہ میں نے ہی صرف نہیں کیا ہے تو کسی دوسرے کو پھنکوا دے تاکہ میں عبرت پکڑوں۔ بادشاہ کو ہنسی آگئی اور معافی دے کر اس کے جرم سے درگزر کی اور ان نکتہ چینوں سے جو اس کے قتل کا مشورہ دے رہے تھے۔ بولا:
شعر: تم سب اپنے عیب کے اٹھانے والے ہو، دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی نہ کرو۔
حکایت منظوم: ایک نوجوان نیک اور حسین تھا جو کسی حسین کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ میں نے اس طرح پڑھا ہے کہ ایک بڑے دریا میں دونوں ایک بھنور میں پھنس گئے۔ جب ملاح نے ایک ڈوبتے کو سہارا دینا چاہا کہ کہیں وہ جان سے نہ چلا جائے۔ اس نے کہا، مجھے چھوڑ دے اور میرے عزیز کو بچا لے۔ یہ کہہ کر دینا اس کی آنکھوں میں تاریک ہو گئی۔ وہ خود اس دنیا سے کوچ کر رہا تھا لیکن زیر لب یہ الفاظ گنگنا رہا تھا جو سختی اور بدنصیبی میں دوستوں کو چھوڑ دے اس انسان سے حدیث عشق کیا سنو گے؟ میں تجربہ کار ہوں، مجھ سے سنو کہ دوست دوستی کس طرح نبھاتے ہیں۔ سعدی" عشق بازی کی راہ و رسم کو اس طریقے سے جانتا ہے جیسے بغداد میں عربی زبان والے جو تیرا معشوق ہو اس سے دل لگا۔ پھر تمام دنیا سے آنکھیں بند کر لے۔ اگر مجنوں اور لیلیٰ زندہ ہوتے تو حدیث عشق اسی دفتر سے لکھتے۔
نتیجہ حکایت: یاری اور دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان یاری دوستی نبھانے کی غرض سے اپنا سب کچھ دوستوں کے لئے وقف کر دے۔ جو آدمی عشق جیسے جذب محبت میں پھنس گیا اس کا اس سے چھٹکارا پانا انتہائی ادق ہے۔ عشاق کے لئے

Scanned with CamScanner

معشوق کی آغوش کو پانا ہی اصل زندگی ہے کیونکہ محبت کے بغیر وہ ادھورے رہتے ہیں۔ عاشقوں کے نزدیک عشق کرنا گناہ نہیں ہے اور ہاں اگر کسی سے کوئی کوتاہی سرزد ہو بھی جائے تو اللہ کی ذات جو سرمدی رحمت کی مالک ہے' اپنی صفت رحم و کرم سے کام لے کر معاف بھی کر دے گا اس کی رحمت سے مایوس ہونا درحقیقت ناامیدی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بقول اقبال ؎

نہ ہو نومید' نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے' خدا کے راز دانوں میں

باب ۔ ششم

در ضعف پیری

حکایت نمبر1

حکایت با طائفہ دانشمندان در جامع دمشق بحثی ھمی کردم، کہ جوانی در آمد و گفت: درین میان کسی ہست کہ زبان فارسی بداند؟ غالب اشارت بمن کردند۔ گفتمش: خیراست؟ گفت پیری صد و پنجاہ سال در حالت نزع است و بزبان فارسی چیزی ہمی گوید کہ مفہوم مانمیگردد، اگر بکرم رنجہ شوی مزدیابی، باشد کہ وصیتی ہمی کند، چون ببالینش فرا رسیدم این میگفت:

دمی چند، گفتم، بر آرم بکام دریغا کہ بگرفت راہ نفس!
دریغا! کہ بر خوان ایوان عمر دمی خوردہ بودیم و گفتند: بس

معانی این سخن را بعربی باشامیان ہمی گفتم و تعجب میکردند، از عمر دراز و تاسف او ہمچنان بر حیات دنیا، گفتم: چگونہ ای درین حالت؟ گفت: چہ گویم؟

ندیدہ کہ چہ سختی ہمی رسد بکسی؟ کہ از دہانش بدر میکنند دندانی
قیاس کن کہ چہ حالش بود دران ساعت کہ از وجود عزیزش بدر رود جانی

گفتم: تصور مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر طبیعت مستولی مگردان، کہ فیلسوفان یونان گفتہ اند: مزاج ارچہ مستقیم بود، اعتماد بقا را نشاید، و مرض گرچہ ہائل دلالت کلی بر ہلاک نکند، اگر فرمائی طبیبی را بخوانم، تا معالجت کند، دیدہ بر کرد و بخندید و گفت:

دست برہم زند طبیب ظریف چون خرف بیند او فتادہ حریف
خواجہ، در بند نقش ایوانست خانہ از پای بست ویرانست
پیر مردی ز نزع می نالید پیر زن صندلش ہمی مالید
چون مخبط شد اعتدال مزاج نہ عزیمت اثر کند، نہ علاج

مشکل الفاظ کے معنی: طائفہ: گروہ۔ در جامع مسجد دمشق: دمشق کی جامع مسجد میں۔ بحثے: بحث کرنا۔ جوانے: ایک جوان۔ در آید: آیا۔ کسے ہست: کوئی ہے۔ زبان پارسی داند: فارسی جانتا ہو۔ اشارت بمن: میری طرف اشارہ کیا۔ خیرست: خیر تو ہے۔ پیرے صد و پنجاہ سالہ: ایک ڈیڑھ سو سالہ بوڑھا۔ در حالت نزع: مرنے کی حالت میں۔ زبان عجم: فارسی زبان، یاد رہے خطہ عرب کے علاوہ بولی جانے والی تمام زبانیں عجمی کہلاتی ہیں۔ چیزے ہمی گوید: کچھ کہہ رہا ہے۔ بہ کرم: رحم کرنا۔ مفہوم ما نمی گردد: بات سمجھ میں نہ آنا۔ رنجہ شوی: تکلیف فرمائیں۔ مزدیابی: اجرت ملے گی۔ بالنشیں: سرہانے۔ این بیت می گفت: یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ دمے چند: چند سانس۔ راہ نفس: سانس کی نالی۔ دریغا: افسوس۔ بخوان الوان عمر: زندگی کے طرح طرح خانوں

کے دسترخوان۔ شامیاں: شام ملک کے رہنے والے لوگ۔ تاسف: افسوس۔ حیات دنیا: دنیا کی زندگانی۔ ندیدہ: نہیں دیکھا ہے۔ دہانش: منہ میں۔ ساعت: وقت۔ قیاس کن: خیال کر۔ وجود عزیزش: پیارے جسم۔ بدر: نکلنا۔ تصور مرگ: مرنے کا خیال۔ بدر کن: باہر نکال کرے۔ مزاج مستولی: مزاج پر غالب۔ فلسوفان یونان: یونان کے فلسفی۔ اعتماد نقارا نشاید: بھروسہ کے قابل نہیں۔ ہائل: خوفناک۔ دلالت کلی: پوری دلالت۔ معالجت کند: علاج کرنا۔ بخندید: ہنسنا۔ طبیب ظریف: ہوشیار حکیم۔ خواجہ: گھر کا مالک۔ ویران ست: ویران ہے۔ نالید: رونا۔ پیرزن: بوڑھی عورت۔ مختبط: درہم برہم ہونا۔

حکایت کا ترجمہ: عقلمندوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں دمشق کی جامع مسجد میں ایک بحث میں حصہ لے رہا تھا کہ ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ اس مجمع میں کوئی ہے جو فارسی زبان جانتا ہو۔ سب نے میری طرف اشارہ کیا میں نے اس سے کہا' خیر تو ہے اس نے کہا کہ ایک ڈیڑھ سو سال کا بوڑھا نزع کی حالت میں فارسی زبان میں کچھ کہہ رہا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر کرم کرکے تکلیف فرمائیں تو اجرت ملے گی۔ شاید وہ کوئی وصیت کر رہا ہے۔ جب میں اس کے سرہانے پہنچا تو یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

قطعہ: میں نے کہا کہ عیش کے ساتھ چند سانس لے لوں۔ افسوس کہ سانس کی نالی بند ہوگئی۔ افسوس کہ زندگی کے خوان پر رنگارنگ کی نعمتیں ہیں مگر صد افسوس کہ ہماری اس جہان سے چلے جانے کی نوبت آگئی۔

ترجمہ نثر: میں اس کلام کے معنی عربی زبان میں شامیوں سے بیان کر رہا تھا اور وہ تعجب کر رہے تھے اس کی لمبی عمر اور اس طرح دنیا کی زندگانی پر کف افسوس ملنے سے میں نے اس سے کہا کہ اس حالت میں تیرا کیا حال ہے' اس نے کہا میں کیا بتاؤں۔

قطعہ: کیا تم اس سے آگاہ نہیں کہ منہ سے ایک دانت نکالتے وقت کتنی تکلیف ہوتی ہے اس سے اندازہ لگالو کہ جس جسم سے جان نکل رہی ہو اس پہ کیا گزرتی ہوگی۔

ترجمہ نثر: میں نے اس سے کہا مرنے کا خیال دل سے نکال دے اور وہم کو مزاج پر غالب نہ ہونے دے اس لئے کہ یونان کے فلسفیوں نے کہا ہے۔ مزاج اگرچہ درست ہو بھی تو زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ مرض اگرچہ خوفناک ہونے پر مرنے کی پوری طرح دلالت نہیں کرتا ہے۔ اگر تو کہے تو طبیب کو بلا لائیں تاکہ وہ تیرا علاج کرے اس نے نگاہ اٹھائی اور ہنسا اور بولا۔

مثنوی: جب حکیم بوڑھے دوست کو بے عقل پڑا ہوا دیکھتا ہے تو وہ بھی ہاتھ ملتا ہے۔ مالک مکان پر نقش و نگار کرانے کی فکر میں ہے۔ گھر پشتہ کی طرف سے ویران ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھا جانکنی کی حالت میں رو رہا تھا جبکہ بڑھیا اس کے صندل مل رہی تھی۔ جب نفس کی ہمواری درہم برہم ہو جائے نہ تعویذ اثر کرتا ہے نہ کوئی علاج کام آتا ہے۔

نتیجہ حکایت: مرنا برحق ہے لیکن مرنا ہر کسی کو پسند نہیں خواہ انسان کی عمر طویل ہی کیوں نہ ہو وہ مرنا نہیں چاہتا مگر جو لوگ نیک پرہیزگار اور متقی ہوتے ہیں' وہ جلد جلوۂ ربی کو دیکھنے کے خواہش میں موت سے گھبراتے نہیں بلکہ خندہ پیشانی سے اس امتحان و آزمائش کو پورا کرتے ہیں۔ یاد رہے جب موت آتی ہے تو کوئی علاج معالجہ اور تعویذ گنڈا کام نہیں دیتا۔

حکایت نمبر2

حکایت: پیری حکایت کند کہ' دختری خواستہ بودم و حجرہ بگل آراستہ و بخلوت با او نشستہ و دیدہ و دل در و بستہ شبائی دراز نخفتمی و بذلہ ہا و لطیفہ ہا بگفتمی' باشد کہ موانست پذیرد و وحشت نگیرد۔ از جملہ شبی میگفتم: بخت بلندت یار بود و چشم دولتت بیدار کہ بصحبت پیری فتادی' پختہ' پروردہ' جہاندیدہ' آرمیدہ گرم و سرد چشیدہ۔ نیک و بد آزمودہ کہ حق صحبت بداند و شرط مودت بجای آورد' مشفق و مہربان' خوش طبع و شیریں زبان

تا توانم دلت بدست آرم در بیا زاریم' نیا زارم
ور چو طوطی شکر بود خورشت جان شیرین فدای پرورشت

نہ گرفتار آمدی بدست جوانی معجب' خیرہ رای' سر تیز' سبک پای' کہ ہردم ہوسی پزد و ہرلحظہ رائی زند و ہر شب جای خسپد و ہرروز یاری گیرد

جوانان خرم اند و خوب رخسار ولیکن در وفا باکس نپایند
وفا .اری مدار از بلبلان چشم کہ ہر دم بر گلی دیگر سرایند

خلاف پیران کہ بعقل و ادب زندگانی کنند' نہ بمقتضای جہل جوانی۔

ز خود بہتری جوی و فرصت شمار کہ با چون خودی گم کنی روزگار

گفت: چندین برین نمط بگفتم کہ گمان بردم کہ دلش در قید من آمد و صید من شد' ناگہ نفسی سرد از درون سینہ پر درد برآورد و گفت: چندین سخن کہ بگفتی در ترازوی عقل من وزن آن یک سخن ندارد' کہ وقتی شنیدم از قابلہ خویش' کہ گفت: زن جوان را اگر تیری در پہلو نشیند بہ کہ پیری۔

چلما رأت بين يدى بعلها شيئا كارخى . شفة الصائم
تقول هذا معه ميت وانما الرقية للنائم

o

زن کز بر مرد بی رضا بر خیزد بس فتنہ و جنگ ازآن سرا برخیزد
پیری کہ زجای خویش نتواند خاست الا بعصاکش عصا بر خیزد؟

فی الجملہ امکان موافقت نبود و بمفارقت انجامید' چون مدت عدت برآمد' عقد نکاحش بستند با جوانی تند و ترشروی' تہی دست و بدخوی' جور و جفا میدید و رنج و عنا میکشید و شکر نعمت حق ہمچنان می گفت کہ الحمد للہ ازآن عذاب الیم برہیدم وبدین نعیم مقیم برسیدم:

با این ہمہ جور و تند خوئی نازت بکشم' کہ خوب روئی
با تو مرا سوختن اندر عذاب بہ کہ شدن با دگری در بہشت
بوی پیاز ار دہن خوبروی نغز تر آید کہ گل از دست زشت

مشکل الفاظ کے معنی: پیرے: ایک بڈھا۔ را حکایت کنند: قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ دخترے خواستہ بود: ایک لڑکی سے نکاح کیا تھا۔ حجرہ: شب زفاف منانے کی جگہ۔ بگل آراستہ: پھولوں سے سجانا۔ خلوت: تنہائی۔ باادنشستہ: اس کے ساتھ بیٹھا۔ دیدہ و دل: آنکھ اور دل۔ شبہائے دراز: لمبی راتیں۔ نہ خفتے: نہ سونا۔ بذلہ ہا و لطیفہ ہائے گفتے: مزیدار باتیں اور لطیفے سنانا۔ وحشت و نفرت: ڈرنا اور نفرت۔ موانست: مانوس ہو جانا۔ بخت بلندت: تیرا مقدر اچھا تھا۔ چشمہ دولت: دولت کی آنکھ۔ صحبت پیرے: بوڑھے کی صحبت۔ جہاں دیدہ: جس نے دنیا کو دیکھا ہو۔ حقوق صحبت: دوستی کے حقوق۔ شرط مودت: محبت کی شرط۔ خوش طبع: خوش مزاج۔ شیریں زبان: زبان کی حلاوت۔ بیا زاریم: ستانا۔ شکر خورشت: شکر کھانا۔ جان شیریں: میٹھی جان۔ فدائے پرورشت: پرورش پر قربان۔ خیرہ رائے: بدعقل۔ سر تیز سبکپائے: غیر مستقل مزاج۔ ہوسے پزدو: ہوس پکانا۔ ہرشب: ہر رات۔ جائے خسپد: ایک نئی جگہ سونا۔ ہرروز یارے گیرد: ہر روز ایک نیا یار۔ خرم: اچھے' خوش۔ خوب رخسار: خوبصورت۔ بلبلاں چشم: بلبلوں کی آنکھ۔ ہردم: ہر لحہ۔ بر گلے: پھولوں پر۔ طائفہ پیراں: بوڑھوں کا گروہ۔ عقل و ادب: عقل اور تمیز۔

بمقتضائے جہل و جوانی: جہالت اور جوانی کے تقاضے۔ فرصت شمار: غنیمت جان۔ بریں نمط گفتم: اس طرح کی باتیں۔ دلش در قید من آمد: دل کا قابو میں آجانا۔ صید: شکار۔ نفسے سرد: ٹھنڈا سانس بھرنا۔ ترازوئے عقل: عقل کا ترازو۔ یک سخن: ایک بات۔ و کئے: ایک بات۔ قابلہ' خویش: اپنی دایہ۔ بے رضا برخیز: ناخوش اٹھنا۔ فتنہ و جنگ: بہت فتنہ اور لڑائی۔ جائے خویش: اپنی جگہ۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ۔ امکان موافقت نبود: موافقت کا امکان نہ تھا۔ بمفارقت: جدائی۔ چوں مدت عدت برآمد: جب عدت کا زمانہ گزر چکا۔ عقد: نکاح۔ ببستند با جوانے: ایک جو غصہ والا۔ تند ترش روی: بدمزاج۔ تہی دست: مفلس۔ بدخوی: بدعادت۔ جور و جفا: ظلم و ستم۔ کشیدے: برداشت کرنا۔ رنج و عناد: تکلیف اور مصیبت۔ شکر نعمت حق: اللہ کی نعمت کا شکر۔ الحمدللہ: اللہ کا شکر ہے۔ عذاب الیم برہیدم: عذاب سے میں چھوٹ گئی۔ نعیم مقیم: دائمی نعمت۔ روئے زیبا: حسین چہرہ۔ جامہ دیبا: ریشمی لباس۔ زینت زناں: عورتوں کی زینت۔ جور و تند خوئی: ظلم اور بدمزاجی۔ سوختن: جلنا۔ دہن خوبروی: خوبصورت کا منہ۔ بوئے پیاز: پیاز کی بو۔ گل: پھول۔ دست زشت: بدصورت کا ہاتھ۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بڈھے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک لڑکی سے نکاح کیا تھا اور حجرہ کو پھولوں سے سجایا تھا اور تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور آنکھ اور دل اس سے وابستہ کئے ہوئے تھا لمبی راتوں میں نہ سوتا اور مزیدار باتیں اور لطیفے سناتا رہتا تاکہ اس لڑکی کو وحشت اور نفرت نہ ہو اور مایوس ہو جائے۔ تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ایک رات اس نے کہا کہ تیرا بلند نصیبہ یار تھا اور دولت کی آنکھ جاگ رہی تھی کہ تو بوڑھے کی صحبت میں آگئی جو پختہ ہے پلا پلایا ہے جہاں کو دیکھے ہوئے آرام اٹھائے ہوئے اور سرد و گرم ہوئے۔ نیک و بد کو آزمائے ہوئے جو کہ دوستی کے حقوق جانتا ہے اور محبت کی شرط پوری کرتا ہے۔ مشفق' مہربان' خوش مزاج اور شیریں زبان ہے۔

مثنوی: جب تک ہو سکے گا تیری دل داری کروں گا اور اگر تو مجھے ستائے گی تو میں نہ ستاؤں گا اور اگر طوطی کی طرح تیری خوراک شکر ہو گی تو تیری پرورش میں میٹھی جان قربان کر دوں گا۔

ترجمہ نثر: تو کسی جوان کے پلے نہ پڑی جو متکبر' بدعقل' لڑاکا' غیر مستقل مزاج ہو تاکہ ہر دم ایک ہوس پکاتا اور ہر لمحہ ایک رائے قائم کرتا اور ہر شب ایک نئی جگہ سوتا اور ہر دن ایک نیا دوست بناتا۔

قطعہ: جوان یوں تو اچھے اور خوبرو ہوتے ہیں. لیکن وفاداری کے نام سے واقف نہیں ہوتے۔ بلبلوں سے وفاداری کی امید نہ رکھ اس لئے کہ ہر لمحہ ایک دوسرے پھول پر چہکتے ہیں۔

ترجمہ نثر: لیکن بوڑھوں کا گروہ عقل اور تمیز سے زندگانی بسر کرتا ہے نہ کہ جہالت اور جوانی کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

فرد: اپنے سے بہتر کی تلاش کر اگر مل جائے تو غنیمت سمجھ اس لئے کہ اپنے جیسے کے ساتھ تو عمر تباہ ہو جائے گی۔

ترجمہ نثر: اس بوڑھے نے کہا کہ اس طرح کی باتیں میں نے اس قدر کہیں کہ میں سمجھا اس کا دل میرے قابو میں آگیا اور میرا شکار ہو گیا۔ اچانک اس نے پُردرد دل سے ٹھنڈا سانس لیا اور کہا جس قدر باتیں تو نے کہی۔ میں میری عقل کی ترازو میں ان کا وزن اسی ایک بات کے برابر بھی نہیں ہے جو ایک وقت میں نے اپنی دایہ سے سنی ہے۔ جوان عورت کے پہلو میں اگر تیر آلگے' وہ اس سے بہتر ہے کہ بوڑھا آکر بیٹھے۔

شعر: جب اس نے شوہر کے اگلے حصے میں ایک ایسی چیز دیکھی جسے روزہ دار کا لٹکا ہوا ہونٹ تو بولی یہ تو اس کے پاس ایک مردہ ہے اور منتر تو سوئے ہوئے پر کام کرتا ہے۔

رباعی: وہ عورت جو مرد کے پہلو سے ناخوش اٹھے اس گھر میں فتنہ اور لڑائی پیدا ہو رہتی ہے جو بوڑھا اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتا اس کے عضو میں کیا حرکت پیدا ہو سکتی ہے۔

ترجمہ نثر: خلاصہ یہ کہ موافقت کا امکان نہ تھا جدائی کی نوبت پہنچی جب عدت کا زمانہ ختم ہوا اس کا نکاح ایک جوان غصہ

ور' بدمزاج' مفلس' بدعادت کے ساتھ کر دیا۔ ظلم و ستم برداشت کرتی رہی۔ رنج و مصیبت سہتی رہی اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتی کہ الحمدللہ اس دردناک عذاب سے میں چھوٹ گئی اور اس دائمی نعمت میں پہنچ گئی ہوں۔

قطعہ: حسین چہرہ' دیبا کا لباس' صندل' رنگ و بو اور ہوس یہ سب چیزیں عورتوں کی زینت کا باعث ہیں۔ مرد کے لئے محض اس کا عضو مخصوص اور خفیہ زینت ہے۔

فرد: اس ظلم اور بدمزاجی کے باوجود میں تیرا ناز اٹھاؤں گی اس لئے کہ تو خوبصورت ہے۔

قطعہ: مجھے تیرے ساتھ عذاب میں جلنا دوسرے کے ساتھ بہشت میں جانے سے بہتر ہے خوبصورت کے منہ سے پیاز کی بدبو حقیقت میں بدصورت کے ہاتھ کے پھول سے بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: عورت اور مرد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس ساتھ میں ان کا جسمانی قرب ایک اہمیت کا حامل ہے۔ عورت اگر مرد کے پہلو سے ناخوش اٹھے تو گھر میں ناچاقی جیسی نوبت کا آجانا لازمی امر ہے کیونکہ عورت کی جنسی ضرورت کو پورا کرنا مرد کا فرض ہے۔ بوڑھاپے میں جس طرح انسان کے دوسرے اعضاء مضمحل ہو جاتے ہیں اسی طرح عضو مخصوص پر بھی اثر پڑتا ہے۔ وہ جولانی نہیں رہتی تو جوانی میں ہوتی ہے۔ غرض عورت اور مرد کے رشتے میں استحکام پیدا کرنے کی بڑی وجہ ازدواجی طور پر مرد کا مضبوط ہونا ہے۔

"کیلا مضبوط تے مجھ نیئوں نس دی"

حکایت نمبر 3

حکایت مہمان پیری شدم در دیار بکر' کہ مال فراوان داشت و فرزندی خوبروی۔ شبی حکایت کرد کہ' مرا بعمر خویش بجز این فرزند نبودہ است۔ درختی درین وادی زیارت گاہ است کہ مردمان بحاجت خواستن آنجا روند' شبہای دراز در پای آن درخت بر حق نالیدہ ام تا مرا این فرزند بخشیدہ است۔ شنیدم کہ پسر با رفیقان آہستہ ہمی گفت' چہ بودی گر من آن درخت را بدانستمی کجاست تا دعا کردی و پدرم بمردی:

خواجہ شادی کنان کہ پسرم عاقلست و پسر طعنہ زنان کہ: پدرم فرتوت!

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار نکنی سوی تربت پدرت

تو بجای پدر چہ کردی خیر؟ تا ہمان چشم داری از پسرت؟

مشکل الفاظ کے معنی: دیار بکر: دیار بکر ایک شہر کا نام جو روم اور عراق کے درمیان واقع ہے۔ مال فراوان: بہت زیادہ دولت۔ فرزندے خوبروی: خوبصورت بیٹا۔ بجز این فرزند: اس لڑکے کے علاوہ۔ درختے دریں: اس جنگل میں۔ زیارت گاہ: کسی بزرگ کا مقبرہ یعنی دیکھنے کی چیز۔ مرداں: لوگ۔ بحاجت خواستن: خواہشوں کا مانگنا۔ شبہائے دراز: لمبی لمبی راتیں۔ درپائے آں: اس درخت کے نیچے۔ بخدا نالیدہ ام: میں خدا کے سامنے رویا ہوں۔ مرا ایں فرزند: میرا یہ بیٹا۔ بخشیدہ است: عنایت ہوا ہے۔ شنیدم: میں نے سنا۔ پسر بار: ایک بار بیٹا۔ رفیقاں آہستہ ی گفت: آہستہ سے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔ چہ بودے: کیا عمدہ بات ہوتی۔ کجاست: کہاں ہے۔ پدرم بمردے: باپ مرجائے۔ خواجہ شادی کناں: بوڑھا خوشیاں مناتا ہے۔ فرزندم عاقل ست: بیٹا عقل مند ہے۔ تربت پدرت: باپ کی قبر۔ پدرم فرتوت ست: باپ سٹھیا گیا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: میں دیار بکر میں ایک بڈھے کا مہمان تھا جس کے پاس بے انتہا دولت تھی اور ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ ایک رات کہنے لگا کہ میرے عمر بھر اس لڑکے کے علاوہ کچھ نہ ہوا ہے۔ اس جنگل میں ایک درخت زیارت گاہ کے طور پر چلا آتا ہے جہاں لوگ اکثر منتیں مرادیں مانگنے جاتے ہیں۔ میں بھی متواتر کئی راتیں اس درخت کے نیچے رو رو کر خدا کے حضور

میں دعا میں مانگتا رہا تب جا کر کہیں اللہ کی ذات نے مجھے یہ بیٹا عنایت کیا۔ میں نے سنا کہ بیٹا دوستوں سے سرگوشیاں کرتا تھا اور کہتا کہ کاش میں اس درخت کا ٹھکانہ جانتا تو میں وہاں جا کر دعا مانگتا کہ میرا باپ مر جائے۔

حکمت: بوڑھا خوشیاں مناتا ہے کہ میرا لڑکا عقلمند ہے اور لڑکا طعنہ زنی کرتا ہے کہ میرا باپ سٹھیا گیا ہے۔

قطعہ: سالہا سال گزر جاتے ہیں تو اپنے باپ کی قبر کے پاس سے بھی نہیں گزرتا تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے کہ تو اپنے اولاد سے بھلائی کی تمنا رکھتا ہے۔

نتیجہ حکایت: انسان جس اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنا سب کچھ صرف کر دینے پر ہر وقت تیار رہتا ہے وہ اولاد جب جوان ہو جاتی ہے تو وہ یہ کہنا شروع کر دیتی ہے کہ یار میرے والد کو تو کچھ پتہ ہی نہیں آج کے دور میں ذرا سی بات پر وہ باپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ باپ کی محنت کو لمحوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے والدین سے بھلائی نہیں کی تو وہ بھی اپنی اولاد سے بھلائی کی توقع نہ رکھے کیونکہ یہ دنیا مکافات عمل کا نام ہے۔

حکایت نمبر4

حکایت روزی بغرور جوانی سخت رانده بودم و شبانگاه بپای گریوه سست مانده، پیر مردی ضعیف از پس کاروان ہمی آمد و گفت: چہ نشینی؟ کہ نہ جای خفتن است گفتم: چون روم کہ نہ پای رفتن است؟ گفت آن نشنیدی کہ صاحبدلان گفتہ اند: رفتن و نشستن بہ کہ دویدن و گسستن؟

ای کہ مشتاق منزلی، مشتاب — پند من کار بند و صبر آموز
اسپ تازی دو تک رود بشتاب — شتر آہستہ میرود شب و روز

مشکل الفاظ کے معنی: بغرور جوانی: جوانی کا گھمنڈ۔ روزے: ایک روز۔ سخت رانده بودم: تیز چلنا۔ پیرے مردے ضعیف: ایک کمزور بوڑھا۔ پس کاروان: قافلہ کے پیچھے پیچھے۔ نہ جائے خفتن: سونے کی جگہ نہ ہے۔ رودم کہ نہ پائے رفتن: پاؤں چلنے کے قابل نہیں۔ ایں شنیدی: تو نے سنا ہے۔ رفتن و نشستن: چلنا اور بیٹھ جانا۔ مشتاق منزلی: منزل پر پہنچنے کا خواہاں۔ پند من: میری نصیحت۔ صبر آموز: صبر کرنا سیکھ۔ اسپ تازی: تازہ گھوڑا۔ اشتر: اونٹ۔

حکایت کا ترجمہ: ایک دن جوانی کے نشے میں، میں بڑی تیزی سے چلا اور میں رات کو ایک پشتہ کی جڑ میں جا لیٹا۔ ایک کمزور بوڑھا جو قافلے کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا، کہنے لگا کیا سویا پڑا ہے۔ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے۔ میں نے کہا، کیسے چلوں پاؤں چلنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس نے کہا، تو نے نہیں سنا کہ عقلمندوں نے کہا ہے چلنا اور بیٹھ جانا دوڑنے اور سفر چھوڑ بیٹھنے سے بہتر ہے۔

قطعہ: اگر تو منزل پر پہنچنے کا مشتاق ہے جلدی نہ کر میری نصیحت پر عمل کر اور صبر کر تازی گھوڑا دو چار میل سرپٹ دوڑ سکتا ہے اونٹ دن رات آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے۔

نتیجہ حکایت: کسی کام کو لگاتار کرنا، مسلسل اور پیہم جہد سے پایۂ تکمیل تک پہنچانا آسان کام ہے۔ اگر جلدی اور شتابی دکھائی تو ہو سکتا ہے کہ وہ پایۂ تکمیل کو تو نہ پہنچے نقصان ہو جائے۔ لہٰذا ہر کام آہستہ کرو تاکہ ربط و ضبط ٹوٹنے نہ پائے۔

حکایت نمبر5

حکایت جوانی چست، لطیف، خندان شیرین زبان، در حلقہ عشرت ما بود کہ در دلش از ہیچ نوعی غم نیامدی ولبان از خنده

Scanned with CamScanner

فراہم۔ روزگاری برآمد کہ اتفاق ملاقات نیفتاد۔ بعد ازان دیدمش زن خواستہ و فرزندان خاستہ و بیخ نشاطش بریدہ و گل ہوسش پژمریدہ۔ پرسیدمش: چگونہ وچہ حالتست؟ گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نکردم۔

ماذا الصبا والشیب غیر لمتی — وکفی بتغییر الزمان نذیرا
چون پیر شدی ز کودکی دست بدار — بازی و ظرافت بجوانان بگذار
طرب نوجوان ز پیر مجوی — کہ دگر ناید آب رفتہ بجوی
زرع را چون رسید وقت درو — نخرامد چنانکہ سبزہ نو

دور جوانی بشد از دست من — آہ و دریغ! آن زمن دلفروز
قوت سر پنجہ شیری برفت — راضیم اکنون بہ پنیری چو یوز
پیر زنی موی سیہ کردہ بود — گفتمش: ای مامک دیرینہ روز
موی بہ تلبیس سیہ کردہ گیر — راست نخواہد شدن این پشت کوز

مشکل الفاظ کے معنی: جوانے چست: چالاک جوان مراد چست۔ لطیف: پاکیزہ۔ خنداں: ہنس مکھ۔ شیریں زبان: حلاوت آمیز زبان۔ در حلقہ عشرت ما: ہماری عیش و عشرت کی محفل میں۔ در دلش: دل میں۔ نوع غم: کسی طرح کا غم۔ لب از خندہ فراہم: ہونٹ ہنسی سے نہ رکتے۔ روزگار برآمد: ایک زمانہ گزر گیا۔ اتفاق ملاقات: ملنے کا اتفاق۔ دیدمش: میں نے دیکھا۔ زن خواستہ: شادی کر لینا۔ فرزند خاستہ: بیٹا پیدا ہوا۔ بیخ نشاطش بریدہ: خوشی کی جڑ کٹنا۔ گل رویش پژمریدہ: چہرہ کا گلاب مرجھا گیا۔ پرسید: پوچھنا۔ چہ حالت: کیا حال ہے۔ کودکاں: بچے۔ چوں پیری شد: جب تو بوڑھا ہو گیا۔ بازی: کھیل کود۔ ظرافت: مذاق۔ طرب نوجواں: نوجواں کی مستی۔ ز پیری مجوی: بڈھے میں نہ ڈھونڈنا۔ آب رفتہ: بہاؤ کا پانی۔ زرع: کھیتی باڑی۔ رسید وقت: وقت آپہنچا۔ سبزۂ نو: نیا سبزہ۔ نخرامدنا: سبزہ کا لہلہانا۔ دور جوانی: جوانی کا زمانہ۔ دست من: میرا ہاتھ۔ آہ و دریغ: ہائے افسوس۔ دل فروز: دل روشن کرنا۔ راضیم اکنوں: چیتا' جب چیتے کا شکار ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو وہ بہت غضبناک ہو جاتا ہے تو اس کو پنیر کھلا جس سے اس کا غصہ جاتا رہتا ہے۔ پیر زنے: ایک بوڑھی عورت۔ موی سیہ کردہ: بالوں کا سیاہ کرنا۔ مامک دیرینہ روز: اے بوڑھی اماں۔ تلبیس: مکاری۔ پشت کوز: ٹیڑھی کمر۔

حکایت کا ترجمہ: ایک جوان' چست' پاکیزہ' ہنس مکھ اور شیریں لب تھا۔ ہماری عیش و عشرت کی مجلس میں شامل ہو گیا تھا کہ اس کے دل میں غم نام کی چیز نہ تھی اور ہر وقت ہنسی لبوں پر لوٹتی۔ ایک زمانہ گزر گیا کہ ملاقات کا اتفاق نہ ہوا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے شادی کر لی تھی۔ بچہ پیدا ہو گیا تھا اور اس کی خوشی کی جڑ لٹ گئی تھی اور اس کے چہرے کا گلاب مرجھا گیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیسا ہے اور کیا حالت ہے؟ بولا جب سے بچے ہو گئے ہیں اس وقت سے میرا بچپن جاتا رہا ہے۔

شعر: اب بچپن کیا بڑھاپے نے زلفوں کا رنگ پلٹ دیا' زمانے کی تبدیلی ڈرانے کے لئے کافی ہے۔

فرد: جب تو بوڑھا ہو گیا بچپن چھوڑ دے کھیلنا کودنا اور مذاق جوانوں کے لئے چھوڑ دے۔

مثنوی: نوجوان کی مستی بوڑھے میں نہ ڈھونڈ کیونکہ بہاؤ کا پانی پھرندی میں واپس نہیں آتا۔ جب کھیتی کے کٹنے کا وقت آگیا تو وہ نئے سبزے کی طرح لہلہاتی نہیں ہے۔

قطعہ: جوانی کا زمانہ میرے ہاتھ سے چلا گیا' ہائے افسوس وہ دل روشن کرنے والا زمانہ شیر کے سے پنجہ کی قوت جاتی رہی۔ اب میں چیتے کی طرح پنیر پر راضی ہوں۔ ایک بڑھیا نے اپنے بال سیاہ کئے تو میں نے اس سے کہا' اے بوڑھی اماں! مانا کہ تو

بنے مکاری سے اپنے بال تو سیاہ کر لے لیکن اپنی ٹیڑھی کمر کو سیدھا کیسے کرو گی۔
نتیجہ حکایت: تنہا، اکیلا اور مجرد شخص زندگی کی لطیف کن حلاوتوں سے مزا اٹھا سکتا ہے۔ جب وہ اہل و عیال والا ہو گیا تو خوشی و مسرت کے تمام قافلے روانہ ہو گئے۔ اس کی جوانی ختم ہوئی، پریشانی اور رنج و غم نے اس کو آن گھیرا کیونکہ بال بچوں کی ضروریات کی تکمیل کرنا اس کا فرض بن جاتا ہے۔

حکایت نمبر6

حکایت وقتی بجہل جوانی بانگ برما در زدم۔ دل آزردہ بکنجی نشست وگریان ہمی گفت: مگر خوردی فراموش کردی کہ درشتی، ہمی کنی؟

چہ خوش گفت زالی بفرزند خویش ... چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
گر از عہد خردیت یاد آمدی ... کہ بیچارہ بودی در آغوش من
نکردی درین روز بر من جفا ... کہ تو شیر مردی و من پیر زن

مشکل الفاظ کے معنی: وقتے: ایک وقت۔ جہل جوانی: جوانی کی جہالت۔ بانگ: آواز۔ دل آزردہ: رنجیدہ دل۔ کنجے: گوشہ۔ بنشست: بیٹھ جانا۔ خوردی: کھانا۔ درشتی: سختی۔ فرزند خویش: اپنا لڑکا۔ چو دیدش: جب دیکھا۔ پلنگ: چیتا۔ پیلتن: ہاتھی۔ عہد خردیت: بچپن کا زمانہ۔ در آغوش من: میری آغوش میں۔ جفا: ظلم۔ پیرزن: بوڑھی عورت۔
حکایت کا ترجمہ: ایک دفعہ جوانی کی حالت میں میں اپنی ماں پر چیخ پڑا۔ رنجیدہ دل ہو کر ایک گوشے میں بیٹھ گئی اور روتے ہوئے کہنے لگی شاید تو نے اپنا بچپن بھلا دیا ہے جو یوں سختی سے پیش آ رہا ہے۔
قطعہ: ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے کیسی اچھی بات کی، جب وہ چیتے کو پچھاڑنے والا اور ہاتھی کے جسم سے ٹکرانے والا تھا، اگر تجھے اپنا بچپن یاد آتا جب تو میری گود میں مجبور تھا تو تُو آج مجھ پر ظلم نہ کرتا اس لئے کہ اب تو تُو شیر مرد ہے اور میں بوڑھی ہوں۔
نتیجہ حکایت: قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ "والدین کو اُف تک نہ کہو۔" والدین کا انسان پہ بڑا احسان ہے کہ جب وہ محض مجبور ہوتا ہے تو والدین ہی اس کی خوراک کا انتظام و انصرام کرتے ہیں۔

حکایت نمبر7

حکایت توانگری بخیل را پسری رنجور بود۔ نیک خواہان گفتندش: مصلحت آنست کہ: ختم قرآنی کنی از بہروی یا بذل قربانی۔ لختی باندیشہ فرو رفت و گفت: مصحف مہجور اولیتر است کہ گلہ دور۔ صاحبدلی بشنید و گفت: ختمش بعلت آن اختیار آمد کہ قرآن بر سر زبان است و زر در میان جان۔

دریغا: گردن طاعت نہادن ... گرش ہمراہ بودی دست دادن
بدیناری چو خر در گل بمانند ... ور الحمدی بخواہی صد بخوانند

مشکل الفاظ کے معنی: توانگر: مالدار۔ بخیل: کنجوس۔ پسرے رنجور: لڑکا بیمار ہو گیا۔ نیک خواہاں: خیرخواہ۔ ختم قرآنی: قرآن پڑھ کر ختم کرنا بہ نیت شفاء۔ بذل: خرچ کرنا۔ لختے: تھوڑی دیر مراد لمحے۔ ختم مصحف: قرآن پاک پڑھ کر ختم کرنا۔ اولیٰ ترست: زیادہ مناسب ہے۔ گلہ دورست: بکریوں کا آنا مشکل ہے۔ قرآن بر سر زبان ست: قرآن نوک زبان پر ہے، مراد حفظ

ہے۔ دریغا: افسوس۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مالدار کنجوس کا لڑکا بیمار پڑ گیا۔ اس کے خیر خواہوں نے اس سے کہا کہ قرآن مجید ختم کر یا اللہ کی راہ میں مال خرچ کر (مراد قربانی دے) وہ تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا اور بولا قرآن ختم کرنا زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ ریوڑ بڑی دور ہے۔ ایک صاحب دل نے سنا تو کہا کہ قرآن ختم کرنا اس کو اس لئے پسند ہے کہ قرآن تو اس کی نوک زبان پر ہے اور روپیہ اس کی جان میں اٹکا ہوا ہے۔

مثنوی: کیا ہی اچھا ہو اگر تم اپنی قولی عبادت کے ساتھ ساتھ ہاتھ کا دیا شامل کر کے فعلی عبادت بھی ملا دو۔ پیسے کا سوال کرو تو گویا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا۔ اگر الحمدللہ کہو تو ہزار بار پڑھنے کو تیار۔

نتیجہ حکایت: کنجوس بخیل اور تنگ دل روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے گھبراتا ہے خواہ وہ پیسے اس کی اولاد پر خرچ ہی کیوں نہ ہونے والا ہو۔

حکایت نمبر 8

حکایت پیر مردی را گفتند: چرا زن نکنی؟ گفت: با پیر زنانم عیشی نباشد' گفتند جوانی بخواہ' چو مکنت داری۔ گفت: مرا کہ پیرم با پیر زنان الفت نیست' پس او را کہ جوان باشد با من کہ پیرم چہ دوستی صورت بندد؟

شیرازی

پیر ہفتاد سالہ جوانی میکند عشق مقری ہمی بوئی چشم روشت

پارسی

زور باید نہ زر' کہ بانو را گذری دوست تر کہ دہ من گوشت

مشکل الفاظ کے معنی: پیر مردے: ایک بوڑھا۔ چرازن: شادی کرنا۔ پیر زنانم: بوڑھی عورتیں۔ پس آنرا کہ جواں: تو جوان ہو گئی۔ پیر ہفتاد: ستر سالہ بوڑھا۔ زور باید: طاقت چاہئے۔ گرزے: مراد کا عضو مخصوص۔ دہ من گوش: دس من گوشت۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بڈھے سے لوگوں نے کہا تو شادی کیوں نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ بڈھی عورتوں سے مجھے محبت نہیں ہے جو جوان ہو گی مجھے بڈھے سے اس کی دوستی کی کیا صورت بنے گی۔

شعر: ستر سالہ بڈھا دولہا بن کر کیا کرے گا۔ مادر زاد اندھے کو تو خواب میں دکھائی نہیں دیتا۔ مرد کو طاقت چاہئے نہ کہ روپیہ پیسہ اسی طرح عورت کو مرد کا عضو مخصوص پسند ہے نہ کہ دس من گوشت۔

نتیجہ حکایت: جوان عورت کے لئے جوان مرد ہی چاہئے کیونکہ جوانی کی جولانیاں بڑی زور آور ہوتی ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے زور آزمائی کریں گے تو لطف اٹھانے کے ساتھ ساتھ اپنی جنسی تشنگی کو بھی دور کر لیں گے۔ بڈھا شادی سے کیا فائدہ اٹھائے گا اس کا عضو تو روزہ دار کے لٹکے ہوئے ہونٹ کی طرح ہو گا۔

حکایت نمبر 9 (منظوم)

شنیدہ ام کہ: دریں روزہا کہن پیری خیال بست بہ پیرانہ سر' کہ گیرد جفت

بخواست دختر کہ خوبروی' گوہر نام چو درج گوہرش از چشم مردمان بنہفت

چنانکہ رسم عروسی بود' مہیا بود — ولی بحملہ اول عصای شیخ بخفت
کمان کشید و نزد بر ہدف کہ نتوان دوخت — مگر بسوزن فولاد جامہ ہنگفت
بدوستان گلہ آغاز کرد و حجت ساخت — کہ: خان و مان من این شوخ دیدہ پاک برفت
میان شوہر و زن' جنگ و فتنہ خاست' چنان — کہ سر بشحنہ و قاضی کشید و سعدی گفت
پس از خلافت و شنعت گناہ دختر چیست — ترا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت

مشکل الفاظ کے معنی: شنیدہ: سنا ہے۔ دریں روزہا: اس زمانہ میں۔ کہن پیرے: بوڑھا مگر پرانا۔ خیال بست بہ پیرانہ: بڑھاپے میں سوچے۔ خواست: چاہنا مراد شادی کر لی۔ دخترے خبروی: خوبصورت لڑکی۔ گوہرنای: جس کا گوہر نام تھا۔ چشم مردمان: آدمیوں کی نگاہ۔ نہفت: چھپایا۔ سوزن فولاد: فولاد کی سوئی۔ جامہ ہنگفت: سخت کپڑا۔ گلہ آغاز: شکایت شروع کی۔ حجت ساختیں: حجتیں کرنا۔ خان و مان من: میرے گھر پر۔ شوہر و زن: میاں بیوی۔ جنگ و فتنہ: لڑائی اور فتنہ۔ شحنہ: کوتوال۔ گناہ دختر: لڑکی کا قصور۔ دست بلرزی: کانپتا ہاتھ۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک پرانے بڈھے نے بڑھاپے میں سوچا کہ شادی کر لے۔ اک خوبصورت گوہرنای لڑکی سے شادی کر لی۔ موتیوں کی ڈبیہ کی طرح اس کو آدمیوں کی نگاہ سے چھپا رکھا جو شادی کی رسم ہوتی ہے۔ اس کی خواہش کی لیکن پہلے ہی حملے میں بڈھے کی لکڑی سو گئی۔ کمان کھینچی اور نشانہ پر تیر نہ مار سکا اسی لئے کہ سخت کپڑا ہی فولاد کی سی سوئی سے سیا جا سکتا ہے۔ دوستوں سے شکوہ شکایت شروع کیا اور حجتیں کرنے لگا کہ میرے گھر پر اس بے حیاء نے جھاڑو پھیر دی ہے۔ میاں بیوی میں اس قدر فتنہ اور لڑائی اٹھی کہ نوبت قاضی اور کوتوال تک جا پہنچی اور سعدی" نے کہا' ملامت اور برائی کرنے سے بس کر لڑکی کی خطا نہیں ہے۔ بڑھاپے کے باعث جب تیرا ہاتھ کانپ رہا ہے تو تم موتی کیسے پرو لو گے؟

نتیجہ حکایت: مرد عورت کے حقوق زناشوئی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ازدواجی حقوق پورے نہ کرے تو گھر میں فساد لڑائی جھگڑا پیدا ہو جانا ایک لازمی امر بن جاتا ہے کیونکہ عورت کو کھانے پینے کے علاوہ مضبوط لکڑی کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی چارپائی کی درزوں کو صحیح طور پر پُر کر سکے لہٰذا بڑھاپے میں شادی نہ کر ورنہ جگ ہنسائی کے ساتھ شرمندہ ہو گا۔

باب هفتم

در تاثیر تربیت

حکایت نمبر1

حکایت یکی را از وزرا پسری کودن بود۔ پیش یکی از دانشمندان فرستاد۔ کہ مرین را تربیتی می کن، مگر عاقل شود، روزگار تعلیم کردش و موثر نبود، پیش پدرش کس فرستاد کہ: این عاقل نمی شود و مرا دیوانہ کرد۔

چون بود اصل گوہری قابل تربیت را در و اثر باشد
ہیچ صیقل نکو نداند کرد آہنی را، کہ بد گہر باشد
سگ بدریای ہفتگانہ مشوی کہ چو تر شد، پلید تر باشد
خر عیسیٰ گرش، بمکہ برند چون بیاید، ہنوز خر باشد

مشکل الفاظ کے معنی: وزراء پسرے: وزیر کا بیٹا۔ فرستاد: بھیجا۔ عاقل شود: عقلمند ہو جائے۔ موثر بنود: اثر نہ ہوا۔ پدرش: باپ۔ ہیچ صیقل: وہ کسی اچھی قلعی سے جلا نہیں پا سکتا۔ آہنے: لوہے۔ بد گہر: بدذات، داغ دار۔ اصل جوہرے قابل: اصل میں جوہر قابل۔ سگ: کتا۔ دریا ہفتگانہ: اس سے مراد سات دریا ہیں، یہ سات دریا کچھ یوں ہیں: ①دریائے اخضر، ②دریائے عمان، ③دریائے قلزم، ④دریائے بربر، ⑤دریائے اقیانوس، ⑥دریائے قسطنطنیہ، ⑦دریائے اسود۔ پلیدتر: زیادہ ناپاک۔ خر عیسیٰ: حضرت عیسیٰ کا گدھا۔ بہ مکہ رود: مکہ لے جائیں۔ ہنوز: ابھی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک وزیر کا لڑکا بے عقل تھا۔ اس نے اس کو ایک عقل مند کے پاس بھیجا کہ اس کی خاص طور پر تربیت کر دے جس سے شاید عقلمند بن جائے۔ ایک زمانہ تک اس نے اس کو پڑھایا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے اس کے باپ کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ تو عقلمند نہیں ہوا اور مجھے اس نے پاگل بنا دیا ہے۔

قطعہ: جو لوہا بدذات و نکما ہو اس پر کوئی اچھی قلعی کیسے چڑھا سکتا ہے۔ جب کسی کی اصل میں قابل جوہر ہوتا ہے، تربیت کا بھی اس پر اثر ہوتا ہے۔ کتے کو دنیا کے سات دریاؤں میں غسل دے لاؤ، پاک نہ ہو گا جس قدر بھیگتا چلا جائے اس قدر ناپاک ہوتا جائے گا جیسے حضرت عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکہ میں لے جائیں۔ جب واپس آئے گا تو بھی گدھا ہی تصور ہو گا۔

نتیجہ حکایت: عقل و دانش اور ہوش مندی اللہ کی عطا ہے اگر جوہر قابل ہو تو اس کی تعلیم و تربیت کا بہتر بندوبست کیا جائے تو اس کی سیرت و شخصیت میں جلا آ جاتی ہے۔ بقول اقبال؎

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

حکایت نمبر2

حکایت حکیمی، پسران را پند ہمی داد، کہ جانان پدر، ہنر آموزید، کہ ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در سفر بر محل خطر است، یا دزد بیکبار ببرد، یا خواجہ بہ تفاریق خورد، اما ہنر چشمہ زایندہ است و دولت پایندہ، واگر ہنرمند از دولت

پیغمبر غم نباشد کہ 'ہنر خود دولت است' ہر جا کہ رود قدر بیند و در صدر نشیند' و بی ہنر لقمہ چنید و سختی بیند۔

سختست پس از جاہ تحکم بردن خو کردہ بناز' جور مردم بردن

○

وقتی افتاد فتنہ در شام ہر کس از گوشہ فرا رفتند
روستا زادگان دانشمند بوزیری پادشاہ رفتند
پسران وزیر ناقص عقل بگدائی بروستا رفتند

مشکل الفاظ کے معنی: حکیمے: عقلمند۔ پند: نصیحت۔ اے جانان پدر: اے باپ کے پیارے۔ پدر ہنر آموز: باپ کے ہنر سیکھنا۔ ملک و دولت: حکومت و دولت۔ اعتماد را نشاید: بھروسہ کے لائق نہیں ہے۔ سیم و زر: سونا چاندی۔ خواجہ: مالک۔ بخور: کھانا۔ ہنر چشمہ زایندہ: ہنر اُبلنے والا۔ دولت پایندہ: مستقل دولت۔ ہنر در نفس: ہنر خود ایک دولت ہے۔ کجا: جہاں۔ صدر نشیند: صدر کے بیٹھنے کی جگہ۔ لقمہ چنید: یعنی بھیک مانگتا پھرے۔ سختی بیند: سختی اٹھائے گا۔ جاہ: مرتبہ۔ تحکم بردن: حکم برداشت کرنا۔ جور مردم: آدمی کا ظلم۔ وقتے: ایک وقت۔ افتاد فتنہ: فتنہ پیدا ہو گیا۔ در شام: ملک شام میں۔ فرار فتند: نکل بھاگا۔ بوزیرے: وزارت۔ پسران: بیٹے' لڑکے۔ گدائی: بھیک مانگنا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک عقل مند لڑکوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ اے لڑکو! باپ کے پیارو ہنر سیکھو۔ اس لئے نہ حکومت اور دنیا کی دولت بھروسہ کے لائق نہیں ہے اور سونا' چاندی خطرہ میں ہے یا تو چور اسے یکبارگی لے جائے گا یا مالک متفرق طور پر کھا جائے گا لیکن ہنر ابلنے والا فن ہے اور مستقل دولت اگر ہنرمند کی دولت جاتی رہے تو کوئی فکر نہیں۔ اس لئے کہ ہنر خود ایک دولت ہے جہاں بھی جائے گا عزت ہو گی اور صدر جگہ پر بیٹھے گا اور بے ہنر لقمہ جوڑے گا اور سختی اٹھائے گا۔

شعر: مرتبہ کے بعد حکم برداشت کرنا دشوار ہے۔ اسی طرح ناز و نعمت کا عادی آدمیوں کا ظلم کب برداشت کر سکتا ہے۔

قطعہ: ملک شام میں ایک زمانہ میں فتنہ برپا ہو گیا ہر شخص ہر گوشے سے نکل کھڑا ہوا دیہاتیوں کے عقل مند لڑکے بادشاہ کے وزیر مقرر ہوئے اور وزیر کے بے وقوف لڑکے بھیک مانگنے دیہات میں نکل گئے۔

نتیجہ حکایت: فن و ہنر ایک لامحدود وصف ہے۔ جس کے استعمال سے یہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دنیاوی دولت تو بھروسے کے قابل نہیں۔ نہ جانے کب اس کا اصل مالک واپس لے لے لیکن فن اور ہنر ہمیشہ انسان کے پاس سرمدی حیثیت میں رہتے ہیں یہ خود ایک ایسی دولت ہے جو کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے۔

حکایت نمبر 3

حکایت یکی از فضلا تعلیم ملک زادہ ہمی کردی و ضرب بی محابا زدی و زجر بی قیاس کردی۔ باری پسر از بی طاقتی شکایت پیش پدر برد و جامہ از تن دردمند برداشت۔ پدر را دل بہم بر آمد۔ استاد را بخواند و گفت پسران آحاد رعیت را چندین جفا و توبیخ روا نمیداری کہ فرزند مرا' سبب چیست گفت: سبب آنکہ سخن اندیشیدہ باید گفتن و حرکت پسندیدہ کردن ہمہ خلق را علی العموم و پادشاہا نرا علی الخصوص بموجب آنکہ بردست و زبان ایشان ہرچہ رفتہ شود قولاً و فعلاً ہر آئینہ بافواہ گفتہ شود و قول و فعل عوام الناس را چندان اعتباری نباشد۔

اگر صد ناپسند آید ز درویش رفیقانش یکی از صد ندانند
وگر یک بذلہ گوید پادشاہی از اقلیمی باقلیمی رسانند

پس واجب آمد معلم پادشہ زادہ را در تہذیب اخلاق خداوند زادگان انبتہم اللہ نباتا حسنا اجتہاد ازآن بیش کردن کہ در حق عوام۔

هر که در خردیش ادب نکنند در بزرگی فلاح ازو برخاست
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ نشود خشک جز باتش راست

ملک را حسن تدبیر فقیہ و تقریر جواب او موافق رای آمد، خلعت و نعمت بخشید و پایہ منصب بلند گردانید۔

مشکل الفاظ کے معنی: یکے از فضلا: ایک فاضل۔ تعلیم ملک: شہزادے کو پڑھانا۔ پسر: لڑکا۔ ضرب بے محابا: بے تحاشا مارنا۔ زجر بے قیاس: بے اندازہ جھڑکنا۔ بے طاقتی: کمزوری، بے بسی۔ شکایت پیش پدر: باپ سے شکایت کی۔ پدر را دل بہم برآمد: باپ کا دل بھر آیا۔ پسران رعیت: رعیت کے لڑکے۔ زجر روا داشتن: اس قدر جھڑکنا۔ سبب چیست: کیا سبب ہے۔ حرکت پسندیدہ: اچھا کام کرنا۔ سخن اندیشہ گفتہ: سوچ کر بات کرنا۔ ہمہ خلق: تمام مخلوق۔ چنداں: اس قدر۔ اعتبار سے نباشد: اعتبار کا نہ پیدا ہونا۔ صد عیب: سو نقص۔ رفیقانش: ساتھی دوست۔ زا قلیمے: ایک۔ باقلیمے: دوسرا ملک۔ رسانند: پہنچا دینا۔ در تہذیب اخلاق: اخلاق سنوارنے میں۔ بیش: زیادہ۔ خردیش: بچپن۔ آتش راست: آگ سے سیدھا ہونا مراد تعلیم حاصل کرنے کا زمانہ بچپن ہی ہے۔ ہرآں طفل: ہر لڑکا۔ جور آموزگار: ظلم برداشت نہ کرنا۔ جفا: ظلم۔ حسن تدبیر: معقول فکر و سوچ۔ نعمت: انعام و اکرام۔ پایۂ منصب: عہدہ کے مطابق۔ بلند گردانید: بڑھا دیا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک فاضل آدمی ایک شہزادہ کو پڑھاتا اور بے تحاشا مارتا اور بے اندازہ جھڑکتا تھا۔ ایک بار لڑکے نے اپنی بے بسی کی شکایت باپ کے سامنے کی اور دردمند جسم سے کپڑے اٹھا کر دکھایا۔ باپ کا دل بھر آیا۔ استاد کو بلوایا اور کہا رعیت کے لڑکوں کو اس قدر جھڑکنا مناسب نہیں سمجھتا ہے۔ اس قدر میرے لڑکے کو جھڑکنا کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا اس کا سبب یہ ہے۔ سوچ کر بات کرنا اور اچھا کام کرنا عموماً تمام مخلوق کے لئے مناسب ہے اور بادشاہوں کو خصوصاً اس کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ ان کے ہاتھ اور زبان سے جو ہوگا وہ مشہور ہو جائے گا اور عوام کے کام اور بات پر اس قدر اعتبار نہیں کیا جاتا۔

قطعہ: فقیر اگر سو عیب کرے تو اس کے ساتھی سو میں سے ایک کو بھی نہ جانیں گے اگر بادشاہ سے ایک غلطی ہو جائے تو وہ اپنے ملک کے علاوہ دوسرے ملکوں تک پہنچ جاتی ہے۔

ترجمہ نثر: لہٰذا شہزادے کے استاد کو شہزادوں کے اخلاق سنوارنے کے لئے تمام بچوں کے مقابلے میں زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

قطعہ: جس کو تو بچپن میں آدب نہ سکھائے گا بڑا ہو کر وہ کیا ادب سیکھے گا۔ تر لکڑی کو جیسے چاہے موڑے خشک لکڑی آگ کے علاوہ سیدھی نہیں ہوتی۔

فرد: جو لڑکا سکھانے کا ظلم برداشت نہیں کرتا۔ اس کو زمانے کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ترجمہ نثر: بادشاہ کو اس فاضل کی حسن تدبیر اور جواب کی تقریر بھلی لگی اور اسے ایک جوڑا اور انعام دیا اور اس کا عہدہ بڑھا دے۔

نتیجہ حکایت: بچپن کی عمر سیکھنے کی عمر ہے اگر اس عمر میں بچے کی مناسب تعلیم و تربیت کا انتظام و انصرام کیا جائے تو مستقبل میں نہ صرف ایک معزز شہری بنے گا بلکہ اپنے خاندان کے بار کو بھی اپنی دوش پر اٹھائے گا۔ مراد یہ کہ اگر وہ سکھانے کے علم سے گھبرا جائے اور گھر والے اس کی تائید و حمایت کریں تو کیا سیکھے گا۔ بالآخر معاشرتی ظلم و ستم اور جور و سختی اس کو خوش آمدید کہیں گے۔

حکایت نمبر4

حکایت معلم کتابی را دیدم' در دریا مغرب' ترشروی' تلخ گفتار' بدخوی' مردم آزار' گدا طبع' ناپرہیزگار' کہ عیش مسلمان بدیدن او تبہ گشتی و خواندن قرآنش دل مردم سیہ کردی۔ جمعی پسران پاکیزہ و دختران دوشیزہ بدست جفای او گرفتار' نہ زہرہ خندہ و نہ یارای گفتار' گہ عارض سیمین یکی را طپنچہ زدی' وگہ ساق بلورین دیگری را شکنجہ کردی۔ القصہ شنیدم کہ: طرفی از خباثت نفس او معلوم کردند و بزدند و براندند و مکتب او را بمصلحی دادند: پارسای سلیم' نیک مرد حلیم' کہ سخن جز بحکم ضرورت نگفتی و موجب آزار کس بر زبانش نرفتی۔ کودکان را ہیبت استاد نخستین از سر برفت و معلم دومین را اخلاق ملکی دیدند و یک یک دیو شدند۔ باعتماد حلم او' ترک علم کردند۔ اغلب اوقات بازیچہ فراہم نشستندی و لوح درست ناکردہ بر سر ہم شکستندی:

استاد معلم
چو بود بی آزار خرسک بازند کودکان در بازار

بعد از دو ہفتہ بر آن مسجد گزر کردم۔ معلم اولین را دیدم کہ: دل خوش کردہ بودند و بجای خویش آوردہ' انصاف برنجیدم ولا حول گفتم کہ' مر این ابلیس را معلم ملائکہ دیگر چرا کردند؟ پیر مردی ظریف جہاندیدہ گفت۔

پادشاہی پسر بمکتب داد لوح سیمنش بر کنار ا نہاد
بر سر لوح او نبشتہ بزر جور استاد وبہ ز مہر پدر

مشکل الفاظ کے معنی: دیار مغرب: مغرب کے ملک۔ ترش روی: چڑچڑا۔ تلخ گفتار: سخت گفتگو کرنے والا۔ بدخوی: بدمزاج۔ مردم آزار: انسانوں کو ستانے والا۔ کند طبع: غبی۔ ناپرہیزگار: بدچلن۔ عیش مسلماناں: مسلمانوں کا عیش۔ بدیدن: دیکھ کر۔ او تبہ گشتے: تباہ ہو جانا۔ خواندن قرآنش: قرآن کا پڑھنا۔ دل مردم سیہ کردے: انسانوں کے دل میلے کرنا۔ پسران پاکیزہ: خوبصورت لڑکے۔ دختران دوشیرہ: کنواری لڑکیاں۔ نہ زہرہ خندہ: نہ ہنسنے کی جرأت۔ نہ یارائے گفتگو: نہ بولنے کی مجال۔ عارض سیمیں: چاندی کے سکے کا رخسار۔ تپانچہ زدے: طمانچہ مارنا۔ ساق بلورین: بلور جیسی پنڈلی یاد رہے لفظ ساق ساقی کے معنوں میں مستعمل ہے فارسی زبان میں ساقی اس کو کہا جاتا ہے جس کی پنڈلی عریاں ہو اور شراب و کباب کی محفل میں ساقی گیری کے لئے مقرر ہو۔ آج کے وسیع معنوں میں یہ لفظ خدا کی ذات کے لئے بھی مستعمل ہے۔ خیانت نفس: نفس کی خیانت مراد بددیانتی۔ پارسائے: نیک۔ سلیے نیک: سلیم الطبع۔ مکیے: عقل مند۔ نہ گفتے: بات نہ کرنا۔ موجب آزار: نقصان کا باعث۔ کودکاں: بچے۔ ہیبت استاد: استاد کا خوف۔ معلم دومی: دوسرا استاد۔ حلم: بردباری۔ اغلب اوقات: اکثر اوقات۔ بازیچہ: کھیل۔ لوح درست: لکھی تختیاں۔ بے آزار: تکلیف نہ دینے والا۔ خرسک: ایک کھیل کا نام جس میں ایک لکیر کھینچتے ہیں اور ایک لڑکا خط کے درمیان کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے لڑکے آکر اس کو مارتے ہیں۔ ان سب کی طرف گدھے کی طرح ٹانگ اچھالتا ہے اگر اس کا پاؤں کسی کو چھو جائے تو اس کو اس جگہ پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ بارہ ابلیس را: دوبارہ شیطان کو۔ معلم ملائک: فرشتوں کا استاد۔ خندید: ہنسا۔ پسر: لڑکا۔ لوح سیمنش: چاندی کی تختی۔ نبشتہ: لکھا ہوا۔ جور استاد: استاد کا ظلم۔ مہرپدر: باپ کی محبت۔

حکایت کا ترجمہ: مغرب کے ممالک میں' میں نے ایک مکتب کے استاد کو دیکھا کہ بڑا چڑچڑا' سخت گفتگو کرنے والا' بدمزاج' انسانوں کو ستانے والا' غبی' بدچلن کہ مسلمانوں کا عیش اس کو دیکھ کر تباہ ہوتا اور اس کا قرآن پڑھنا انسانوں کے دل کالے کرتا۔ خوبصورت لڑکوں اور کنواری لڑکیوں کا مجمع اس کے ظلم کے ہاتھ میں پھنسا ہوا تھا نہ ہنسنے کی جرأت نہ بات کرنے کی مجال۔ کسی ایک چاندی کے سے رخسار پر طمانچہ مار دیتا اور کسی کی بلور جیسی پنڈلی کو شکنجہ میں کس دیتا۔ خلاصہ یہ کہ میں

Scanned with CamScanner

نے سنا کہ اس کے نفس کی جانب کا کچھ حال لوگوں کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے اسے مارا اور وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد مکتب ایک نیک آدمی کے سپرد کیا جو بہت پرہیزگار، سلیم الطبع، نیک مرد اور ایسا عقل مند تھا کہ بات بھی بلاضرورت نہ کرتا تھا اور کسی کے لئے تکلیف دینے والی بات اس کے منہ سے نہ آتی بچوں کے دماغ میں جو پہلے استاد کا ڈر تھا، وہ نکل گیا اور اس دوسرے استاد کے انہوں نے فرشتے جیسے اخلاق دیکھے اور سب کے سب لڑکے شریر یعنی شیطان بن گئے۔ اسی کی حلیمی دیکھ کر پڑھائی سکھائی چھوڑ گئے سارا وقت کھیل کود میں گزارتے اور تختی نہ لکھتے بلکہ تختیوں سے ایک دوسرے کا سر پھاڑ دیتے۔

بیت: استاد اگر بچوں کو پھول کی چھڑی تک نہ لگائے تو سارے بچے کھلاڑی بن جاتے ہیں۔

ترجمہ: دو ہفتہ بعد میں اس مسجد کے پاس سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پہلے استاد کو منا چکے تھے اور اس کی جگہ پر اس کو واپس لے آئے۔ مجھے تکلیف ہوئی اور میں نے لاحول پڑھی کہ دوبارہ شیطان کو فرشتوں کا استاد کیوں مقرر کیا۔ ایک خوش مزاج بوڑھے نے میری بات سن لی اور ہنس کر بولا۔

مثنوی: ایک بادشاہ نے بچے کو ملکیت میں بٹھایا چاندی کی تختی اس کی بغل میں دے دی۔ سونے کے پانی سے تختی پر لکھا۔ استاد کا ظلم باپ کی محبت سے بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: بہتر استاد وہ ہے جو بچوں کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھ کر ان کو ڈانٹ ڈپٹ پلاتا ہے اور فہمائش آمیز انداز میں ان کو سمجھاتا ہے تاکہ وہ دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو سکیں اگر استاد کبھی طالب علموں کو چھڑی سے کنٹرول کرتا ہے تو چنداں گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر بچوں کو کنٹرول نہ کیا جائے تو وہ گدھوں کا اصطبل بن جائیں یعنی گدھا اپنی مرضی سے اچھل کود رہا ہو۔

حکایت نمبر5

حکایت پارسا زادہ ای را نعمت بیکران از ترکہ عمان بدست افتاد۔ فسق و فجور آغاز کرد و مبذری پیشہ گرفت۔ فی الجملہ نماند از سائر معاصی منکری کہ نکرد و مسکری کہ نخورد، باری بہ نصیحتش گفتم: ای فرزند، دخل آب روان است و عیش آسیای گردان، یعنی خرج فراوان کردن مسلم کسی را باشد کہ دخل معین دارد۔

چو دخلت نیست خرج آہستہ ترکن کہ میگویند ملاحان سرودی:
اگر باران بکوہستان نبارد بسالی دجلہ گردد خشک رودی

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار، کہ چون نعمت سپری شود سختی بری و پشیمانی خوری۔ پسر، از لذت نای و نوش، این سخن در گوش نیاورد، و بر قول من اعتراض کرد و گفت: راحت عاجل بتشویش محنت آجل منغص کردن خلاف رای خردمندان است:

خداوندان کام و نیک بختی چرا سختی خورند از بیم سختی؟
برو شادی کن، ای یار دل افروز غم فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مرا کہ در صدر مروت نشستہ ام و عقد فتوت بستہ و ذکر انعام در افواہ عوام افتادہ:

ہر کہ علم شد بسخا و کرم بند نشاید کہ نہد بر درم
نام نکوئی چو برون شد بکوی در نتوانی کہ ببندی بروی

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد و دم گرم من در آہن سرد او اثر نمیکند۔ ترک مناصحت گرفتم و روی از مصاحبت

بگردانیدم و قول حکمارا کاربستم کہ گفتہ اند: بلغ ما علیك فان لم يقبلوا فما علیك

گرچہ دانی کہ نشنوند بگوی ہرچہ دانی ز نیک خواہی و پند

زود باشد' کہ: خیرہ سر بینی بدو پای او فتادہ اندر بند

دست بر دست می زند کہ' دریغ! نشنیدم حدیث دانشمند

تا پس از مدتی آنچہ در اندیشہ من بود از نکبت حالش بصورت بدیدم کہ پارہ پارہ بہم برمیدوخت و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت۔ دلم از ضعف حالش بہم برآمد۔ مروت ندیدم درچنان حالی ریش درونش را بملامت خراشیدن و نمک پاشیدن۔ پس بادل خود گفتم:

حریف سفلہ در پایان مستی نیندیشد ز روز تنگ دستی

درخت اندر بہاران بر فشاند زمستان لاجرم بی برگ ماند

مشکل الفاظ کے معنی: پارسا زادہ: بادشاہ کا بیٹا۔ نعمت بے کراں: بے انتہا دولت۔ ترکہ عماں: چچوں کا ترکہ۔ فسق و فجور: بدکاری اور عیش پرستی۔ مبذری: فضول خرچی۔ پیشہ گرفت: پیشہ اپنالیا۔ فی الجملہ: خلاصہ یہ کہ۔ سائر معاصی: ایسی کوئی برائی۔ نخورد: نہ کھانا۔ بارے: ایک بار۔ دخل آب: پانی کی آمدنی۔ خرج آسیائے: خرچ کی مثال۔ خرج فراواں: زیادہ خرچ کرنا۔ مسلم: مناسب۔ دخل معین: مقرر کردہ آمدنی۔ خرج آہستہ ترکن: تھوڑا تھوڑا خرچ کرنا۔ ملاحاں: ملاح' کشتی بان۔ بکوہستاں: پہاڑوں پر۔ بسالے: ایک سال۔ خشک رودے: سوکھی ندی۔ لہو و لعب: کھیل کود۔ نعمت سپری شود: جب دولت ختم ہو گئی۔ ایں سخن در گوش: یہ بات کان میں ڈالنا۔ راحت عاجل: موجودہ عیش کو آئندہ مصیبت کے ڈر سے چھوڑ دوں تو یہ عقلمندی نہیں ہے۔ خلاف را کے خردمنداں: عقلمندوں کی رائے کے خلاف۔ نیک بختی: بلند نصیب۔ بیم سختی: سختی کا خوف۔ یار دل افروز: اے دل کو روشن کرنے والے دوست۔ غم فردا: کل کا غم۔ خوردن امروز: آج کا کھانا۔ صدر مروت نشستہ: مروت کے صدر مقام پر۔ عقد فتوت بستہ: جوانمردی کا عہد۔ سخاو کرم: سخاوت اور کرم۔ نام نکوئی: نیک نام۔ بہ بندی: بند کرنا۔ دیدم: دیکھا۔ دودم گرم در من آہن سرد: میرا گرم سانس اس کے ٹھنڈے لوہے سے۔ روری از مصاحبت: ساتھ رہنے سے منہ موڑنا۔ قول حکماء: عقلمندوں کا قول۔ دانی: جاننا۔ نصیحت و پند: وعظ اور نصیحت۔ خیرہ سربینی: خودسر۔ دست بردست: ہاتھ سے ہاتھ مل رہا۔ دریغ: افسوس۔ حدیث دانشمند: عقلمندوں کی بات۔ پس از مدتے: ایک مدت کے بعد۔ از نکبت حالش: حالت کی بدنصیبی۔ بصورت دیدم: کھلم کھلا دیکھا۔ پارہ پارہ برہم می دوخت: پیوند پر پیوند لگانا۔ لقمہ لقمہ ہمی اندوخت: لقمہ لقمہ جمع کرنا۔ دلم از ضعف حالش بہم: پتلا حال دیکھ کر دل بھر آیا۔ حالے ریش درویش: فقیر کے زخم کی حالت۔ حریف سفلہ: کمینہ ساتھی۔ پایاں مستی: مستی کی انتہا۔ روز تنگدستی: تنگدستی کے دن۔ درخت اندر بہاراں: بہار کے موسم میں درخت۔ بے برگ ماند: پت جھڑ۔ زمستاں لاجرم: لامحالہ جاڑوں میں۔

حکایت کا ترجمہ: ایک شہزادے کو بے انتہا دولت چچوں کے ترکہ سے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بدکاری اور عیاشی شروع کی۔ فضول خرچی کا پیشہ اپنالیا۔ خلاصہ یہ کہ گناہوں میں سے کوئی برائی ایسی نہ چھوڑی جو اس نے نہ کی ہو اور کوئی نشہ نہ رہا جو نہ کیا ہو۔ ایک بار میں نے اس کی خیر خواہی کے لئے کہا۔ اے صاحب زادے! آمدنی کی مثال جاری پانی کی سی ہے اور خرچ کی مثال پن چکی کی طرح ہے۔ خرچ زیادہ کرنا اس کے لئے مناسب ہے جس کی مقرر آمدن ہو۔

قطعہ: جب تیری آمدنی نہیں ہے تو تھوڑا تھوڑا خرچ کر کیونکہ ملاح بھی ایک گیت گایا کرتے ہیں۔ پہاڑوں پر اگر بارش نہ ہو تو ایک سال میں ہی دجلہ سوکھی ندی کی طرح ہو جائے۔

ترجمہ نثر: عقل و ادب کو اختیار کرلے اور کھیل کود چھوڑ دے۔ اس لئے کہ جب دولت ختم ہو جائے گی تو مصیبت اٹھائے

Scanned with CamScanner

گا اور شرمندہ ہو گا۔ لڑکے نے گانے اور پینے کی لذت کی وجہ سے اس بات کو کان میں نہ ڈالا اور میری بات پر اعتراض کیا اور کہا کہ موجودہ آرام کو آنے والی مصیبت کی پریشانی کی وجہ سے ترک کر دینا عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے۔

مثنوی: دولت مند اور نیک بخت لوگ کیوں مصیبت کے تصور سے مصیبت اٹھائیں۔ جا اے دوست! خوشی کا دن خوشی سے بسر کر آنے والے غم کو آج کا ہے کو کھائیں۔

ترجمہ نثر: پھر مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مروت کی بلندیوں پر بیٹھنے والا ہوں اور جوانمردی کا عہد کیا اور سخاوت کا چرچا ہر گھر میں ہے۔

مثنوی: جو سخاوت اور کرم میں مشہور ہو گیا اس کو روپے پر مہر نہ لگانا چاہئے۔ جب تیرا نیک نام گلی کوچہ میں مشہور ہو گیا تو کسی پر دروازہ بند نہیں کر سکتا۔

ترجمہ نثر: میں نے دیکھا کہ وہ نصیحت قبول نہیں کرتا ہے اور میرا گرم سانس اس کے ٹھنڈے لوہے پر اثر نہیں کرتا ہے۔ میں نے نصیحت کرنا چھوڑ دیا اور ساتھ رہنے سے منہ پھیر لیا۔ میں عقل مندوں کی بات پر رضامند ہو گیا کہ انہوں نے کہا کہ جو تیرا فرض ہے پہنچا دے پس اگر وہ نہ مانیں تو پھر تجھ پر الزام نہیں ہے۔

قطعہ: اگرچہ تو جانتا ہے کہ نہ مانیں گے پھر بھی جو کچھ وعظ و نصیحت تجھے آتا ہے کہہ دے تو جلد اس خود سر کو دیکھ لے گا کہ دونوں پیر بیڑی میں جکڑے ہیں۔ کف افسوس مل رہا ہو گا کہ میں نے عقل مند کی بات کیوں نہ مانی۔

ترجمہ: چنانچہ ایک زمانہ کے بعد جس کا مجھے ڈر تھا اس حالت کی بدنصیبی کو میں نے کھلم کھلا دیکھا کہ پیوند پر پیوند لگاتا تھا اور روٹی روٹی کو ترس گیا۔ اس کی یہ خستہ حالی دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور ایسی حالت میں فقیر نے زخم کو ملامت کے ذریعے چھیلنا اور نمک چھڑکنا انسانیت نہ سمجھا۔ پس اپنے دل ہی دل میں' میں نے کہا۔

مثنوی: کمینہ ساتھی مستی کی انتہا میں تنگدستی کے دن کی فکر نہیں کرتا۔ بہار کے موسم میں درخت پھل لٹاتا ہے۔ لامحالہ جاڑوں میں پت جھڑ رہتا ہے۔

نتیجہ حکایت: اسلام کی رو سے فضول خرچی منع قرار دی گئی ہے میانہ روی اور اعتدال کا درس دیا گیا ہے۔ تنگدستی سے بچنے کے لئے اخراجات میں اعتدال کا ہونا لازمی امر ہے ورنہ خستہ حالی آگے بڑھ کر خوش آمدید کہے گی۔ عقل مندوں کی بات پر دھیان دینا حقیقت میں پریشانیوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے مترادف ہے جو لوگ حکمت کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہیں پایان کار ان کا مصائب سے واسطہ پڑتا ہے۔

حکایت نمبر 6

حکایت پادشاہی پسر را بادبی داد و گفت: این فرزند تست' تربیتش ہمچنان کن کہ یکی از فرزندان خویش' ادیب خدمت کرد و متقبل شد و سالی چند برو سعی کرد و بجای نرسید' و پسران ادیب در فضل و بلاغت منتہی شدند۔ ملک دانشمند را مواخذت کرد و معاتبت کہ: وعدہ خلاف کردی و وفا بجانیا وردی۔ گفت: بر رای خداوند زمین پوشیدہ نماند کہ' تربیت یکسانست و طبایع مختلف:

گرچہ سیم و زر زسنگ آیدہمی ۔ در ہمہ سنگی نباشد زر و سیم
بر ہمہ عالم ہمی تابد سہیل ۔ جای انبان میکند' جای ادیم

مشکل الفاظ کے معنی: ادیب: ادیب۔ تربیتش: تربیت دینا۔ چناں کن کے از فرزنداں خود: جیسے کہ اپنے لڑکے کی تربیت کرنا۔ سالے: ایک سال۔ سعی کرد: کوشش کی۔ پسران ادیب: ادیب کے لڑکے۔ فضل و بلاغت: کمال اور فصاحت۔

Scanned with CamScanner

منتہی شدند: فارغ التحصیل۔ مواخذت: گرفت۔ معاتبت: ناراض ہونا۔ وفا: عہد پورا کرنا۔ خداوند روئے زمین: روئے زمین کا بادشاہ۔ پوشیدہ نماند: پوشیدہ نہ رہے۔ تربیت یکساں: تربیت تو ایک جیسی ہے۔ طبائع مختلف: طبیعتوں کا مختلف ہونا۔ سم و زر: سونا اور چاندی۔ سنگ آید: پتھر سے نکلتا ہے۔ در ہمہ سنگے: تمام پتھروں میں۔ نباشد زر و سیم: سونا چاندی نہ ہونا۔ برہمہ عالم ہمی: تمام دنیا پر طلوع ہوتا ہے۔ تابد سہیل: سہیل سیارہ۔ جائے ادیم: ایک جگہ دھوڑی۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک عالم فاضل استاد کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ اسے بھی اپنا بیٹا ہی سمجھو اور اپنے بیٹوں کی طرح اس کی تعلیم و تربیت کرو۔ استاد نے خوش آمدید کہتے ہوئے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ ایک مدت تک اس پر بہت سر مارا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی جبکہ اس کے اپنے بیٹے جو اسی کے ہم مکتب یاہم سبق تھے پڑھنا جان گئے۔ بادشاہ نے سختی سے استاد سے پوچھا کہ تو نے اپنا وعدہ نبھایا نہیں اور حق نمک ادا نہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا' جہاں پناہ! تربیت سب کے لئے ایک جیسی تھی لیکن طبیعتوں کا جدا جدا ہونا ایک علیحدہ امر ہے۔

قطعہ: اگرچہ چاندی' سونا پتھروں سے نکلتا ہے لیکن عام پتھروں میں سونا چاندی نہیں ہوتا اور سہیل ستارہ کی روشنی ساری دنیا پر یکساں پڑتی ہے مگر کہیں پٹ سن ہوتا ہے اور کہیں خوشبودار چمڑا۔

نتیجہ حکایت: اگرچہ تربیت سے سوچ و فکر میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس کے باوجود عقل و دانش اللہ کی عطا ہے۔ دنیا کی بنیاد اختلاف عمل ہے۔ بارش کے لطیف ہونے میں کس کو شک ہے اگر یہی بارش صحرا میں ہو تو گھاس پھونس اگتی ہے اگر زرخیز زمین پر ہو تو وہاں سے فصلیں اگتیں ہیں۔ غرض دانشمندی کے حصول کے لئے جوہر قابل کا ہونا ضروری ہے۔

حکایت نمبر 7

حکایت یکی را شنیدم' از پیران مربی' کہ مریدی را ہمیگفت: ای پسر' چندانکہ تعلق خاطر آدمیزاد بروزی است اگر بروزی رسان بودی بمقام از ملائکہ برگذشتی۔

فراموشت نکرد ایزد در آنحال — کہ بودی نطفہ مدفون مدہوش
روانت داد و عقل و طبع و ادراک — جمال و نطق و رای و فکرت و ہوش
دہ انگشت مرتب کرد بر کف — دو بازویت مرکب ساخت بردوش
کنون پنداری' ای ناچیز ہمت — کہ خواہد کردنت روزی فراموش

مشکل الفاظ کے معنی: پیران مربی: تربیت دینے والے بوڑھے۔ مریدے: ایک مرید۔ تعلق خاطر آدمی: انسان کی طبیعت کا تعلق۔ بروزی دہ بودے: روزی دینے والا۔ بمقام از ملائکہ در گزشتے: مرتبہ میں فرشتوں سے آگے بڑھ جانا۔ فراموشت: بھول جانا۔ نطفہ مدفون: چھپا ہوا نطفہ۔ روانت: تجھے جان۔ طبع: طبیعت۔ عقل و ادراک: عقل اور سمجھ۔ جمال: حسن۔ نطق: گویائی۔ فکرت و ہوش: فکر و ہوش۔ دہ انگشت: دس انگلیاں۔ مرتب ساخت بردوش: کندھے پر بنانا۔ ناچیز ہمت: اے کم ہمت۔ کنوں پنداری: تو سمجھ رہا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: تربیت دینے والے بزرگوں میں سے ایک کو میں نے اپنے مرید سے یہ کہتے سنا کہ انسان کی طبیعت کا تعلق روزی سے ہے اگر یہ روزی دینے والے سے پیدا ہو جائے تو مرتبہ میں فرشتوں سے آگے بڑھ جائے۔

قطعہ: خدا تجھے اس حال میں نہیں بھولا کہ تو بے ہوش اور چھپا ہوا نطفہ تھا۔ تجھے جان' طبیعت' عقل' سمجھ' حسن' گویائی' تدبیر' فکر اور ہوش دیا ہتھیلی پر دس انگلیاں بنائیں اور تیرے کندھے پر دو بازو پیدا کئے۔ اے کم ہمت! اب تو یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ تجھے روزی دینا بھول جائے گا۔

Scanned with CamScanner

نتیجہ حکایت: حضرت انسان کو قرآن نے یہ پیغام دیا ہے کہ کیا "تمہیں خبر ہے کہ تمہیں ایک حقیر نطفے کے ملاپ سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے جس انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ وہی اس کی روزی کا بندوبست بھی کرے گا کچھ جہالت کے عالم میں خدا کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ انہیں چنداں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اس کائنات کے انتظام و انصرام کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا دنیا خالق و کفیل بھی ہے۔ ان کو رزق دیتا رہے گا کیونکہ وہ مشرکوں اور کافروں کا بھی رب ہے۔

حکایت نمبر 8

حکایت اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمی گفت: یا بنی انك مسئول یوم القیامة ماذا اکتسبت ولا یقال بمن انتسبت؟ یعین ترا خواہند پرسیدن کہ عملت چیست؟ نگویند کہ پدرت کیست؟

جامہ کعبہ را، کہ می بوسند | او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزی نشست روزی چند | لا جرم ہمچو گرامی شد

مشکل الفاظ کے معنی: را دیدم: دیکھنا۔ پسر: لڑکا۔ اعرابی: بدو۔ ہمی گفت: کہہ رہا تھا۔ خواہند: پوچھنا۔ ہنرت چیست: ہنر کیا ہے۔ پدرت کیست: باپ کون ہے۔ جامہ کعبہ: کعبہ کا غلاف۔ می بوسند: بوسہ دینا۔ کرم پیلہ: ریشم کا کیڑا۔ باعزیزے: ایک نیک دوست۔ لاجرم: لامحالہ۔ گرامی شد: باعزت ہو جانا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک بدو کو دیکھا کہ اپنے لڑکے سے کہہ رہا تھا کہ اے بیٹے! تجھ سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تو نے کیا کیا۔ یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرا نسب کیا ہے یعنی تجھ سے پوچھیں گے تیرا ہنر کیا ہے اور نہ کہیں گے کہ تیرا باپ کون ہے۔

قطعہ: کعبہ کے غلاف کو لوگ بوسہ دیتے ہیں وہ ریشم کے کیڑے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا ہے۔ چند دن ایک عزت والے (حضور ﷺ) کے ساتھ رہا اور لامحالہ اس کی طرح باعزت ہو گیا۔

نتیجہ حکایت: قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال و افعال کے بارے میں پوچھا جائے گا یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرا باپ کون ہے تو باجوہ ہے یا گورائیہ؟ ماہو یا وڑائچ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس پیدا کرنے والے سے دل لگایا جائے جس نے اس دنیا کو تخلیق کیا اور سب کچھ اسی کے کنٹرول میں ہے باعزت رہنے کے لئے حضور ﷺ کی ذات کے عکس جمال سے نسبت پیدا کرنی چاہئے۔ مبادا قیامت کے دن ذلت و خوار کو دیکھنا پڑے۔

حکایت نمبر 9

حکایت در تصانیف حکما آوردہ اند کہ 'کژدم را ولادت معہود نیست' چنانکہ دیگر حیوانات را' بلکہ احشای مادر را بخورند و شکمش را بدرند و راہ صحرا گیرند و آن پوستہا کہ در خانہ کژدم بینند اثر آنست۔ باری این نکتہ پیش بزرگی ہمی گفتم۔ گفت: دل من برصدق این سخن گواہی میدہد و جز چنین نتوان بودن در حالت خردی با مادر خویش این معاملت کردہ اند' لا جرم در بزرگی چنین مقبل اند و محبوب۔

پسری را پدر وصیت کرد | کای جوان بخت' یاد گیر این پند
ہرکہ با اصل خود وفا نکند | نشود دوست روی و دولت مند

Scanned with CamScanner

کژدم را گفتند: چر بزمستان بیرون نیائی؟ گفت بتابستان چہ حرمت دارم کہ بزمستان نیز بیایم؟

مشکل الفاظ کے معنی: تصانیف حکماء: عقلمندوں کی کتابیں۔ آوردہ: بیان کیا گیا ہے۔ کژدم: بچھو۔ ولادت معہود: پیدائش کا مقررہ طریقہ پر نہ ہونا۔ دیگر حیوانات: دوسرے جانور۔ احشائے مادر را بخورند: ماں کے اندرونی حصے کھا جاتے ہیں۔ شکمش را بدرند: پیٹ کا پھاڑ دینا۔ صحرا گیرند: بیاباں کا راستہ لینا۔ در خانہ کژدم: بچھو کے سوراخ میں۔ این نکتہ: یہ نکتہ۔ پیش بزرگے: ایک بزرگ کے سامنے۔ بر صدق: سچے ہونے پر۔ این سخن گواہی دہد: اس بات پہ میں گواہی دیتا ہوں۔ جز: علاوہ۔ حالت خردی: بچپنے کی حالت۔ لاجرم: لامحالہ۔ محبوب اند: محبوب ہیں۔ پسرے: لڑکے۔ پدر وصیت کرد: باپ کا وصیت کرنا۔ یاد گیر این پند: اس نصیحت کو یاد رکھ۔ وفا نہ کند: وفا نہ کرنا۔ با اہل خون: اپنوں کے ساتھ۔ روئے دانشمند: عقلمندوں کی نظر میں۔ بزمستان بدر نئی: جاڑوں میں باہر نہ نکلنا۔ بتابستانم: گرمیوں میں۔ چہ حرمت ست: کون سی عزت ہوتی ہے۔

حکایت کا ترجمہ: حکماء کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ بچھو کی پیدائش اس مقررہ طریقہ پر نہیں ہے جیسے دوسرے جانوروں کی ہے۔ وہ اپنی ماں کے اندرونی حصے کو کھا جاتے ہیں اور اس کا پیٹ پھاڑ دیتے ہیں اور پھر جنگل کی راہ لیتے ہیں۔ بچھو کے سوراخ میں جو کھالیں دیکھتے ہیں' یہ اسی سبب سے ہے۔ ایک مرتبہ میں نے یہ نکتہ ایک بزرگ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے کہا اس بات کے سچے ہونے پر میرا دل گواہی دیتا ہے اور اس کے سوا ہونا بھی چاہئے۔ بچپنے میں ماں باپ کے ساتھ یہ معاملہ خود کرتے ہیں۔ اس لئے بڑے ہونے پر اتنا مقبول ہیں کہ لوگ انہیں گلے ہاتھوں لیتے ہیں۔

قطعہ: ایک باپ اپنے بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ اے جواں مرد میری یہ نصیحت یاد رکھنا جو اپنوں سے وفا نہیں کرتا وہ عقلمندوں کی نظر میں دوست نہیں ہوتا۔

نتیجہ حکایت: جو لوگ اپنے دوست احباب عزیز و اقارب سے وفا نہیں کرتے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنا کار بیکاراں ہے' بقول شاعر ؎

باوفا وہ ہیں جو رکھتے ہیں وفاؤں کا بھرم
یوں تو مل جائیں گے الفت کے تماشائی بہت

حکایت نمبر 10

حکایت فقیرہ درویشی حاملہ بود و مدت حمل بسر آوردہ' و مرین درویش را ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود' گفت: اگر خدای عزوجل مرا پسری دہد جزین خرقہ کہ پوشیدہ دارم ہرچہ ملک منست ایثار درویشان کنم۔ اتفاقا پسر آورد و سفرہ درویشان بموجب شرط بنہاد۔ پس از چند سالی کہ از سفر شام باز آمدم بمحلت آن دوست برگذشتم و از چگونگی حالش خبر پرسیدم۔ گفتند: بزندان شحنہ دارست' سبب پرسیدم۔ گفتند: پسرش خمر خوردہ است و عربدہ کردہ و خون کسی ریختہ و خود از میان گریختہ پدر را بعلت او سلسلہ درنای است و بند گران برپای۔ گفتم: این بلا را بحاجت از خدا خواستہ است۔

زنان باردار' ای مرد ہشیار اگر وقت تحمل مار زایند
ازان بہتر بنزدیک خردمند کہ فرزندان ناہموار زایند

مشکل الفاظ کے معنی: زن درویشے: ایک درویش کی بیوی۔ حاملہ بود: حمل سے تھی۔ ہمہ عمر: تمام عمر۔ مرا پسرے: میرا بیٹا۔ بخشد: عنایت کر دینا۔ خرقہ: گدڑی۔ در ملک من: میری ملکیت میں۔ ایثار درویشاں: فقیروں پر قربان کر دینا۔ اتفاقا پسر آورد: اچانک بیٹا کا پیدا ہو جانا۔ سفرۂ درویشاں: درویشوں کا دستر خوان۔ بموجب شرط: شرط کے مطابق۔ سفر شام: شام کا سفر۔ باز آمدم: واپس لوٹنا۔ محلت آں دوست: دوستوں کا محلہ۔ حالش خبر پرسیدم: حال کی کیفیت کی خبر دریافت کی۔ شحنہ: کوتوال۔

Scanned with CamScanner

سبب چیست: کیا سبب ہے۔ خمر خوردہ: شراب پی۔ بعلت وے: اسی سبب سے۔ درنائے: طوق۔ بند گراں: بھاری بیڑی۔ زنان بار دارے: حاملہ عورتیں۔ وقت ولادت: پیدائش کا وقت۔ ولادت مار زایند: سانپ کو جنم دینا۔ ازاں بہتر: اس سے بہتر ہے۔ نزدیک خردمند: عقلمندوں کے نزدیک۔ فرزنداں ناہموار: نالائق لڑکے۔ زایند: جنم دینا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک فقیر کی بیوی حاملہ تھی اور حمل کا زمانہ قریب آ گیا تھا اور فقیر کے ہاں تمام عمر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا عنایت کر دیا تو اس گڈری کے علاوہ جو میں نے پہن رکھی ہے اور جو کچھ میری ملکیت میں ہے۔ فقیروں پر قربان کر دوں گا۔ اتفاقاً لڑکا پیدا ہوا اس نے شرط کے مطابق فقیروں کی دعوت کی چند سال بعد میں شام کے سفر سے واپس لوٹا اس دوست کے محلہ سے گزرا اور اس کے حال کی کیفیت کی خبر دریافت کی لوگوں نے بتایا کوتوال کی قید میں ہے۔ میں نے کہا کیا سبب ہے لوگوں نے کہا اس کے لڑکے نے شراب پی کر دنگا فساد کیا اور کسی کو قتل کر ڈالا اور شہر سے بھاگ گیا۔ اس کے سبب سے باپ کے گلے میں طوق اور پیروں میں بھاری بیڑی پڑی ہے۔ میں نے کہا اس بلا کو تو اس نے دعاؤں اور منتوں مرادوں سے پایا تھا۔

قطعہ: اے جواں مرد، اہل عقل کے نزدیک ایک نااہل بچے کو جنم دینے کی بجائے سانپ کو جنم دینا بدرجہا بہتر ہے۔

نتیجہ حکایت: نالائق اور نااہل اولاد کی تمنا خدا سے نہ کرنی چاہئے۔ اس سے ہر وقت نیک اور تابعدار اولاد کی خواہش و امنگ دامن پھیلا کر کرنی چاہئے تاکہ اولاد بڑھاپے میں سہارا بنے نہ کہ مصیبتوں پریشانیوں کو بڑھا دے۔ جس اولاد کے لئے انسان اپنے کردار و عمل کو داغ دار کر لیتا ہے۔ وہی اولاد والدین کی عزت و ناموس کا پاس نہیں کرتی۔

حکایت نمبر 11

حکایت طفل بودم کہ بزرگی را پرسیدم از بلوغ۔ گفت: در مسطور آمدہ است کہ، سہ نشان دارد، یکی پانزدہ سالگی و دیگری احتلام و سیم بر آمدن موی پیش، اما در حقیقت یک نشان دارد و بس: آنکہ در بند رضای حق جل و علا بیش از آن باشی کہ در بند حظ نفس خویش، و ہر آنکہ درو این صفت موجود نیست بزند محققان بالغ شمارندش:

بصورت آدمی شد قطرہ آب ۔۔۔ کہ چل روزش قرار اندر رحم ماند
وگر چل سالہ را عقل و ادب نیست ۔۔۔ بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند

○

جوانمردی و لطف است آدمیت ۔۔۔ ہمیں نقش ہیولائی مپندار
ہنر باید کہ صورت میتوان کرد ۔۔۔ بایوانہا در از شنگرف و زنگار
چو انسان را نباشد فضل و احسان ۔۔۔ چہ فرق از آدمی تا نقش دیوار؟
بدست آوردن دنیا ہنر نیست ۔۔۔ یکی را، گر توانی دل بدست آر

مشکل الفاظ کے معنی: طفل بودم: میں بچہ تھا۔ بزرگے: ایک بزرگ۔ پرسیدم: پوچھا۔ بلوغ: جوان ہونا۔ در کتب مسطور ست: کتابوں میں لکھا ہے۔ سہ نشان: تین علامتیں۔ یکے: ایک۔ پانزدہ سالی: پندرہ سال کی عمر۔ احتلام: نہانے کی حاجت ہونا۔ برآمدن موئے زہارا ما: ناف کے نیچے بالوں کا نکل آنا۔ رضائے خدائے: خدا کی رضا۔ در بند حظ نفس خویش: اپنے نفس کی خواہش میں قید۔ صفتہا: خوبیاں۔ موجود نیست: نہیں ہے۔ محققاں: تحقیق کرنے والے۔ قطرۂ آب: پانی کا قطرہ۔ بصورت آدمی شد: آدمی کی صورت بن گیا۔ چل روزش: چالیس دن۔ چل سالہ: چالیس سال۔ نقش ہیولائی: جسمانی نقش و نگار۔ ہنر باید: ہنر چاہئے۔ فضل و احسان: احسان اور بزرگی۔ چہ فرق: کیا امتیاز ہے۔ از آدمی تا نقش دیوار: آدمی اور دیوار کی تصویر۔ بدست

آوردن دنیا: دنیا کمانا۔ ہنر نیست: ہنر نہیں ہے۔

حکایت کا ترجمہ: میں بچہ تھا کہ میں نے ایک بزرگ سے بالغ ہونے کی بابت پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کی تین علامتیں ہیں۔ ایک پندرہ سال کی عمر' دوسرے سوتے میں احتلام کا ہو جانا اور ناف میں سے بالوں کا نکل آنا لیکن حقیقت میں ایک علامت یہ ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات کے بجائے خدائے بزرگ و برتر کی رضا میں پہلے کی نسبت زیادہ کھو جائے جو اس صفت سے عاری ہے۔ اہل تحقیق اس کو بالغ نہیں گنتے۔

قطعہ: پانی کا قطرہ چالیس دن تک رحم میں رہا اور آدمی کی صورت اختیار کر گیا اگر چالیس سال گزرنے کے بعد آدمی عقل و ادب نہ رکھتا ہو تو حقیقت میں اس کو آدمی نہ کہنا چاہئے۔

قطعہ: آدمیت' جوانمردی اور مہربانی کا نام ہے۔ فقط جسمانی نقش و نگار کو آدمی نہ سمجھو۔ آدمی کو ہنر و خوبی چاہئے ورنہ شنگرف اور زنگار سے تصویریں محلوں میں بنائی جا سکتی ہیں۔ علم و ہنر اور فضل و احسان سے خالی انسان صرف سرخ و سفید مٹی کی مورت ہے وہ آدمی نہیں۔ دنیا کے آسائشوں کو پالینا کوئی خوبی نہیں ہو سکے تو کسی کے دل کو مسخر کرے۔

نتیجہ حکایت: جسمانی بلوغت کے بعد انسان کی خواہشات میں تبدیلی کا آجانا ایک فطری امر ہے لیکن سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے خدائے قدیر کی حمد و ثنا میں پہلے سے زیادہ محو ہو جائے۔ بجائے اس کے کہ وہ دنیاوی مال و دولت کو پانے کی جستجو میں لگا رہے اور پھر بلاوا آجائے کہ آجاؤ! زندگی کے دن ختم ہوئے۔

حکایت نمبر 12

حکایت سالی نزاعی در پیادگان حجاج افتادہ بود وداعی ہم در آن سفر پیادہ۔ انصاف در سر و روی ہم فتادیم و داد فسوق و جدال بدادیم۔ کجاوہ نشینی را شنیدم کہ باعدیل خود میگفت: یا للعجب! پیادہ عاج چو عرصہ شطرنج بسر میرد فرزین میشود یعنی بہ از آن گردد کہ بود و پیادگان حاج بادیہ بسر بردند و بتر شدند۔

از من بگوئی حاجی مردم گزای را — کو پوستین خلق باآزار می درد
حاجی تو نیستی' شتر است از برای آنک — بیچارہ خار میخورد و بار میبرد

مشکل الفاظ کے معنی: نزاع: جھگڑا ہو گیا۔ میان پیادگان: پیدل چلنے والوں کے درمیان۔ وداعی: دعاگو۔ ہم افتادیم: خوب لڑے۔ فسوق و جدال دادیم: گالی گلوچ اور لڑائی کی۔ کجاوہ: اونٹ کی کوہان پر ایک قسم کی عماری جس میں لوگ سوار ہوتے ہیں۔ عدیل: خوشی۔ پیادۂ عاج عرصہ: ہاتھی دانت کا بنا ہوا پیادہ۔ شطرنج: ایک قسم کا کھیل۔ ازاں میشود: اس سے بہتر ہو جانا۔ پیادگان حاج: پیادہ حاجی یعنی پیدل چلنے والا حاجی۔ بادیہ را بسر بردند: پورا جنگل طے کر لیا۔ بتر شدند: بدتر ہو گئے۔ حاجئے مردم گزائے: آدمیوں کو تکلیف دینے والا حاجی۔ حاجی تو نیستی: تو حاجی نہیں ہے۔ شتر ست: اونٹ ہے۔ بیچارہ خار می خورد: بیچارہ کانٹے کھاتا ہے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک سال پیدل حج کو جانے والوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور یہ دعاگو بھی اس سفر میں پیدل ان کا ساتھی تھا۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے خوب لڑے' گالی گلوچ اور لڑائی کی ہم نے حد کر دی۔ میں نے ایک شتر سوار کو دیکھا جو اپنے ایک دوست سے کہہ رہا تھا کہ بڑی حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا پیادہ جب شطرنج کی بازی میں بساط کو طے کر لیتا ہے تو پھر وزیر بن جاتا ہے یعنی اپنی پہلی حالت سے بہتر ہو جاتا ہے مگر یہ حج کرنے والے پیادے پورا جنگل طے کرنے کے بعد بھی پہلے سے بدتر ہو گئے۔

قطعہ: میری طرف سے انسانوں کو تنگ والے حاجی سے کہہ دو کہ جو لوگوں کو ستاتا ہے وہ حاجی نہیں ہے۔ حاجی تو وہ اونٹ

ہے جو بے چارہ کانٹے چباتا ہے اور بوجھ اٹھا کر صابر و شاکر رہتا ہے۔
نتیجہ حکایت: اسلام کے ارکان کو پورا کرنا دراصل مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔ صاحب استطاعت حج کرتے ہیں اور اللہ کے گھر میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ تائب کرتے ہیں اگر حج کر کے بھی لوگوں کو ستانے کا عمل جاری ہے تو وہ حاجی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ حج کی سعادت حاصل کر کے انسان پہلے سے زیادہ متقی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

حکایت نمبر13

حکایت ہندوی نفت اندازی ہمی آموخت۔ حکیمی گفت: ترا کہ خانہ نئین است بازی نہ این است:

تا ندانی کہ سخن عین صوابست' مگوی و آنچہ دانی کہ نہ نیکوش جوابست' مگوی

مشکل الفاظ کے معنی: نفت اندازی: آتشیں اسلحہ کا کام۔ ہندوے: ایک ہندو۔ آموخت: سیکھنا۔ حکیمے: عقلمند۔ بازی نہ اینست: کھیل مناسب نہیں۔ تا نہ دانی: جب تک تو جان نہ لے۔ سخن عین صوابست: بات بالکل ٹھیک ہے۔ جوابست مگو: جواب اچھا نہ ملے۔

حکایت کا ترجمہ: ایک ہندو آتش گیر مادے کا استعمال سیکھ رہا تھا۔ ایک عقل مند نے اس سے کہا کہ تیرا گھر بانسوں کا بنا ہوا ہے۔ تم آگ سے کھیلنا کیوں سیکھ رہے ہو؟

بیت: جب تک تو یہ جان نہ لے کہ بات بالکل درست ہے۔ اسے زبان پر مت لا اور جس سوال کا جواب ملنے کی توقع نہ ہو کبھی نہ پوچھو۔

نتیجہ حکایت: کہا جاتا ہے منہ سے نکلی ہوئی بات پرائی ہوتی ہے۔ یوں وہ ہمارے دشمن سے جا ملتی ہے اگر اس میں اچھائی کا پہلو ہو اتب بھی لوگ اس پر قدغن لگائیں گے لہٰذا سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ پھر جس طرح بعض اوقات اپنے کئے پر شرمندہ ہوتا ہے' کہے پر بھی شرمندہ ہو۔ غور فکر کرنے کے بعد سوال و جواب کے محفل میں شامل ہونا عقل مندی کی دلیل ہے۔

حکایت نمبر14

حکایت مردکی را چشم درد خاست' پیش بیطار رفت کہ' دوا کن' بیطار از آنچہ در چشم چارپایان میکنند در دیدہ او کشید و کورشد' حکومت بداور بردند۔ گفت: بروہیچ تاوان نیست' اگر این خر نبودی پیش بیطار نرفتی مقصود ازین سخن آنست تا بدانی کہ ہر آنکہ ناآزمودہ را کار بزرگ فرماید' بذانکہ ندامت برد بہ نزدیک خردمندان بخفت رای منسوب گردد:

ندہد ہوشمند روشن رای بفرو مایہ کارہای خطیر
بوریا باف گرچہ بافندہ است نبرندش بکار گاہ حریر

مشکل الفاظ کے معنی: مردکے: بے وقوف۔ درد خاست: درد ہوا۔ چشم: آنکھ۔ پیش بیطارے رفت: مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس جانا۔ دواکند: علاج دریافت کرنا۔ بیطار: مویشیوں کا ڈاکٹر۔ چشم چہار پایاں: جانوروں کی آنکھ۔ کورشد: اندھا ہو گیا۔ ایں خر: یہ گدھا۔ تابدانی: تو جان لے۔ ناآزمودہ: ناتجربہ کار۔ خردمنداں: عقلمند۔ کارہائے خطیر: بڑے بڑے کام۔ بوریا باف: بوریا بنانے والا۔ گاہ حریر: ریشم کا کارخانہ۔

حکایت کا ترجمہ: ایک بے وقوف کی آنکھ میں درد ہوا وہ مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا تاکہ وہ اس کا علاج کر دے۔ ڈاکٹر

Scanned with CamScanner

نے وہی دوا دی جو وہ جانوروں کی آنکھ میں ڈالتا تھا۔ اس کی آنکھ میں ڈال دی۔ جس سے وہ اندھا ہو گیا' پھر وہ جھگڑا ایک حاکم کے پاس لے گئے۔ اس نے فیصلہ دیا کہ جاؤ کوئی جرمانہ نہیں ہے اگر یہ گدھا نہ ہوتا تو مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس نہ جاتا۔ اس بات کا مقصد یہ ہے کہ تو جان لے کہ جو کوئی ناتجربہ کار کو بڑے کام سپرد کر دیتا ہے۔ ندامت اٹھاتا ہے' عقل مندوں کے نزدیک وہ بے وقوف گردانا جائے گا۔

قطعہ: کوئی سمجھ دار اور عقل مند کسی کمینے کے ہاتھ بڑے بڑے کام سپرد نہیں کرتا اگرچہ چٹائی بنانے والا بافندہ ہے بھلا اسے ریشم کے کارخانے میں کون لے جائے گا۔

نتیجہ حکایت: دنیا کے کام چلانے کی غرض سے انسانوں نے خود کو کسی خاص کام کے حوالے سے مخصوص کر لیا ہے۔ یوں کوئی ڈاکٹر ہے کوئی استاد اور کوئی موچی ہے۔ جس کا جو کام ہے۔ اسی کو وہ ساجھے یعنی اچھا لگتا ہے۔ اگر موچی ہے تو کیسے انسان کا اپریشن کر سکتا ہے اگر ایسا ہوا تو وہ چمڑے کی طرح انسان کی کھال بھی ادھیڑ دے گا۔ کسی کمینے سے کوئی بڑا کام کیسے لیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ کم ظرف ہوتا ہے۔

حکایت نمبر 15

حکایت یکی را از بزرگان آئمہ' پسری وفات یافت' پرسیدند کہ' بر صندوق گورش چہ نویسم؟ گفت' آیات کتاب مجید را عزت و شرف بیش از آنست کہ روا باشد برچنیں جایہا نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و خلائق برو گذرند و سگان بروشاشند' اگر بضرورت چیزی ہمی نویسند این دو بیت کفایت است:

وہ! کہ ہر گاہ کہ سبزہ در بستان	بدمیدی چہ خوش شدی دل من
بگذر' ای دوست' تا بوقت بہار	سبزہ بینی دمیدہ بر گل من

مشکل الفاظ کے معنی: بزرگان آئمہ: بزرگ امام۔ پسرے وفات: لڑکا فوت ہو گیا۔ پرسید: پوچھا۔ صندوق گورش: قبر کا تعویذ۔ چہ نویسم: کیا لکھ دیں۔ گفت: کہا۔ آیات کتاب مجید: قرآن مجید کی آیات۔ جایگاہ نوشتن: ایسی جگہ لکھا جائے۔ خلائق: مخلوق۔ سگان: کتے۔ بیت: شعر۔ سبزہ دربستان: سبزہ باغ میں اگتا ہے۔ چہ خوش: کس قدر خوش۔ دل من: میرا دل۔ بگذر اے دوست: اے دوست گزر جا۔ تا بوقت بہار: بہار کے موسم میں۔ سبزہ بینی: سبزہ دیکھنا۔

حکایت کا ترجمہ: بزرگ اماموں میں سے ایک امام کا لڑکا مر گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی خبر کے تعویذ پر ہم کیا لکھ دیں۔ اس نے کہا قرآن مجید کی آیتوں کی تو عزت اس سے زیادہ ہے۔ احترام کا تقاضا ہے ان کو ایسی جگہ پر نہ لکھا جائے۔ جہاں ایک زمانے کے بعد وہ گھس جائیں۔ مخلوق بھی اس جگہ پر چلے اور کتے بھی پیشاب کریں اگر ضروری لکھنا ہے تو یہی شعر کافی ہے۔

قطعہ: واہ واہ! جب سبزہ باغ میں اگتا ہے تو میرا دل کس قدر خوش ہوتا ہے۔ اے دوست موسم بہار میں میرے مزار پر آ اور سبزہ اگا ہوا دیکھ۔

نتیجہ حکایت: قرآن پاک کی آیات کی عزت و تکریم کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری تو خدا نے خود اٹھا رکھی ہے۔ ان آیات میں پیغام ربانی ہے لہٰذا ان کو کسی ایسی جگہ نہ لکھا جائے جہاں سے ان کے مٹنے کا اندیشہ ہو یا ان کی تکریم کی حفاظت کا مناسب بندوبست نہ ہو۔ ضروری ہے کہ قبر پر ان آیات کو لکھا نہ جائے کیونکہ قبرستان میں جانوروں کا آنا جانا دیکھنے میں آتا رہتا ہے۔ بعض اوقات کتے قبر کے تعویذ پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے اس حکایت کے ذریعے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اے مسلمانو! یونہی قرآن کی بے حرمتی کا سبب نہ پیدا کیا کرو۔

Scanned with CamScanner

حکایت نمبر 16

حکایت پارسای بر یکی از خداوندان نعمت گذر کرد کہ بندہ را دست و پای استوار بستہ عقوبت میکرد، گفت: ای پسر، ہمچو تو مخلوقی را خدای عزوجل، اسیر حکم تو گردانیدہ است و ترا بروی فضیلت دادہ، شکر نعمت باری تعالی بجای آر و چندین جفا بروی مپسند۔ نباید کہ فردای قیامت بہ از تو باشد و شرمساری بری:

بر بندہ مگیر خشم بسیار جورش مکن و دلش میازار
او را تو بدہ درم خریدی آخر نہ بقدرت آفریدی؟
این حکم و غرور و خشم تا چند؟ ہست از تو بزرگتر خداوند
ای خواجہ ارسلان و آقوش فرماندہ خود مکن فراموش

در خبراست از سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گفت: بزرگترین حسرتی روز قیامت آن بود کہ بندہ صالح را بہ بہشت برند و خواجہ فاسق او را بدوزخ۔

بر غلامی، کہ طوع خدمت تست خشم بیحد مران وطیرہ مگیر
کہ فضیحت بود بروز شمار بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر

مشکل الفاظ کے معنی: پارسائے: نیک آدمی۔ یکے: ایک۔ خداوندان نعمت: مالدار آدمی۔ بندہ: غلام۔ دست و پائے بستہ: ہاتھ پیر باندھ کر۔ عقوبت: سزا۔ گفت: کہا۔ اے پسر: بیٹا۔ مخلوقے: مخلوق۔ اسیر حکم: حکم کا پابند۔ فضیلت: بڑائی۔ شکر نعمت باری تعالیٰ بجا: اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا۔ چندیں جفا: اس قدر ظلم۔ فردائے قیامت: کل قیامت۔ مگیر خشم بسیار: بہت زیادہ غصہ نہ کر۔ دلش میازار: دل نہ ستا۔ جورش: ظلم۔ آفریدی: پیدا کرنا۔ ایں حکم: یہ حکم۔ خشم: غصہ۔ ہست: تجھ سے۔ بزرگ تر خداوند: زیادہ بڑا خدا ہے۔ فرمان دہ: حاکم۔ بزرگ ترین حسرت: سب سے بڑی حسرت۔ روز قیامت: قیامت کا دن۔ بندۂ صالح: نیک آدمی۔ فاسق: بدکار۔ طوع خدمت تست: خدمت کا تابعدار۔ خشم: بے حد غصہ۔ بروز شمار: قیام کے دن۔ بندہ آزاد: آزاد آدمی۔ خواجہ در زنجیر: آقا زنجیر میں جکڑا ہو گا۔

حکایت کا ترجمہ: ایک مال دار آدمی اپنے نوکر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کو مار رہا تھا کہ ایک نیک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا جو اس نے کہا۔ اے بیٹا خدا نے ایک تمہارے جیسے انسان کو تیرا فرمانبردار نوکر بنا دیا اور تجھے اس پر فضیلت دی ہے۔ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کر اور یوں ظلم اس پر روا نہ رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن وہ تجھ سے بہتر حالت میں ہو اور تو شرمندہ ہو۔

مثنوی: غلام پر بہت زیادہ غصہ نہ کر اس پر ظلم نہ کر اور اس کا دل نہ ستا۔ اس کو تو نے دس درم میں خریدا ہے۔ آخر قدرت سے تو نہیں پیدا کیا۔ یہ حکم چلانا، گھمنڈ اور غصہ کب تک کرو گے۔ تم سے بڑا کر ذات خداوندی ہے جو سب سے بڑا ہے۔ اے ارسلان اور آغوش کے آقا اپنے حاکم کو نہ بھول۔

ترجمہ: سید عالم ﷺ کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑی حسرت قیامت میں یہ ہو گی کہ نیک غلام کو جنت میں لے جائیں اور بدکار آقا کو دوزخ میں۔"

قطعہ: وہ غلام جو تیری خدمت کا تابعدار ہے۔ اس پر بے حد غصہ اور سختی نہ کر اس لئے کہ قیامت کے دن شرمندگی ہو گی جب غلام آزاد ہو گا اور آقا زنجیر میں جکڑا ہو گا۔

نتیجہ حکایت: تمام بنی نوع انسان اگرچہ ایک ہی صفت انسانی میں پیدا کئے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات کچھ غلام بن جاتے

ہیں اور کچھ آقا' آقا کو چاہئے کہ وہ اپنے غلام سے نہایت عمدہ سلوک روا رکھے تاکہ قیامت کے دن اس کی بخشش کا ذریعہ بن سکے۔ جو آدمی خود اپنے لئے پسند کرے وہی غلام کے لئے پسند کرے۔

حکایت نمبر 17

حکایت سالی از بلخ باشامیانم سفر بود راه از حرامیان پر خطر جوانی بدرقہ ہمراہ ماشد' سپرباز' چرخ انداز' سلحشور' بیش زور' کہ بدہ مرد توانا کمان او زہ کردندی و زور آوران روی زمین پشت او بر زمین نیاوردندی' ولیکن متنعم بود و سایہ پروردہ' نہ جہان دیدہ و سفر کردہ' رعد کوس دلاوران بگوشش نرسیدہ و برق شمشیر سواران ندیدہ۔

نیفتادہ بر دست دشمن اسیر بگردش نباریدہ باران تر

اتفاقاً من و این جوان ہردو در پی ہم روان' ہر آن دیوار قدیمش کہ پیش آمدی بقوت بازو بیفگندی' و ہر درخت عظیم کہ دیدی بزور سرپنجہ برکندی و تفاخر کنان گفتی:

پیل کو؟ تا کتف و بازوی گردان بیند شیر کو؟ تا کف و سر پنجہ مردان بیند

ما' درین حالت کہ دو ہندو از پس سنگی سر بر آوردند و آہنگ قتال ما کردند۔ بدست یکی چوبی و در بغل آن دیگر کلوخ کوبی۔ جوان را گفتم: چہ پائی؟

بیار آنچہ داری ز مردی و زور کہ دشمن بپای خود آمد بگور

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخوان۔

نہ ہر کہ موی شگافد بتیر جوشن خای بروز حملہ جنگ آوران بدارد پای

چارہ جز آن ندیدیم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جان سلامت بیاوردیم۔

بکار ہای گران مرد کار دیدہ فرست کہ شیر شرزہ در آرد بزیر خم کمند

جوان اگرچہ قوی یال و پیلتن باشد بجنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند

نبرد پیش مصاف آزمودہ معلومست چنانکہ مسئلہ شرع پیش دانشمند

مشکل الفاظ کے معنی: سالے: ایک سال۔ بلخ: ترکستان کے ایک شہر کا نام۔ بامیان: ایک شہر کا نام جو بلخ اور غزنین کے درمیان واقع ہے۔ حرامیاں: ڈاکو۔ پُرخطر: خطرناک۔ جوانے: ایک جوان۔ بدرقہ ہمراہ: راہنما ساتھ تھا۔ چرخ انداز: تیر انداز۔ سلحشور: ہتھیار پوش۔ بیش زور: طاقت والا۔ دہ مرد توانا: دس مردوں جیسا طاقتور۔ زور آوران: پہلوان۔ روئے زمین: پوری دنیا۔ مصارعت: کشتی۔ پشت: کمر۔ برزمین: زمین پر۔ دانی: تو جانتا ہے۔ متنعم: ناز پروردہ۔ سایہ پروردہ: سایہ میں پلا ہوا۔ جہاندیدہ: جس نے زمانہ دیکھا ہو۔ رعد کوس دلاوراں: بہادروں کے نقارے کی کڑک۔ بگوشش نرسیدہ: کانوں میں نہ پڑنا۔ برق شمشیر: تلوار کی چمک۔ دست دشمن: دشمن کا ہاتھ۔ باران تیر: تیروں کی بارش۔ ایں جوان ہردو: یہ دو جوان۔ درپے: مخالف۔ تفاخر: فخر کرنا۔ دیوار قدیمش: پرانی دیوار۔ بقوت بازو: بازو کی قوت۔ پیل: ہاتھی۔ کتف و بازوئے گرداں: پہلوانوں کے ڈنڈ اور بازو۔ پنجہ مرداں: مردوں کے ہاتھ۔ بیند: دیکھا۔ مادریں حالت: اسی حالت میں۔ دو ہندو: دو ڈاکو۔ پس سنگے: ایک پتھر کے پیچھے۔ آہنگ قتال ما: باہم جنگ کرنے کا ارادہ رکھنا۔ چوبے: لکڑی۔ در بغل دیگر کلوخ: دوسرے کے ہاتھ میں موگری۔ چہ پائی: کیا دیر ہے۔ دشمن آمد: دشمن آگیا۔ گور: قبر۔ دست جوان: جوان کا ہاتھ۔ لرزہ بر استخوان: ہڈیوں پر کپکپی۔ بروز حملہ جنگ: جنگ کے حملہ کے وقت۔ چارہ جز آں: اس کے سوا۔ ندیدم: نہ دیکھا ہے۔ جامہ رہا کردیم: کپڑے چھوڑ دیئے۔ جاں بہ سلامت بدر: جان

بجالائے۔ بکار ہائے گراں: بڑے کام۔ مرد کار دیدہ: تجربہ کار۔ شیر شرزہ: غضبناک شیر۔ قوی ہال: مضبوط گردن۔ ہاول: خوف۔

حکایت کا ترجمہ: ایک سال میں نے بلخ سے بامیان کا سفر کیا تھا' راستہ ڈاکوؤں کی وجہ سے بڑا خطرناک تھا' رہبری کے لئے ایک جوان ہمارے ساتھ ہوا۔ نیزہ باز' تیر انداز' ہتھیار پوش' بہت طاقت والا کہ دس قوی آدمی اس کی کمان پر چلہ نہ چڑھا سکتے تھے اور دنیا کے پہلوان کشتی میں اس کی کمر زمین پر نہ لگا سکتے تھے لیکن جیسا کہ تو جانتا ہے ناز پروردہ تھا اور سایہ میں پلا ہوا تھا نہ زمانے کو دیکھا تھا اور نہ سفر کئے ہوئے تھا۔ بہادروں کے نقارے کی کڑک اس کے کان میں نہ پڑی تھی اور سواروں کی تلوار کی چمک کو نہ دیکھا تھا۔

شعر: دشمن کے ہاتھوں کبھی قیدی نہ بنا تھا اور نہ ہی اس پر چاروں طرف تیروں کی بارش ہوئی تھی۔

ترجمہ: اتفاقاً میں اور وہ آگے پیچھے دوڑ رہے تھے جو پرانی دیوار سامنے آتی' قوت بازو سے گرا دیتا اور جو بڑا درخت دیکھتا بیچ کی طاقت سے اکھاڑ دیتا اور فخر کرتے ہوئے کہتا۔

بیت: ہاتھی کہاں ہے۔ کہ پہلوانوں کے ڈنڈ اور بازو دیکھے۔ شیر کہاں ہے جو کہ مردوں کے ہاتھ اور پنجے دیکھے۔

ترجمہ نثر: ہم اسی حالت میں تھے کہ دو ڈاکوؤں نے ایک پتھر کے پیچھے سے سر ابھارا اور ہم سے جنگ کا ارادہ کیا۔ ایک کے ہاتھ میں لکڑی اور دوسرے کے ہاتھ میں موگری میں نے جوان سے کہا کیا دیر ہے۔ دشمن آن پہنچا ہے۔

بیت: جو مردانگی اور طاقت رکھتا ہے اسے دکھا کیونکہ دشمن اپنے پیروں چل کر قبر تک آیا ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے دیکھا کہ جوان کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑا اور سارے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔

فرد: زرہ کو توڑ دینے والے تیر سے جو شخص بال چیر دے یہ ضروری نہیں کہ بہادروں کے حملہ کے وقت بھی ٹھہر سکے۔

ترجمہ نثر: اس کے سوا میں نے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ سامان' ہتھیار اور کپڑے چھوڑ دیئے جائیں اور جان بچائی جائے۔

قطعہ: بڑے کاموں کے لئے تجربہ کار کو بھیج۔ جو غضبناک شیر کو بھی کمند کے حلقہ میں پھانس لے جوان اگرچہ قوی گردن اور ہاتھی کا سا بدن رکھتا ہے۔ دشمن سے لڑتے وقت خوف سے اس کے جوڑ ہل جاتے ہیں۔ لڑائی جنگ آزمودہ کی سمجھی ہوئی ہوتی ہے جیسا کہ کوئی شرعی مسئلہ عقل مند کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

نتیجہ حکایت: ناتجربہ کار خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو' وقت پڑنے پر دل چھوڑ دیتا ہے' گھبرا جاتا ہے۔ تجربہ کار خواہ کمزور ہی کیوں نہ ہو اپنی عقل مندی کو بروئے کار لا کر بڑے بڑے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دشمن سے لڑنے کے لئے جرأت و شجاعت کے ساتھ ساتھ بردباری اور حلم کی بھی ضرورت ہے۔ دشمن نرغے میں آ جائے تو بخشنا چاہئے اگر یہ ہوا تو وہ پھر تمہیں مار دے گا۔

حکایت نمبر 18

حکایت توانگر زادہ ای را دیدم' بر سر گور پدر نشستہ و با درویش بچہ ای مناظرہ در پیوستہ کہ' صندوق تربت سنگین است و کتابہ رنگین. و فرش رخام انداختہ و خشت پیروزہ در وبکار بردہ' بگور پدرت چہ؟ خشتی دو فراہم آوردہ و مشتی دو خاک بر آن پاشیدہ۔ درویش پسر این .شنید و گفت: تا پدرت زیر این سنگہای گران بر خود بجنبیدہ باشد پدر من بہ بہشت رسیدہ بود۔

خر، کہ کمتر نہند بروی بار — بی شک آسودہ تر کند رفتار

مرد درویش کہ بار ستم فاقہ کشید — بدر مرگ ہمانا کہ سبکبار آید

وانکہ در نعمت و آسائش و آسانی زیست مردنش زین ہمہ شک نیست کہ دشخوار آید
بہ ہمہ حال اسیری کہ ز بندی برہد سرخرو تر ز امیری کہ گرفتار آید

مشکل الفاظ کے معنی: توانگر زادہ: مالدار کا لڑکا۔ دیدم: دیکھا۔ سرگوریدر نشستہ: باپ کی قبر کے سرہانے بیٹھا تھا۔ مناظرہ: بحث کرتے۔ صندوق تربت پدر: باپ کی قبر کا تعویذ۔ کتابہ رنگین: رنگین کتبہ۔ خشت پیروزہ در: فیروزہ کی اینٹ جڑی ہیں۔ فرش رخام انداختہ: پتھر کا فرش بچھایئے۔ گور پدرت چہ ماند خشتے: باپ کی قبر کی کیا مشابہت اینٹوں سے۔ مشتے دو خاک: دو مٹھی خاک۔ سنگہائے گراں: بھاری پتھر۔ پدر من: میرا باپ۔ بہ بہشت سیدہ بود: جنت میں پہنچ چکا ہو گا۔ کمتر بار: تھوڑا وزن۔ آسودہ: آسان۔ خر: گدھا۔ بار ستم: ظلم کا بوجھ۔ در مرگ: موت کا دروازہ۔ در نعمت آسانی زیست: آسان کی نعمت میں جینا۔ ہمہ شک: بے شک۔ خوشتر: بہتر ہے۔ داں: سمجھنا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک مال دار کے لڑکے کو باپ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا اور فقیر کے لڑکے کے ساتھ بحث کرتے دیکھا کہ میرے باپ کی قبر کا تعویذ پتھر کا ہے اور رنگین کتبہ لگا ہے اور پتھر کا فرش بچھا ہے اور فیروزہ کی اینٹیں اس میں جڑی ہیں۔ تیرے باپ کی قبر کی کیا مشابہت دو اینٹیں جڑی ہوئی اور اس پر دو مٹھی خاک چھڑکی ہوئی ہے۔ فقیر کے لڑکے نے یہ سنا اور کہا جب تک تیرا باپ ان بھاری پتھروں کے نیچے سے ذرا ہلے گا۔ میرا باپ جنت میں پہنچ چکا ہو گا۔

فرد: جس گدھے پر بوجھ تھوڑا لادیں وہ یقیناً آرام سے چلے گا۔

قطعہ: جس فقیر انسان نے فاقہ کشی کے ظلم کا بوجھ اٹھایا یقیناً موت کے دروازے پر ہلکا پھلکا ہو جائے گا اور جو شخص دولت اور آسانی کی نعمت میں جیئے گا۔ بے شک! ان چیزوں کو چھوڑ کر مرنا اس کے لئے دوبھر ہو گا۔ جو قیدی قید سے چھٹکارا حاصل کرے۔ اس کو بہرحال قید ہوئے امیر سے بہتر سمجھو۔

نتیجہ حکایت: قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے اٹھ کر سیدھے خدا کی طرف دوڑیں گے۔ میدان حشر میں حساب کتاب کے دفتر کھل جائیں گے تو جن کو دنیا میں کچھ زیادہ نعمتیں نہ ملیں تھیں۔ ان کے حساب کتاب میں دیر کاہے کی وہ جلد سرخرو ہو جائیں گے اور جن کو دنیا میں مال و دولت سے نوازا ہو گا۔ ان سے ان کے اسراف اور خرچ کے بارے میں بازپرس ہو گی لہٰذا انسان کو دنیا میں گم ہونے کی بجائے آگے کا کچھ سامان پیدا کرنا چاہئے تاکہ اس زندگی کی بخشش کا ذریعہ کچھ آسان ہو سکے۔

حکایت نمبر 19

حکایت بزرگی را پرسیدم در معنی این حدیث کہ: اعدا عدوك نفسك التی بين جنبيك؟ گفت: بحکم آنکہ ہر آن دشمنی را کہ بادی احسان کنی دوست گردد مگر نفس را کہ چندانکہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادت کند۔

فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن وگر خورد چو بہائم بیوفتند چو جماد
مراد ہر کہ برآری مطیع امر تو گشت خلاف نفس کہ فرمان دہد چو یافت مراد

مشکل الفاظ کے معنی: بزرگے: بزرگ۔ پرسیدم: پوچھا۔ معنی ایں حدیث: حدیث کے معنی۔ ہر آن دشمنے: ہر لحہ دشمنی۔ احسان کنی: احسان کرے گا۔ دوست گرد: دوست بن جائے گا۔ بجز نفس: اپنے نفس کے علاوہ۔ مخالفت زیادہ کند: زیادہ مخالفت کرنا۔ فرشتہ خوی: فرشتے جیسی خصلت۔ کم خوردن: کم کھانا۔ بہائم: جانور۔ مطیع امر: تابعدار۔ خلاف نفس: نفس کے خلاف۔ فرمان: حکم۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک بزرگ سے اس حدیث کے معنی پوچھے: "تیرا سب سے بڑا دشمن وہ نفس ہے جو تیرے

پہلوؤں میں ہے۔" انہوں نے فرمایا اس لئے کہ جس دشمن کے ساتھ تو احسان کرے۔ وہ دوست بن جائے گا۔ بجز نفس کے اس کی جس قدر خاطر تواضع کرے گا وہ زیادہ مخالفت کرے گا۔

قطعہ: آدمی کم کھانے سے فرشتہ خصلت بن جاتا ہے اگر جانوروں کی طرح کھائے تو پتھر بنا پڑا رہے گا۔ جس کسی کی حاجت پوری کرو گے وہ تمہارا مطیع بن جائے گا مگر نفس کی حاجت پوری کرو تو یہ حکم چلائے گا۔

نتیجہ حکایت: نفس پرستی حقیقت میں ایک قسم کی عشوہ سازی ہے اور انسان پر جذبہ خود آگاہی غالب آ جائے تو رمز خدا شناسی سے آشنا ہو جائے گا۔ نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے لہٰذا اس کی مخالفت ہر گام پر کرنی چاہیے۔ اس کی جس قدر خدمت کی جائے یہ اور زیادہ جذبات کو بھڑکاتا ہے۔

حکایت نمبر 20

سعدی کا ایک مدعی سے امیری و غریبی کے سلسلہ میں مناظرہ

حکایت یکی در صورت درویشان نہ برصفت ایشان در محفلی دیدم نشستہ و شنعتی در پیوستہ و دفتر شکایتی باز کردہ و ذم توانگران آغاز، سخن بدینجا رسانیدہ کہ درویش را دست قدرت بستہ است و توانگران را پای ارادت شکستہ۔

کریمان را بدست اندر درم نیست خداوندان نعمت را کرم نیست

مرا کہ پروردہ بزرگانم این سخن سخت آمد۔ گفتم: ای یار! توانگران دخل مسکینان اند و ذخیرہ گوشہ نشینان و مقصد زائران و کہف مسافران و متحمل بارگران از بہر راحت دیگران دست تناول بطعام آنگہ برند کہ متعلقان و زیر دستان بخورند و فضلہ مکارم ایشان بارامل و پیران و اقارب و جیران رسیدہ۔

توانگرانرا وقف است و نذر و مہمانی زکوۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
توکی بدولت ایشان رسی کہ نتوانی جز این دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

اگر قدرت جود است وگر قوت سجود، توانگران را بہ میسر شود کہ مال مزکی دارند و جامہ پاک و عرض مصون و دل فارغ، و عاقلان دانند کہ قوت طاعت در لقمہ لطیف است و صحت عبادت در کسوت نظیف پیداست کہ از معدہ خالی چہ قوت آید و از دست تہی چہ مروت و از پای بستہ چہ سیر آید و از دست گرسنہ چہ خیر؟

شب پراگندہ خسبد آنکہ پدید نبود وجہ بامدا دانش
مور گرد آورد بتابستان تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقہ نپیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نبندد۔ یکی تحریمہ عشا بستہ و دیگری منتظر عشا نشستہ، ہرگز این بدان کی ماند:

خداوند مکنت بحق مشتغل پراگندہ روزی پراگندہ دل

پس عبادت اینان بقبول اولی تر کہ جمع اند و حاضر، نہ پریشان و پراگندہ خاطر۔ اسباب معیشت ساختہ و بہ اوراد عبادت پرداختہ، عرب گوید: اعوذ باللہ من الفقر المکب و جوار من لا احب و در خبر است الفقر سواد الوجہ فی الدارین۔ گفتا: نشنیدی کہ پیغمبر علیہ السلام گفت: الفقر فخری۔ گفتم: خاموش کہ اشارت خواجہ عالم علیہ السلام بفقر طائفہ ایست کہ مرد میدان رضا اند و تسلیم تیر قضا نہ اینان کہ خرقہ ابرار پوشند و لقمہ ادرار

فروشند:

ای طبل بلند بانگ در باطن هیچ
بی توشه چه تدبیر کنی وقت بسیج؟
روی طمع از خلق بپیچ ار مروی
تسبیح هزار دانه بر دست مپیچ

درویش بی معرفت نیارامد تا فقرش بکفر انجامد کاد الفقران یکون کفرا که نشاید جز بوجود نعمت برهنه پوشیدن یا در استخلاص گرفتاری کوشیدن و ابنای جنس مارا بمرتبہ ایشان که رساند وید علیا بید سفلی چه ماند؟ نه بینی که حق جل و علا' در محکم تنزیل از نعیم اہل بہشت خبرمید ہد کہ: اولئك لهم رزق معلوم تابدانی که مشغول کفاف از دولت عفاف محرومست و ملک فراغت زیر نگین رزق معلوم:

تشنگان را نماید اندر خواب
همه عالم بچشم چشمه آب

حالی که من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل برفت تیغ زبان برکشید و اسب فصاحت در میدان وقاحت جهانید و بر من دوانید و گفت: چندان مبالغه در وصف ایشان بکردی و سخنهای پریشان بگفتی که وہم تصور کند که تریاق اند یا کلید خزانه ارزاق۔ مشتی متکبر' مغرور' معجب' نفور' مشتغل مال و نعمت' مفتتن جاه و ثروت' که سخن نگویند الا بسفاهت و نظر نکنند الا بکراہت۔ علما را بگدای منسوب کنند و فقرا را به بی سروپائی معیوب گردانند و بعزت مالی که دارند و عزت جاہی که پندارند برتر از همه نشیستند و خود را بہتر از همه بنیند و نه آن در سردارند که سر بکسی بردارند بیخبر از قول حکما که گفته اند ہر که بطاعت از دیگران کم است و به نعمت بیش' بصورت توانگرست و بمعنی درویش۔

گر بی ہنر بمال کند کبر بر حکیم
کون خرش شمار و گر گاو عنبرست

گفتم: مذمت اینان روا مدار که خداوند کرم اند گفت: غلط گفتی که بنده درم اند۔ چه فائده چون ابر آذارند و نمی بارند و چشمه آفتاب اند و نمی تابند۔ و بر مرکب استطاعت سوار اند و نمیرانند قدمی بہر خدانہند و درمی بی من و اذی ندہند۔ مالی بمشقت فراہم آرند و بخست نگہدارند و بحسرت بگذارند۔ چنانکه حکیمان گفته اند: سیم بخیل از خاک وقتی برآید که وی در خاک رود۔

برنج و سعی کسی نعمتی بچنگ آرد
دگرکس آید و بی سعی و رنج بردارد

گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافته ای الا بعلت گدائی وگرنه ہر که طمع یکسو نہد۔ کریم وب خیلش یکی نماید' محک داند که زر چیست وگدا داند که ممسک کیست؟ گفتا: بتجربت آن ہمی گویم که متعلقان بردر بدارند و غلیظان شدید برگمارند تا بار عزیزان ندہند و دست برسینہ صاحب تمیزان نہند و گویند: کس اینجا در نیست و راست گفته باشند:

آنجا که عقل و ہمت و تدبیر رای نیست
خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست

گفتم: بعد آنکه از دست متوقعان بجان آمده اند و از رقعه گدایان. مغفان و محال عقلست اگر ریگ بیابان در شود که چشم گدایان پرشود۔

دیده اہل طمع بنعمت دنیا
پر نشود' ہمچنان که چاه بشبنم

ہر کجا سختی کشیده و تلخی دیده را بینی خود را بشر در کارہای مخوف اندازد و از توابع آن پنرہیزد و از عقوبت ایزد نہراسد و حلال از حرام شناسد۔

سگی را گر کلوخی بر سر آید
ز شادی بر جہد کین استخوانست

دگر نعشی دو کس بردوش گیرند   لئیم الطبع پندارد که خوانست

اما صاحب دنیا بعین عنایت حق ملحوظ است و بحلال از حرام محفوظ۔ من همانا که تقریر این سخن نکردم و برهان و بیان نیا وردم۔ انصاف از تو توقع دارم هرگز دیده ای دست دعائی برکتف بسته یا بینوائی بزندان در نشسته یا پرده معصومی دریده یا کفی از معصم بریده الا بعلت درویشی؟ شیر مردان را بحکم ضرورت در نقب ها گرفته اند و کعب هاسفته و محتمل است آنکه یکی را از درویشان نفس اماره طلب کند چو قوت احصانش نباشد .معصیان جتلا گردد' که بطن و فرج وام اند یعنی دو فرزند در یک شکم اند: مادام که این یکی برجایست آن دگر برپائست۔ شنیدم که درویشی را باحدثی برخبثی گرفتند۔ باآنکه شرمساری برد' بیم سنگساری بود گفت: ای مسلمانان زر ندارم که زن کنم و طاقت نه که جبر کنم' چکنم؟ لا رهبانية في الاسلام و از جمله مواجب سکون و جمعیت درون که مرتوانگر را میسر میشود یکی آنکه هرشب صنمی در برگیرد که هرروز بدو جوانی از سرگیرد۔ صبح تابان را دست از صباحت اوبردل و سرو خرامان راپای از خجالت در گل۔

بخون عزیزان فرو برده چنگ   سر انگشتها کرده عناب رنگ

محالست که باحسن طلعت او گرد مناهی گردد یا قصد تباهی کند۔

دل که حور بهشتی ربود و یغما کرد   کی التفات کند بر بتان یغمائی؟

من كانَ بين يديه ما اشتهى رطب   يغنيه ذلك عن رجم العناقيد

اغلب تهیدستان دامن عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند۔

چون سگ درنده گوشت یافت نپرسد   کین شتر صالحست یا خر دجال

چه مایه مستوران بعلت درویشی در عین فساد افتاده اند و عرض گرامی بباد زشت نامی برداده:

باگرسنگی قوت پرهیز نماند   افلاس عنان از کف تقوی بستاند

حاتم طائی که بیابان نشین بود اگر شهری بودی از جوش گدایان بیچاره شدی و جامه براو پاره کردندی۔ گفتا: نه که من بر حال ایشان [illegible] یرم۔ گفتم: نه که بر مال ایشان حسرت میخوری۔ ما' درین گفتار و هردو بهم گرفتار' هر بیدقی که براندی بدفع آن بکوشیدمی' و هرشاهی که بخواندی بفرزین بپوشیدی۔ تانقد کیسه همت درباخت و تیر جعبه حجت همه بینداخت۔

هان تا سپر نیفگنی از حمله فصیح   کورا جز آن مبالغه مستعار نیست

دین ورز و معرفت که سخندان سجع گوی   در بر سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبت الامر دلیلش نماند ذلیلش کردم' دست تعدی دراز کرد و بیهده گفتن آغاز و سنت جاهلانست که چون بدلیل از خصم فرومانند سلسله خصومت بجنبانند۔ چون آذر بت تراش که بحجت باپسر برنیامد به جنگش برخاست که: لئن لم تنته لارجمنك دشنام داد۔ سقطش گفتم: گریبانم درید زنخدانش شکستم۔

او در من و من در و فتاده   خلق از پی ما دوان و خندان

انگشت تعجب جهانی   از گفت و شنید ما بدندان

القصه مرافعه پیش قاضی بردیم و بحکومت عدل راضی شدیم' تا حاکم مسلمانان مصلحتی بجوید و میان توانگران و درویشان فرقی بگوید۔ قاضی چو حلیت ما بدید و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تامل بسیار سر برآورد و گفت: ای

آنکہ توانگران را ثنا گفتی و بر درویشان جفا روا داشتی، بدانکہ ہرجا کہ گل است خار است و باخمر خمار است و بر سر گنج مار است و آنجا کہ در شاہوار است نہنگ مردم خوار است۔ لذت عیش دنیا را لدغہ اجل در پس است و نعیم بہشت را دیوار مکارہ در پیش۔

جور دشمن چہ کند گر نکشد طالب دوست   گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند

نظر نکنی در بوستان کہ بید مشک است و چوب خشک ہمچنیں در زمرہ توانگران شاکرند و کفور و در حلقہ درویشان صابرند و ضجور۔

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدی   چو خر مہرہ بازار ازو پر شدی

مقربان حق جل و علا توانگرانند درویش سیرت و درویشان اند توانگر ہمت و مہین توانگران آن است کہ غم درویش خورد بہین درویشان آنست کہ کم توانگر گیرد۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ پس روی عتاب از من بجانب درویش آورد و گفت: ای کہ گفتی توانگران مشتغل اند و ساہی و مست ملاہی، نعم طائفہ ای ہستند برین صفت کہ بیان کردی، قاصر ہمت، کافر نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند و گر بمثل باران نبارد یا طوفان جہان بردارد باعتماد مکنت خویش از محنت درویش نپرسند و از خدای عز و جل نترسند و گویند۔

گر از نیستی دیگری شد ہلاک   مرا ہست، بط را ز طوفان چہ باک؟

وراکبات نیاق فی ھوادجھا   لم یلتفتن الی من غاص فی الکسب

دونان چو گلیم خویش بیرون بردند   گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

قومی برین نمط کہ شنیدی، و طائفہ ای خوان نعمت نہادہ و دست کرم کشادہ، طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت، چون بندگان حضرت پادشاہ عالم عادل موید مظفر منصور مالک ازمہ انام حامی ثغور اسلام، وارث ملک سلیمان، اعدل ملوک زمان مظفر الدنیا والدین اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی۔ ادام اللہ ایامہ و نصر اعلامہ۔

پدر بجای پسر ہرگز این کرم نکند   کہ دست جود تو با خاندان آدم کرد

خدای خواست کہ بر عالمی ببخشاید   ترا برحمت خود پادشاہ عالم کرد

قاضی چو سخن بدین غایت رسانید و ز حد قیاس ما اسب مبالغہ در گذرانید، بمقتضای حکم قضا رضا دادیم و از ما مضی در گذشتیم و بعد از مجارا طریق مدارا گرفتیم و سر بتدارک برقدم بریکدیگر نہادیم و بوسہ بر سر و روی ہم دادیم و فتنہ بیارامید و خصومت بصلح انجامید و ختم سخن برین بود۔

مکن ز گردش گیتی شکایت ای درویش   کہ تیرہ بختی اگر ہم برین نسق مردی

توانگرا چو دل دوست کامرانت ہست   بخور، ببخش کہ دنیا و آخرت بردی

مشکل الفاظ کے معنی: یکے: ایک آدمی۔ برصورت درویشاں: ایک درویش کی شکل میں۔ نہ برصفت ایشاں: درویش سیرت نہ تھا۔ در محفلے دیدم: ایک محفل میں دیکھا۔ بیوستہ: برائی میں لگا ہوا۔ دفتر شکایت: شکایتوں کا دفتر کھولے ہوئے۔ ذم توانگراں: مالداروں کی مذمت کرتے ہوئے۔ دست قدرت: قدرت کا ہاتھ۔ پائے ارادت شکستہ: ہمت کا پیر ٹوٹا ہوا ہے۔ کریماں: سخی سخاوت کرنے والے۔ دست اندر درم نیست: ہاتھ میں درم نہیں ہے۔ کرم نیست: سخاوت نہیں ہے۔ خداوندان نعمت: مالدار لوگ۔ پروردۂ نعمت بزرگانم: بزرگوں کی نعمتوں کا پلا ہوں۔ سخن سخت: ناگوار بات۔ ذخیرۂ گوشہ نشناں: گوشہ نشینوں کا ذخیرہ۔ مقصد زائران: زیارت کرنے والوں کا مقصد۔ کہف مسافران: مسافروں کی پناہ گاہ۔ متحمل بار گراں:

بھاری بوجھ برداشت کرنا۔ بہر راحت دگراں: دوسرے کے آرام کی خاطر۔ دست طعام انگہ برند: کھانے میں ہاتھ ڈالنا۔ متعلقان: متعلقین۔ بخورند: کھانا۔ فضلہ مکارم ایشاں: انہی کی کرم فرمائیوں کا بچا ہوا۔ اقارب: رشتہ دار۔ جیراں: پڑوسی۔ نذر مہمانی: منت پوری کرنا اور مہمان نوازی۔ فطرہ: فطرانہ ادا کرنا۔ اعتاق: غلام آزاد کرنا۔ جزیں دو رکعت: دو رکعت کے علاوہ۔ بصد پریشانی: سو پریشانیاں۔ قوت سجود: سجدہ کرنے کی طاقت۔ معدۂ خالی: خالی معدہ مراد بھوکا۔ چہ قوت آید: کیا طاقت آئے گی۔ چہ مروت: کیا ہمدردی ہے۔ مدر: چیونٹی۔ متائش: جاڑوں میں۔ بافاقہ نہ پیوند: فاقہ سے نہیں جوڑی۔ جمیعت: اطمینان۔ در تنگدستی: تنگی کے دنوں میں۔ تحریم عشاء: عشاء کی نماز۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل: پراگندہ روزی پراگندہ دل ہے۔ عبادت ایشاں: ان کی عبادت۔ جمعند: مطمئن۔ پراگندہ خاطر: طبیعت کا پراگندہ ہونا۔ اسباب معیشت: زندگی کے اسباب۔ عبادت پرداختہ: عبادت کے وظیفے۔ ایں شنیدی: یہ سنا ہے۔ وآں بشنیدی: وہ نہیں سنا۔ مفقر طائفہ: فقر کا گروہ۔ ہدف تیر: تیر کا نشانہ۔ طبل بلند بانگ: بلند آواز ڈھول۔ روئے طمع: لالچ کا رخ۔ درویش بے معرفت: جو درویش روحانیت سے تہی ہو۔ کارش: کام۔ بکفر نیخامد کہ: کفر تک نہ پہنچ جائے۔ بوجود نعمت: دولت کے باوجود۔ برہنہ را پوشیدن: ننگے کو کپڑے پہنانا۔ استخلاص گرفتار: قیدی کو رہا کرانا۔ کوشیدن: کوشش کرنا۔ ابنائے جنس: ایک جیسے۔ نعیم اہل بہشت: اہل جنت کی نعمتیں۔ تشنگاں: پیاسے۔ چشمہ آب: پانی کا چشمہ۔ ہمہ عالم: پوری دنیا۔ حالے من: میرا حال۔ ایں سخن: یہ بات۔ عنان طاقت: قوت کی باگ۔ دست تحمل: برداشت کرنے کا ہاتھ۔ مبالغت: تعلّی سے کام لینا۔ سخنہائے پریشاں: بے تکی باتیں۔ وہم تصور: وہم خیال کرنے۔ کلید خانہ ارزاق: رزقوں کی کوٹھری کی تالی۔ مشتے متکبر: مٹھی بھر آدمی لیکن متکبر۔ مغرور معجب: غرور میں مبتلا خود پسند۔ نفور: نفرت کرنے والے۔ مشتغل مال و نعمت: مال و دولت میں پھنسے ہوئے۔ جاہ و ثروت: مرتبہ اور مالداری۔ علماء را بگدائی منسوب: علماء کو گدائی کی طرف منسوب کرنا۔ فقراء را بہ بے سروپائی: فقراء کو بے سروسامانی کی طرف۔ طعنہ زنند: طعنہ دینا۔ قول حکیماں: عقلمندوں کا قول۔ بہ طاعت از دیگراں کم ست: جو اطاعت میں دوسروں سے کم ہے۔ بہ نعمت بیش: مال میں بڑھا ہوا ہے۔ توانگر: مالدار۔ کون خرش: اس گدھے کو۔ گاؤ عنبرست: عنبر کی گائے ہو۔ مذمت ایناں: ان کی ملامت۔ خداوند کرم: صاحب کرم۔ غلط گفتی: غلط کہنا۔ بندۂ درم از چہ فائدہ: پیسے کے غلام میں کیا فائدہ۔ چشمہ آفتاب: آفتاب کا چشمہ۔ مرکب استطاعت: طاقت کے گھوڑے پر سوار۔ قدم بہر خدا: خدا کی محبت میں قدم اٹھانا۔ بخل نگاہدارند: بخل سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بزرگاں گفتہ اند: بزرگوں نے کہا یہ۔ سیم بخیل: بخیل کی چاندی۔ خاک وقتے برآید: خاک جس وقت زمین سے نکلتی ہے۔ رنج: تکلیف۔ سعی: کوشش۔ نعمتے: دولت۔ بربخل خداوندان: دولت والوں کے بخل سے۔ بعلت گدائی: گدائی کی وجہ۔ طمع: لالچ۔ زرمیست: سونا کیا ہے۔ گداداند: گداگر جانتا ہے۔ ممسک کیست: بخیل کون ہے۔ بار عزیزان نہ سند: لوگوں کو باریابی نہ دینا۔ دست جفا: ظلم کا ہاتھ۔ سینہ صالحاں: تمیز داروں کا سینہ۔ کس در پنجا نیست: یہاں کوئی نہیں ہے۔ بحقیقت راست گفتہ باشد: حقیقت میں سچ ہی کہتے ہیں۔ خوش گفت: اچھا کہا۔ دست متوقعاں بجاں آمدہ: امیدواروں کے ہاتھوں جان سے عاجز آجانا۔ رقعہ گدایاں: فقیروں کے پرچے۔ مغضاں: چلا اٹھنا۔ محال عقل ست: عقلاً ناممکن ہے۔ ریگ بیاباں: بیاباں کا ریتہ۔ چشم گدایان پرشود: فقیروں کی سیر چشمی۔ دیدۂ: آنکھ۔ اہل طمع: لالچی۔ نعمت دینا: دنیا کی نعمتیں۔ چاہ بہ شبنم: کنواں شبنم سے۔ سگے: کتا۔ رشادی: خوشی سے۔ استخوانے: ہڈی۔ نعشے: لاش۔ بردوش: کندھے پر۔ لئیم الطبع: کمینہ طبیعت۔ اما صاحب دینا: لیکن مالدار حضرت۔ عنایت حق: حق کی مہربانی۔ از حرام محفوظ: حرام سے محفوظ۔ بیان و برہان: بیان اور دلیل۔ انصاف از تو توقع دارم: تیرے انصاف سے مجھے توقع ہے۔ دست دغائی: دھوکہ باز کی مشکیں۔ معصومے دریدہ: کسی بے گناہ کا پردہ چاک شدہ۔ کفے از معصم بریدہ: گٹے سے کسی کا ہاتھ کٹا دیکھا۔ شیر مرداں: شیر مرد یعنی بہادر لوگ۔ نقبہا گرفتہ: نقب لگاتے پکڑا جانا۔ نفس امارہ: مراد غلط خواہشیں جو نفس امارہ کے تحت ہوں۔ معصیاں مبتلا: گناہ میں مبتلا۔ فرج: شرم گاہ۔ یک شکم: ایک پیٹ۔ توام: جوڑا۔ برفتے بدیدند: بد فعلی کرتے دیکھا۔ شرمساری: شرمندگی۔ بیم سنگساری: سنگ ساری کا خوف۔ قوت ندارم: قوت نہیں

Scanned with CamScanner

ہے۔ زن کنم: شادی کر لیتا۔ نہ صبر چہ کنم: نہ صبر کر سکتا تھا۔ مواجب: اسباب۔ جمعیت دروں: جمعیت خاطر۔ ہر شب: ہر رات۔ صنمے: معشوق، محبوب۔ صبح تاباں: روشن صبح۔ سرو خراماں: یہ صرف ایک ادعائے شاعرانہ ہے۔ مراد یہ کہ پہلے سرو خراماں تھا، اب شرمندگی سے گرا جارہا ہے۔ خجالت: شرمندگی۔ در گل: مٹی میں۔ خون عزیزاں: عزیزوں کا خون۔ سرانگشت ہا: انگلیوں کے سر۔ عناب رنگ: عنابی رنگ مراد سرمئی رنگ گلابی مائل۔ محال ست: ناممکن ہے۔ حسن طلعت: اچھی صورت۔ یغمائی: یغما کے رہنے والے معشوق، یہ ایک شہر کا نام ہے جو ترکستان میں ہے۔ یغما کے لوگوں کو حسین مانا گیا ہے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہاں کے لوگ حسین و جمیل ہیں۔ تہدستاں: مفلس۔ دامن عصمت: عصمت کا دامن۔ بمعصیت آلایند: گناہوں سے آلودہ کر لینا۔ سگ درندہ: پھاڑنے والا کتا۔ گوشت یافت: گوشت مل گیا۔ شتر صالح: حضرت صالحؑ کی اونٹنی جو ان کی دعا کے طفیل پتھر کے درمیان سے پیدا ہوئی لیکن ان کی قوم پھر بھی ایمان نہ لائی۔ دجال: ایک کافر کا نام ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہو گا اور اس کی سواری گدھا ہو گا۔ مراد یہ ہے کہ جب ایک نادار اپنی شہوت رانی کا موقع پاتا ہے تو اسے حلال و حرام کی پرواہ نہیں رہتی۔ طائفہ مستوراں: پرہیزگاروں کی جماعت۔ بعلت درویشی: درویشی کی وجہ سے۔ عین فساد: عین لڑائی ہے۔ اندو عرض گرامی: قابل قدر آبرو۔ بہ باد زشت: بدنامی کی ہوا۔ عنان از کف تقویٰ: پرہیزگاری کے ہاتھ سے باگ کھینچ لینا۔ حاتم طائی کہ بیاباں نشیں: حاتم طائی دنیا کا مشہور سخی جنگل کا رہنے والا تھا۔ شہری بودے: شہری ہوتا۔ از جوش گدایاں بیچارہ شد: گداگروں کی بھیڑ سے عاجز آ جاتا۔ جامہ بر دپارہ کروند ے: اس کے کپڑے پھاڑ دیتے۔ دست گدایاں: گداگروں کا ہاتھ۔ نتواں کرد ثوابے: کوئی ثواب کا کام نہیں ہوتا۔ مال ایشاں: ان کا مال۔ کیسہ ہمت: ہمت کی تھیلی۔ تیر جعبہ حجت ہمہ: دلیل کے ترکش کے تمام تیر۔ حسہ فصیح: چرب زبان۔ جزیں مبالغہ: مبالغہ کے سوا۔ سخنداں بجگوی: جمع کلام مقفٰے کو کہتے ہیں۔ حصار: قلعہ۔ عاقبۃ: انجام کار۔ ذلیلش: ذلیل۔ دست تعدی: ظلم کا ہاتھ۔ بے ہودہ: بکواس۔ سنت جاہلاں: جاہلوں کا طریقہ۔ خصم: دشمن۔ آزر بت تراش: آزر بت بنانے والا، یاد رہے حضرت ابراہیم کے باپ کا بھی نام تھا۔ بحجت: دلیل۔ دشنام: گالیاں دینا۔ سقطش: برا بھلا۔ زنخداش: ٹھوڑی۔ شکستم: توڑ دی۔ در من و من در: وہ مجھ سے اور میں اس سے۔ قفادہ: لپٹا۔ خنداں: ہنستے ہوئے۔ انگشت تعجب: انگلیاں دانتوں میں داب لینا یعنی حیرانی۔ گفت و شنید: بات چیت۔ مرافعت ایں این سخن: اس بات کا مقدمہ۔ بحکومت عدل راضی: منصف کے فیصلہ پر راضی۔ حاکم مسلماناں: مسلمانوں کا حاکم۔ مصلحتے: اچھی بات۔ میان توانگروں و درویشاں: امیروں اور غریبوں کا فرق۔ فرقے: فرق۔ چوں حالت ما بدید: جب ہماری حالت دیکھی۔ منطق: بات، گفتگو۔ سر بجیب تفکر فرو: غور و فکر کے گریباں میں سر جھکا لیا۔ ثنا گفتی: تعریف بیان کرنا۔ بر درویشاں جفا: فقیروں پر ظلم کرنا۔ داشتی: جائز سمجھنا۔ بدآنکہ: جان لے۔ گلے ست: پھول ہے۔ خارست: کانٹا ہے۔ باخمر خمارست: شراب کے ساتھ اعضاء شکنی۔ سر گنج مارست: خزانے پر سانپ بیٹھا ہے۔ نہنگ مردم خوارست: انسان خور مگرمچھ ہے۔ لذت عیش دنیا: دنیا کے عیش کی لذت۔ لدغہ اجل: موت کا کھٹکا۔ نعیم بہشت: بہشت کی نعمتوں۔ دیوار مکارہ: ناگوار چیزوں کی دیوار۔ جور دشمن: دشمن کا ظلم۔ گنج: خزانہ۔ مار: سانپ۔ گل و خار: پھول اور کانٹا۔ غم و شادی: غم اور خوشی۔ دربستاں: باغ میں۔ بید مشک: بید کے درخت کی خوشبو۔ چوب خشک: خشک لکڑی۔ شاکر: شکر گزار۔ کفور: ناشکرا۔ منجور: تنگ دل۔ مقربان حضرت جل: اللہ کے مقرب بندے۔ ہمین توانگراں: مالداروں کی سی ہمت۔ غم درویش خورد: فقیر کا غم کھانا۔ بہین درویشاں: فقیروں میں سے بہتر۔ آنکہ کم توانگراں گیرد: مالداروں کی کم پروا کرنا۔ روئے عتاب: غصے کا رخ۔ قاصر ہمت: کوتاہ ہمت۔ کافر نعمت: نعمت کا ناشکرے۔ بمثل: مثلاً۔ باراں بنارد: بارش کا نہ ہونا۔ طوفان جہاں را بردارد: طوفان دنیا کو تباہ کر دے۔ باعتماد مکنت: قدرت کا بھروسہ۔ خویش از محنت درویش: درویش کی اپنی محنت سے۔ نترسند: نہ ڈرنا۔ دیگرے: دوسرا۔ بط: بطخ۔ طوفاں چہ باک: طوفان کا کیا ڈر۔ گلیم خویش: اپنی کملی کو بچا۔ دوناں: کمینے۔ چہ غم: کیا غم۔ ہمہ عالم مردند: سب لوگ مر گئے۔ قومے بدیں: کچھ لوگ۔ نمط ہستند: اس طریقہ پر ہیں۔ شنیدی: سنا ہے۔ کرم کشادہ: کرم کا ہاتھ کھولے ہوئے۔ طالب نام: نام کے طالب۔ حضرت پادشاہ

Scanned with CamScanner

عادل: منصف بادشاہ۔ مالک ازمہ انام جائے: لوگوں کی باگوں کا مالک ہے۔ وارث ملک سلیمان: حضرت سلیمانؑ کے ملک کا وارث۔ عدل ملوک زماں: زمانہ کے تمام بادشاہوں سے زیادہ منصف۔ ایں کرم نکند: کرم نہیں کرتا۔ باخاندان آدم کرد: آدم کے خاندان پر کیا۔ خدائے خواست: خدا نے چاہا۔ از حد قیاس: اندازے کی حد سے۔ اسپ مبالغت: مبالغہ کا گھوڑا۔ بمقتضائے حکم قضاء: قضاء کے فیصلہ کے مطابق۔ رضا دادیم: رضامندی دے دی۔ مضی در گزشتیم: گزشتہ بات سے درگزر کرنا۔ طریق مدار: خاطر تواضع۔ تیدارک: تلافی۔ بوسہ بر سر و روئے ہم: سر اور پیشانی کو چوما۔ ختم سخن: بات ختم کر دی۔ دو بیت: دو شعر۔ گردش گیتی: زمانے کی گردش۔ تیرہ بختی: سیاہ بختی مراد بدبخت۔ کامرانت ہست: بامراد ہے۔ بردی: حاصل کرلینا۔

حکایت کا ترجمہ: میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو درویش صورت تھا' درویش پرست نہ تھا۔ ایک محفل میں بیٹھے دیکھا۔ برائی میں لگا ہوا اور شکایتوں کے دفتر کھولے ہوئے اور مالداروں کی مذمت شروع کئے ہوئے یہاں تک کہ کہنے لگا۔ درویش کا ہاتھ قدرت کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور مالداروں کی ہمت کا پیر ٹوٹا ہوا ہے۔

بیت: سخیوں کے ہاتھوں میں روپیہ پیسہ نہیں ہے اور مالداروں کے ہاں سخاوت نہیں ہے۔

ترجمہ نثر: چونکہ میں بزرگوں کی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں مجھے یہ بات ناگوار لگی۔ میں نے کہا اے دوست! مالدار ہی غریبوں کی آمدنی ہیں اور خلوت پسندوں کا ذخیرہ اور زیارت کرنے والوں کا مقصد اور مسافروں کی پناہ گاہ اور بھاری بوجھ برداشت کرنے والے' دوسروں کے آرام کی خاطر اس وقت کھاتے ہیں جب لوگ متعلقین اور ماتحت کھا چکتے ہیں اور انہی کے کرم فرمائیوں کا بچا ہوا کھانا بیواؤں کو' بوڑھوں کو اور رشتہ داروں کو اور پڑوسیوں کو پہنچتا ہے۔

نظم: مالداروں کو وقف کرنا' منت پوری کرنا' مہمان داری کرنا' زکوٰۃ دینا' فطرانہ دینا' غلام آزاد کرنا' خانہ کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا قربانی کرنا میسر ہے تو ان کی دولت مندی کو کب پہنچ سکتا ہے تجھے تو دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا اور وہ بھی سو پریشانیوں کے ساتھ تو ایسا کرتا ہے۔

ترجمہ نثر: اگر سخاوت کی قدرت ہے اور اگر سجدے کی طاقت ہے تو وہ مالداروں کو بہتر میسر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے وہ پاس مال ہے جس سے زکوٰۃ دے چکے ہیں۔ پاک لباس' محفوظ آبرو اور مکروں سے خالی دل عبادت گزاری کی طاقت پاک روزی میں ہے اور عبادت کی درستگی پاک کپڑوں میں ہے۔ اس لئے کہ خالی معدہ میں کیا طاقت ہو گی۔ خالی ہاتھ میں کیا مروت ہے۔ بندھے ہوئے پیر سے کیا ملے گا اور بھوکے ہاتھ سے بھلائی کی کیا توقع۔

قطعہ: وہ رات کو پریشانی میں سوتا ہے۔ جس کے سامنے صبح کا گزارہ کھلا ہوا نہ ہو۔ چیونٹی گرمیوں میں ذخیرہ کرلیتی ہے تاکہ جاڑوں میں اس کو فراغت حاصل ہو۔

ترجمہ نثر: فراغت فاقہ سے نہیں جوڑتی اور اطمینان خاطر تنگدستی میں حاصل نہیں ہوتا۔ ایک تو عشاء کی نماز کی نیت باندھے ہوئے ہے اور دوسرے عشاء (رات کا کھانا) کا منتظر بیٹھا ہے ہرگز ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔

نیت: روزی کا مالک خدا کی یاد میں مشغول و مصروف ہے جبکہ پراگندہ روزی پراگندہ دل ہے۔

ترجمہ نثر: تو ان مالداروں کی عبادت قبولیت کے زیادہ نزدیک ہے۔ اس لئے کہ وہ مطمئن ہیں اور ان کا دل حاضر ہے۔ پریشان نہیں ہیں اور نہ ان کی طبیعت پراگندہ ہے۔ زندگی کے اسباب تیار کئے ہوئے ہیں اور عبادت کے وظیفوں میں مصروف ہیں عربی قول ہے کہ "میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اور اوندھا کر دینے افلاس سے اور ایسے آدمی کے پڑوس سے جو محبت نہ کرے۔" حدیث شریف میں آیا ہے "افلاس دونوں جہانوں میں منہ کی کالک ہے۔" اس نے کہا تو نے یہ تو سنا اور وہ نہیں سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: "فقر میرا فخر ہے۔" میں نے کہا خاموش! کیونکہ حضور ﷺ سردار عالم ﷺ کا اشارہ تو اس گروہ کے فقر کی طرف ہے جو رضائے خداوندی کے میدان کے مرد ہیں اور قضائے خداوندی کے تیر کے نشانہ ہیں نہ کہ یہ لوگ جو نیکی کی سی گدڑی تو پہن لیتے ہیں اور خیراتی ٹکڑے بیچتے پھرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

رباعی: اے بلند آرا موصول جس کے اندر کچھ نہیں رخصتی کے وقت تو کیا تدبیر کرے گا اگر تو مرد ہے تو پھر لالچ کا رخ مخلوق سے پھیر لے اور ہزار دانہ والی تسبیح ہاتھ پر نہ لپیٹ بلکہ تسبیح کر۔

ترجمہ نثر: روحانیت سے عاری فقیر اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک اس کا کام کفر تک نہ پہنچ جائے۔ اس لئے کہ فقر قریب ہے کہ کفر بن جائے اور دولت کے وجود بغیر ممکن نہیں کہ ننگے کو کپڑے پہنانا یا کسی قیدی کی رہائی کرانے کی کوشش، ہم جیسوں کو ان کے مرتبے تک کون پہنچا سکتا ہے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے کیا مشابہ ہو سکتا ہے تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اہل جنت کی نعمتوں کی خبر دیتا ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے۔

فرد: پیاسوں کو خواب میں بھی تمام دنیا پانی کا چشمہ ہی نظر آتی ہے۔

ترجمہ نثر: جس وقت میں نے یہ بات کہی تو فقیر کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ اس نے زبان کی تلوار کھینچی اور بے شرمی کے میدان میں فصاحت کا گھوڑا خوب دوڑایا اور بولا تو نے ان کی تعریف میں اس قدر مبالغہ کیا اور بے تکی باتیں کہی ہیں کہ وہم خیال کرے کہ وہ تریاق ہیں یا رزقوں کی کوٹھری کی تالی ہیں مٹھی بھر آدمی ہیں متکبر، غرور میں مبتلا، خود پسند، نفرت کرنے والے، مال و نعمت میں پھنسے ہوئے، مرتبہ اور مالداری کے فتنہ میں مبتلا جو سفارش کے بغیر بات بھی نہیں کرتے اور کراہت بدون دیکھتے بھی نہیں۔ علماء کو گدائی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور فقراء کو بے سروسامانی کا طعنہ دیتے ہیں۔ محض اس مال کی وجہ سے جو ان کے پاس ہے اور اس مرتبہ کی اس عزت کی وجہ ہے جس پر ان کو گھمنڈ ہے۔ سب سے اوپر چڑھ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ان کے دماغ میں ہی نہیں آتا کہ کسی طرف سر اٹھا کر دیکھیں۔ دانشمندوں نے کہا ہے کہ وہ اس قول سے بے خبر ہیں جو انہوں نے کہا ہے کہ جو عبادت میں دوسرے سے کم ہے لیکن مال میں زیادہ ہے وہ بظاہر مالدار ہے لیکن حقیقت میں فقیر ہے۔

بیت: اگر بے ہنر مال کی وجہ سے دانا پر تکبر کرے تو اس کو گدھے کی شرم گاہ، سمجھ خواہ وہ عنبر کی گائے ہو۔

ترجمہ نثر: میں نے کہا ان کی برائی بیان نہ کر کیونکہ وہ صاحب کرم ہیں۔ اس نے کہا تو غلط کہتا ہے اس لئے دو پیسے کے غلام ہیں کیا فائدہ کہ آذر مہینہ کے ابر ہیں لیکن برستے نہیں اور آفتاب کا چشم ہیں لیکن کسی پر روشنی نہیں ڈالتے اور وہ طاقت کے گھوڑے پر سوار ہیں لیکن اس کو چلاتے نہیں ایک قدم بھی خدا کے لئے نہیں چلتے۔ کوئی ایک درم بھی لے تو احسان جتاتے ہیں اور یہ بغیر ستائے نہیں دیتے ہیں۔ مصیبت میں مال جمع کرنے میں اور بخل سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور حسرت سے مال چھوڑ مر جاتے ہیں جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔ بخیل کی چاندی زمین سے اس وقت نکلتی ہے جب وہ خود زیر زمین چلا جاتا ہے۔

شعر: کوئی تکلیف اور کوشش سے مال جمع کرتا ہے اور دوسرا آتا ہے جو بغیر محنت اور کوشش کے سب اڑا دیتا ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے اسے جواب دیا کہ دولت والوں کے بخل سے تو گدائی کی وجہ سے واقف ہوا ہے ورنہ جو لالچ کو ایک طرف دھر دے اس کو سخی اور بخیل یکساں نظر آتے ہیں۔ کسوٹی ہی کو معلوم ہوتا ہے کہ سونا کیا ہے اور فقیر ہی جانتا ہے کہ بخیل کون ہے۔ اس نے کہا میں تو اس تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ دروازوں پر ملازم رکھتے ہیں اور سخت اور بے رحم لوگوں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو باریابی نہ دیں اور ظلم کا ہاتھ نیکوں اور تمیزداروں کے سینہ پر دھر دیں اور کہہ دیں کہ یہاں کوئی نہیں ہے اور حقیقت میں وہ سچ ہی کہتے ہیں۔

بیت: جس میں عقل، ہمت، تدبیر اور رائے نہیں ہے دربان سچ کہتے ہیں کہ گھر میں آدمی نہیں ہے۔

ترجمہ نثر: میں نے کہا یہ اس کے بعد ہے کہ امیدواروں کے ہاتھوں جاں سے عاجز آ گئے اور فقیروں کے پرچوں سے چلا اٹھے ہیں اور عقلاً ناممکن ہے کہ اگر تمام بیاباں کا ریتا بھی موتی بن جائے تو شاید فقیر کی سیر چشمی ہو سکے۔

شعر: دنیا کی نعمت سے لالچیوں کی آنکھ کبھی نہیں بھرتی جیسا کہ کنواں شبنم سے نہیں بھرتا ہے۔

ترجمہ نثر: جہاں کہیں بھی تو کسی مصیبت زدہ دنیا کی کڑواہٹ چکھے ہوئے کو دیکھے گا وہ اپنے آپ کو حرص کی وجہ سے خطرناک کاموں میں پھنسائے گا اور اس کو آخرت کی سزا کا کوئی ڈر نہ ہو گا اور اس کو حلال و حرام میں کوئی تمیز نہ ہو گی۔

قطعہ: اگر کتے کے سر پر ڈلا آتا ہے تو وہ خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ وہ ہڈی ہے اور اگر دو آدمی کندھے پر کوئی لاش اٹھائے پھریں تو کمینہ طبیعت آدمی یہ سمجھتا ہے کہ خوان اٹھائے ہوئے ہیں۔

ترجمہ نثر: لیکن مالدار پہ حضرت حق کی مہربانی ہوتی ہے اور حلال کمائی کی وجہ سے حرام سے محفوظ ہوتا ہے اچھا تو یہ سمجھ کہ میں نے اس بات کو ثابت نہیں کیا ہے اور بیان اور دلیل میں نہیں لایا لیکن مجھے آپ سے انصاف کی توقع ہے کہ تو یہ بتائے گا کہ تو نے کبھی مفلسی کے سبب کے سوا کسی اور سبب کسی دھوکہ باز کی مشکیں کسی ہوں یا کسی مفلس کو جیل کی کال کوٹھری میں پڑا دیکھا ہو یا کسی کے پردہ عصمت کو چاک چاک اور کسی کا ہاتھ کٹا دیکھا ہے۔ شیر مردوں کو مجبوری کے عالم میں ہی نقب لگانا پڑا ہے اور پکڑے جانے پر ان کے پاؤں میں بیڑیاں پہناتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی درویش کو ہوس نفسانی ستائے اور جب اسی میں پاک دامن رہنے کی طاقت نہ ہو تو وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے کیونکہ شکم اور خواہش نفسانی ایک ہی پیٹ میں پلنے والے جڑواں بچے ہیں دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب تک ایک قرار ہے تو دوسرا بھی برقرار ہے میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر کو ایک لڑکے کے ساتھ لوگوں نے بدفعلی کرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ کہ وہ شرمندہ ہوا۔ سنگسار ہونے سے ڈرا اور کہنے لگا۔ اے مسلمانو! مجھ میں گنجائش نہ تھی کہ شادی کر لیتا اور یہ بھی طاقت نہ تھی کہ صبر کرتا پھر کیا کروں۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے اور سکون اور جمعیت خاطر کے جو اسباب مالداروں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ہر رات ایک معشوق پہلو میں دباتے ہیں اور ہر دن نئے سرے سے جوانی حاصل کرتے ہیں کہ جس کے حسن کی وجہ سے روشن صبح کا ہاتھ دل پر اور اکڑنے والے سرکا پیر مٹی پر ہے۔ محبوب بھی اس کے سامنے یوں بے بس ہو جائے کہ گویا دلدل میں نصیب کیا ہے۔

بیت: حسینوں سے چھیڑ چھاڑ کے ہاتھوں میں اس سرخ گلابی حسن کی جھلکیاں اور ہونٹوں میں عناب کی گلابیاں ہیں۔

ترجمہ: ناممکن ہے کہ اچھی صورت کے گھر میں ہوتے ہوئے ناجائز باتوں کی طرف مائل ہو یا پھر تباہی کے منہ چلا جائے۔

شعر: جس دل کو بہشتی حور نے اچک لیا اور لوٹ لیا وہ یغمانی معشوقوں کی طرف کیا توجہ کرے گا۔

شعر: جس کے سامنے حسب منشا پکی کھجوریں رکھی ہوں وہ اسے گچھوں پر پتھر مارنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

ترجمہ نثر: عموماً مفلس لوگ عصمت کے دامن کو گناہوں سے آلودہ کر لیتے ہیں اور بھوکے روٹی اڑا لے جاتے ہیں۔

بیت: جب پھاڑنے والے کتے کو گوشت مل گیا تو پھر وہ یہ نہیں پوچھتا کہ یہ حضرت صالح کی اونٹنی ہے یا دجال کے گدھے کا گوشت ہے۔

ترجمہ نثر: پرہیز گاروں کی ایک جماعت افلاس کی وجہ سے عین فساد میں پڑ گئی ہے اور قابل قدر آبرو کو بدنامی کی ہوا میں اڑا دیا ہے۔

فرد: بھوک کے ہوتے ہوئے پرہیز کی قوت نہیں رہتی۔ تقویٰ کے ہاتھ سے افلاس باگ چھین لیتا ہے۔

ترجمہ نثر: تو نے جو یہ کہا کہ وہ لوگ فقیروں پر اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں تو حاتم طائی جنگل کا رہنے والا تھا اگر شہری ہوتا تو گداگروں کی بھیڑ سے عاجز آ جاتا اور وہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالتے جیسا کہ دیوان طیباب میں لکھا ہے۔

شعر: مجھ سے امید نہ لگانا کہ دوسرے تمنا نہ کریں کیونکہ گداگروں کے ہاتھوں سے کوئی ثواب کا کام نہیں لیا جا سکتا۔

ترجمہ نثر: وہ بولا میں ان کی حالت پر ترس نہیں کھا سکتا۔ میں نے کہا تو ان کے مال سے بھی کیوں جلتا ہے۔ ہم دونوں اسی گفتگو میں پڑے تھے کہ ایک دوسرے سے الجھ پڑے وہ جو چہرہ آگے بڑھاتا۔ میں اس کی ہر چال کو ناکام بنا دیتا وہ شاہ کو مات دیتا میں فرزین سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیتا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی نقدی کا آخری سکہ بھی داؤ پر لگا بیٹھا اور دلیلوں کے ترکش کا آخری

تیر بھی اس نے چلا دیا۔
قطعہ: محض چرب زبان کے لفظی جملے کی پروا نہ کر اس کے پاس فقط مبالغہ ہی کا حربہ ہے اور وہ بھی مانگا ہوا دین اور معرفت خداوندی حاصل کر اس لئے کہ تک بندی کرنے والا شاعر دروازہ پر ہی ہتھیار دھرے ہے اور اس کی ذات کے قلعہ کے اندر کچھ بھی نہیں۔

ترجمہ نثر: آخر کار وہ بے دلیل ہوگیا اور میں نے اسے عاجز کر دیا تو ہاتھا پائی پر اتر آیا اور واہی تباہی بکنے لگا۔ جیسا کہ جاہلوں کا طریقہ گفتار ہے کہ جب دلیل سے قائل نہیں کر سکتے تو پھر دھینگا مشتی پر اتر آتے ہیں۔ جس طرح آذر سے کوئی دلیل نہ بن پڑی تو جھگڑا کھڑا کر دیا کہ اگر تم باز نہ آئے میں تم کو سنگسار کر دوں گا۔ وہ گالیاں بکنے لگا میں نے بھی برا بھلا کہا اس نے میرا گریبان پھاڑ ڈالا۔ میں نے اس کی داڑھی کو پکڑ لیا۔
قطعہ: میں اور وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور لوگ ہمارے پیچھے دوڑتے ہوئے ہنستے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ ہماری گفتگو و شنید سے ایک جہان انگشت بدنداں تھے۔

ترجمہ نثر: قصہ مختصر ہم اس بات کا مقدمہ قاضی کے پاس لے گئے اور منصف کے فیصلہ پر ہم راضی ہو گئے تاکہ مسلمانوں کا حاکم کوئی اچھی بات نکالے۔ امیروں اور غریبوں کا فرق بیان کر دے۔ قاضی نے جب ہماری حالت دیکھی اور گفتگو سنی تو اس نے غور و فکر کے گریباں سر جھکا لیا اور غور و فکر کے بعد سر اٹھایا اور بولا اے وہ کہ تو نے مالداروں کی تعریف کی اور غریبوں پر ظلم کرنا جائز سمجھا۔ یہ جہاں پھول بھی ہے کانٹا بھی ہے' شراب کے ساتھ اعضاء شکنی ہے اور خزانہ پر سانپ ہے۔ جہاں کہیں بادشاہ کے لائق موتی ہے' وہاں انسان خور مگرمچھ ہے' دنیا کے عیش کی لذت کے بعد موت کا کھٹکا ہے اور بہشت کی نعمتوں کے آگے ناگوار چیزوں کی دیوار ہے۔
بیت: دوست کا طلب گار اگر دشمن کا ظلم نہ سہے تو اور کیا کرے۔ خزانہ سانپ پھول' کانٹا غم' خوشی' بہم ملے ہوئے ہیں۔
ترجمہ نثر: تو باغ کو نہیں دیکھتا کہ بید کی مشک بھی ہے اور سوکھی لکڑی بھی ہے۔ اسی طرح مالداروں کی جماعت میں شکر گزار بھی ہیں اور ناشکرے بھی اور درویشوں کے حلقہ میں صبر کرنے والے بھی ہیں اور تنگ دل بھی۔
شعر: اگر شبنم کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا تو کوڑیوں کی طرح ان سے بازار بھر جاتے۔
ترجمہ نثر: اللہ تعالیٰ کے حضور وہ مالدار مقرب ہیں جن میں درویشوں کی سی صفات ہوں اور وہ درویش اچھے ہیں جن میں مالداروں کی سی ہمت ہو اور مالداروں میں وہ بڑا ہے۔ جو درویش کا غم کھائے اور درویشوں میں بہتر وہ ہے جو مالداروں کی کم پروا کرے اور جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔ پھر اس نے غصہ کا رخ میری جانب سے درویش کی طرف کر دیا اور بولا اے وہ شخص کہ تو نے کہا ہے کہ مالدار ممنوعات میں لگے ہیں اور کھیل کود میں مست ہیں ہاں کچھ ایسے بھی ہیں جیسا کہ تو نے کہا کوتاہ ہمت' نعمت کے ناشکرے' جو لے جاتے ہیں اور دھر دیتے ہیں اور نہ کھاتے ہیں' نہ دیتے ہیں اگر مثلاً بارش نہ ہو یا طوفان دنیا کو تباہ کر دے اپنی قدرت کے بھروسہ درویش کی تکلیف کا پرسان حال نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈریں۔
شعر: اگر دوسرا نہ ہونے سے مرجائے تو مرجائے میرے پاس تو بطخ ہے مجھے طوفان کا کیا ڈر۔
شعر: اور بہت سے اپنے ہودجوں میں اونٹنیوں پر سوار ہیں۔ انہوں نے اس کی طرف التفاف نہ کیا جو ریت کے ٹیلوں میں پھنس گیا ہے۔

فرد: کمینے جب اپنی چادر کو بچا لے گئے تو کہتے ہیں کیا غم ہے اگرچہ سب لوگ مر گئے۔
ترجمہ نثر: کچھ لوگ تو اس طریقہ پر ہیں جیسا کہ تو نے سنا ہے اور کچھ وہ ہیں جو نعمت کا دسترخواں پھیلائے ہوئے ہیں اور کرم کا ہاتھ کھولے ہوئے ہیں۔ نام کے بھی طالب ہیں اور مغفرت کے بھی۔ دنیا اور آخرت کے مالک ہیں۔ جیسا کہ ایسے

بادشاہ کے دربار کے غلام جو منصف ہے' جس کو خدا کی مدد حاصل ہے' کامیاب ہے۔ لوگوں کی باگوں کا مالک ہے۔ اسلام کی سرحدوں کا حامی ہے۔ حضرت سلیمان کے ملک کا وارث ہے۔ زمانہ کے تمام بادشاہوں سے زیادہ منصف ہے۔ دین و دنیا میں فتح مند ہے۔ اتابک ابوبکر بن سعد زنگی خدا اس کا زمانہ ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے جھنڈوں کی مدد کرے۔

قطعہ: باپ بھی اولاد پر کبھی وہ کرم نہیں کرتا جو تیرے دست کرم نے آدم کے خاندان پر کیا۔ خدا نے چاہا کہ دنیا پر بخشش کرے تجھے اپنی رحمت سے دنیا کا بادشاہ بنا دیا۔

ترجمہ نثر: جب قاضی نے بات یہاں تک پہنچا دی اور ہمارے اندازے کی حد سے مبالغہ کا گھوڑا نکال دیا تو قضائے فیصلہ کے مطابق ہم نے رضامندی دے دی اور گزشتہ بات سے ہم نے درگزر کیا اور بدلے بازی کے بعد خاطر تواضع کا راستہ اختیار کر لیا اور تلافی کے لئے ہم نے ایک دوسرے کے قدم پر سر رکھ دیا اور ایک دوسرے کے سر اور پیشانی کو چوما اور بات ان دو شعروں پر ختم کر دی۔

قطعہ: اے درویش زمانہ کی گردش کا شکایت نہ کر اس لئے کہ اگر اسی حالت میں تو مر گیا تو بدبخت ہی رہا۔ اے مالدار جب تیرا دل اور ہاتھ بامراد ہے تو کھا اور عنایت کر اور یوں تو نے دنیا اور آخرت اس سے حاصل کر لی۔

نتیجہ حکایت: حدیث مبارکہ ہے کہ دنیا کی بنیاد ہی اختلاف عمل ہے۔ خیر کے ساتھ شر ہے' نیکی کے ساتھ بدی' بھلائی کے ساتھ برائی' پھول کے ساتھ کانٹا' چاند کے ساتھ چکور' بادنسیم کے ساتھ بادسموم' موسم بہار کے ساتھ موسم خزاں' خشک کے ساتھ تر۔ غرض ہر چیز کا مترادف اور الٹ دنیا میں موجود ہے۔ شاید رب کائنات نے کائنات کا نظام چلانے کے لئے یہ سب پیدا کیا۔ فطری اختلاف تو دور از قیاس نہیں لیکن مبالغہ آرائی کینہ وحسد' بغض و عناد سے پیدا کیا گیا فرق ہرگز درست نہیں ہے۔ لڑائی کی بالآخر صلح ہی ہوتی ہے لہٰذا لڑنا جھگڑنا کوئی کار عظیم نہیں اس سے بچ کر رہنا ہی دراصل انسانیت کی معراج ہے۔

Scanned with CamScanner

باب ہشتم

در آداب صحبت

حکمت نمبر1

حکمت مال از بہر آسائش عمر ست نہ عمر از بہر گرد کردن مال۔
عاقلی را پرسیدند نیک بخت کیست و بد بختی چیست؟ گفت: نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہشت۔

مکن نماز بر آن ہیچکس کہ ہیچ نکرد کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد

مشکل الفاظ کے معنی: آسائش: آرام۔ عمر ست: زندگی ہے۔ نہ عمراز بہر گرد کردن مال: نہ زندگی مال جمع کرنے کے لئے۔ عاقلی: عقلمند: پرسید: پوچھا۔ نیک بخت: نیک نصیب۔ کیست: کون ہے۔ چیست: کیا ہے۔ گفت: کہا۔ کشت: کچھ بونا مراد یہ کہ آخرت کے لئے کچھ بخشش اور سخاوت کرنا۔ ہشت: چھوڑ دینا۔ مکن نماز: نہ کہ حکم شرعی۔ عمر در سر تحصیل مال: عمر مال جمع کرنے میں۔ نخورد: کچھ نہ کھایا۔

حکمت کا ترجمہ: مال زندگی کے آرام کے لئے ہے نہ کہ زندگی مال جمع کرنے کے لئے ہے۔ ایک دانش مند سے لوگوں نے پوچھا کہ نیک بخت کون ہے اور بد بخت کون ہے۔ نیک بخت وہ ہے کہ جس نے کھایا اور بویا اور بد بخت وہ ہے جو مر گیا اور چھوڑ گیا۔

شعر: کسی ایسے آدمی کے جنازے کی نماز نہ پڑھ جس نے کوئی عمل صالح نہ کیا۔ صرف عمر بھر مال جمع کیا۔ عمر ختم ہوئی اور کچھ نہ کھایا۔

نتیجہ حکمت: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو یہ زندگی مستعار دی ہے۔ اس کو دنیاوی آسائشوں کے حصول کے لئے صرف نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے خدا کی جستجو و تلاش میں سرگرداں رہ کر اس کی ضیاپاشیوں سے اپنے دل کی تاریکی کو دو کرنا چاہئے۔

حکمت نمبر2

حدیث موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ احسن کما احسن اللّٰہ الیک نشنید و عاقبتش شنیدی

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد

خواہی کہ ممتع شوی از دنی و عقبی با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

پند عرب گوید جد ولا تمنن لان الفائدۃ الیک عائدۃ یعنی ببخش و منت منہ کہ نفع آن باتو باز میگردد۔

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد گذشت از فلک شاخ و بالای او

گر امیدواری کزد بر خوری بمنت منہ ارہ بر پای او

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشت

منت منہ کہ خدمت سلطان کنی ہمی منت شناس از او کہ بخدمت بداشت

مشکل الفاظ کے معنی: قارون: ایک مالدار شخص کا نام جس نے مال کی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور بالآخر مال سمیت زمین میں دھنس گیا تھا۔ آں کس: جس شخص نے۔ بدینار و درم: روپے پیسے سے۔ خیر بیندوخت: بھلائی نہ جمع کی۔ خواہی: چاہنا۔ شوی متمتع: فائدہ اٹھانا۔ باخلق: لوگوں پر۔ کرم کن: رحم کر۔ چو خدا با تو کرم کرد: جب کہ تجھ پر اللہ نے کرم کیا ہے۔ عرب گوید: عربی قول۔ خدمت سلطان: بادشاہ کی خدمت۔ منت شناس: احسان سمجھ۔

حکمت کا ترجمہ: موسیٰؑ نے قارون کو نصیحت فرمائی نہ تو اسی طرح احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔ اس نے نہ سنا تو نے اس کا انجام سنا۔

قطعہ: جس شخص نے روپے پیسے سے بھلائی نہ جمع کی۔ اس نے دنیا اور روپے کی فکر میں زندگی ختم کر دی اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا کی نعمت سے فائدہ اٹھاؤ، تو لوگوں پر کرم کر جب کہ خدا تعالیٰ کی ذات نے تجھ پر کرم کیا ہے۔

ترجمہ: عرب کا قول ہے کہ "سخاوت کر اور احسان نہ جتا۔" اس لئے کہ فائدہ تجھے ہی پہنچتا ہے یعنی دے اور احسان نہ دھرے۔ اس لئے کہ اس کا فائدہ تیرے پاس ہی آئے گا۔

قطعہ: کرم کا درخت جہاں جم جاتا ہے تو اس کی شاخ اور پھونگل آسمان سے نکل جاتی ہے اگر تو اس کے پھل کھانے کی امید رکھے ہے تو احسان جتا کر آرہ اس درخت کی جڑ پر نہ چلا۔

قطعہ: اللہ کا شکر ہے کہ تجھ کو اس نے بھلائی کی توفیق دی۔ اس نے اپنے انعام اور فضل سے تجھے بیکار نہیں چھوڑا تو اس پر احسان نہ جتا کہ بادشاہ کی خدمت کرتا ہے تو اس کا احسان سمجھ کہ تجھے خدمت میں لگا رکھا ہے۔

نتیجہ حکمت: مال پر زکوٰۃ دینا مال کو حلال کرنے کے مترادف ہے یعنی دین اسلام نے کسی آدمی کے مال و دولت پر جو زکوٰۃ ادا کرنا واجب قرار دی ہے اس کو غریب غرباء میں تقسیم کر کے جتانا نہ چاہئے کیونکہ اللہ نے تمہیں مال و دولت عطیہ خداوندی کے طور پر دی ہے۔ اس کو تقسیم کر کے اپنی اخروی زندگی کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رحمان و کریم ہے۔ اپنے بندے کو بخش دینا اس کی شان ہے لیکن بندہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی اپنی اخروی کھیتی میں کوئی نیکی کا بیج بوئے۔

حکمت نمبر3

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند: یکی آنکہ اندوخت و نخورد و دیگری آنکہ آموخت و نکرد۔

علم چندانکہ بیشتر خوانی چون عمل در تو نیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانشمند چارپائی برو کتابی چند

آن تہی مغز را چہ علم و خبر کہ برو ہیزم ست یا دفتر

مشکل الفاظ کے معنی: دو کس: دو آدمی۔ رنج: تکلیف۔ بیہودہ: خواہ مخواہ۔ سعی بیفائدہ: بے کار کوشش۔ اندوخت: جمع کرنا۔ نخورد: نہ کھایا۔ آموخت: سیکھنا' پڑھنا۔ علم چندا: جتنا علم۔ بیشتر خوانی: زیادہ پڑھ لے۔ چوں عمل در تو نیست: اگر تجھ میں عمل نہیں۔ نادانی: جاہل۔ چارپائے: جانور۔ کتابے چند: چند کتابیں۔ آں: اس۔ تہی مغز: خالی دماغ۔ برو ہیزم ست: لکڑیوں کا بوجھ۔

حکمت کا ترجمہ: دو آدمیوں نے خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی اور بے کار کوشش کی۔ ایک تو وہ جس نے جمع کیا اور نہ کھایا۔

Scanned with CamScanner

دوسرا وہ جس نے پڑھا اور اس پر عمل نہ کیا۔

مثنوی:

علم تو جتنا بھی زیادہ پڑھ لے اگر تجھ میں عمل نہیں ہے تو، تو جاہل ہے نہ تو محقق بن سکتا ہے اور نہ ہی عقل مند کہلا سکتا ہے۔ صرف جانور ہے جس پر چند کتابیں رکھ دی گئی ہیں۔ اس خالی دماغ تو کیا پتہ کہ اس پر لکڑیوں کا بوجھ ہے یا دفتر۔

نتیجہ حکمت: علم ایک بیش بہا خزانہ ہے جو استعمال کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی علم کی وجہ سے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا اگر علم حاصل کیا ہو لیکن شومیٔ قسمت سے عمل ندارد ہو تو وہ گدھے پر گھاس لادنے کے مترادف ہے۔

حکمت نمبر4

حکمت علم از بہر دین پروردنست نہ از بہر دنیا خوردن۔

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت خرمنی گرد کرد و پاک بسوخت

عالم ناپرہیزگار کور مشعلہ دارست۔

بیفایدہ ہر کہ عمر درباخت چیزی نخرید و زر بینداخت

ملک از خردمندان جمال گیرد و دین از پرہیزگاران کمال یابد۔ پادشاہان بصحبت خردمندان از آن محتاج ترند کہ خردمندان بقربت پادشاہان

پندی اگر بشنوی ای پادشاہ در ہمہ عالم بہ ازین پند نیست

جز بہ خردمند مفرما عمل گرچہ عمل کار خردمند نیست

مشکل الفاظ کے معنی: دین پروردن: دین بڑھانا۔ دنیا خوردن: دنیا کمانا۔ زہد فروخت: تقویٰ فروخت کرنا۔ خرمنے گرد: کھلیان جمع کیا۔ پاک بسوخت: پھر سب جلا ڈالا۔ عالم ناپرہیزگار: گناہوں سے نہ بچنے والا عالم۔ کور: اندھا۔ مشعلہ دارست: ہاتھ میں مشعل۔ عمر درباخت: عمر گنوا دی۔ چیزے: چیز۔ نخرید: نہ خریدی۔ زر بینداخت: روپیہ پھینک دینا۔ خرد منداں: عقل مند۔ جمال گیرد: حسن حاصل کرنا۔ بقریب پادشاہاں: بادشاہوں کے قریب۔ پند: نصیحت۔ خرد: عقل۔ مفرما عمل: سپرد نہ کرنا۔ کار خردمند: عقلمند کا کام۔

حکمت کا ترجمہ: علم دین بڑھانے کے لئے ہے نہ کہ دنیا کمانے کے لئے۔

شعر: جس نے پرہیزگاری، علم، تقویٰ فروخت کیا۔ اس نے کھلیان جمع کیا اور پھر سب جلا ڈالا۔

پند: گناہوں سے نہ بچنے والا عالم اندھا ہے جس کے ہاتھ میں مشعل ہے جس کے ذریعے سے راہ دیکھی جا سکتی ہے اور وہ خود راہ نہیں دیکھتا۔

بیت: اس شخص نے بے کار عمر گزار دی۔ جس نے کوئی چیز نہ خریدی اور روپیہ پیسہ پھینک آیا۔

پند: ملک عقل مندوں سے حسن حاصل کرتا ہے اور دین پرہیزگاروں سے کمال حاصل کرتا ہے۔ بادشاہ عقل مندوں کی نصیحت کے اس سے زیادہ محتاج ہیں۔ جس قدر عقل مند بادشاہوں کے تقرب کے۔

قطعہ: اے بادشاہ! اگر تو کوئی نصیحت سننا چاہتا ہے تو تمام کتابوں میں اس سے بہتر نصیحت کوئی نہیں ہے کہ حکومت عقل مند کے سوا کسی اور کے نہ سپرد کر اگرچہ عقل مند کے نزدیک حکومت سنبھالنا اچھا کام نہیں ہے۔

نتیجہ حکمت: تحصیل علم سے انسان کی شخصیت میں نکھار آتا ہے اور اس سے دین کی سوجھ بوجھ پروان چڑھتی ہے وہ آدمی اندھا ہی تصور ہو گا۔ جس نے علم تو حاصل کیا لیکن اس سے استفادہ نہ کیا۔ علم تو اللہ کی عطا ہے اور صرف اس کے مقرب بندوں کو ہی ملتا ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی نصیحت یہی ہے کہ انسان علم کی دولت سے مالا مال ہو تو وہ صرف کچھ اور چیز کا محتاج نہ رہے گا۔ سوا اس کے کہ اس کے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔

حکمت نمبر5

حکمت سہ چیز پائیدار نماند مال بی تجارت و علم بی بحث و ملک بی سیاست۔
مشکل الفاظ کے معنی: سہ چیز: تین چیزیں۔ پایدار نماند: بقاء نہیں ہے۔ مال بے تجارت: مال کو تجارت بغیر۔ علم بے بحث: علم کو بحث بغیر۔ ملک بے سیاست: ملک کو تدبیر کے سوا۔ وقتے: ایک وقت۔ بلطف: مہربانی۔ مدارا: خاطر تواضع۔ مردی: شرافت۔ در کمند قبول: قبولیت کی کمند۔ بقہر: غصہ سے۔ گوی: کہہ۔ صد کوزۂ نبات۔ مصری کے سو کوزے۔
حکمت کا ترجمہ: تین چیزوں کو بقا حاصل نہیں ہے۔ مال کو تجارت کے بغیر، علم کو بحث کے بغیر اور ملک کو تدبیر کے سوا۔
قطعہ: ایک وقت مہربانی، خاطر تواضع اور شرافت کرنی چاہیے۔ شاید کہ تو قبولیت کی کمند میں کسی دل کو پھنسا لے۔ کسی وقت غصہ سے کی ہوئی بات مصری کے سو کوزے کے برابر ہے۔ کبھی بھی وہ کام نہیں کرتے جو ایک ایلوا کر جاتا ہے۔
نتیجہ حکمت: مال و دولت کے بغیر تجارت ناممکن ہے۔ علم بغیر بحث و مباحثہ کے اپنی ارتقائی منزل طے نہیں کر سکتا اور ملکی نظم و نسق چلانے کے لئے تدبیر و سوراخ کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن بعض اوقات صلح و آشتی اپنا کام دکھاتی ہے اور بعض اوقات غصہ سے کی ہوئی بات اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ غرض دوسرے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنا چاہیے تاکہ یہ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن سکے نہ کہ معاشرتی بگاڑ پیدا ہو۔

حکمت نمبر6

حکمت رحم آوردن بربدان ستم است برنیکان، وعفو کردن از ظالمان جور است بر درویشان۔

خبیث را چو تعهد کنی و بنوازی بدولت تو گنہ میکند بانبازی

پند بر دوستی پادشاہان اعتماد نتوان کرد و بر آواز خوش کودکان کہ آن بخیالی متبدل شود و این بخوابی متغیر گردد۔

معشوق ہزار دوست را دل ندہی ور میدہی، آن دل بجدائی بنہی

پند ہر آن سری کہ داری با دوست درمیان منہ، چہ دانی کہ وقتی دشمن گردد، و ہر گزندی کہ توانی بدشمن مرسان کہ، باشد کہ وقتی دوست شود۔ رازی کہ نہان خواہی، با کس درمیان منہ وگرچہ دوست مخلص باشد کہ مرآن دوست را نیز دوستان مخلص باشند، و ہمچنین مسلسل۔

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش با کسی گفتن و گفتن کہ مگوی

ای سلیم، آب ز سر چشمہ ببند کہ چو پرشد نتوان بستن جوی

سخنی در نہان نباید گفت کہ بر انجمن نشاید گفت

مشکل الفاظ کے معنی: رحم آوردن بربدان: برے لوگوں پر رحم کھانا۔ ستم است برنیکان: بھلوں پر ظلم ہے۔ عفو کردن از ظالمان: ظالموں کو معاف کرنا۔ جورست بر درویشان: درویشوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ خبیث: لعنتی۔ دوستی پادشاہان:

بادشاہوں کی دوستی۔ اعتماد نتواں: بھروسہ نہ ہے۔ برآواز خوش کودکاں: بچوں کی خوش آوازی پر۔ مبدل: بدل جانا۔ ایں بخوابے: یہ نیند۔ متغیر گردد: بگڑ جاتا ہے۔ دل ندہی: دل نہ دے۔ ہر آں سرے: جو تیرا راز ہے۔ باشد دانی: کیا تجھے معلوم ہے۔ گزندے: نقصان۔ رازے کہ نہاں خواہی: جو راز تو چھپانا چاہتا ہے۔ ہمچنیں مسلسل: اسی طرح سلسلہ چلے گا۔ خویش: اپنا۔ مگوی: راز کہنا۔ اے سلیم: اے عقلمند۔ سرچشمہ: ابتدائے کار۔ چو پر شد: جب بھر جائے گا۔ نتواں بستن جوی: ندی نہ پانی جائے گی۔ سخنے در نہاں: تنہائی کی بات۔

حکمت کا ترجمہ: بُروں پر رحم کھانا بھلے لوگوں پر ظلم ڈھانا ہے۔ اسی طرح ظالموں کو معاف کر دینا غریب درویشوں سے زیادتی ہے۔

بیت: اگر تو خبیث کی نگہداشت کرے گا اور اس کو نوازے گا تو وہ تیری دولت کا شریک ہو کر گناہ کرے گا۔

پند: بادشاہوں کی دوستی پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے اور بچوں کی خوش آزادی پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ ایک خیال سے بدل جاتی ہے اور یہ ایک رات میں بگڑ جاتی ہے۔

شعر: کئی ایک عاشق رکھنے والے معشوق کو دل ہرگز نہ دے اگر تو دل دیتا ہے تو اسے جدائی پر آمادہ کر لے۔

پند: جو تیرا راز ہے دوست سے نہ کہنا۔ خواہ وہ دوست مخلص ہی کیوں نہ ہو۔ تجھے کیا معلوم کسی وقت وہ دشمن بن جائے اور تکلیف دشمن کو نہ پہنچا ہو سکتا ہے کسی وقت وہ دوست بن جائے۔

پند: جو راز تو چھپانا چاہتا ہے کسی سے نہ کہہ خواہ دوست ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ دوست کے بھی دوست ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

قطعہ: چپ رہنا ہی اس سے بہتر ہے کہ کسی سے اپنا راز کہہ دینا پھر یہ کہنا کہ کسی اور سے نہ کہنا' اے عقلمند! چشمہ کے پانی کو شروع میں روک دے۔ اس لئے کہ جب بھر جائے گا تو ندی کو پاٹنا مشکل ہو جائے گا۔

نتیجہ حکمت: منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات ہو جاتی ہے۔ راز و نیاز کی باتیں ہر کسی سے نہ کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کہی بات آپ کو اتنا نقصان پہنچا جائے جتنا آپ نے سوچا بھی نہ ہو۔ اپنا راز تو مخلص دوست سے بھی نہ کہنا چاہئے۔

حکمت نمبر7

حکمت دشمنی ضعیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصود وی جز آن نیست کہ دشمن قوی گردد' وگفتہ اند: بر دوستی دوستان اعتماد نیست تا بہ تملق دشمنان چہ رسد۔

پند ہر کہ دشمن کوچک را حقیر میدارد بدان ماند کہ آتش اندک را مہمل میگذارد۔

امروز بکش چو میتوان کشت ، کاتش چو بلند شد جہان سوخت
مگزار کہ زہ کند کمان را دشمن کہ بہ تیر میتوان دوخت

مشکل الفاظ کے معنی: دشمن ضعیف: کمزور دشمن۔ در طاعت آید: قابو آجائے۔ دوستی نماید: دوستی ظاہر کرے۔ مقصود وے: اس کا مقصد۔ جزیں نیست: اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ دشمن قوی: طاقتور دشمن۔ دوستی دوستاں: دوستوں کی دوستی۔ اعتماد نیست: بھروسہ نہیں۔ بہ تملق دشمناں: دشمنوں کی چاپلوسی۔ چہ رسد: کیا مل سکتا ہے۔ دشمن کوچک: چھوٹا دشمن۔ آتش اندک: تھوڑی آگ۔ امروز: آج۔ کاتش جو بلند: جب آگ بلند ہوئی۔ جہاں سوخت: ایک جہاں جلا۔

حکمت کا ترجمہ: جو کمزور دشمن قابو میں آ جائے اور دوستی کا دم بھرے تو اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ طاقتور دشمن بن جائے۔ داناؤں نے کہا ہے کہ دوستوں کی دوستی پر بھی بھروسہ نہیں تو پھر دشمنوں کی چاپلوسی سے کیا مل سکتا ہے۔

پند: جو چھوٹے دشمن کو حقیر سمجھے وہ اس کی طرح ہے۔ جو تھوڑی سے آگ دہکنے کے لئے چھوڑ دے۔
قطعہ: اگر آج آگ بجھا سکتا ہے تو بجھا دے ورنہ جب آگ بلند ہوئی تو پھراک جہاں جلا دے گی جو دشمن تیرے تیر کے ہدف میں آ جائے اسے کمان کوزہ کرنے کا موقع نہ دے۔
نتیجہ حکمت: دشمن کو حقیر اور کم تر سمجھنا خلاف عقل بات ہے۔ جس کسی نے دشمن کو نظرانداز کیا بت کم تر ہے اس نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے تباہ و برباد کر لیا کیونکہ دشمن کو جب موقع ملے گا' ضرب کاری لگائے گا۔ پھر تمہارے بچ نکلنے کے راستے مسدود ہو جائیں گے لہٰذا دشمن کے مقابلہ میں ہمت دکھا مبادا نقصان اٹھائے۔

حکمت نمبر8

پند سخن میان دو دشمن چنان گوئی کہ اگر دوست گردند شرم زدہ نشوی۔

میان دو کس جنگ چون آتشت سخن چین بدبخت ہیزم کش است
کنند این و آن خوش دگر بارہ دل وی اندر میان کور بخت و خجل
میان دو تن آتش افروختن نہ عقل است خود در میان سوختن

O

در سخن با دوستان آہستہ باش تا ندارد دشمن خونخوار گوش
پیش دیوار آنچہ گوئی ہوش دار تا نباشد در پس دیوار گوش

مشکل الفاظ کے معنی: سخن: بات۔ چناں گوئی: اس طرح کی بات کرو۔ شرم زدہ مباشی: تو شرمندہ نہ ہو۔ دو کس: دو آدمی۔ سخن چین: چغل خور۔ ہیزم کش ست: ایندھن جمع کرنے والا۔ بارہ دل: دوبارہ دل۔ خجل: شرمندہ۔ آتش فروختن: آگ بھڑکانا۔ آہستہ باش: آہستہ بات کرنا۔ دشمن خونخور: خطرناک دشمن۔ گوش: کان مراد سننا۔ پیش دیوار: دیوار کے پاس۔ گوئی ہوش دار: ہشیار کہے۔
حکمت کا ترجمہ: دشمنوں کے درمیان اس طرح کی بات کہو کہ اگر وہ دوست بن جائیں تو تجھے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔
ابیات: دو آدمیوں کے درمیان دشمنی سلگتی آگ کی طرح ہے اور چغل خور بدبخت ایندھن ڈالنے والا ہے اگر وہ دونوں کسی وقت باہم شیروشکر ہو جائیں تو بدبخت کو سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ دو شخصیتوں کے درمیان آگ کے شعلوں کو بڑھانا پھر اس میں خود جل جانا عقل مندی نہیں ہے۔
ایضاً: دوستوں کے ساتھ ذرا آہستہ بولو تاکہ خونخوار دشمن نہ سن لے۔ دیوار کے سامنے بات کرتے ہوئے بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ پس دیوار کوئی سن نہ لے۔
نتیجہ حکمت: گفتگو و شنید کے آداب اہل دل نے مقرر کر رکھے ہیں۔ ان کو نظرانداز کرنا خلاف قیاس ہے۔ گفتگو میں احتیاط برتنی چاہئے مبادا دشمن سنے اور استفادہ کرتے ہوئے ضرب کاری لگائے۔

حکمت نمبر9

حکمت ہر کہ با دشمنان صلح میکند سر آزار دوستان دارد

بشو ای خردمند از آن دوست دست کہ با دشمنانت بود ہم نشست

پند چون در امضای کاری متردد باشی آن طرف اختیار کن کہ بی آزار تر برآید۔

با مردم سہل خوی' دشخوار مگوی با آنکہ در صلح زند جنگ مجوی

مشکل الفاظ کے معنی: بادشمناں: دشمنوں سے۔ صلح می: صلح کرتا ہے۔ آزار دوستاں: دوستوں کو ستانا۔ بشوی: چھوڑ دینا۔ اے خردمند: اے عقلمند۔ بادشمنانت بود ہم نشست: دشمنوں کے ساتھ نشست برخاست ہو۔ کارے: کام۔ متردد: تردد۔ باشی آں اختیار کن: ایسی تدبیر کر۔ برآید: ہو جانا۔ مردم: آدمی۔ سہل گوی: نرم بات کرنا۔ دشوار مگوی: سخت بات نہ کر۔

حکمت کا ترجمہ: جو دشمنوں سے صلح کرتا ہے وہ دوستوں کو ستانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

شعر: اے عقل مند! اس دوست سے ہاتھ دھولے جس کی تیرے دشمنوں کے ساتھ نشست برخاست ہو جائے۔

پند: جب تجھے کسی کام کے کرنے میں تردد ہو تو ایسی تدبیر کر کہ یہ تیری تکلیف کم ہو جائے۔

شعر: آدمیوں کے ساتھ نرمی سے بات کر۔ سخت کلام نہ کر جو صلح کا ارادہ چاہے۔ اس سے نہ لڑنا چاہئے۔

نتیجہ حکمت: دوست کا دشمن دوست نہیں ہوتا بلکہ دشمن ہی ہوتا ہے لہٰذا جو اپنے دشمنوں سے میل جول بڑھالیتا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ دوست احباب کو تنگ اور پریشان کیا جائے اگرچہ صلح بہترین اوزار محبت ہے جو بھائی چارے کی مشین کی کج روئیوں کو صحیح کر دیتی ہے۔ پھر بھی دشمنوں سے ملنا جلنا بالآخر نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ یاد رہے جو آدمی لڑنے کا خواہاں نہیں۔ اخوت محبت بھائی چارے سے رہنا چاہتا ہے۔ اس سے لڑنا اک طرح کی حماقت ہے۔

حکمت نمبر10

پند تا کار بزر بر میا آید جان در خطر ا فگندن نشاید۔

چو دست از ہمہ حیلتی در گسست حلالست بردن بہ شمشیر دست

مشکل الفاظ کے معنی: کار بزر بری آید: روپے پیسے سے کام ہو جانا۔ جاں در خطر: جان خطرے میں ڈالنا۔ عرب گوید: عربی قول ہے۔ آخر الحیل السیف: آخری تدبیر تلوار ہے۔ ہمہ حیلتے: تمام تدبیریں۔

حکمت کا ترجمہ: جب تک کام روپے پیسے سے نکل جائے تو جان کو خطرے میں نہ ڈالنا چاہئے۔ عربی قول ہے کہ آخری تدبیر تلوار ہے۔

شعر: جب تمام تدبیریں ہاتھ سے نکل جائیں تو قبضہ تلوار کو تھامنا درست قدم ہے۔

نتیجہ حکمت: دنیا کے کام روپے پیسے سے پایہ تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں لہٰذا جان کو مصیبتوں میں ڈالنا درست نہیں ہے کیونکہ روپے پیسے میں بڑی قوت و طاقت ہے جس سے کسی کے ضمیر کو خریدنا کار آسان ہے۔ آج کے دور میں تو ہزاروں لوگ ضمیر فروش آپ کو مل جائیں گے جو روپے کی خاطر اپنا ضمیر بیچنے کے خواہاں ہیں کیونکہ

بیچنا ہے تو ضمیر ہی بیچ
آج کل دام اچھے لگتے ہیں

حکمت نمبر11

پند بر عجز دشمن رحمت مکن' کہ اگر قادر شود بر تو نبخشاید۔

دشمن چو بینی ناتوان لاف از بروت خود مزن

مغزیست در ہر استخوان مردیست در ہر پیرہن

مشکل الفاظ کے معنی: عجز دشمن: دشمن کی عاجزی۔ رحمت مکن: رحم نہ کھا۔ قادر شود: قابو پالینا۔ بر تو نہ بخشاید: تجھ کو معاف نہ کرے گا۔ ناتواں: کمزور۔ لاف: شیخی بگھارنا۔ مغزیست: گودا ہے۔ در ہر استخواں: ہر ہڈی میں۔ ہر پیرہن: ہر لباس میں۔

حکمت کا ترجمہ: دشمن کی عاجزی پر رحم نہ کھانا چاہئے اگر اس نے مغلوب کر لیا تو تجھ کو ہرگز معاف نہ کرے گا۔

بیت: جب تو دشمن کو کمزور دیکھے تو اپنی مونچھوں کی شیخی نہ بگھار کیونکہ ہر ہڈی میں گودا ہوتا ہے اور ہر لباس میں مرد ہوتا ہے۔

نتیجہ حکمت: دشمن کو جونہی موقع ملے گا۔ ضرب کاری لگائے گا لہٰذا اس سے غفلت برتنا عقل مندوں کے نزدیک نادانی ہے۔

حکمت نمبر 12

حکمت ہر کہ بدی را بکشد خلق را از بلای او برہاند و او را از عذاب خدای عزوجل۔

پسندیدہ است بخشائش ولیکن منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار کہ آن ظلم است بر فرزند آدم

مشکل الفاظ کے معنی: ہر کہ: کسی۔ بدے را بکشد: برے آدمی کو مارنا۔ خلق از بلائے وے برہاوند: مخلوق کو بلا سے بچانا ہے۔ عذاب خدائے: خدائی عذاب۔ پسندیدست: اچھا ہے۔ بخشایش: معاف کرنا۔ منہ برریش: زخم کے منہ پر۔ مار: سانپ۔ ندانست: یہ نہ جانا۔ فرزند آدم: اولاد آدم۔

حکمت کا ترجمہ: کسی برے کو مارنا دراصل مخلوق کو اس مصیبت سے نجات دلانا ہے اور برے کو خدائی عذاب سے بچانا ہے۔

نتیجہ حکمت: فرمان نبوی ﷺ ہے کہ "ظالم اور مظلوم کی مدد کیا کرو۔" اصحاب رسول ﷺ نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظالم کو ظلم ڈھانے سے روکو اور مظلوم کی دل دہی کرنے کے ساتھ دادرسی کرو۔

حکمت نمبر 13

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست ولیکن شنیدن رواست تا بخلاف آن کار کنی کہ عین صوابست۔

حذر کن ز آنچہ دشمن گوید آن کن کہ بر زانو زنی دست تغابن
گرت راہی نماید راست چون تیر ازو برگرد و راہ دست چپ گیر

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطف بی وقت ہیبت ببرد نہ چندان درشتی کن کہ از تو سیر گردند و نہ چندان نرمی کہ بر تو دلیر شوند۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است
درشتی نگیرد خرد مند پیش نہ سستی کہ ناقص کند قدر خویش
نہ مر خویشتن را فزونی نہد نہ یکبارہ تن در مذلت دہد

Scanned with CamScanner

شبانی با پدر گفت ای خردمند مرا تعلیم دہ پیرانہ یک پند
بگفتا نیک مردی کن نہ چندان کہ گردد خیرہ گرگ تیز دندان

مشکل الفاظ کے معنی: نصیحت از دشمن: دشمن کی نصیحت۔ پذیر فتن: قبول کرنا۔ خطاست: غلطی ہے۔ شنیدم: سنا ہے۔ رواست: درست ہے۔ بخلاف آں: اس کے خلاف۔ عین صواب ست: بالکل صحیح ہے۔ حذر کن: توبہ کر۔ دست تغابن: افسوس کا ہاتھ۔ راست چوں تیز: تیر کی طرح سیدھا۔ راہ دست چپ گیر: اس راستے سے لوٹ جا۔ خشم: غصہ۔ لطف بے وقت: بے موقع مہربانی۔ ہیبت: رعب۔ درشتی: سختی۔ نرمی بہم: ملی جلی نرمی۔ چو: جیسا۔ فاصد کہ جراح: فصد کھولنے والا جراح۔ خردمند: عقلمند۔ قدر خویش: اپنی قدر۔ خویشتن افزونی نہد: اپنے آپ کو بڑھاتا ہے۔ دہد: راضی ہونا۔ مذلت: ذلیل۔ با پدر گفت: اپنے باپ سے کہا۔ پیرانہ یک پند: ایک بزرگانہ نصیحت۔ گرگ تیز دنداں: تیز دانتوں والا بھیڑیا۔

حکمت کا ترجمہ: دشمن کی نصیحت قبول کرنا غلطی ہے لیکن سننا درست ہے کیونکہ تو اس کے خلاف کام کرے گا جو بالکل صحیح ہو گا۔

مثنوی: تجھے ہر کام دشمن کرنے کو کہے اس سے بچنا چاہئے ورنہ افسوس کا ہاتھ ران پر مارتا رہ جائے گا اگرچہ وہ تجھے تیر کی طرح سیدھا راستہ دکھائے تو اس راستہ کو اختیار نہ کر بلکہ بائیں راستہ پر چلا جا۔

پند: حد سے زیادہ غصہ کرنا لوگوں میں وحشت کا باعث ہوتا ہے اور بے موقع لطف و کرم رعب دبدبہ ختم کر دیتا ہے نہ تو اتنی سختی کر کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اتنی نرمی دکھا کہ لوگ تجھ پر دلیر ہو جائیں۔

ابیات: سختی اور نرمی ملی جلی اچھی ہیں جیسے کہ جراح فصد بھی کھولتا ہے اور مرہم بھی لگاتا ہے۔ عقلمند آدمی نہ زیادہ سختی کرتا ہے نہ اس قدر نرمی برتتا ہے کہ وقار ہی گھٹ جائے نہ خاص طور پر اپنے آپ کو بڑھاتا ہے نہ یکبارگی ذلیل ہونے پر راضی ہو جاتا ہے۔

نظم: ایک نوجوان نے اپنے باپ سے کہا اے عقل مند مجھے ایک بزرگانہ نصیحت فرمایئے۔ اس نے کہا نیکی کر لیکن اس قدر نہ کر کے خونخوار بھیڑیا بن جائے۔

نتیجہ حکمت: دشمن کی پند و نصیحت پر دھیان نہ دینا چاہئے ورنہ نقصان کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھو۔ سختی اور نرمی زیادہ ہرگز اچھی نہیں۔ زیادتی کی صورت میں نقصان کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

حکمت نمبر 14

حکمت دو کس دشمن ملک و دین اند' پادشاہ بی حلم و زاہد بی علم۔

بر سر ملک مباد آن ملک فرمانده کہ خدا را نبود بندہ فرمانبردار

پند پادشہ باید کہ تا بحدی خشم بر دشمنان نراند کہ دوستان را اعتماد نماند۔ آتش خشم اول در خداوند خشم او فتد پس آنگہ زبانہ بخصم رسد یا نرسد۔

نشاید بنی آدم خاک زاد۔ کہ در سر کند کبر و تندی و باد
ترا با چنین گرمی و سرکشی نہ پندارم از خاکی' از آتشی

در خاک بیلقان برسیدم بعابدی گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن

گفتا برو چو خاک تحمل کن ای فقیہ یا ہرچہ خواندہ ہمہ در زیر خاک کن

مشکل الفاظ کے معنیٰ: دو کس: دو آدمی۔ دشمن ملک و دین۔ ملک اور دین کے دشمن۔ بادشاہ بے حلم: ایسا بادشاہ جو بردباری نہ رکھتا ہے۔ زاہد بے علم: بے علم پرہیز گار۔ مباد آں: خدا کرے ایسا نہ ہو۔ حدے خشم: حد سے زیادہ غصہ۔ بر دشمناں: دشمنوں پر۔ دوستاں را اعتماد نماند: دوستوں پر اعتماد نہ رہنا۔ آتش خشم: غصے کی آگ۔ خصم: دشمن۔ بنی آدم خاک زاد: مٹی سے بنی ہوئی اولاد آدم۔ کبر: تکبر۔ تندی و باد: غصہ اور غرور۔ تندی: تیزی۔ سرکشی: باغی پن۔ آتشی: آگ کی خاصیت۔ خاک ،بیلقاں: بیلقاں کی مٹی یاد رہے ،بیلقاں ایران کے ایک شہر کا نام ہے جو شروان اور آذربائیجان کے درمیان میں واقع ہے۔ جہل: جہالت۔ اے فقیہ: اے عالم۔ خواندہ: پڑھنا۔ زیر خاک کن: مٹی کے نیچے دفن کرنا۔

حکمت کا ترجمہ: دو انسان ملک اور دین کے دشمن تصور ہوتے ہیں ایک وہ بادشاہ جس میں حلم یعنی بردباری نہ ہو۔ ایک وہ عابد جو علم سے واقف نہ ہو۔

شعر: خدا کرے کہ وہ بادشاہ ملک کا حکمران نہ ہو جو خدا کا فرمانبردار بندہ نہیں ہے۔

پند: بادشاہ کو چاہئے کہ دشمنوں پر اس قدر غصہ نہ کرے کہ دوستوں کا اس پر اعتماد نہ رہے۔ غصے کی آگ پہلے تو غصہ کرنے والے کو جلاتی ہے۔ اس کے بعد شاید اس کے شعلے دشمن تک جائیں یا نہ پہنچیں۔

مثنوی: مٹی کی بنی ہوئی اولاد آدم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے سر میں تکبر اور غصہ و غرور کو جگہ دے اگر اتنی تندی' تیزی اور سرکشی ہے تو مری نگاہ میں تو آدم نہیں ہے بلکہ شیطان ہے۔

قطعہ: میں نے ،بیلقانہ کے ایک بزرگ سے کہا میری ایسی تربیت کیجئے کہ میں جہالت سے پاک ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا اے فقیہ! زمین کی طرح بردبار نہیں بن جاتا۔ جو کچھ تم نے پڑھ رکھا ہے اس کو زمین میں دفن کر دے۔

نتیجہ حکمت: دشمنوں پر بلاوجہ غصہ کرنا بالآخر دوستوں کو غصے کرنے والے سے دور کر دیتا ہے۔ مٹی کے پتلے کے لئے کبر و نخوت درست نہیں ہے۔ وہی لوگ اچھے ہیں جو مصیبت پڑنے پر بردباری اور تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ زمین کی یہ خاصیت ہے کہ وہ بردبار ہے۔ اللہ کے بندوں میں اس خوبی کا ہونا بہت ضروری ہے ورنہ ان کا علم و عقل کسی کام کا نہیں ہے۔

حکمت نمبر 15

حکمت بدخوی در دست دشمنی گرفتار است کہ ہرکجا رود از چنگ عقوبت او خلاص نیابد۔

اگر ز دست بلا بر فلک رود بدخوی ز دست خوی بد خویش در بلا باشد

مشکل الفاظ کے معنیٰ: بدخوئے: بدعادت۔ بدست دشمنے گرفتار: دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہونا۔ ہرجا: ہر جگہ۔ چنگ عقوبت: سزا کا چنگل۔ خلاص نیابد: چھٹکارا نہ پانا۔ دست بلا: مصیبت کا ہاتھ۔ خوئے بد: بری عادت والا۔ خویش: خود' اپنا۔

حکمت کا ترجمہ: بدخو آدمی ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے جہاں کہیں جائے گا اس کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔

بیت: بدخو آدمی مصیبت کے ہاتھوں بھاگ کر خواہ آسمان پر ہی کیوں نہ جا پہنچے۔ وہاں بھی اپنی بدعادت کے ہاتھوں مصیبت میں ہو گا۔

نتیجہ حکمت: بدخوئی ایک ایسی عادت ہے۔ سوائے موت کے اس سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا۔ بدخو آدمی دنیا کے کسی حصے میں ہی چلا جائے اپنی اس عادت کی وجہ سے ذلت و خواری کا سامنا کرے گا لہٰذا بدخوئی سے بچنا دراصل اپنے کو مصیبت سے

بچانے کے مترادف ہے۔

حکمت نمبر16

پند چو بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ او فتادہ است تو جمع باش و گر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن۔

برو با دوستان آسودہ بنشین چو بینی درمیان دشمنان جنگ
و گر بینی کہ باہم یک زبان اند کمان را زہ کن و بر بارہ برسنگ

مشکل الفاظ کے معنی: چو بینی: جب تو دیکھے۔ سپاہ دشمن: دشمن کی فوج۔ تفرقہ افتاد: اختلاف پیدا ہو جانا۔ جمع باش: مطمئن ہو جانا۔ اگر جمع شوند: اگر متفق ہو جائیں۔ پریشانی اندیشہ: پریشانی سے ڈر۔ آہستہ بنشیں: آرام سے بیٹھنا۔ درمیان دشمناں جنگ: دشمنوں میں جنگ ہونا۔ بنی: دیکھے۔ بربارہ برسنگ: فصیل پر پتھر جمع کر لے۔

حکمت کا ترجمہ: جب تو یہ دیکھے کہ دشمن کے سپاہیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو طبیعت خاطر جمع رکھ اگر وہ متفق ہو جائیں تو پریشانی سے ڈرنا چاہئے۔

قطعہ: جب تو دشمنوں کو لڑتا دیکھے تو دوستوں میں جا کر آرام سے بیٹھ جا لیکن اگر ان میں اتحاد و محبت دیکھے تو کمان اٹھا چلہ چڑھا اور فصیل پر پتھر جمع کر لے۔

نتیجہ حکمت: دشمن میں اختلاف کا پیدا ہو جانا نیک شگون ہے اگر دشمن میں اتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے تو پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہنا چاہئے تاکہ بوقت ضرورت دشمن کے جبر و قہر کا منہ توڑا جا سکے۔

حکمت نمبر17

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتی فروماند سلسلہ دوستی بجنباند' پس آنگہ بدوستی کارہائے کند کہ ہیچ دشمن نتواند۔

پند سرمار بدست دشمن بکوب کہ از احدی الحسنیین خالی نباشد: اگر این غالب آمد' مار کشتی و گر آن' از دشمن رستی۔

بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف کہ مغز شیر برآرد چو دل زجان برداشت

مشکل الفاظ کے معنی: دشمن چو: جب دشمن۔ ہمہ حیلتے فروماند: تمام تدبیریں عاجز آ جائیں۔ سلسلہ دوستی بجنباند: دوستی کی زنجیر ہلانا۔ ہیچ دشمن نتواند: کوئی بھی دشمن نہیں کرتا۔ سرمار: سانپ کا سر۔ بدست دشمن کوب: دشمن کے ہاتھ سے کچل دینا۔ احدی الحسنیین: دو بھلائیاں۔ ایں غالب: یہ غالب۔ مار کشتی: سانپ کو مارا۔ دشمن رستی: دشمن سے نجات ملنا۔

حکمت کا ترجمہ: دشمن جب تمام تدبیروں سے عاجز آ جاتا ہے تو پھر دوستی کی زنجیر ہلاتا ہے کیونکہ دوستی میں ایسا کام کر جاتا ہے جو کوئی دشمنی میں بھی نہیں کر سکتا۔ سانپ کے سر کو دشمن کے ہاتھ سے کچل ڈالو کیونکہ اس میں دو بھلائیاں ہیں کہ اگر یہ غالب آیا تو' تو نے سانپ کو مارا اگر وہ تو' تو نے دشمن سے نجات پائی۔

فرد: لڑائی کے دن کمزور دشمن سے بھی غافل نہ رہو کیونکہ جب وہ اپنی جان قربان کرنے پر تیار ہوا ہے تو شیر کا بھیجا بھی نکال باہر کر دے گا۔

نتیجہ حکمت: دشمن کو کمزور ناتواں اور عاجز نہ سمجھنا چاہئے۔ جب وہ کمزور ہو گا تو بلی کی طرح دم ہلاتا پھرے گا جب طاقت میں آیا تو خونخوار بھیڑیا بن جائے گا۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر18

پند خبری کہ دانی دلی بیازارد تو خاموش تا دیگری بیارد۔

بلبلا مژدہ بہار بیار خبر بد بہ بوم باز گذار

پند پادشاہ را بر خیانت کسی واقف مگردان مگر آنکہ بر قبول کلی واثق باشی وگرنہ در ہلاک خویش ہمی کوشی۔

بسیچ سخن گفتن آنگاہ کن کہ دانی کہ در کار گیرد سخن

حکمت ہر کہ نصیحت خود رای می کند او خود بہ نصیحت گری محتاج است۔

پند فریب دشمن مخور و غرور مداح مخر' کہ این دام زرق نہادہ است و آن دامن طعام کشادہ۔

حکمت احمق را ستایش خوش آید چون لاشہ کہ در کعبش دمی فربہ نماید۔

الا تا نشنوی مدح سخنگوی کہ اندک مایہ نفعی از تو دارد

کہ گر روزی مرادش بر نیاری دو صد چندان عیوبت بر شمارد

مشکل الفاظ کے معنی: خبرے کہ دانی: جو بات تیرے علم میں آئے۔ دل بیازارد: تکلیف کا باعث ہو۔ خاموش باش: چپ رہ۔ تا دیگرے: تا کہ کوئی دوسرا۔ بیارد: بیان کرے۔ مژدۂ بہار: موسم بہار کی خوش خبری۔ بیار: لانا۔ خبرِبد: بری خبر۔ بوم شوم: منحوس اُلو۔ گزار: چھوڑ دینا۔ خیانت: بددیانتی۔ بر قبول کلی واثق باشی۔ مان لینے پر پورا بھروسہ۔ ہلاک خود: اپنے کو ہلاک کرنا۔ کار گیرد سخن: بات کا کارگر ہونا۔ کمال ست: خوبی ہے۔ در نفس انساں: انسانی نفس میں۔ گفتار ناقص: غلط بات۔ فریب دشمن: دشمن کا دھوکہ۔ ایں: یہ۔ دام زرق: مکر کا جال۔ دامن طمع: لالچ کا دامن۔ خوش آید: اچھا لگنا۔ لاشہ: ذبح شدہ جانور۔ فربہ: موٹا۔

حکمت کا ترجمہ: جو ایسی خبر تیرے علم میں آئے جس سے تکلیف کا اندیشہ ہو۔ چپ رہ تاکہ کوئی دوسرا بیان کردے۔

فرد: اے بُلبُل! موسم بہار کی شگفتگی کی خبر لے کر آ۔ بُری خبر صرف منحوس اُلو کے لئے چھوڑ دے۔

نکتہ: بادشاہ کو کسی کی بددیانتی کی خبر نہ سنا مگر اس وقت جب کہ تمہیں پورا یقین نہ ہو کہ تیری بات مان لی جائے گی ورنہ تو اپنی ہلاکت کا سامان خود پیدا کر رہا ہے۔

مثنوی: بات کہنے کا اس وقت ارادہ کرو جب یہ دیکھو کہ بات کارگر ہوگی۔ قوتِ گویائی انسانی نفس کا کمال ہے بات کر کے تو اپنی قدر کو نہ گھٹا۔

پند: جو کسی خود رائے انسان کو نصیحت کرتا ہے خود نصیحت گر کا محتاج ہوتا ہے۔

پند: دشمن کا فریب نہ کھاؤ اور خوشامدی کی باتوں میں نہ آؤ کیونکہ اس نے مکر کا جال بچھایا ہے اور اس نے لالچ کا دامن پھیلا دیا ہے۔

پند: بے وقوف کو تعریف بہت اچھی لگتی ہے جیسا کہ مردے کی نلی میں پھونک بھر دینا اسے موٹا بنا دیتی ہے۔

قطعہ: خبردار شاعروں کی مدح سرائی پر کان نہ دھرو وہ تو تھوڑے سے فائدے کی خاطر بہت لمبے چوڑے قصے بیان کرتے ہیں۔ لیکن جس دن ان کی مراد بر نہ آئی وہ تجھ میں سے دو سو گنا زیادہ عیب نکال دے گا۔

نتیجہ حکمت: مشورہ ایک امانت ہے۔ اس کو بلاوجہ ضائع کر دینا مناسب نہیں ہے۔ بات اسی وقت کہنی چاہئے جب اس کی اہمیت و وقعت کا احساس ہو جائے لیکن خوشامدی کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہئے کیونکہ وہ تو طمع و لالچ کا دامن پھیلا کر آپ کو نقصان پہنچائے گا خوشامدی کو خواہشات کی تکمیل نہ ہو تو پھر آپ میں وہ عیب نکالنا اپنا فرض اولین سمجھے گا۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر19

حکمت متکلم را تا کسی عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد۔

شعر

غرہ بر حسن گفتار خویش مشو
بہ تحسین نادان و پندار خویش

مشکل الفاظ کے معنی: متکلم: بات کرنے والا۔ سخنش صلاح: کلام کی اصلاح۔ حسن گفتار: تقریر کی خوبی۔ خویش: خود اپنا۔ تحسین: تعریف کرنا۔ نادان: ناواقف۔ پندار: غرور۔ مشو غرہ: گھمنڈ نہ کر۔

حکمت کا ترجمہ: متکلم کے کلام میں جب تک کوئی عیب نہ نکالے۔ اس وقت تک اس کے کلام کی اصلاح نہیں ہوتی ہے۔

شعر: اپنی تقریر کی خوبی پر جاہلوں کی واہ واہ سن کر گھمنڈ نہ کر۔

نتیجہ حکمت: اہل علم کسی کی بات کا تجزیہ و محاکمہ کرنا اپنا مقصود سمجھتے ہیں۔ وہ متکلم کے کلام کے معائب و محاسن سے آگاہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ علم و آگاہی کا ادراک نہیں رکھتے لیکن جاہلوں کی واہ واہ سے اپنے آپ کو اہل دل و علم سمجھ بیٹھتے ہیں جو بالآخر ان کے لئے رسوائی کا سبب بنتا ہے۔

حکمت نمبر20

حکمت ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال۔

نظم

یکی جہود و مسلمان نزاع میکردند — چنانکہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
بطیرہ گفت مسلمان گر این قبالہ من — درست نیست، خدایا جہود میرانم
جہود گفت بتوریت میخورم سوگند — وگر خلاف کنم، ہمچو تو مسلمانم
گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد — بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

مشکل الفاظ کے معنی: ہمہ کس: ہر کوئی۔ عقل خود: اپنی عقل۔ فرزند خود بجمال: اپنا بچہ خوبصورت لگتا ہے۔ یکے جہود: ایک یہودی۔ نزاع: جھگڑا۔ بطیرہ: طنزاً کہنا۔ این قبالہ من: میری یہ دستاویز۔ درست نیست: ٹھیک نہیں ہے۔ خدایا جہود میرانم: خدایا مجھے یہودی کرکے مارنا۔ بتوریت میخورم سوگند: میں توریت کی قسم کھاتا ہوں۔ خلاف بود: غلط ہو۔ ہچو تو مسلمانم: تیری طرح مسلمان ہو جاؤں گا۔ بسیط زمین: روئے زمین۔ عقل منعدم: عقل ختم ہو جائے۔ گماں: خیال۔

حکمت کا ترجمہ: ہر انسان کو خود کو بڑا عاقل تصور کرتا ہے اور اپنا بچہ ہی خوبصورت دکھائی پڑتا ہے۔

نظم: ایک یہودی اور مسلمان آپس میں یوں مناظرہ کر رہے تھے کہ مجھے ان کے جھگڑے پر ہنسی آگئی۔ مسلمان نے طنزاً کہا کہ اگر میری یہ سند غلط ہو تو خدا قسم کہ میں یہودی ہو کر مروں۔ یہودی نے کہا کہ مجھے توریت کی قسم اگر میں غلط کہوں میں تمہاری طرح مسلمان ہو جاؤں اگر روئے زمین سے عقل معدوم ہو جائے تو پھر بھی کوئی اپنے کو بے عقل تصور نہ کرے گا۔

نتیجہ حکمت: ہر انسان اپنے کو عاقل اپنی بیوی کو بدصورت اور اپنے بچے کو خوبصورت تصور کرتا ہے۔ کسی دوسرے کو بے وقوف، اس کی بیوی کو خوبصورت اور اس کے بچے کو بدصورت سمجھتا ہے۔ یہ دوسری قسم کی دلیل یکسر غلط ہے۔ دنیا میں اگرچہ عقل کا وجود نہ رہے تب بھی لوگ اپنے کو عاقل اور دانشمند ہی تصور کریں گے۔

حکمت نمبر21

حکمت ده آدمی بر سفره ای بخورند و دو سگ برداری باہم بسر نبرند۔ حریص باجہانی گرسنہ است و قانع بنانی سیر۔ حکما گفتہ اند: توانگری بقناعت بہ از توانگری بضاعت۔

روده تنگ بیک نان تہی پر گردد ۔ نعمت روی زمین پر نکند دیده تنگ

پدر چون دور عرش منقضی گشت ۔ مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوت آتش است از وی بہ پرہیز ۔ بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
درآن آتش نداری طاقت سوز ۔ بصبر آبی برین آتش زن امروز

پند ہر کہ در حال توانائی نکوئی نکند در وقت ناتوانی سختی بیند۔

بد اختر تر از مردم آزار نیست ۔ کہ روز مصیبت کش یار نیست

مشکل الفاظ کے معنی: ده آدمی: دس آدمی۔ سفرہ: دستر خوان۔ دو سگ: دو کتے۔ بر مردارے باہم بسر نبرند: ایک مردار پر مل کر گزارہ نہیں کرتے۔ حریص: لالچی۔ قانع: قناعت پسند۔ توانگری: دولت مند۔ بضاعت: مالداری، سرمایہ۔ رودۂ تنگ: تنگ آنت۔ نعمت روئے زمین: ساری دنیا کی نعمتیں۔ پدر چوں: جب باپ۔ دور عمرش: عمر کا زمانہ مراد زندگی۔ منقضی گشت: ختم ہو جانا۔ مرا ایں: مجھے۔ یک نصیحت: ایک نصیحت۔ بگذشت: گزر جانا۔ شہوت آتش ست: شہوت ایک آگ ہے۔ از وی پرہیز: اس سے بچے۔ آتش دوزخ: جہنم کی آگ۔ مکن تیز: تیز نہ کر۔ طاقت سوز: جلنے کی طاقت۔ امروز: آج۔ بصبر آبے: صبر کا پانی۔ حال توانائی: طاقت کے وقت۔ وقت ناتوانی: کمزوری کے وقت۔ بد اختر: بدنصیب۔ مردم آزار: لوگوں کو تکلیف دینے والا۔ کش یار نیست: کسی دوست کا ہونا۔

حکمت کا ترجمہ: دس آدمی ایک دستر خوان پر کھا سکتے ہیں لیکن دو کتے ایک مردار پر مل کر گزارہ نہیں کر سکتے۔ اس طرح لالچی ایک دنیا مل جانے پر بھی بدستور بھوکا رہ جاتا ہے اور قناعت کرنے والا ایک روٹی سے پیٹ بھر لیتا ہے۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ صاحب قناعت درویش دولت کے حریص سے بہتر ہے۔

شعر: کم کھانے والے کا پیٹ ایک روٹی سے بھر جاتا ہے مگر حریص کی آنکھ تمام دنیا کی نعمتیں بھی نہیں بھر سکتیں۔

مثنوی: میرے باپ کا آخری وقت جب قریب آیا تو اس نے مجھے ایک نصیحت کی اور اپنی زندگی پوری کر گیا' بیٹا! ہوس ایک آگ ہے اس کی آنچ دوزخ کی آنچ سے کم نہیں ہے۔ اس میں جلنے کی طاقت نہ ہو تو آج ہی اس آگ کو صبر کے پانی سے بجھا دے۔

پند: جو طاقت کے وقت نیکی نہیں کرتا ہے وہ ناتوانی کے وقت بہت دکھ بھرتا ہے۔

شعر: لوگوں کو ستانے والے سے زیادہ اور کون بدنصیب ہو گا کہ مشکل کے دنوں میں تکلیف اٹھاتا ہے مگر اس کا کوئی دوست نہیں۔

نتیجہ حکمت: حرص و ہوا' لالچ و طمع اور ہوس کبھی کم نہیں ہوتی۔ یہ انسان کو تباہی کے دہانے پر لے جاتی ہے۔ یہ لالچ بالآخر انسان کو جہنم کی آگ میں دھکیل دیتا ہے لہٰذا نیکی اور صبر کے ٹھنڈے پانی سے ہوس کی آگ کو بجھا لینا ہی دانشمندی ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر22

حکمت ہرچہ زود برآید دیر نپاید۔

خاک مشرق شنیدہ ام کہ کنند بچہل سال کاسہ چینی
صد بروزی کنند در مردشت لا جرم. قیمتش ہمی بنی

o

مرغک از بیضہ برون آید روزی طلبد و آدمی بچہ ندارد خبر از عقل و تمیز
آنکہ ناگاہ کسی گشت، بچیزی نرسید وین بہ تمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
آبگینہ ہمہ جا یابی، ازآن قدرش نیست لعل دشخوار بدست آید از آنست عزیز

مشکل الفاظ کے معنی: ہرچہ زود برآید: جو چیز جلد مل جائے۔ دیر نپاید: دیر تک نہیں ٹھہرتی۔ خاک مشرق: اس سے مراد ملک چین ہے۔ کاسہ چینی: چینی کا پیالہ۔ مردشت: ایک شہر کا نام۔ لا جرم: یقیناً۔ مرغک: مرغی کا بچہ۔ از بیضہ بروں: انڈے سے باہر نکلنا۔ روزی طلبد: روزی مانگتا ہے۔ آدمی زادہ: آدمی کا بچہ۔ ناگاہ: فوراً اچانک۔ آبگینہ: کانچ۔

حکمت کا ترجمہ: جو چیز جلد حاصل ہو جاتی ہے، وہ زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتی۔

قطعہ: میں نے سنا ہے کہ خاک مشرق کا خمیر چالیس سال تک اٹھایا جاتا ہے تب کہیں جاکر وہ کاسہ چینی کی شکل میں ڈھلتی ہے۔ مردشت میں ایک دن کے اندر مٹی کے سو جام بنا لیتے ہیں۔ یقیناً تو اس کی قیمت بھی دیکھتا ہے۔

قطعہ: مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی روزی مانگتا ہے اور آدمی کا بچہ عقل، ہوش اور تمیز سے واقف نہیں ہوتا جو فوراً ہی ہوشیار ہو گیا۔ کچھ نہ بنا جس نے علم و فضل سیکھا، وہ ہر شے سے بڑھ گیا۔ کانچ تم ہر جگہ سے حاصل کر لوگے اس لئے بے قدر ہے۔ لعل مشکل سے ہاتھ آتا ہے اس وجہ سے پیارا ہے۔

نتیجہ حکمت: تلاش و جستجو کے بغیر چیز کا مل جانا کچھ اہمیت و وقعت نہیں رکھتا کیونکہ اس چیز کے حصول میں سعی و عمل کا عمل دخل نہیں ہوتا جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے اس کو لوگ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جہد پیہم سے انسان اپنی ارتقائی منازل طے کرتا ہے جس سے وہ ناپختہ سے پختہ بن جاتا ہے جو اس کے لئے سرمایۂ حیات ہوتا ہے۔

حکمت نمبر23

پند کارہا بصبر برآید و مستعجل بسر درآید
بچشم خویش دیدم در بیابان کہ آہستہ سبق برد از شتابان
سمند بادپای از تک فروماند
شتربان ہمچنان آہستہ می راند
پند نادان را بہ از خاموشی نیست وگر این مصلحت بدانستی نادان نبودی۔

چون نداری کمال و فضل، آن بہ کہ زبان در دہان نگہ داری
آدمی را زبان فضیحہ کند. جوز بی مغز را سبکباری

O

خری را ابلہی تعلیم میداد — بر و بر صرف کردہ سعی دایم
حکیمی گفتش ای نادان چہ کوشی — درین سودا بترس از لوم لایم
نیا موزد بہائم از تو گفتار — تو خاموشی بیاموز از بہائم

O

ہر کہ تامل نکند در جواب — بیشتر آید سخنش ناصواب
یا سخن آرای چو مردم بہوش — یا بنشین چون حیوانان خموش

مشکل الفاظ کے معنی: کارہا: بہت کام۔ بہ صبر بر آید: صبر سے نکلتے ہیں۔ مستعجل: جلد باز۔ بسر در آید: منہ کے بل گرنا۔ بچشم خویش: اپنی آنکھ سے۔ شتاباں: جلدی۔ شتربان: اونٹ والا۔ دہاں: منہ۔ زبان فضیحہ کند: زبان رسوا کرتی ہے۔ جوز: اخروٹ۔ سبکساری: ہلکا پن۔ خرے: گدھا۔ ابلہے: بے وقوف۔ سعی دائم: مستقل کوشش۔ بہائم: جانور۔ بیشتر: اکثر اوقات۔ نادان ست: جاہل ہے۔

حکمت کا ترجمہ: صبر سے بہت سے کام نکلتے ہیں اور جلد باز منہ کے بل گر پڑتا ہے۔

مثنوی: میں نے جنگل میں اپنی آنکھ سے دیکھا کہ آہستہ چلنے والے دوڑنے والوں سے بازی لے گیا۔ ہوا سے باتیں کرنے والا گھوڑا تھک گیا اور اونٹ اپنی دھیمی چال سے مسلسل چلتا رہا۔

پند: نادان کے لئے خاموش رہنا مناسب ہے اور اگر یہ مصلحت جان لیتا تو نادان نہ رہتا۔

قطعہ: اگر تجھ میں کوئی فضل و خوبی نہیں ہے، زبان کو منہ میں محفوظ رکھ۔ آدمی کو زبان رسوا کرتی ہے اور خالی اخروٹ کو اس کا ہلکا پن۔

ابیات: ایک احمق ایک گدھے پر مسلسل محنت کرتے ہوئے پڑھا رہا تھا۔ ایک عقلمند نے دیکھا تو اس سے کہا کہ اس جنون میں دوسروں کے تمسخر اور ملامت کا ڈر نہیں؟ یہ حیوان تو تم سے بولنا نہ سیکھ سکے گا، تم ہی ان سے چپ رہنا سیکھ لو۔

ایضاً: جو جواب دینے میں غور نہیں کرتا، اکثر اس کے منہ سے غلط بات نکلتی ہے یا تو سمجھ دار آدمیوں کی طرح ٹھکانے کی بات کر یا چوپایوں کی طرح چپ بیٹھ رہ۔

پند: جو شخص اپنے سے بڑے عالم سے اس لئے بحث کرے کہ لوگ اس کو عالم سمجھیں تو وہ سمجھ لیں گے کہ یہ جاہل ہے۔

فرد: جب بڑا آدمی تجھ سے کوئی بات کر رہا ہو تم خواہ اس سے بہتر ہی جانتے ہو تو ہرگز اعتراض نہ کر۔

نتیجہ حکمت: خاموش رہنا کئی عیبوں اور نقائص سے پاک رکھتا ہے۔ بزرگوں کی بات کاٹ کر خود بولنا شروع کر دینا، احمق پن ہے۔ اہل دل اس کو اچھا تصور نہیں کرتے۔ علم و خوبی نہ ہو تو چپ رہنے سے خامی نمایاں نہیں ہوتی لہٰذا چپ سادھ لو تاکہ تمہاری کوتاہیوں کا پتہ نہ چل سکے۔

حکمت نمبر24

حکمت ہر کہ با دانا تر از خود بحث میکند تا بدانند کہ داناست، بدانند کہ نادانست۔

چون در آید مہ از توئی بسخن — گرچہ بہ دانی، اعتراض مکن

حکمت ہر کہ با بدان نشیند نیکی نبیند۔

گر نشیند فرشتہ ای با دیو وحشت آموزد و خیانت و ریو
از بدان نیکوی نیا موزی نکند گرگ پوستین دوزی

پند مردمان را عیب نہانی پیدا مکن کہ مرایشان را رسوا کنی و خود را بی اعتماد۔

حکمت ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بدان ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند۔

مشکل الفاظ کے معنی: ہر کہ: جو شخص۔ بابدان: بُروں کے ساتھ۔ نشنید: اٹھتا بیٹھتا۔ نکوئی نہ بیند: بھلائی کی نہیں سوچتا۔ دیو: شیطان۔ ریو: مکر۔ آموز: سیکھے۔ نیا موزی: کچھ نہ سیکھے گا۔ گرگ: بھیڑیا۔ پوستیں: کھال۔ درزی: سینا۔ عیب نہانی: چھپے عیب۔ رسوا: ذلیل۔ خود را بے اعتماد: خود کو بے بھروسہ بنانا۔ علم خواند: علم پڑھا۔ عمل نکر: عمل نہ کرنا۔ تخم نیفشاند: بیج نہیں بکھیرتا۔

حکمت کا ترجمہ: جو آدمی بُروں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ بھلائی نہیں سوچتا۔

ابیات: اگر فرشتہ بھی شیطان کی صحبت میں بیٹھے تو وہ بھی وحشت، خیانت اور مکر سیکھے گا۔ نہ بُروں سے بدی کے سوا کچھ سیکھا جاسکتا ہے اور نہ بھیڑیا کبھی پوستین کی سلائی کر سکتا ہے۔

پند: لوگوں کے پوشیدہ عیب ظاہر نہ کر کیونکہ تو ان کو ذلیل کرے گا اور اپنا اعتماد کھو بیٹھے گا۔

پند: جس نے علم پڑھا اور عمل نہ کیا وہ اس کسان کی طرح ہے جو ہل تو چلاتا ہے لیکن بیج نہیں بکھیرتا۔

نتیجہ حکمت: صحبت کا اثر انسان کی طبیعت و شخصیت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اچھی صحبت اختیار کرنے سے دل بھلائی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بُروں کے ساتھ بیٹھنے سے دل و دماغ میں شیطانی کام سرایت کر جاتے ہیں لہٰذا شیطان کی صحبت اختیار نہ کر مبادا پہلی نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

حکمت نمبر 25

حکمت از تن بی دل طاعت بیاید و پوست بی مغز بضاعت را نشاید۔ نہ ہر کہ در مجادلہ چست در معاملہ درست۔

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد چون باز کنی، مادر مادر باشد

مشکل الفاظ کے معنی: از تن بے دل: بے ہمت جسم سے۔ مجادلت چست: لڑنے میں تیز۔ معاملہ درست: معاملہ کا اچھا ہونا۔ قامت خوش: اچھے قد۔ زیر چادر: چادر کے نیچے۔ مادر مادر: نانی۔

حکمت کا ترجمہ: بے ہمت جسم سے عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ہی بے مغز اخروٹ کا ذخیرہ تجارت کے لائق ہے۔ یہ ضروری نہیں جو شخص مول تول کرنے میں تیز ہے وہ لین دین کا بھی اچھا ہو۔

بیت: بہت سے خوش قامت برقعہ پوش ہیں اور نقاب ہٹے تو نانی اماں معلوم ہوں۔

نتیجہ حکمت: ہر برقعہ پوش حسن کا پیکر نہیں ہوتا، ہو سکتا ہے اس نے اپنی کسی خامی کو چھپا رکھا ہو۔ اگر چہرے سے نقاب ہٹے تو نیچے سے ظاہر میں لڑکی دکھائی پڑنے والی نانی اماں کی عمر کی ہو۔

حکمت نمبر 26

حکمت اگر شبہا ہمہ قدر بودی شب قدر بی قدر بودی۔

اگر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودی

بس قیمت لعل و سنگ یکسان بودی

مشکل الفاظ کے معنی: شبہا ہمہ: ساری راتیں۔ شب قدر: شب قدر وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل کیا جیسے قرآن میں ہے شب قدر کیا ہے؟ تمہیں کیا خبر شب قدر کیا ہے' شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔ سنگ ہمہ: سارے پتھر۔ لعل بدخشاں: بدخشاں کا قیمتی موتی۔ قیمت لعل: موتی کی قیمت۔ یکساں بودے: ایک جیسی ہوتی۔

حکمت کا ترجمہ: اگر ساری راتیں شب قدر ہوتیں تو شب قدر کی کچھ قدر نہ ہوتی۔

شعر: اگر سارے پتھر لعل بدخشاں ہوتے تو پھر لعل اور پتھر کی قیمت یکساں ہوتی۔

نتیجہ حکمت: پتھر اور لعل ایک جیسے نہیں ہوتے اسی طرح نیک اور بد ایک نہیں ہوتے بلکہ ان میں نیکی اور بدی کا فرق ہوتا ہے لہٰذا نیکی کا راستہ اختیار کرکے نیک بن جاؤ تاکہ تم خدا کی نظر میں لعل کی طرح قیمتی بن جاؤ۔

حکمت نمبر 27

حکمت نہ ہر کہ بصورت نکوست سیرت زیبا دروست' کار اندرون دارد نہ پوست۔

توان شناخت بیکروز از شمائل مرد کہ تا کجاش رسیدہ است پایگاہ علوم
ولی ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

پند ہر کہ با بزرگان ستیزد خون خود ریزد۔

خویشتن را بزرگ پنداری راست گفتند 'یک' دو بیند لوچ
زود بینی شکستہ پیشانی تو کہ بازی کنی بسر با قوچ

مشکل الفاظ کے معنی: بصورت نکوست: شکل کا اچھا ہے۔ سیرت زیبا: اچھی عادت۔ کار اندروں: معاملہ کا تعلق باطن سے ہے۔ پوست: چھلکا۔ شمائل مرد: انسان کے اخلاق و عادات۔ کجاش: کہاں۔ پایگاہ علوم: علوم کا مرتبہ۔ ولے: لیکن۔ زباطنش: باطن سے۔ خبث نفس: نفس کی خباثت۔ ستیزد: لڑنا۔ خون خودی ریزد: وہ خود اپنا خون کرتا ہے۔ خویشتن: اپنا آپ۔ لوچ: بھینگا۔ شکستہ پیشانی: ماتھا پھوٹا ہوا۔ باقوچ: مینڈھے سے۔

حکمت کا ترجمہ: یہ ضروری نہیں کہ جو شکل کا اچھا ہے اس میں اچھی عادت بھی ہو' معاملہ کا تعلق باطن سے ہے نہ کہ چھلکے سے۔

قطعہ: انسان کے اخلاق و عادات سے ایک روز میں معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اس کے علوم کا مرتبہ کہاں تک پہنچا ہے لیکن اس کے باطن سے مطمئن نہ ہو اور نہ غفلت برت اس لئے کہ نفس کی کمینگی کا سالوں میں بھی پتہ نہیں چلتا۔

پند: جو بزرگوں سے لڑتا ہے وہ خود اپنا خون کرتا ہے۔

قطعہ: اگر تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے تو سچ کسی نے کہا ہے کہ بھینگا کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ بہت جلد تیرا ماتھا پھوٹ جائے گا جبکہ تو اپنے کو مینڈھے سے لڑائے گا اور ٹکر کھائے گا۔

نتیجہ حکمت: کسی کی باطنی کیفیات کو پرکھنا اور جانچنا انتہائی مشکل ہے کیونکہ درون خانہ کی ہنگامہ آرائیوں کا پتہ جلد نہیں چلتا۔ کسی کے ظرف کو پرکھنے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے لہٰذا کسی کی ظاہری شکل و صورت سے متاثر نہ ہونا چاہئے بلکہ اس کی باطنی کیفیات سے آگاہ ہونے کی جستجو کرنی چاہئے تاکہ کوئی سلسلہ ارادت و عقیدت آگے بڑھ سکے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر28

حکمت پنجہ با شیر زدن و مشت بر شمشیر' کار خرد مندان نیست۔

جنگ و زور آوری مکن بامست پیش سر پنجہ در بغل نہ دست

پند ضعیفی کہ با قوی دلاوری کند' یار دشمن است در ہلاک خویش۔

سایہ پروردہ را چہ طاقت آن کہ رود با مبارزان بہ قتال

ست بازو بجہل می فگند پنجہ با مرد آہنین چنگال

مشکل الفاظ کے معنی: پنجہ با شیر انداختن: شیر سے پنجہ لڑانا۔ مشت: مکا۔ کار خردمنداں: عقلمندوں کا کام۔ نیست: نہیں ہے۔ ضعیفے: کمزور۔ با قوی: طاقتور۔ دلاوری کند: مقابلہ میں بہادری کرنا۔ یار دشمن: اپنے دشمن کا دوست۔ ہلاک خویش: اپنے کو ہلاک کرنا۔ چہ طاقت: کیا طاقت ہے۔ رود با مبارزاں بقتال: بہادروں کے ساتھ جنگ میں جانا۔ جہل: نادانی۔ پنجہ با مرد آہنیں: لوہے جیسے پنجہ والے۔

حکمت کا ترجمہ: شیر سے پنجہ لڑانا اور تلوار پر مکا مارنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

بیت: لڑائی اور زور مست آدمی سے نہ کر' پنجہ باز کے سامنے اپنا ہاتھ بغل میں دے لے۔

پند: جو کمزور طاقتور کے مقابلے میں بہادری کرتا ہے۔ وہ اپنی ہلاکت میں اپنے دشمن کا دوست ہے۔

قطعہ: سایہ میں پلے ہوئے کی کیا طاقت کہ بہادروں کے ساتھ میدان جنگ میں جائے۔ کمزور بازوؤں والا اگر کسی شہ زور سے پنجہ آزمائی کرتا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔

نتیجہ حکمت: کمزور اور طاقت ور کا کیا مقابلہ۔ ناتواں ہمیشہ شہ زور کے مقابلے میں شکست فاش سے دوچار ہوتا ہے یعنی ہزیمت اٹھاتا ہے۔ ناز و نعمت سے پلے ہوئے لوگ بہادروں کے ساتھ کیسے میدان کارزار میں کود سکتے ہیں۔ پہلے اپنے کو توانا اور مضبوط کرو پھر اپنے اندر دشمن سے ٹکرا جانے کا عزم پیدا کرو۔

حکمت نمبر29

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سر ملامت شنیدن دارد۔

چوں نیاید نصیحت در گوش اگرت سرزنش کنم خاموش

مشکل الفاظ کے معنی: نصیحت نشنود: نصیحت نہ سننا۔ در گوش: کان میں۔ چوں: جب۔ اگرت: اگر چہ۔ سرزنش: جھڑکنا۔ کنم خاموش: خاموشی اختیار کر۔

حکمت کا ترجمہ: جو نصیحت نہیں سنتا ہے اس کا ارادہ ملامت سننے کا ہے۔

شعر: جب تیرے کان میں نصیحت نہیں پڑتی' اگر میں تجھے جھڑک دوں تو چپ رہ۔

نتیجہ حکمت: ناصح کی باتوں پر توجہ دینا اور عقلمندوں کی باتیں غور سے سننا ایک طرح کی آسودگی کا باعث ہے ورنہ لعن و طعن کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ نصیحت ملنے پر آدمی بعض اوقات غلط کام چھوڑ بھی دیتا ہے۔ اگر نہ چھوڑے گا تو ذلت و خواری کا سامنا کرے گا۔

حکمت نمبر30

حکمت بی ہنران مر ہنرمند را نتوانند کہ بنیند ہمچنان کہ سگان بازاری سگ صید را' مشغلہ برآرند و پیش آمدن نیارند' یعنی سفلہ چون بہ ہنر با کسی بر نیاید بہ جنبش در پوستین افتد۔

کند ہر آئینہ غیبت حسود کوتہ دست کہ در مقابلہ گنگش بود زبان مقال

مشکل الفاظ کے معنی: بے ہنراں: بغیر خوبی کے۔ سگ بازاری: آوارہ کتے۔ سگ صیدی: شکاری کتے۔ سفلہ: کمینہ۔ حسود: حاسد۔ گنگش: گونگی۔ زبان مقال: مقابلے کی زبان۔

حکمت کا ترجمہ: بے ہنر ہنرمندوں کو نہیں دیکھ سکتے جیسا کہ آوارہ کتے شکاری کتوں پر بھونکتے ہیں اور سامنے نہیں پڑ سکتے یعنی جب کمینہ ہنر میں کسی سے نہیں جیتتا تو اپنی کمینگی سے عیب جوئی کرتا ہے۔

بیت: عاجز حاسد لامحالہ غیبت کرتا ہے اس لئے کہ مقابلہ میں اس کی زبان گونگی ہوتی ہے۔

نتیجہ حکمت: بغض و عناد اور کینہ و حسد رکھنے والا ہنرمند کے کام کاج میں خامیاں نکال کر اپنے دل کو سکون مہیا کرتا ہے کیونکہ کسی کی عیب جوئی کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔

حکمت نمبر31

حکمت گر جور شکم نیستی' ہیچ مرغ در دام صیاد نیفتادی' بلکہ صیاد خود دام نہ نہادی' حکیمان دیر دیر خورند و عابدان نیم سیر و زاہدان سد رمق و جوانان تا طبق برگیرند و پیران تا عرق بکنند اما قلندران چندانکہ نہ در معدہ جای نفس ماند و نہ بر سفرہ روزی کس۔

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب شبی ز معدہ سنگی شبی ز دل تنگی

مشکل الفاظ کے معنی: جور شکم: پیٹ کا ستانا۔ مرغ: پرند۔ دام صیاد: شکاری کا جال۔ نیفتادے: پھنسنا۔ دام نہادے: جال نہ بچھانا۔ شکم: پیٹ۔ بند دست: ہاتھ کی ہتھکڑی۔ زنجیر پائے: پاؤں کی زنجیر۔ شکم بندہ: پیٹ کا غلام۔ نادر: کم۔ عابداں: عبادت گزار بندے۔ نیم سیر: آدھے پیٹ بھرے۔ زاہداں: متقی۔ سد رمق: جینے کی بقدر۔ تا طبق برگیرند: اسی وقت تک کھاتے رہتے ہیں۔ قلندراں: رند اور اوباش قسم کے لوگ لیکن روحانی اصطلاح میں اس کا مفہوم وسیع ہے۔ خور: کھانا۔ معدہ جائے نفس: معدے میں سانس لینے کی گنجائش۔ سفرہ: دستر خوان۔ اسیر بند شکم: پیٹ کے قیدی۔ نگیرد خواب: نیند نہ آنا۔ شبے: ایک رات۔ معدۂ سنگی: بھاری معدہ۔

حکمت کا ترجمہ: اگر پیٹ نہ ستاتا تو کوئی پرندہ شکاری کے جال میں نہ پھنستا بلکہ شکاری جال ہی نہ بچھاتا۔

بیت: پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پیر کی بیڑی ہے۔ پیٹ کا غلام خدا کو کم پوجتا ہے۔

پند: عقلمند لوگ بہت دیر میں کھاتے ہیں اور عبادت گزار آدھا پیٹ کھاتے ہیں اور متقی صرف جینے کے لئے کھاتے ہیں۔ جوان اس وقت تک کھاتے ہیں جب تک طباق نہ اٹھالیں اور بوڑھے اس وقت تک کھاتے ہیں جب تک پسینہ نہ آجائے اور قلندر اتنا کھاتے ہیں کہ معدہ میں سانس لینے کی گنجائش نہ رہے اور دستر خوان پر خوراک نہ بچے۔

شعر: پیٹ کے قیدی کو دو رات نیند نہیں آتی' ایک رات تو معدہ بھاری ہونے کی وجہ سے اور دوسری رات بے چینی کی وجہ سے۔

نتیجہ حکمت: بھوک ایک بنیادی محرک ہے اس کے بغیر زندگی کا تصور مشکل امر ہے لیکن کچھ لوگ صرف جینے کے لئے

کھاتے ہیں اور کچھ کھانے کے لئے جیتے ہیں بہرحال زیادہ کھانا کچھ مناسب نہیں ہے لہٰذا احتیاط کرنی چاہئے۔

حکمت نمبر32

حکمت مشورت با زنان تباہ است و سخاوت با مفسدان گناہ۔

سنگ در دست و مار بر سر سنگ
خیرہ رائی بود قیاس و درنگ

مشکل الفاظ کے معنی: مشورت: مشورہ۔ بازناں: عورتوں سے۔ تباہ ست: تباہی ہے۔ مفسداں: مفسد لوگ۔ پلنگ: چیتا۔ ستمگاری: ظلم۔ سفنداں: بکریاں۔

حکمت کا ترجمہ: عورتوں سے مشورہ کرنا تباہی ہے اور مفسدوں پر بخشش کرنا گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔

شعر: تیز دانتوں والے بھیڑیے پر رحم کھانا دراصل بکریوں کے ساتھ ظلم ہے۔

نتیجہ حکمت: عورتیں کچھ زیادہ عقل مند نہیں ہوتیں جس کسی نے عورت کے مشورہ کو مدنظر رکھ کر نظام دنیا چلانے کی کوشش کی وہ بالآخر تباہی و بربادی کا شکار ہوا لہٰذا عورت کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہئے۔

حکمت نمبر33

حکمت ہر کہ را دشمن پیش است، اگر نکشد دشمن خویش است و گروہی خلاف این مصلحت دیدہ اند و گفتہ کہ در کشتن بندیان تامل اولیتر ست بحکم آنکہ اختیار ہمچنان باقی است۔ تواں کشت و تواں بخشید و گر بی تامل کشتہ شود محتمل است کہ مصلحتی فوت شود کہ تدارک مثل آں ممتنع باشد۔

نیک سہل است زندہ بیجاں کرد کشتہ را باز زندہ نتواں کرد
شرط عقل است صبر تیر انداز کہ چو رفت از کماں، نیاید باز

مشکل الفاظ کے معنی: دشمن خویش ست: اپنا دشمن ہے۔ سنگ: پتھر۔ مار: سانپ۔ درنگ: دیر کرنا۔ خیرہ رائی: بیوقوفی۔ بخلاف ایں مصلحت: اس مصلحت کے خلاف۔ کشتن بندیاں: قیدیوں کا قتل۔ تامل: دیر کرنا۔ اولی ترست: زیادہ بہتر ہے۔ تواں کشت: مارا بھی جاسکتا ہے۔ تواں ہشت: چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔ مصلحتے فوت شود: مصلحت جاتی رہتی ہے۔ تدارک: کسی چیز کا خاتمہ۔ آں ممتنع باشد: ناممکن ہو جائے۔ کشتہ را: قتل کیا ہوا۔ باز: واپس۔ شرط عقل: عقل کی شرط۔ صبر تیرانداز: تیر پھینکنے والے کا صبر۔ نیاید باز: واپس نہیں آتا۔ چو رفت از کماں: جب کمان سے نکل گیا۔

حکمت کا ترجمہ: جس کے سامنے دشمن ہو اگر وہ اس کو نہ مارے تو وہ اپنا دشمن ہے۔

بیت: سانپ پتھر پر بیٹھا ہو، پتھر ہاتھ میں ہو تو سوچنا یا دیر کرنا بے وقوفی ہے۔

ترجمہ نثر: اور ایک گروہ نے اس کے خلاف مناسب سمجھا اور کہا ہے کہ قیدیوں کے قتل میں دیر کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اختیار میں وہ مارا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔ اگر بے سوچے سمجھے مار ڈالا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی مصلحت جاتی رہے اور اس کی کمی کو پورا کرنا ناممکن ہو جائے۔

مثنوی: زندہ کو مار دینا بہت آسان ہے لیکن مرے کو زندہ کرنا مشکل امر ہے۔ عقل کا یہ تقاضا ہے کہ تیرانداز صبر سے کام لے جو تیر کمان سے نکل گیا، وہ واپس کب آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

نتیجہ حکمت: دشمن گرفت میں آجائے تو اس کو چھوڑ دینا عقلمندوں کے نزدیک نادانی ہے لیکن اگر معاف کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات معاف کرنے والوں کو پسند کرتی ہے۔ اسی طرح صبر کا دامن بھی تھامنا چاہئے مبادا انسان اپنے کئے پر پچھتائے کیونکہ مُردے کو زندہ کرنا ناممکن ہے' ہاں زندہ کو مُردے بنانا آسان کام ہے۔

حکمت نمبر34

حکمت حکیمی کہ با جہال در افتد' توقع عزت ندارد و اگر جاہلی بزبان آوری و شوخی بر حکیمی غالب آید' عجب نیست' سنگی است کہ گوہر را ہمی شکند۔

نہ عجب گر فرو رود نفسش عندلیبی غراب ہم تفسش

گر خردمند از اوباش جفائی بیند تا دل خویش نیا زارد و درہم نشود

سنگ بد گوہر اگر کاسہ زرین بشکست قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

مشکل الفاظ کے معنی: حکیمے: عقلمند۔ باجہال: جاہلوں سے۔ توقع عزت: آبرو کی امید۔ بر حکیمے غالب آید: کسی عقلمند پر غالب آجانا۔ عجب نیست: تعجب نہیں۔ سنگے ست: پتھر ہے۔ گوہر: موتی۔ فی شکند: توڑ دینا۔ عندلیبے: بلبل۔ غراب: کوا۔ سنگ بد: بد اصل پتھر۔ کاسہ زریں: سونے کا پیالہ۔ زر کم نشود: سونا گھٹ نہ جائے گا۔

حکمت کا ترجمہ: جو عقلمند جاہلوں سے بھڑ جائے اسے عزت کی توقع نہ کرنی چاہئے اور اگر کوئی جاہل زبان زوری سے کسی عقلمند پر غالب آجائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ پتھر ہے جو موتی کو توڑ ڈالتا ہے۔

بیت: وہ بلبل جو کوے کے ساتھ پنجرے میں ہو' اگر اس کا سانس گھٹ جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

قطعہ: اگر کوئی ہنرمند کسی آوارہ سے تکلیف اٹھائے تو ہرگز وہ اپنا دل نہ دکھائے اور غصہ نہ دکھائے' پتھر اگر سونے کے قیمتی برتن کو ریزہ ریزہ کر دے تو پتھر کی قیمت نہ بڑھے گی اور نہ سونے کی قیمت میں کمی آئے گی۔

نتیجہ حکمت: عاقل اور جاہل کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں کیونکہ ایک سوچ و بچار سے کام لیتا ہے' دوسرا عقل کے ماؤف ہونے کی وجہ سے کار احمق سرانجام دیتا ہے۔ جاہل سے بحث و مباحثہ اور علم و مناظرہ کرنا عاقل کے ہاں درست بات نہیں۔

حکمت نمبر35

حکمت خردمندی را کہ در زمرہ اجلاف سخن .بندد' شگفت مدار کہ آواز بربط از غلبہ دہل برنیاید و بوی عبیر از گند سیر فرو ماند۔

بلند آواز نادان گردن افراخت کہ دانا را بہ بی شرمی .بینداخت

نمی داند کہ آہنگ حجازی فرو ماند ز بانگ طبل غازی

مشکل الفاظ کے معنی: خردمندے: عقلمند لوگ۔ در زمرۂ اجلاف: جاہلوں کے مجمع میں۔ سخن: بات۔ آواز بربط: سارنگی کی آواز۔ غلبہ دہل: ڈھول کا شور۔ عبیر: ایک قسم کی خشک خوشبو جو کپڑوں پر چھڑکی جاتی ہے۔ گردن افراخت: گردن بھاری۔ آہنگ حجازی: موسیقی کے ایک سُر کا نام۔ بانگ طبل غازی: غازی کے ڈھول کی آواز۔

حکمت کا ترجمہ: جس عقلمند سے جاہلوں کے مجمع میں بات نہ ہو سکے اس پر تعجب نہ کر اس لئے کہ سارنگی کی آواز ڈھول

Scanned with CamScanner

کے شور میں نہیں نکلتی اور عنبر کی خوشبو لہسن میں دب جاتی ہے۔

مثنوی: جاہل آدمی للکارتا ہے کہ میں نے اپنی بے باکی سے عقلمند کو زچ کر دیا ہے' وہ یہ نہیں جانتا کہ حجازی نغمہ غازی کے ڈھول کی آواز سے دب جاتا ہے۔

نتیجہ حکمت: عقلمند لوگ رقیق القلب ہوتے ہیں' اپنی اسی حلاوت آمیز حس سے وہ جاہلوں کے مجمعے میں بات کرنے سے گھبراتے ہیں اور جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی بے باکی سے عاقل کو بولنے نہیں دیا۔ جاہل تو پہلے ہی نادان ہوتے ہیں' ان سے بہتری کی توقع کرنا بھی نادانی ہے۔

حکمت نمبر 36

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہمان نفیس است' و غبار اگر بفلک رسد ہمان خسیس۔ استعداد بے تربیت دریغ است و تربیت نامستعد ضائع۔ خاکستر نسبی عالی دارد۔ کہ آتش جوہر علویست' ولیکن چون بہ نفس خود ہنری ندارد با خاک برابر است' و قیمت شکر نہ ازنی است بلکہ آن خود خاصیت وی است۔

چو کنعان را طبیعت بی ہنر بود　　پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمای اگر داری' نہ گوہر　　گل از خار است و ابراہیم از آذر

مشکل الفاظ کے معنی: جوہر: موتی۔ در خلاب افتد: کیچڑ میں گر جائے۔ ہماں نفیس: پھر بھی قیمتی ہے۔ غبار اگر بر فلک رو: گرد اگر آسماں پر چڑھ جائے۔ ہماں خسیس: پھر بھی بے قیمت ہے۔ استعداد: صلاحیت۔ نسبتے عالی: بلند نسبت۔ آتش جوہر علوی ست: آگ بلندی والا جوہر ہے۔ کنعان: حضرت نوحؑ کے ایک بیٹے کا نام تھا۔ پیمبر زادگی: پیغمبر کی اولاد۔

حکمت کا ترجمہ: گوہر کیچڑ میں بھی گر جائے تو پھر بھی قیمتی ہے اور اگر گرد و غبار آسمان کو چھو لے پھر بھی بے قیمت ہے۔ صلاحیت تربیت کے بغیر نہیں ابھرتی۔ جو برے ہوں وہ تربیت سے نہیں سنورتے بلکہ صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے۔ راکھ اگرچہ بلند نسبت رکھتی ہے اس لئے کہ آگ بلندی والا جوہر ہے لیکن چونکہ وہ اپنی ذات میں کوئی جوہر نہیں رکھتی اس لئے خاک کے برابر ہے اور شکر کی قدر و قیمت گنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اس کی اپنی ذاتی خوبی ہے۔

مثنوی: کنعان چونکہ اپنی فطرت میں جوہر قابل نہ رکھتا تھا اس لئے پیغمبر کی اولاد ہونا اس کے لئے سودمند نہ ہوا۔

نتیجہ حکمت: جن کی فطرت ہی بُری ہو وہ تربیت سے نہیں سنورتے بلکہ مزید بگڑتے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت سے صلاحیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بقول اقبال" ؎

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

حکمت نمبر 37

حکمت مشک آنست کہ ببوید نہ آنکہ عطار بگوید۔

اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور　　ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر

حکمت دانا چون طبلہ عطار است خاموش و ہنرنمای و نادان چو طبل غازی بلند آواز و میان تہی

عالم اندر میان جاہل ہا　　مثلی گفتہ اند صدیقان:

شاہدی درمیان کورانست مصحفی در سرای زندیقان
پند دوستی را کہ بعمری بدست آرند نشاید کہ بیکدم بیازارند۔
سنگی بچند سال شود لعل پارہ زنہار تا بیک نفس شکنی بسنگ

مشکل الفاظ کے معنی: مشک آنست: مشک وہ ہے۔ خود ببوید: خود خوشبو دے۔ عطار بگوید: عطار بتائے۔ دانا چوں: عقلمند کی مثال۔ طبلہ عطارست: عطر والے کی ڈبیہ کی سی ہے۔ طبل غازی بلند آواز: غازی کے ڈھول کی آواز۔ میاں تہی: درمیان سے خالی ہے۔ میانہ جہال: جاہلوں کا گروہ۔ مثلے: مثال۔ صدیقاں: سچے لوگ۔ شاہدے: معشوق۔ کورانست: اندھے۔ زندیقاں: کافر لوگ۔ بعمرے: پوری عمر میں۔ بیکدم بیازارند: اک دم رنجیدہ کر دیں۔ سنگے بچند سال شود: پتھر چند سالوں میں۔ لعل پارہ: لعل کا ٹکڑا۔ زنہار: خبردار۔ بیک نفس: ایک دم سے۔ شکنی بسنگ: پتھر کو کچل نہ دینا۔ در کنشت: عبادت گاہ۔ مصحفے: قرآن۔

حکمت کا ترجمہ: مشک وہ ہے جو خود خوشبو دے نہ کہ عطر والا بتائے۔ عقلمند کی مثال عطر والے کی ڈبیہ کی سی ہے جو چپ اور جو ہر دکھانے والی ہے اور نادان غازی کے ڈھول کی طرح ہے جو بلند آواز تو ہے لیکن اندر سے خالی ہے۔

قطعہ: سچے لوگوں نے ایک مثال بیان کی ہے کہ جاہلوں میں گھرا ہوا عالم ایسے ہی ہے جیسے اندھوں میں کوئی حسین پیکر یا کافروں کے گھر میں کلام پاک۔

پند: جس کو دوست بنانے میں ایک زمانہ لگے، مناسب نہیں ہے کہ اس کو ایک دم آپ رنجیدہ بنا دیں۔

بیت: پتھر سے لعل بننے میں ایک عرصہ لگتا ہے، خبردار! اس کو ایک دم پتھر سے کچل نہ دے۔

نتیجہ حکمت: دوستی ایک انمول تحفہ ہے اس کو سنبھال کر رکھنا چاہئے مبادا ذرا سی ٹھیس سے دل کے یار کے دل کو گزند پہنچے اور بے زار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ رنجیدہ خاطر ہو جائے۔ دوستی کے اسرار و رموز جاننے کے لئے ایک وقت درکار ہے۔ لہٰذا دوستی کی قدر و قیمت کو ملحوظ خاطر رکھ۔ خراماں خراماں دوست سے رویہ اپنانا چاہئے تاکہ اس کا دل نہ دکھے۔

حکمت نمبر 38

حکمت عقل در دست نفس چنان گرفتار است کہ مرد عاجز بازن گربز--- رای بی قوت مکر و فسونست و قوت بی رای جهل و جنون۔
تمیز باید و تدبیر و عقل و آنگہ ملک کہ ملک و دولت نادان سلاح جنگ خداست

مشکل الفاظ کے معنی: در دست نفس: نفس کے ہاتھ میں۔ چناں گرفتار: اسی طرح گرفتار ہے۔ مرد عاجز: عاجز مرد۔ در دست زن گربز: مکار عورت کے ہاتھ میں۔ در خری: خوشی کا دروازہ۔ بانگ زن: عورت کی آواز۔ جہل: نادانی، جاہل۔

حکمت کا ترجمہ: عقل نفس کے ہاتھ میں اس طرح گرفتار ہے جس طرح مکار عورت کے ہاتھ میں عاجز مرد گرفتار ہے۔

شعر: خوشی کا دروازہ اس گھر پر بند کر دے جہاں سے عورت کی آواز زور سے آئے۔

پند: طاقت کے بغیر تدبیر محض ایک خیال ہے اور افسوں اور تدبیر کے بغیر طاقت محض جہالت اور جنوں ہے۔

شعر: حکومت سے پہلے تمیز، تدبیر اور عقل حاصل کرنی چاہئے کیونکہ نادان کی حکومت خدا کے خلاف ایک طرح کا اعلان جنگ ہے۔

نتیجہ حکمت: نفس کا لالچ اس طرح عقل کو یکسر ختم کر دیتا ہے جس طرح مکار عورت ایک مرد کو اپنے مکارانہ چنگل میں پھنساتی ہے جس سے نکلنا اس کے لئے بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ عورت کے مکر و فریب کی نذر ہو کر مرد اپنا سب کچھ تباہ کر بیٹھتا ہے جس گھر میں عورت کی حکمرانی ہو یعنی رعب دبدبہ ہو، وہاں خوشی کا ملنا محال ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر39

حکمت جوانمردی کہ بخورد و بدہد بہ از عابدی کہ روزہ دارد و بنہد کہ ترک شہوات از بہر قبول خلق دادہ است از شہوتی حلال در شہوتی حرام افتادہ است۔

عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند　　بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند!؟

مشکل الفاظ کے معنی: بخورد: کھانا۔ جواں مرد: سخی۔ عابدے: عبادت گزار بندہ۔ ترک شہوت: لذتوں کو چھوڑا۔ شہوت حلال: وہ حلال چیزیں جن کے لئے انسان مجبور ہے۔ شہوت حرام: حرام خواہش۔ گوشہ: تنہائی۔ آئینہ تاریک: اندھا آئینہ۔ چہ بیند: کیا دیکھا۔

حکمت کا ترجمہ: وہ سخی جو کھائے اور لوگوں میں تقسیم کرے اس عبادت گزار سے بہتر ہے جو مال لے جائے اور جمع کر لے۔

پند: لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے جس نے لذتوں کو چھوڑا' وہ حلال خواہش سے بچ کر حرام خواہش میں جاگرا۔
شعر: جو عبادت گزار دکھاوے کے لئے گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے' بھلا اسے دل کی صفائی کہاں نصیب ہو گی۔
نتیجہ حکمت: اگر اللہ تعالیٰ کی ذات قدیر انسان کو دنیاوی مال و دولت سے نوازا ہو تو اسے غریب غرباء میں تقسیم کرنا دراصل اپنی اخروی زندگی سنوارنا ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ مال کی سخاوت سے کم لے نہ کہ لالچی عبادت گزار کی طرح مال جمع کرتے رہے اس کے ساتھ عبادت گزار بندہ بھی بنا رہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا چاہئے۔

حکمت نمبر40

حکمت اندک اندک خیلی خود و قطرہ قطرہ سیلی گردد' یعنی آنانکہ دست قوت ندارند سنگ خوردہ نگاہ دارند تا بوقت فرصت دمار از دماغ ظالم برآرند:

وقطر علی قطر اذا اتفقت نهر　　ونهر الی نهر اذا اجتمعت بحر
اندک اندک بہم شود بسیار　　دانہ دانہ است غلہ در انبار

مشکل الفاظ کے معنی: اندک اندک: تھوڑا تھوڑا۔ سیلے گوں: بہاؤ بن جانا۔ قوت ندارد: طاقت نہیں ہوتی۔ سنگ خوردہ: پتھر کو احتیاط سے رکھنا۔ وقت فرصت: موقع پاکر۔ دماغ خصم برآرد: دشمن کا بھیجا نکالنا۔ بسیار: زیادہ۔ انبار: ڈھیر۔

حکمت کا ترجمہ: تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے اور قطرہ قطرہ مل کر بہاؤ بن جاتا ہے یعنی جس میں طاقت نہیں ہوتی۔ وہ آکر لگے ہوئے پتھر کو احتیاط سے رکھ دیتا ہے تاکہ موقع پاکر دشمن کے سر کا بھیجا باہر نکال کرے۔

شعر: قطرہ سے قطرہ مل جائے تو نہر ہے اور نہر میں نہر مل جائے تو یہ دریا ہے۔
شعر: تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے' غلہ ڈھیر میں دانہ دانہ ہے۔
نتیجہ حکمت: اس حکمت میں شیخ سعدیؒ نے مسلسل اور لگاتار جہد پیہم سے کام لینے کا درس دیا ہے کہ آہستہ آہستہ انسان کی محنت و عمل سے منزل قریب آتی جاتی ہے۔ قطرہ قطرہ مل کر طوفان بن جاتا ہے لہٰذا بیت المال میں تھوڑا تھوڑا غریب غرباء کے لئے مال جمع کروائیں جو زیادہ ہونے کی شکل میں لاکھوں لوگوں کی خواہشوں کی تکمیل کا باعث ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر41

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم در گذراند کہ ہر دو طرف را زیان دارد: ہیبت این کم شود و جہل آن مستحکم۔

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی فزون گرددش کبر و گردن کشی

مشکل الفاظ کے معنی: سفاہت: بے وقوفی۔ بحلم: بُردباری۔ ہیبت: خوف۔ جہل: جہالت۔ آں مستحکم: مضبوط ہو جانا۔ سفلہ گوئی: کمینہ پن کی بات کرنا۔ لطف: مہربانی۔ فزوں: بڑھ جانا۔ کبرو گردن کشی: تکبراور اکڑ وغیرہ۔

حکمت کا ترجمہ: عالم کو جاہل کی گھٹیا حماقت پر زیادہ بُردباری نہ دکھانی چاہئے کیونکہ اس سے دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ عالم کی ہیبت کم ہو جائے گی اور جاہل کی جہالت پختہ ہو جائے گی۔

شعر: جب کمینے آدمی سے لطف و مہربانی سے پیش آئے گا تو وہ زیادہ سرکش اور مغرور ہو جائے گا۔

نتیجہ حکمت: عام آدمی کو چاہئے کہ وہ بزرگوں اور عالموں کی قدر کرے۔ ان کی تعلیمات کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے۔ عالم کو جاہل کی حماقت پر زیادہ بُردباری نہ دکھانی چاہئے کیونکہ اس کی قدر و قیمت میں فرق آجائے گا اور لوگ اس کی عزت و تکریم سے گریز کریں گے۔

حکمت نمبر42

پند معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسندیدہ است و از علما ناخوب تر کہ علم سلاح جنگ شیطان است و خداوند سلاح را چون باسیری برند شرمساری بیشتر برد۔

عامی نادان پریشان روزگار بہ ز دانشمند نا پرہیزگار

کان بنابینائی از راہ اوفتاد وین دو چشمش بود و در چاہ اوفتاد

مشکل الفاظ کے معنی: معصیت: گناہ۔ از ہر کہ صادر شود ناپسندست: جس سے بھی ہو برا ہے۔ سلاح جنگ: جنگ کا ہتھیار۔ چوں باسیری: جب قید کر لیا۔ عامی: عام آدمی۔ پریشاں روزگار: پریشان حال۔ ناپرہیزگار: بدکار۔ کاں: اس لئے۔ ازراہ اوفتاد: راستہ سے بھٹکا۔ دو چشمش: دو آنکھیں۔ چاہ اوفتاد: کنواں میں گرنا۔

حکمت کا ترجمہ: گناہ جس سے بھی سرزد ہو، برا ہے مگر عالموں سے بہت ہی بُرا ہے کیونکہ علم تو شیطان سے جنگ کرنے کا ہتھیار ہے۔ اگر وہ سپاہی جو مسلح ہو، گرفتار ہو کر جیل جائے تو بہت شرمسار ہوگا۔

مثنوی: ایک جاہل آدمی جو نادان ہے، جو کچھ جانتا ہے ایک گمراہ عالم سے کہیں بہتر ہے اس لئے کہ وہ تو اندھے پن سے راستے سے بھٹک گیا۔ اس کی دو آنکھیں تھیں، کنوئیں میں جاگرا۔

نتیجہ حکمت: جو لوگ علم کی دولت سے مالا مال ہیں، شیطان مشکل سے ان کو مغلوب کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے علم کے ہتھیار سے اپنے کو بچالیں گے۔ اگر عالم بھی گمراہ ہو کر شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے زیرنگوں آجائے تو پھر اس سے جاہل ہی بہتر ہیں جو گمراہ نہیں صرف حقیقت سے ناواقف ہیں۔ غرض عالم کا فسق و فجور میں مبتلا ہو جانا اس کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر43

حکمت جان در حمایت یک دم است' و دنیا وجودی میان دو عدم۔ دین بدنیا فروشان خرند' یوسف بفروشند تاچہ خرند!
الم اعھد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبد والشیطان؟
بقول دشمن پیان دوست بشکستی ببین کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی؟
مشکل الفاظ کے معنی: جاں در حمایت یکدم ست: جان ایک سانس کی حفاظت میں ہے۔ میاں دو عدم: دو عدموں کے درمیاں مراد دو اگلے جہاں۔ دنیا وجودے: دنیا کا وجود۔ یوسف را فروشند: یوسف کو بیچ رہے ہیں۔ بقول دشمن: دشمن کے قول کے مطابق۔ پیان دوست: دوست کا عہد۔ پیوستی: اجڑا ہوا۔
حکمت کا ترجمہ: جان ایک سانس کی حفاظت میں ہے اور دنیا ایک وجود ہے جو دو عدموں میں گھرا ہوا ہے۔ دنیا کے بدلے دین کو بیچنے والے گدھے ہیں کہ یوسف کو بیچ رہے ہیں پھر خرید کیا کریں گے اے بنی آدم! میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کو نہ پوجو گے۔
بیت: دشمن کے کہنے پر دوست سے تو نے پیان وفا توڑا ہے اب ذرا سوچ کہ تیری کس سے بنی کس سے ٹھنی ہے۔
نتیجہ حکمت: دنیاوی لالچ کے لئے دین کو بیچ دینا بہت بڑا خسارہ ہے۔ جو روز محشر دنیاوی مال و دولت پورا نہ کر سکے گا۔ اللہ کی عبادت ریاضت کرنے میں نجات ہے ورنہ شیطان کی پیروی کرنے سے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ اللہ کی ذات سے خالق اور مخلوق کا رشتہ ہے جبکہ شیطان تو انسان کا صریحاً دشمن ہے۔ اس کی چالوں اور مکروں سے بچنا چاہئے۔

حکمت نمبر44

لطیفہ شیطان با مخلصان بر نمی آید و سلطان با مفلسان۔
دامش مدہ آنکہ بی نماز است گرچہ دہنش ز فاقہ باز است
او فرض خدا نمی گذارد از قرض تو نیز غم ندارد

امروز دو مردہ پیش گیرد مرکن فردا گوید ترلی از اینجا برکن
مشکل الفاظ کے معنی: مخلصاں: وہ لوگ جو اللہ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ سلطان: بادشاہ۔ مفلساں: غریب لوگ۔ دہنش: منہ۔ زفاقہ بازست: فاقہ سے منہ پھیلا ہوا ہونا۔ فرض خدا نمی گزارد: خدا کا فرض ادا نہ کرنا۔ غم ندارد: فکر نہ ہوگی۔ امروز: آج۔ دو مردہ: دو انسان۔ پیش گیرد: سامنے رکھے گا۔ فردا: کل۔ گوید: کہنا۔ تربے: مولی۔ از اینجا برکن: مولی اکھاڑ لینا۔
حکمت کا ترجمہ: شیطان کا توحید پر ایمان رکھنے والوں پر قابو نہیں اور بادشاہ کا مفلسوں پر قابو نہیں۔
مثنوی: جو بے نمازی ہے۔ اس کو قرض بھی نہ دے اگرچہ بھوک رہنے سے اس کا منہ پھیلا ہوا ہو۔ اس لئے کہ جو خدا کا فرض ادا نہیں کرتا اسے تیرے قرض کی بھی فکر بھی نہ ہوگی۔
فرد: آج دو انسانوں کے لئے لگن بھر کر سامنے رکھے گا۔ کل کو کہہ دے گا کہ یہاں سے ایک مولی اکھاڑ لے۔
نتیجہ حکمت: جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ شیطان کے پھسلاوے میں نہیں آتے۔ وہ خدا کا فرض و قرض باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ جس سے شیطان ان سے دور بھاگتا ہے۔ بدوں پر شیطان کا غلبہ جلد حادی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خدا کی توحید و

Scanned with CamScanner

رسالت کے انکاری ہوتے ہیں یوں ان کا ایمان جلد متزلزل ہو جاتا ہے۔

حکمت نمبر45

پند ہر کہ در زندگانی نانش نخورند، چون میرد نامش نبرند۔ لذت انگور بیوہ داند نہ خداوند میوہ۔ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال مصر سیر نخوردی تا گرسنگان را فراموش نکند

آنکہ در راحت و تنعم زیست | او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
حال درماندگان کسی داند | کہ باحوال خویش درماند

○

ایکہ بر مرکب تا زندہ سواری، ہشدار | کہ خر خارکش مسکین در آب و گل است
آتش از خانہ ہمسایہ درویش مخواہ | کانچہ بر روزن او میگذرد دود دلست

پند درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال مپرس کہ چونی الا بشرط آنکہ مرہم ریشش بنی و معلومی پیشش۔

خری کہ بنی و باری بگل در افتادہ | بدل بروشفقت کن، ولی مرو بسرش
کنون کہ رفتی و پرسیدیش کہ چون افتاد | میان ببند و چو مردان بگیرد نب خرش

مشکل الفاظ کے معنی: ہر کہ بزندگی نانش نخورند: جس کی زندگی میں لوگوں نے کھایا ہے۔ نامش: نام۔ لذت انگور: انگور کی لذت۔ بیوہ داند: بیوہ جانتی ہے۔ نہ خداوند میوہ: نہ کہ میووں والا۔ یوسف صدیق: سچا یوسف۔ در خشک سال: قحط میں۔ سیر نخوردے: پیٹ بھر کر نہ کھانا۔ گرسنگاں: بھوکے لوگ۔ راحت: سکون۔ تنعم زیست: عیش کی زندگی۔ او چہ داند: اسے کیا معلوم۔ گرسنہ چیست: بھوکے کا کیا حال ہے۔ درماندگاں: عاجز لوگ۔ باحوال خویش: اپنے حالات میں۔ مرکب تازندہ: گھوڑا پر سوار۔ ہشدار: ہوش میں رہ۔ خر: گدھا۔ در آب و گل: کیچڑ میں۔ دود دل مست: دل کا دھواں ہے۔ الا: مگر۔ برریش: زخم پر۔ بنی: دیکھنا۔ رفتی: گیا، جانا۔ چوں افتاد: کیسے گرا۔

حکمت کا ترجمہ: جس کی زندگی میں لوگ اس کی روٹی نہیں کھاتے جب وہ مرجاتا ہے تو اس کا نام تک نہیں لیتے۔ انگور کی لذت بیوہ جانتی ہے نہ کہ میوؤں والا یوسف صدیق قحط کے سالوں میں پیٹ بھر کر نہ کھاتے تاکہ بھوکوں کو بھول نہ جائیں۔

مثنوی: جو کہ راحت اور عیش سے زندگی گزار رہا ہو اسے کیا معلوم کہ بھوکے کا کیا حال ہے۔ عاجزوں کا حال وہی جانتا ہے جو اپنے حالات میں عاجز ہوتا ہے۔

قطعہ: اے تیز رفتار گھوڑے پر سوار خبردار سامنے لکڑہارے کا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ غریب ہمسایہ سے آگ نہ مانگ جو دھواں اس نے گھر سے اٹھ رہا ہے وہ اس کے دل کا دھواں ہے۔

پند: شکستہ حال مفلس کو قحط کے دنوں میں نہ پوچھ کہ تو کیسا ہے؟ مگر ہاں جو پھنسا ہی ہے تو اس شرط آدمیت سے کہ اس کے زخم پر مرہم رکھے اور کچھ نقد پیش کرے۔

قطعہ: گدھے اور بوجھ کو جب کیچڑ میں گرا ہوا دیکھے تو دل ہی دل میں رحم کھالے لیکن اس کے پاس نہ جا اور جبکہ تو پاس گیا اور دریافت کیا کہ کیسے گرا ہے تو پھر کمر کس لے اور جوانمردوں کی طرح اس کی دم تھام کر اٹھنے میں مدد کرو۔

نتیجہ حکمت: مفلسی اور ناداری ایک بری بلا ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے بھی پناہ مانگی۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر ہنسنے کی بجائے اس کی مدد کرنا چاہیے یہی آدمیت ہے یعنی کسی کے دکھ درد میں برائے نام شامل ہونا احسن کام نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر 46

حکمت دو چیز محال عقل است: خوردن بیش از رزق مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم۔

قضا دگر نشود، ور ہزار نالہ و آہ
بشکر یا .شکایت بر آید از دہنی
فرشتہ کہ وکیل است بر خزائن باد
چہ غم خورد کہ بمیرد چراغ بیوہ زنی

پند ای طالب روزی بنشین کہ بخوری وای مطلوب اجل مرو کہ جان نبری۔

جہد رزق ارکنی ور نکنی
برساند خدای عزوجل
در روی در دہان شیر و پلنگ
نخورندت، مگر بروز اجل

حکمت بہ نانہادہ دست نرسد و نہادہ ہر کجا کہ ہست برسد

شنیدہ کہ. سکندر برفت تا ظلمات
بچند محنت و خورد آنکہ خورد آب حیات

حکمت صیاد بی روزی در دجلہ ماہی نگیرد و ماہی بی اجل بر خشک نمیرد۔

مسکین. حریص در ہمہ عالم ہمی رود
او در قفای رزق و اجل در قفای او

مشکل الفاظ کے معنی: دو چیز: دو باتیں۔ مخالف عقل: عقل کے خلاف۔ خوردن بیش: زیادہ کھانا۔ رزق مقسوم: قسمت کا لکھا رزق۔ مردن بیش: پہلے مرنا۔ وقت معلوم: مقررہ وقت ہے۔ قضاء: تقدیر۔ نالہ و آہ: آہ و بکاری، آہ و فغاں۔ .شکایت بر آید از دہنے: منہ سے شکایت نکلے۔ بر خزائن باد: ہوا کے خزانوں پر۔ وکیل ست: مقرر ہے۔ چہ غم: کیا پروا۔ چراغ پیر زنے: کسی بوڑھیا کا چراغ۔ بمیرد: بجھ رہا ہے۔ طالب روزی: روزی کے طالب۔ بنشین: بیٹھ جا۔ مطلوب اجل: جس کو موت طلب کرتی ہو۔ جہد رزق: روزی کی کوشش۔ برساند: پہنچا دینا۔ شیر و پلنگ: شیر اور چیتا۔ بروز اجل: موت کے دن۔ نخورندت: نہ کھائے گا۔

حکمت کا ترجمہ: دو باتیں عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ قسمت سے زیادہ رزق کھانا اور مقررہ دن سے پہلے مرجانا۔

قطعہ: ہزار آہ و فغاں اور نالہ زاری سے تقدیر نہیں بدلتی۔ خواہ منہ سے شکر ادا ہو یا شکایت نکلے جو فرشتہ ہوا کے خزانوں پر مقرر ہے اس کو کیا پروا کہ کسی بوڑھیا کا چراغ بجھ رہا ہے۔

پند: اے رزق کے طالب بیٹھ جا کہ تو روزی کھائے گا اور اے موت کے مطلوب نہ بھاگ کہ تو اپنی جان نہ بچا پائے گا۔

قطعہ: روزی کی کوشش خواہ تو کرے یا نہ کرے خدائے بزرگ و برتر تجھے پہنچا دے گا اور اگر تو شیر اور چیتا کے منہ میں چلا جائے گا۔ موت کے دن کے بغیر وہ تجھے نہ کھائیں گے۔

نتیجہ حکمت: خدائے قدوس نے اس دنیا میں موجود ہر انسان کے رزق کا انتظام کر رکھا ہے کیونکہ وہ رب کائنات ہے اور دنیا کا خالق و کفیل ہے۔ قسمت کا لکھا تو مل ہی جائے گا خواہ کوشش کرے نہ کرے۔ بہر حال موت سے دامن بچانا مشکل ہے جب موت آتی ہے تو بڑے بڑے لوگوں کی رخت ہستی کے پرزے اڑ جاتے ہیں۔ موت برحق ہے جب تک اجل زندگی کا دائرہ تنگ نہ کرے۔ دنیا کی کوئی دوسری طاقت گھیرا تنگ نہیں کر سکتی۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر47

حکمت توانگر فاسق کلوخ زر اندوست، و درویش صالح شاہد خاک آلود۔ این دلق موسی است مرقع و آن ریش فرعون مرصع۔ شدت نیکان روی در فرج دارد و دولت بدان سر در نشیب۔

هر کرا جاه و دولتست و بدان ‌‌ خاطری خسته در نخواهد یافت
خبرش ده که هیچ دولت و جاه ‌‌ بسرای دگر نخواهد یافت

مشکل الفاظ کے معنی: توانگر فاسق: بدکار مالدار۔ کلوخ زر اندودست: سونے کا ملمع کیا ہوا ڈھیلا ہے۔ درویش صالح: نیک فقیر۔ شاہد: معشوق۔ خاک آلود: گرد و غبار سے اٹ جانا۔ یکے دلق موسیٰ: حضرت موسیٰ کی پیوند لگی گدڑی۔ ریش فرعون: فرعون کی داڑھی۔ شدت نیکان: نیکوں کی سختی۔ دولت بداں: بُروں کی دولت۔ جاہ: رتبہ۔

حکمت کا ترجمہ: بدکار مالدار سونے کا ملمع کیا ہوا ڈھیلا ہے اور نیک فقیر خاک آلودہ معشوق ہے۔ یہ حضرت موسیٰ کی پیوند لگی گدڑی ہے اور وہ موتی پروئی ہوئی فرعون کی داڑھی ہے لیکن نیکوں کی سختی کا رخ خوشی کی طرف ہے اور بدوں کی دولت کا رخ سرپستی کی طرف ہے۔

قطعہ: جس کے پاس مرتبہ اور دولت ہے اس سے وہ شکستہ دلوں کی دلجوئی نہ کرے گا تو اس سے کہہ دو کہ کوئی دولت اور رتبہ عالم آخرت میں تو نہ پائے گا۔

نتیجہ حکمت: مال و دولت اللہ کی عطا ہے اگر اس سے اس کی مخلوق کی خاطر خواہ خدمت کی جائے تو روز محشر اللہ تعالیٰ کی ذات اجر سے نوازے گی اور سخی مال دار کو بلند درجات عطا کئے جائیں گے لہٰذا آپ بھی شکستہ دلوں کی دل دہی کریں تاکہ اخروی زندگی سنور سکے۔

حکمت نمبر48

حکمت حسود از نعمت حق بخیل است و مردم بی گناہ را دشمن میدارد

مردکی خشک مغز را دیدم ‌‌ رفتہ در پوستین صاحب جاہ
گفتم ای خواجہ گر تو بدبختی ‌‌ مردم نیک بخت را چہ گناہ

○

الا تا نخواہی بلا بر حسود ‌‌ کہ آن بخت برگشتہ خود در بلاست
چہ حاجت کہ با او کنی دشمنی ‌‌ کہ او را چنین دشمنی در قفاست

مشکل الفاظ کے معنی: حسود: حاسد۔ نعمت حق: اللہ کی نعمت۔ بخیل: بخل۔ بندۂ بے گناہ: بے قصور بندہ۔ مرد کے خشک مغز: خشک دماغ آدمی۔ دیدم: دیکھا ہے۔ صاحب جاہ: عزت والا۔ بدبختی: قسمت کا مارا۔ مردم نیک: نیک آدمی۔ چہ گناہ: کیا قصور۔ خود در بلاست: خود مصیبت میں۔ چہ حاجت: کیا ضرورت ہے۔ دشمن اندر قفاست: دشمن پیچھے پڑا ہے۔

حکمت کا ترجمہ: حاسد اللہ کی نعمت پر بخل کرنے والا ہے کہ بے قصور بندہ سے دشمنی کرتا ہے۔

قطعہ: ایک خشک دماغ انسان کو میں نے دیکھا کہ ایک صاحب رتبہ آدمی کی عیب جوئی کر رہا تھا، میں نے کہا۔ اے جناب اگر آپ بدبخت ہیں تو نیک بخت انسان کا اس میں کیا قصور ہے۔

Scanned with CamScanner

قطعہ: حاسد کے حق میں بددعا کرنا بے کار ہے کیونکہ وہ بخت کا مارا خود ہی مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے جس کے پیچھے ایسا قوی دشمن لگا ہوا ہے اس سے دشمنی کرنے کی کیا حاجت ہے۔

نتیجہ حکمت: حاسد اپنی جلائی ہوئی آگ میں خود ہی جلتا رہتا ہے۔ اسے سوائے موت سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ حسد بذات خود ایک بہت بڑا دشمن ہے اور یہ حاسد کے پیچھے لگا رہتا ہے لہٰذا حسد کو بددعا دینا فضول ہے کیونکہ وہ خود ہی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل جائے گا۔

حکمت نمبر49

حقیقت تلمیذ بے ارادت عاشق بے زراست' و رونده بے معرفت مرغ بے پر و عالم بے عمل درخت بے بر' و زاہد بے علم خانہ بے در۔ مراد از نزدل قرآن تحصیل سیرت خوبست نہ ترتیل سورہ مکتوب۔ عامی متعبد پیادہ رفتہ است و عالم متہاون سوار خفتہ۔ عاصی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ در سردارد

سرہنگ لطیف خوی دلدار بہتر ز فقیہہ مردم مردم آزار

پند یکی را گفتند' عالم بے عمل بچہ ماند؟ گفت بزنبور بی عسل۔

زنبور درشت بی مروت را گوی باری چو عسل نمیدہی' نیش مزن

حکمت مرد بی مروت زن است و عابد باطمع رہزن۔

ای بناموس کردہ جامہ سفید بہر پندار خلق و نامہ سیاہ
دست کوتاہ باید از دنیا آستین خوہ دراز و خوہ کوتاہ

مشکل الفاظ کے معنی: تلمیذ: شاگرد۔ عاشق بے زر: مفلس عاشق۔ مرغ بے پر: بے پر کا پرندہ۔ عالم بے عمل: بے عمل عالم۔ درخت بے بر: پھل کے بغیر درخت۔ زاہد بے علم: علم کے بغیر عبادت گزار۔ مراد از نزول قرآن: قرآن کے نازل ہونے کا مقصد۔ تحصیل سیرت خوب: اچھی عادت سیکھنا۔ نہ ترتیل سورت مکتوب: نہ لکھی ہوئی سورت۔ متعبد پیادہ رفتہ: عبادت گزار پیدل چلنے والا۔ عالم متہاون: ست عالم۔ سوار خفتہ: سویا ہوا سوار۔ عاصی: گناہ گار۔ سرہنگ: سپاہی۔ فقیہہ مردم آزار: ستانے والے عالم سے بہتر ہے۔ بزنبور بے عسل: بے شہد کی بھڑ سے۔ نیش مزن: ڈنک بھی نہ مار۔ مرد بے مروت زن ست: بے مروت مرد عورت ہے۔ عابد باطمع راہزن: لالچی عبادت کرنے والا ڈاکو ہے۔ سپید: سفید۔ چہ کوتاہ: خواہ چھوٹی ہو۔

حکمت کا ترجمہ: بدعقیدہ شاگرد مفلس عاشق ہے رشتہ کی پہچان نہ رکھنے والا مسافر بے پر کا پرندہ اور بے عمل عالم بے پھل کا درخت ہے اور جاہل عبادت گزار دروازے کے بغیر گھر ہے۔ قرآن کے نازل ہونے کا مقصد اچھی عبادت کا سیکھنا ہے' نہ محض لکھی ہوئی سورت پڑھنا ہے۔ جاہل عبادت گزار پیدل چلنے والا ہے۔ ست عالم دین وہ سویا ہوا ہے جو سواری پر بھی سوار ہے جو گناہ گار دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ کبر نخوت کا شکار عبادت گزار سے بہتر ہے۔

بیت: نرم مزاج دلداری کرنے والا سپاہی لوگوں کو ستانے والا عالم سے بہتر ہے۔

قول: لوگوں نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ بے عمل عالم کی کیا مثال ہے۔ اس بھڑ کی جو شہد نہیں بنا سکتی۔

بیت: بدمزاج بے مروت بھڑ سے کہو آخر جب تو شہد نہیں بنا سکتی تو ڈنک بھی نہ مار۔

قول: بے مروت مرد' مرد نہیں عورت ہے اور لالچی عابد راہزن ہے۔

قطعہ: جس شخص نے محض دکھاوے کے لئے سفید جامہ پہن رکھا ہے مگر اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے اسے کہہ دو کہ دنیاوی لالچ سے اپنا ہاتھ نکال لے۔ پھر آستین خواہ لمبی ہو یا چھوٹی۔

نتیجہ حکمت: عمل کے بغیر علم گدھے پر کتابیں لادنے کے مترادف ہے کیونکہ اہل دل اور اہل علم اپنے اعمال و افعال کی ہم آہنگی سے عوام خاص و عام کے لئے فلاح کا سبب پیدا کرتے ہیں جس نے بظاہر تو لباس پاک پہن رکھا ہو لیکن اندرون میں غلاظت ہو، وہ انسان نہیں لباس آدم میں خونخوار بھیڑیا ہے۔

حکمت نمبر50

حکمت دو کس را حسرت از دل نرود و پای تغابن از گل برنیاید: تاجر کشتی شکستہ و وارث با قلندران نشستہ۔

پیش درویشان بود خونت مباح | گر نباشد درمیان مالت سبیل
یا مرو با یار ازرق پیرہن | یا بکش برخان و مان انگشت نیل
یا مکن با پیلبانان دوستی | یا طلب کن خانہ در خورد پیل

مشکل الفاظ کے معنی: دو کس: دو آدمی۔ حسرت از دل نرود: دل سے حسرت نہیں نکلتی۔ گل: مٹی۔ برنیاید: نہیں نکلتا۔ تاجر کشتی شکستہ: کشتی ٹوٹا ہوا سوداگر۔ قلندراں: یہاں مراد اوباش قسم کے لوگ مگر روحانی طور پر اس کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ مباح: جائز۔ سبیل: صدقہ۔ یارا رزق پیرہن: نیلے کرتے والا۔ پیل: ہاتھی۔

حکمت کا ترجمہ: دو آدمیوں کے دل سے حسرت نہیں نکلتی ٹوٹنے کا پیر دلدل سے نہیں نکلتا اور ایک وہ سوداگر جس کا مال سے لدا ہوا جہاز تباہ ہو جائے۔ دوسرا وہ جسے ورثہ میں بہت سی دولت ملے لیکن وہ ملنگوں کی صحبت میں پڑا رہے۔

قطعہ: اگر تیرے مال میں سے صدقہ نہیں ہوتا تو فقیروں کے نزدیک تیرا خون بہانا جائز ہے۔ یا تو تو ان نیلی پوش درویشوں سے کوئی واسطہ نہ رکھ یا پھر گھربار کو خیرباد کہہ دے یا تو ہاتھی سے دوستی نہ گانٹھ یا پھر ایسا گھر بنا جس میں ہاتھی سما سکے۔

نتیجہ حکمت: جان و مال پہ صدقہ دینا بلاؤں کو ٹالنے کا موجب بنتا ہے جن فقیروں کو صدقے کا مال نہ ملے گا تو تیرے لئے اجنبی تو ان کے لئے اجنبی ٹھہرا۔ اگر بھیک منگے درویشوں سے واسطہ استوار کرے گا تو پھر اپنے گھر سے ہاتھ دھولے، مراد یہ کہ تو گھر کا نہ رہے گا۔

حکمت نمبر50-A

پند خلعت سلطان اگرچہ عزیز است، جامہ خلقان خود،عزت تر و خوان بزرگان اگرچہ لذیذ است، خردہ انبان خود بلذت تر۔

سرکہ از دست رنج خویش و ترہ | بہتر از نان دہخدا و برہ

مشکل الفاظ کے معنی: خلعت سلطاں: شاہی خلعت۔ عزیزست: قیمتی ہے۔ جامہ خلقان خود: اپنا پرانا کپڑا۔ خوان بزرگاں: بڑوں کا دستر خوان۔ خویش: اپنا۔ لذت تر: مزیدار۔ دست رنج خویش: اپنے ہاتھ کی محنت۔ ترہ: سبزی۔ برہ: بکری کا بچہ۔ دہ خدا: زمیندار۔

حکمت کا ترجمہ: اگرچہ شاہی عطا کردہ لباس قیمتی ہے لیکن اپنا پرانا کپڑا اس سے زیادہ عزت رکھتا ہے اور بڑوں کا دسترخوان اگرچہ لذت سے بھرپور ہے مگر اپنی جھولی کی ٹکڑے اس سے زیادہ لذیذ ہیں۔

بیت: اپنے ہاتھ کی کمائی کا سرکہ اور سبزی زمیندار کی روٹی اور پکوان سے زیادہ مزیدار اور لذیذ ہے۔

نتیجہ حکمت: کہا جاتا ہے رزق حلال عین عبادت ہے۔ ہاتھ کی کمائی میں جو لذت ہے وہ عطا کی ہوئی دولت میں نہیں

Scanned with CamScanner

ہے۔ زندہ لوگ آپ اپنی دنیا پیدا کر کے دنیا کی لطافتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ ہاتھ باندھے امراء کے سامنے کھڑا رہنا اور اپنی عزت نفس مجروح کر لینا عقلمندی نہیں ہے۔

حکمت نمبر51

حکمت خلاف راہ صوابست و عکس رای اولوالالباب: دارو بگمان خوردن و راہ نادیدہ بی کاروان رفت۔ امام مرشد محمد غزالیؒ را پرسیدند: چگونہ رسیدی بدین منزلت در علوم؟ گفت' بدانکہ ہرچہ ندانستم از پرسیدن آن ننگ نداشتم:

امید عافیت آنگہ بود موافق عقل کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی

بپرس ہرچہ ندانی' کہ ذل پرسیدن دلیل راہ تو باشد بعز دانائی

مشکل الفاظ کے معنی: راہ صواب: درست راستہ۔ بے کارواں رفتن: قافلہ کے بغیر چلنا۔ امام مرشد محمد غزالی: امام غزالی' آپ کا محمد نام تھا۔ غزالہ ایک گاؤں تھا جو ملک ایران میں شہر طوس کے ملحقات اور توابع میں تھا اسی نسبت سے آپ کا نام غزالی پڑ گیا۔ آپ اکابر اہل سنت تھے اور احیاء العلوم (کیمیائے سعادت) آپ کی مشہور کتاب ہے۔ پرسید: پوچھا۔ منزلت در علوم: اس علم کی منزل پر۔ ندانستم: نہ سمجھا۔ موافق عقل: عقل کے مطابق۔ طبیعت شناس: مزاج جاننا۔ دانائی: عقلمندی۔

حکمت کا ترجمہ: یہ بات عقل مندوں کی رائے کے برعکس ہے کہ دوست کے راستہ کے خلاف چلنا وہم کی بنا پر دوا پینا اور بغیر دیکھا راستہ بغیر قافلہ کے چلنا۔ امام مرشد حضرت محمد غزالیؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ علوم میں اس مرتبہ پر کیسے پہنچے۔ انہوں نے فرمایا اس طرح کہ جو کچھ میں نہ سمجھا۔ اس کے پوچھنے میں ذلت نہ سمجھی۔

قطعہ: عقل کے مطابق آرام کی امید اس وقت پیدا ہوتی ہے جب نبض مزاج شناس کو تو دکھائے جو تجھ کو نہیں آتا۔ وہ پوچھ لے اس لئے کہ پوچھنے کی ذلت تجھے عقل مندی کا راستہ دکھائے گی۔

نتیجہ حکمت: علم کے حصول کے لئے ذلت خواری کا سامنا کرنا پڑے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔ علم ذہنی پختگی کا نام ہے جب کسی چیز کا نہ پتہ چلے تو پوچھ لینا کچھ معیوب نہیں ہے۔ پوچھ لینا دراصل علم کی دولت کو بڑھانے کے مترادف ہے۔

حکمت نمبر52

ہند ہر آنچہ دانی کہ ہر آینہ معلوم تو گردد بہ پرسیدن آن تعجیل مکن کہ ہیبت سلطنت را زیان دارد۔

چو لقمان دید کاندر دست داود ہمی آہن بمعجز موم گردد

نپرسیدش چہ می‌سازی؟ کہ دانست کہ بی پرسیدنش معلوم گردد

حکمت یکی لوازم صحبت آنست کہ یا خانہ پردازی یا باخانہ خدای در سازی۔

حکایت بر مزاج مستمع گوی اگر خواہی کہ دارد با تو میلی

ہر آن عاقل کہ با مجنون نشیند نباید کردنش جز ذکر لیلی

پند ہر کہ بابدان نشیند اگر نیز طبیعت ایشان در و اثر نکند بطریقت ایشان متہم گردد و گر بخرابات رود بنماز کردن' منسوب گردد بخمر خوردن۔

رقم بر خود بنادانی کشیدی کہ نادان را بصحبت بر گزیدی

طلب کردم ز دانائی یکی پند مرا فرمود با نادان میپیوند

کہ گر دانای دہری خر بباشی دگر نادانی' ابلہ تر بباشی

مشکل الفاظ کے معنی: ہرآنچہ دانی: جس چیز کے بارے تم جانتے ہو۔ پرسیدن آں: اس کے بارے پوچھنا۔ تعجیل: جلدی۔ مکن: نہ کر۔ ہیبت: خوف' ڈر۔ لقمان: ایک بہت بڑے حکیم کا نام بعض لقمان کو نبی تصور کرتے ہیں۔ دست داؤد: حضرت داؤد کا ہاتھ حضرت داؤد اللہ کے پیغمبر تھے اور حضرت سلیمان کے باپ تھے۔ آپ کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کا ہاتھ جب لوہے کو چھوتا تو وہ نرم ہو جاتا۔ ہمیں لوہا: یہی لوہا۔ موم گردد: نرم ہو جانا۔ بابداں نشیند: بدوں کی صحبت۔ طبیعت ایشاں: ان کی طبیعت۔ شخصے: آدمی۔ بخرابات رود بنماز کردن: شراب خانے میں نماز پڑھنا۔ خمر خوردن: شراب خوار۔ بنادانی کشیدی: نادانی کا ٹیکا لگانا۔

حکمت کا ترجمہ: جس چیز کے بارے میں تجھے یقین ہے کہ وہ تیرے علم میں آئے گی۔ اس کے پوچھنے میں جلدی نہ کر اس لئے کہ اس سے سلطنت کی ہیبت جاتی رہتی ہے۔

قطعہ: جب لقمان نے دیکھا کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا معجزے سے موم ہو جاتا ہے تو ان سے نہ پوچھا کہ آپ کیا بناتے ہیں۔ اس لئے کہ جانتا تھا کہ ان سے پوچھے بغیر پتہ چل جائے گا۔

قول: جو بروں کی صحبت اختیار کرے اگرچہ ان کی عادات کو نہ اپنائے لیکن ان کی عادتوں کے ساتھ متہم ہو جائے گا اگر کوئی شراب خانہ میں نماز پڑھنے جائے تو وہ شراب خور کہلائے گا۔

مثنوی: تو نے اپنے اوپر نادانی کا ٹھپہ لگا لیا جب کہ تو نے نادان کی صحبت کو اختیار کیا۔ میں نے عقل مندوں سے ایک نصیحت چاہی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ نادان سے رشتہ نہ جوڑ اس لئے کہ اگر تمام زمانہ کا عقل مند ہے۔ گدھا بن جائے گا اگر تو نادان ہے تو پرلے درجے کا احمق بن جائے گا۔

نتیجہ حکمت: اینڈے بینڈے سوال کرنے سے عزت و وقار میں کمی آ جاتی ہے۔ جس چیز کے بارے میں کچھ دیر میں معلوم ہو جانے کی توقع ہو تو اس کے بارے غیر ضروری سوال کرنا عقل مندی نہیں ہے کیونکہ نادانی کے لئے یہی کافی ہے کہ نادان کی صحبت کو اختیار کیا جائے اور خود کو ناداں نہ تصور کیا جائے۔

حکمت نمبر53

حکمت حلم شتر چنانکہ معلومست اگر طفلی مہارش بگیرد و صد فرسنگ ببرد' گردن از متابعتش برنپیچد' اما اگر درہ ہولناک پیش آید کہ موجب ہلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد شدن' زمام از کفش در گسلاند و بیش مطاوعت نکند' کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذموم است' و گویند دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکہ طمع زیادت کند۔

کسی کہ لطف کند بر تو خاک پایش باش دگر ستیزہ برد در دو چشمش آگن خاک
سخن بلطف و کرم با درشتخوی مگوی کہ زنگ خوردہ نگردد بزم سوہان پاک

مشکل الفاظ کے معنی: حلم شتر: اونٹ کی بردباری۔ معلوم ست: معلوم ہے۔ طفلے: بچہ۔ مہارش گیرد: مہار پکڑ لے۔ صد فرسنگ: سو فرسخ۔ درۂ ہولناک: خوفناک درہ۔ پیش آید: سامنے آجانا۔ موجب ہلاک: ہلاکت کا سبب۔ زمام: مہار۔ مطاوعت: تابعداری۔ درشتی: سختی۔ ملاطفت: نرمی۔ دشمن بملاطفت دوست نگرد: دشمن نرمی سے دوست نہیں بن جاتا۔ طمع دشمنی زیادت: دشمنی کا لالچ کرنا۔ دو چشمش: دونوں آنکھیں۔ آگن خاک: آنکھوں میں دھول دینا۔ درشت خوی: سخت مزاج۔ زنگ خوردہ: زنگ چڑھا ہوا۔

حکمت کا ترجمہ: اونٹ کی بردباری سب جانتے ہیں اگر ایک بچہ اس کی مہار پکڑ لے اور سو فرسخ تک لے جائے تو اس کی

تابعداری سے گردن نہ موڑے گا لیکن کوئی خوفناک درہ سامنے آ جائے تو ہلاکت کا سبب ہو اور بچہ اس جگہ نادانی سے جانا چاہے تو مہار اس کے ہاتھ سے چھڑا لے گا اور کبھی تابعداری نہ کرے گا۔ اس لئے کہ سختی کے موقع پر نرمی برتنا برا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دشمن نرمی سے دوست نہیں بن جاتا ہے بلکہ دشمنی کا اور زیادہ لالچ کرتا ہے۔

قطعہ: جو تیرے ساتھ مہربانی کرے تو اس کی خاک بھی پسند کر اور اگر اختلاف کرے تو اس کی دونوں آنکھوں میں وہی خاک جھونک دے۔ سخت مزاج والے سے نرمی اور مہربانی سے بات نہ کر۔ اس لئے کہ زنگ چڑھا ہوا لوہا ریتی سے ہی صاف ہوتا ہے۔

نتیجہ حکمت: دشمن کے ساتھ نرمی برتنا اگرچہ بڑے دل گردے کا کام ہے لیکن دشمن سے نرمی سے بات کرنا عقل مندوں کے ہاں مناسب نہیں ہے کیونکہ اپنی ہلاکت کے وقت کسی کو ہلاک کر دینا بہتر تصور کیا جاتا ہے۔ دشمنی سے دشمن کا دل زنگ آلودہ ہو جاتا ہے اور اس کو صاف کرنے کے لئے دشمنی کی تیز ریتی ہی کام دیتی ہے۔

حکمت نمبر 54

پند ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند' پایہ جہلش شناسند۔

ندہد مرد ہوشمند جواب مگر آنگہ کزد سوال کنند
گرچہ برحق بود فراخ سخن حمل دعویش بر محال کنند

مشکل الفاظ کے معنی: کہ در پیش سخن دیگراں: جو دوسروں سے بڑھ کر بولتا ہے۔ مایۂ فضلش: بزرگی کا مرتبہ۔ بدانند: معلوم ہو جانا۔ پایۂ جہلش: جاہلیت کا مرتبہ۔ مرد ہوشمند: عقلمند مرد۔ گزو: لوگ۔ سوال کنند: سوال نہ کریں۔ فراخ سخن: لمبی چوڑی باتیں کرنے والا۔ محال: ناممکن۔

حکمت کا ترجمہ: جو دوسروں سے بڑھ کر بولتا ہے تاکہ لوگوں کو اس کی بزرگی کا مرتبہ معلوم ہو جائے تو لوگ اس کے جہل کے مرتبہ کو پہچان جاتے ہیں۔

قطعہ: عقل مند آدمی اس وقت تک جواب نہیں دیتا ہے جب تک کہ لوگ اس سے سوال نہ کریں۔ چوری باتیں کرنے والا اگرچہ حق پر ہے لیکن لوگ اس کے دعوے کو ناممکن سمجھتے ہیں۔

نتیجہ حکمت: پوچ گوئی اور چرب زبانی کوئی فن نہیں ہے بلکہ یہ بات الٹا آدمی کو نقصان دیتی ہے کیونکہ لوگ ایسے لوگوں کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی باتوں کو قابل بھروسہ اور اعتماد کے قابل نہیں سمجھتے۔

حکمت نمبر 55

پند ریشی درون جامہ داشتم و شیخ' ازان ہر روز پرسیدی کہ چونست و نپرسید برکجاست؟ دانستم ازان احتراز میکند کہ نہ ذکر ہر عضو روا باشد و خرد مندان گفتہ اند ہر کہ سخن نسنجد از جوابش برنجد۔

تانیک ندانی کہ سخن عین صوابست باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی

مشکل الفاظ کے معنی: ریشے: زخم۔ درون جامہ: پوشیدہ مقام۔ داشتم: تھا۔ ہر روز پرسیدے: ہر روز پوچھتے۔ چون ست:

اپ کیا ہے۔ کجاست: کہاں ہے۔ دانستم: میں جان گیا۔ ازاں احترازمی: اس سے بچ رہے ہیں۔ ہمہ عضو: تمام اعضاء۔ خرد منداں: عقل مند لوگ۔ جواب برنجد: جواب سے تکلیف اٹھانا۔

حکمت کا ترجمہ: میرے ایک خفیہ مقام پر ایک زخم تھا اور شیخ صاحب ہر روز دریافت فرماتے کہ اب کیسا ہے اور یہ نہ پوچھیں کہ کہاں ہے۔ میں سمجھ گیا کہ اس سے بچ رہے ہیں کہ تمام اعضاء کا نام لینا مناسب نہیں ہوتا ہے اور عقل مندوں نے کہا ہے جو بات تول کر نہیں کرتا جواب میں پشیمانی اٹھاتا ہے۔

قطعہ: جب تک تجھے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے' کہنے کے لئے اپنا منہ نہ کھول گر تو سچ کہے اور پکڑا جائے اس سے بہتر ہے کہ تجھے جھوٹ قید سے چھڑائے۔

نتیجہ حکمت: بات کرنے سے پہلے سوچ و بچار سے کام لینا کہ اس بات کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ نقصان کا باعث نہیں ہے بلکہ کیا فائدہ بہم پہنچتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ بات سوچ سمجھ کر کیا کرو۔ مبادا ذرا سی بات سے کسی کے دل کو ٹھیس لگے اور اس کا دل کرچی کرچی ہو جائے اگر ایسا ہوا تو تمہارے پاؤں کے تلوے بھی زخمی ہونے کا اندیشہ رہے گا۔

حکمت نمبر56

حکمت دروغ گفتن .ضربت لازم ماند کہ اگر نیز جراحت درست بشود نشان بماند' چون برادران یوسف بدروغی موسوم شدند' نیز برراست گفتن ایشان اعتماد نماند۔ قال بل سولت لکم انفسکم امراً فصبر جمیل

یکی را کہ عادت بود راستی خطا گر کند در گذارند او

وگر نامور شد بقول دروغ دگر راست باور ندارند از او

مشکل الفاظ کے معنی: دروغ گفتن: جھوٹ بولنا۔ ضربت لازم: کاری چوٹ۔ جراحت درست: زخم کا اچھا ہونا۔ شود نشان: نشان کا باقی رہنا۔ برادران یوسف: یوسف کے بھائی جنہوں نے حضرت یوسف کو کنواں میں ڈال دیا تھا۔ ایشاں اعتماد نہ ماند: بھروسہ کا نہ رہنا۔ راستی: سچ۔ خطائے رود: غلطی کا ہو جانا۔ نامور: مشہور۔

حکمت کا ترجمہ: جھوٹ بولنا ایک ضرب کاری ہے اگر زخم بھی اچھا ہو جائے تو نشان باقی رہے گا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت یوسف کے بھائی جبکہ جھوٹ میں مشہور ہو گئے تو ان کے سچ بولنے پر بھی اعتماد نہ رہا۔ ان کے والد نے فرمایا بلکہ بات سنواری ہے۔ تمہارے نفس نے تمہارے لئے۔

قطعہ: جس کی عادت سچ بولنا ہوتی ہے۔ اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگزر کیا جاتا ہے اور اگر جھوٹ میں کوئی مشہور ہو جائے پھر اس کا سچ بھی نہیں مانا جاتا۔

نتیجہ حکمت: کہا جاتا ہے جھوٹ سو برائیوں کی ماں ہے۔ جھوٹ بولنا بری عادت ہے۔ جس کا بالآخر آدمی کو نقصان ہی ہوتا ہے لہٰذا سچ کا دامن تھام کر سرخرو ہونا چاہئے تاکہ کوئی آپ کے کردار و عمل پر انگلی نہ اٹھا سکے اور لوگ آپ کو راست باز تصور کرتے ہوئے آپ کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیں۔

حکمت نمبر57

حکمت اجل کائنات از روی ظاہر آدمیست و اذل موجودات سگ و باتفاق خردمندان۔ سگ حق شناس بہ از آدمی

ناسپاس۔

سگی را لقمہ ہرگز فراموش نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ

وگر عمری نوازی سفلہ را بکمتر تندی آید با تو در جنگ

مشکل الفاظ کے معنی: اجل کائنات: کائنات میں سب سے بہتر۔ ازروئے ظاہر: ظاہر کے لحاظ سے۔ اذل موجودات سگ: تمام موجودات میں سے کتا ذلیل ہے۔ ناسپاس: ناشکرا۔ لقمہ ہرگز فراموش: لقمہ کو نہ بھولنا۔ صد: سو۔ سنگ: پتھر۔ سفلہ: کمینہ۔ بکمتر چیزے: تھوڑا معاملہ۔

حکمت کا ترجمہ: اس کائنات میں بظاہر سب سے بہتر آدمی ہے اور تمام موجودات میں سے سب سے زیادہ ذلیل کتا ہے۔ عقل منداس بات پر متفق اللسان ہیں کہ حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

قطعہ: ناشکرا آدمی کتے سے بدتر ہے اگر کتا اصحاب کہف کے ساتھ ہولے تو آدمی کا درجہ پاجاتا ہے اور یہ مالک کا وفادار بھی رہتا ہے۔ ایک انسان ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کو یکسر بھول جاتے ہیں اور شرک جیسے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ادھر کتا مالک کا کھانے کے لئے ڈالا ہوا ایک لقمہ بھی نہیں بھولتا۔ غرض کمینہ اور سفلہ آدمی، آدمی کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔

حکمت نمبر 58

پند از نفس پرور ہنرپروری نیاید و بی ہنر سروری را نشاید۔

مکن رحم بر گاو بسیار خوار کہ بسیار خسب است بسیار خوار

چو گاو ار ہمی بایدت فربہی چو خرتن بجور کسان در دہی

مشکل الفاظ کے معنی: نفس پرور: نفس کی پوجا کرنا۔ سروری: سرداری۔ را نشاید: لائق نہیں ہے۔ مکن رحم: رحم نہ کر۔ برمرد سیار خوار: زیادہ کھانے والے مرد۔ بسیار خوار: زیادہ ذلیل ہونا۔ فربہی: موٹا۔ گاو: بیل۔ چو خر: گدھے کی طرح۔ بجور کساں: لوگوں کا ظلم۔

حکمت کا ترجمہ: نفس پرور سے نفس پروری نہیں ہوسکتی اور بے ہنر آدمی سرداری کے لائق نہیں ہوتا۔

مثنوی: زیادہ کھانے والے انسان پر رحم نہ کر اس لئے کہ بہت کھانے والا بہت ذلیل ہوتا ہے اگر تو بیل کی طرح موٹاپا چاہتا ہے تو پھر گدھے کی طرح لوگوں کے ظلم سہنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

نتیجہ حکمت: نفس کا پجاری درجہ آدمیت سے گر جاتا ہے۔ اس کے طور طریقے میں انسانیت نہیں رہتی۔ صرف پیٹ پوجا میں لگا رہتا ہے۔ عقل مندوں کے نزدیک بسیار خوری ذلت و رسوائی کا سبب بنتی ہے لہٰذا زیادہ کھانے سے پرہیز بہتر ہے کیونکہ زیادہ کھانا عقل و دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے۔

حکمت نمبر 59

حکمت در انجیل آمدہ است: ای فرزند آدم اگر توانگری و ہمت مشتغل شوی بمال از من وگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوت ذکر من کجا دریابی و بعبادت من کی شتابی؟

گہ اندر نعمتی مغرور و غافل — گہ اندر تنگدستی خستہ و ریش
چو در سرا و ضرا حالت اینست — ندانم کی بحق پردازی از خویش

مشکل الفاظ کے معنی: در انجیل آمدہ است: انجیل میں آیا ہے۔ اے فرزند آدم: اے آدم کی اولاد۔ توانگری: مالداری۔ مشتغل شوی بمال ازمن: مال میں پھنس کر ہم سے غافل ہو جانا۔ درویش: فقیر۔ تنگدل: رنجیدہ۔ نشینی: بیٹھ جانا۔ حلاوت: مٹھاس۔ ذکر من: میرا ذکر۔ کجا دریابی: کہاں محسوس کرے گا۔ عبادت من: ہماری عبادت۔ شتابی: جلدی۔ خستہ و ریش: رنجیدہ و زخمی۔ ندانم: مجھے معلوم نہیں ہے۔ خویش: خود' اپنا آپ۔

حکمت کا ترجمہ: انجیل میں آیا ہے کہ اے آدم کی اولاد اگر ہم تجھے مال دار بنا دیں تو' تو مال میں پھنس کر ہم سے غافل ہو جائے گا اور اگر ہم تجھے فقیر بنا دیں تو' تو رنجیدہ خاطر ہو کر بیٹھ جائے اور پھر ہماری یاد کی مٹھاس کہاں محسوس کرے گا اور ہماری عبادت کے لئے کہاں دوڑے گا۔

قطعہ: کبھی تو دولت میں مغرور اور غافل ہے اور کبھی تنگدستی میں رنجیدہ و زخمی ہے۔ جب خوشی اور رنج میں یہ حالت ہے مجھے معلوم نہیں کہ خود کو چھوڑ کر تو عبادت کب کرے گا۔

نتیجہ حکمت: مادی دنیا کی ہوس انسان کو خدا کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ وہ لالچ میں پڑ کر حقوق اللہ کو یکسر نظرانداز کر دیتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ انسان خدا کی یاد میں ہمتن گوش رہے خواہ غم ہو یا خوشی۔ دونوں صورتوں میں ذات خداوندی کو اپنے ساتھ شامل حال رکھ کر نماز اور صبر سے مدد لینی چاہئے۔

حکمت نمبر 60

حکمت ارادت بیچون یکی را از تخت شاہی فرود آرد و دیگری را در شکم ماہی نکودارد۔

وقتی است کہ خوش آنرا کہ بود ذکر تو مونس — در خود بود اندر شکم حوت چو یونس

مشکل الفاظ کے معنی: ارادت: ارادہ۔ از تخت شاہی فرو: تخت سے اتار دینا۔ در شکم ماہی: مچھلی کے پیٹ میں۔ مونس: غم خوار۔ اندر شکم حوت: مچھلی کے پیٹ میں۔

حکمت کا ترجمہ: اللہ کا ارادہ ایک کو تو شاہی تخت سے نیچے اتار دیتا ہے اور ایک کو مچھلی کے پیٹ میں اچھی حالت میں رکھتا ہے۔

بیت: اس کا وقت بہت اچھا ہے جو تیرے ذکر سے آشنا ہو خواہ خود حضرت یونسؑ کی طرح مچھلی کے پیٹ میں ہی کیوں نہ ہو۔

نتیجہ حکمت: زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ یکسانیت اکتاہٹ کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح ایک جیسے حالات و واقعات بھی زندگی کی رنگینی کو بے رنگ کر دیتے ہیں لیکن جو وقت یاد الٰہی میں گزرتا ہے۔ عبادت الٰہی میں صرف ہوتا ہو وہ تمام غموں اور خوشیوں پر حاوی ہے۔ وہ سرمدی سکون بہم پہنچانے کا موجب بنتا ہے۔

حکمت نمبر 61

حکمت گر تیغ قہر بر کشد' نبی و ولی سر در کشد و اگر غمزہ لطف بجنباند بدان را بہ نیکان در رساند۔

گر بمحشر خطاب قہر کنند انبیا را چہ جای معذرت است
پردہ از روی لطف گو بردار کاشقیا را امید مغفرت است

مشکل الفاظ کے معنی: تیغ قہر: اللہ کے قہر کی تلوار۔ نبی و ولی: اللہ کے پیغمبر اور اللہ کے دوست بندے۔ سر در کشد: سر چھپانا۔ غمزہ لطف: مہربانی کا اشارہ۔ گر بہ محشر: اگر محشر میں۔ خطاب قہر: غصہ سے خطاب۔ چہ جائے معذرت است: عذر خواہی کا موقع نہ رہے۔ کاشقیار: بدبخت لوگ۔

حکمت کا ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ قہر کی تلوار سونت لیں تو نبی اور ولی سر چھپانے پھریں اور اگر مہربانی کا اشارہ کریں تو بروں کو بھلوں پر مرتبہ سے نوازیں۔

قطعہ: اگر اللہ تعالیٰ کی ذات محشر میں غصہ سے خطاب کریں تو انبیاء کے لئے عذر خواہی کا موقع نہ رہے کہہ دو کہ مہربانی کے چہرے نے پردہ ہٹالیں اس لئے کہ بدبختوں کو بھی مغفرت کی امید ہے۔

نتیجہ حکمت: اللہ تعالیٰ کی ذات جسے چاہے عزت سے نوازے جسے چاہے ذلت کی خواری پستی میں گرا دے۔ قہرالٰہی جوش میں آئے تو اس سے نبی ولی بھی پناہ مانگیں۔ اے گناہ گارو! تم اپنے کس کئے پر کبر و نخوت کا شکار ہو۔ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے راستے کو اپنالو اسی میں فلاح ہے اور اس میں امید مغفرت کا راز پوشیدہ ہے۔

حکمت نمبر62

پند ہر کہ بتادیب دنیا راہ صواب نگیرد بہ تعذیب عقبیٰ گرفتار آید۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون

پند است خطاب مہتران' وانگہ بند چون بند دہند و نشنوی بند نہند
پند نیک بختان بحکایت و امثال پیشینیان پند گیرند' ازآن پیشتر کہ پسینیان بواقعہ ایشان و دزدان دست کوتاہ نکنند تا دست شان کوتہ کنند۔

نرود مرغ سوی دانہ فراز چون دگر مرغ بیند اندر بند
پند ' گیر از مصائب دگران تا نگیرند دیگران بتو پند

مشکل الفاظ کے معنی: بتادیب دنیا: دنیا کے ادب۔ راہ صواب: سیدھا راستہ۔ بتعذیب عقبیٰ: آخرت کا عذاب۔ پند: نصیحت۔ چوں: جب۔ حکمت امثال پیشنگاں: پہلے لوگوں کے قصے اور مثالیں۔ وزداں دست: چور کا ہاتھ۔ مرغ: پرندہ۔ فراز: بڑھنا۔ بیند: دیکھا۔ پند گیر: نصیحت۔ مصائب دگراں: دوسروں کی مصیبت۔

حکمت کا ترجمہ: جو دنیا کے ادب سکھانے والے راستے پر نہ چلے۔ آخرت کے عذاب میں پکڑا جاتا ہے اور البتہ "ہم چکھاتے ہیں ان کو چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے۔"

فرد: بزرگ ابتداء میں نصیحت کرتے ہیں پھر قید کر لیتے ہیں۔ جب وہ نصیحت کریں تو نہ سنے پھر بیڑی ڈالتے ہیں۔

پند: نیک بخت لوگ پہلے لوگوں کے قصوں اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرتے ہیں کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے اس واقعہ کو مثال کے طور پر بیان کریں اور چور اس وقت چوری سے باز نہیں آتا۔ جب تک اس کے ہاتھ نہ کاٹیں۔

قطعہ: پرندہ جب کسی دوسرے پرندے کو جال میں پھنسا ہوا دیکھتا ہے تو پھر دانہ کی طرف نہیں بڑھتا۔ اے حضرت انسان! دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کرتا کہ دوسرے تجھے دیکھ کر نصیحت حاصل نہ کریں۔

نتیجہ حکمت: دنیا ایک تجربہ گاہ ہے۔ یہاں نئے نئے تجربات و مشاہدات مشاہدے میں آتے ہیں۔ جو لوگ ماضی کی روشنی میں حال کو پیش نظر رکھ کر مستقبل کی راہیں متعین کرتے ہیں۔ وہی لوگ کامیاب کامران و شاداں ہیں۔ خود عبرت کا نشان امتیاز بننے کی بجائے کسی دوسرے کی مصیبت کو سامنے رکھ کر عبرت پکڑنا عقل مندی کے زمرے میں آتا ہے۔

حکمت نمبر63

حکمت آنرا کہ گوش ارادت گران آفریدہ اند' چون کند کہ بشنود؟ و آنرا کہ کمند سعادت کشان می برد چہ کند کہ نرود؟

شب تاریک دوستان خدای می بتابد چو روز رخشندہ
وین سعادت بزور بازو نیست تا نبخشد خدای بخشندہ

O

از توبکہ نالم؟ کہ دگرد اور نیست وز دست تو ہیچ دست بالاتر نیست
آنرا کہ تو رہبری' کسی گم نکند وانرا کہ تو گم کنی' کسی رہبر نیست

مشکل الفاظ کے معنی: گوش ارادت: عقیدت کے کان مراد عقیدہ۔ آفریدہ: پیدا ہوئے۔ بشنود: سنا۔ کمند سعادت: نیک بختی کی کمند۔ شب تاریک: اندھیری رات۔ دوستان خدای: خدا کے دوست۔ روز رخشندہ: روشن دن۔ سعادت بزور بازو نیست: نیکی زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی۔ بالا ترنیست: اونچا نہیں ہے۔ آں مرا کہ تو: جس کو تو۔ رہ دہی: راستہ دکھا دے۔ گم نکند: بھٹک نہیں سکتا۔ رہبر نیست: راہنما نہیں ہے۔

حکمت کا ترجمہ: جس کے عقیدے کے کان بہرے پیدا کئے گئے ہوں۔ وہ کیسے سن سکتا ہے اور جس کو نیک بختی کی کمند کھینچ رہی ہو وہ نہ جائے تو کیا کرے۔

قطعہ: خدا کے دوستوں کی اندھیری رات بھی روشن دن کی طرح اجالا کرتی ہے اور یہ نیک بختی قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جب تک دینے والا خدا نہ دے۔

رباعی: تیرا شکوہ کس سے کروں کیونکہ اور کوئی حاکم نہیں ہے اور تیرے ہاتھ سے کوئی اونچا ہاتھ نہیں ہے۔ جس کو تو سیدھا راستہ دکھا دے۔ اس کو کوئی راستے سے ہٹا نہیں سکتا ہے۔ جس کو تو گمراہ کر دے اس کا کوئی راہبر نہیں ہے۔

نتیجہ حکمت: اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہر انسان کی خالق و کفیل ہے اور انہی کے سہارے دنیا کا نظام گردش میں ہے۔ کسی کی قسمت کا ستارہ اوج ثریا بھی مقیم ہے کوئی حادثات دہر کا شکار ہے جس کے ساتھ رحمت خداوندی شامل ہو جائے وہ جادہ حق پر چلتا رہتا ہے جو بالآخر اس کی اندھیری زندگی کو منور و شاداں کر دیتی ہے لہٰذا خدا سے بڑا رہبر و رہنما دنیا میں کوئی اور نہیں۔ اسی سے کچھ طلب کرنے کی دعا مانگنی چاہیے۔

حکمت نمبر64

حکمت گدای نیک انجام بہ از پادشاہ بد فرجام۔

غمی' کز پیش شادمانی بری بہ از شادی' کز پس غم خوری

مشکل الفاظ کے معنی: گدائے نیک انجام: نیک انجام فقیر۔ از بادشاہ نافرجام: بد انجام بادشاہ ہے۔ غمے: غم۔ شادمانی:

خوشی۔ غم خوری: غمگین۔
حکمت کا ترجمہ: نیک انجام درویش بدانجام بادشاہ سے کہیں بہتر ہے۔
بیت: وہ غم جس کے بعد تجھے خوشی نصیب ہو اس خوشی سے اچھا ہے جس کے بعد تو غمگین ہو جائے۔
نتیجہ حکمت: اگرچہ غم اور خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بسا اوقات غم سحر کے بعد لطافت سحر نمودار ہوتی ہے جو غموں کو مسرت کی شکل میں بدل کر انسان کو تسکین بہم پہنچاتی ہے۔ غرض خوشی کے بعد غم کا ملنا ناگواری کا سبب بنتا ہے اور شاداں دل افسردہ اور آرزدہ ہو جاتا ہے۔ کوشش کیجئے گا کہ خوشی کے بدلے غم خریدا نہ جائے۔

حکمت نمبر 65

حکمت زمین را از آسمان نثار است و آسمان را از زمین غبار' کل اناء یترشح بمافیہ

گرت خوی من آمد نا سزاوار تو خوی نیک خویش از دست مگذار

مشکل الفاظ کے معنی: نثار است: نچھاور کرتا ہے۔ غبار: دھول۔ گرت: اگر۔ خوئے من: میری عادت۔ ناسزوار: ناگوار۔ خوئے نیک: بھلی عادت۔ خویش: اپنا' خود۔ دست مگذار: ہاتھ سے جانے نہ دے۔
حکمت کا ترجمہ: آسمان زمین پر نچھاور کرتا ہے اور زمین آسمان پر خاک اڑاتی ہے ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔
فرد: اگر تجھے میری بری عادت اچھی نہیں لگتی تو اپنی بھلی عادت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے۔
نتیجہ حکمت: خیر و شر کا وجود ازل سے ہے یعنی جب آدم نے جنم لیا تھا تو ابلیس بھی پیدا ہو گیا تھا جو انسان کا ازل سے دشمن چلا آ رہا ہے۔ بھلا اور نیک عمل دوسرے کے دل جیت لیتا ہے لہٰذا کار بد کے مرتکب ہونے کی بجائے اعمال حسنہ سے کام لینا چاہئے تاکہ کسی کا دل نہ دکھے۔

حکمت نمبر 66

حکمت حق جل وعلا می بیند و می پوشد و ہمسایہ نمی بیند و می خروشد۔

نعوذ باللہ! اگر خلق غیب دان بودی کسی بحال خود از دست کس نیا سودی

مشکل الفاظ کے معنی: بیند: دیکھنا۔ پوشد: پردہ پوشی کرنا۔ ہمسایہ نمی بیند: پڑوسی نہیں دیکھتا۔ می خروشد: شور مچاتا پھرتا ہے۔ خلق غیب دان: مخلوق غیب جاننے والی۔ کسے بحال نون: کوئی بھی اپنے حال میں۔ نیا سودے: آرام سے نہ ہونا۔
حکمت کا ترجمہ: خدائے بزرگ و برتر دیکھتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور پڑوسی نہیں دیکھتا اور شور مچاتا پھرتا ہے۔
بیت: خدا کی پناہ اگر مخلوق عیب داں ہوتی کوئی بھی اپنے حال میں کسی کے ہاتھ سے آرام سے نہ رہتا۔
نتیجہ حکمت: خدائے بزرگ و برتر کی ذات عیبوں پر پردہ ڈالتی ہے۔ اے حضرت انساں! تجھے بھی عیب پوشی زیب دیتی ہے کیوں کسی کے حالات و واقعات جو ناگفتہ بہ ہیں طشت از بام رکھ کر اپنی اخروی زندگی کو تباہ حال کر رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر 67

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دست بخیل بجان کندن۔

دوناں نخورند و گوش دارند گویند: امید بہ کہ خوردہ
روزی بنی بکام دشمن زر ماندہ و خاکسار مردہ

مشکل الفاظ کے معنی: زر: سونا۔ معدن بکان کندن: کان سے کان کنی کے بعد۔ بدر آید: نکل آنا۔ دست بخیل: کنجوس کے ہاتھ سے۔ نخورند: نہ کھاتے ہیں۔ گوش دارند: حفاظت کرنا۔ گویند: کہتے ہیں۔ روزے بنی: ایک دن دیکھے گا۔ بکام دشمن: دشمنوں کی خواہش۔ زرماندہ: سونا پڑا ہے۔ خاک سار مردہ: خاکسار مرا پڑا ہے۔

حکمت کا ترجمہ: سونا کان سے کان کنی کے بعد باہر آتا ہے اور بخیل کے ہاتھ سے جان کنی کے بعد نکلتا ہے۔

قطعہ: کمینے کھاتے نہیں ہیں حفاظت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کھانے کی تمنا کرنا کھانے سے بہتر ہے۔ دشمنوں کی خواہش کے مطابق تو اک دن دیکھے گا کہ سونا دھرا رہ گیا ہے اور خاکسار بے چارہ مرا پڑا ہے۔

نتیجہ حکمت: کنجوسی کی اسلام میں ممانعت ہے۔ یہاں اعتدال کو پسند کیا گیا ہے۔ فضول خرچی سے بھی منع کیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نے اپنی رحمت سے نوازا ہو یعنی مال و دولت کی فراوانی ہو تو ہاتھ کھینچ کر رکھنا کنجوسی کے معنوں میں آتا ہے۔ صرف جمع کرتے رہنا اور جہاں جائز خرچ کرنے کی نوبت آئے تو اپنے کیسے کو بند کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔ اسی طرح تو اک دن اس جہاں سے چلا جائے گا اور یہ مال دھرے کا دھرا رہ جائے گا' پھر کیا کرے گا۔ سوچ اس سے پہلے کہ آواز آئے کہ فلاں نہیں رہا اور اس کے مسکین اور عاجز بندوں میں اس کے دیئے ہوئے مال میں سے تقسیم کر کے اللہ کی خوشنودی کو پانے کی سعی کر مبادا وہ دیا ہوا چھین لے۔

حکمت نمبر 68

پند ہر کہ بر زیر دستان نبخشاید' بجور زبردستان گرفتار آید۔

نہ ہر بازو' کہ در وی قوتی ہست بمردی عاجزان را بشکند دست
ضعیفان را مکن بر دل گزندی کہ درمانی بجور زور مندی

مشکل الفاظ کے معنی: زیردستاں: کمزور لوگ۔ نہ بخشاید: رحم نہ کھانا۔ بجور زبردستاں گرفتار: زبردستوں کے ظلم نیچے آجاتا ہے۔ ہست: ہونا۔ بمردی: مردانگی۔ عاجزاں: کمزور۔ ضعیفاں: کمزور لوگ۔ مکن: نہ کر۔ بر دل گزندے: دل زخمی پر۔ بجور زور مندے: طاقتور کا ظلم۔

حکمت کا ترجمہ: جو کمزوروں پر رحم نہیں کرتا ہے وہ زبردستوں کے پنجہ استبداد میں آجاتا ہے۔

مثنوی: جس کے بازوؤں میں زور ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی مردانگی سے کمزوروں کے ہاتھ توڑ دے۔ کمزوروں کے دل زخمی نہ کر ورنہ کسی زبردست کے ظلم کا شکار ہو جائے گا۔

نتیجہ حکمت: طاقتور ہمیشہ کمزور کو اپنے زیرنگوں رکھنا چاہتا ہے کیونکہ وہ طاقت کے نشے میں کبرو نخوت کا شکار ہو کر درجہ انسانیت سے بعض اوقات گر جاتا ہے۔ کمزور کو طرح طرح سے اذیتیں دے کر وہ سکون محسوس کرتا ہے لیکن وہ اس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ ایک دن وہ سب سے بڑے طاقتور کے پنجہ قہر میں آئے گا تو اپنا سب کچھ تباہ کر بیٹھے گا وہ سب سے بڑا

Scanned with CamScanner

طاقتور ایک ہی ہے جس کو خدائے قدیر اور کل شی قدیر کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ طاقتور کو کمزوروں پر ظلم ڈھانے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ ان سے بھی طاقتور ان کو دیکھ رہا ہے اور ان کے کئے پر ان کو سزا دینا بھی جانتا ہے۔

حکمت نمبر69

حکمت درویشی بمناجات، در میگفت: یا رب، بربدان رحمت کن کہ برنیکان خود رحمت کردہ ای، کہ مرایشان را نیک آفریدہ ای۔ اول کسیکہ علم برجامہ کرد و انگشتری بانگشت دست چپ جمشید بود، پرسیدندش: کہ چرا زینت بچپ دادی و فضیلت راست راست۔ گفت: راست را زینت راستی تمام است۔

فریدون گفت نقاشان چین را کہ پیرامون خرگاہش بدوزند
بدان را نیک دار، ای مرد ہشیار کہ نیکان خود بزرگ و نیک روزند

مشکل الفاظ کے معنی: درویشے: فقیر۔ بمناجات: دعا میں۔ گفت: بات پر۔ نیک آفریدہ: نیک پیدا کیا ہے۔

حکمت کا ترجمہ: ایک فقیر اپنی دعا میں یہ کہہ رہا تھا کہ اے خدایا! بروں پر رحمت کر اس لئے نیکوں پر تو نے پہلے ہی رحمت کے دروازے کھول رکھے ہیں کہ ان کو نیک پیدا کیا ہے۔

نتیجہ حکمت: اللہ کے نیک بندے ہمیشہ منکر خدا ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بھی خدا کے حضور دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے خدایا! ان کے حالات پر رحم کھا کیونکہ تو ان کو ان کے انکار کے باوجود اپنی رحمتوں سے نواز رہا ہے وہ جاہل اور بے وقوف تیری رحمتوں سے آگاہ نہیں وہ بھی تیری پیدا کردہ مخلوق ہیں۔ ان کو بخش دینا تیری عظمت کے شان شایان ہے۔ ان پر رحمت کر۔

حکمت نمبر70

حکمت عاقل چو خلاف اندر میان آید، بجہد و چو صلح بیند لنگر بنہد، کہ آنجا سلامت برکران است و اینجا حلاوت درمیان۔ مقامر راسہ شش میباید ولیکن سہ یک می آید۔

ہزار بار چراگاہ خوشتر از میدان ولیکن اسب ندارد بدست خویش عنان

مشکل الفاظ کے معنی: چوں: جب۔ خلاف درمیاں: اختلاف کا پڑ جانا۔ صلح بیند: صلح دیکھتا ہے۔ لنگر بنہد: ٹھہر جانا۔ سلامت برکنارست: سلامتی کنارے پر ہے۔ حلاوت درمیاں: مزا درمیان میں ہے۔

حکمت کا ترجمہ: جب اختلاف بڑھ جاتا ہے تو عقل مند بچ کر نکل جاتا ہے اور جب صلح دیکھتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے کہ اس وقت سلامتی کنارے پر ہے اور اب مزا بیچ میں ہے۔

نتیجہ حکمت: عاقل، ہوشیار اور دانا لوگ پیدا شدہ اختلاف میں حصہ لینا خلاف عقل سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جہاں بحث مباحث نزاع کی صورت اختیار کرتا نظر آئے تو درمیان سے اٹھ جاتے ہیں اور جب امن و آشتی کا دور چلتا دیکھیں تو لوٹ آتے ہیں اور صلح کی حلاوت سے لطف اٹھاتے ہیں۔ آپ بھی دل و دماغ کے بند دریچے وا کیجئے اور عاقلوں کی طرح زندگی بسر کیجئے۔

حکمت نمبر71

حکمت مقامر را سہ شش میباید ولیکن سہ یک بری آید۔

بیت ہزار بار چراگاہ خوشتر از میداں
ولیک اسپ ندارد بدست خویش عناں

مشکل الفاظ کے معنیٰ: مقامر: جواری۔ شش: چھ۔ سہ: تین۔ یک: ایک۔ بری آید: نکلتا ہے۔ ہزار بار: ہزار درجہ۔ چراگاہ خوشتر: چراگاہ بہتر ہے۔ از میداں: میدان سے۔ لیک: لیکن۔ اسپ: گھوڑا۔ ندارد: نہیں ہے۔ بدست: ہاتھ میں۔ خویش: خود، اپنے۔ عنان: باگ۔

حکمت کا ترجمہ: جواری تین اور چھکا چاہتا ہے لیکن تین اور ایک نکلتا ہے۔

بیت: چراگاہ میدان سے ہزار درجہ بہتر ہے لیکن گھوڑے کے اپنے ہاتھ میں باگ نہیں ہوتی ہے۔

نتیجہ حکمت: جواء کھیلنا بد قماری کے معنوں میں آتا ہے۔ وہ تو اپنے مقابل ساتھی سے جیتنے کا خواہاں ہوتا ہے اور چھ یا تین کے ہندسے کا متمنی ہوتا ہے لیکن جواء ہوتا ہی جواء ہے۔ اس لئے ہار کر تین اور ایک کا منہ دیکھتا ہے اور افسردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گھوڑا چراگاہ دیکھ کر مسرت سے اچھلتا کودتا ہے۔ اس کو کیا خبر کہ اس کے منہ میں جو باگ ہے وہ کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ جواری کے پاس بھی کچھ نہیں ہوتا نہ رہتا ہے۔

حکمت نمبر72

حکمت اول کسے کہ علم بر جامہ کرد و انگشتری در دست چپ جمشید بود گفتندش چرا زینت چپ دادی کہ فضیلت راست راست گفت راست راز نیت راستی تمام ست۔

قطعہ فردوں گفت نقاشاں چیں را
کہ پیرا موں خر گاہش بدوزند
بداں را نیک دار اے مرد ہشیار
کہ نیکاں خود بزرگ و نیک روزند

مشکل الفاظ کے معنیٰ: اول کسے: جس نے سب سے پہلے۔ علم بر جامہ کرد: کپڑے پر پھول کڑھوائے۔ انگشتری در دست چپ: بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ جمشید: زمانہ قدیم میں ایک بہت بڑے بادشاہ کا نام تھا۔ بود: تھا۔ گفتندش: لوگوں نے پوچھا یا دریافت کیا۔ چرا زینت: کیوں زینت دی۔ فضیلت راست راست: فضیلت دائیں ہاتھ کو ہے۔ گفت: کہا۔ راست را زینت راستی تمام ست: داہنے کو داہنے کی زینت ہی ٹھیک ہے۔ فریدون: ایک بادشاہ کا نام۔ نقاشان چین: چین کے نقاش مراد خیاط وغیرہ۔

حکمت کا ترجمہ: جس نے سب سے پہلے کپڑوں پر نقش و نگار بنوا کے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی وہ جمشید تھا۔ اس سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تو نے بائیں ہاتھ کو یہ زینت کیوں دی فضیلت تو دائیں ہاتھ کو حاصل ہے۔ اس نے کہا۔ داہنے ہاتھ کو داہنا کی فضیلت کی ہی کافی ہے۔

قطعہ: فریدوں نے چین کے نقاشوں سے کہا کہ وہ اس کے خیمے کے اطراف کو کاڑھ دیں۔ اے ہوشیار مرد بروں کو اچھا بنا۔

Scanned with CamScanner

اس لئے کہ نیک تو خود بڑے اور سعادت مند ہیں۔

نتیجہ حکمت: نیک لوگ اللہ کی عطا سے پہلے سے ہی راہ راست پر چل کر اپنے اعمال حسنہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جام نوش کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو سعادت مندی کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بروں بد طینت لوگوں کو جادہ حق دکھایا جائے۔ ان کے اعمال بد کو اخلاق عالیہ میں بدلا جائے۔ ان کی عادات رذایلہ کو عمدہ عادات و اطوار میں ڈھالا جائے۔ اے حضرت انسان! تجھے بھی بروں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنا چاہئے تاکہ وہ خیر سے متاثر ہو کر شر سے اپنی جان چھڑا کیں۔

حکمت نمبر73

حکمت بزرگی را پرسیدنا با چندین فضیلت کہ دست راست راہست' خاتم در انگشت چپ چرا می کنند؟ گفت: ندانی؟ کہ اہل فضیلت ہمیشہ محروم باشند۔

آنکہ حظ آفرید و روزی سخت یا فضیلت ہمی دہد' یا بخت

مشکل الفاظ کے معنی: بزرگے: ایک بزرگ۔ پرسید: پوچھا۔ چندیں: اس قدر۔ دلالت راست: داہنا ہاتھ۔ در انگشت چپ: بائیں ہاتھ میں انگوٹھی۔ چرا: کیوں۔ ندانی: تجھے معلوم نہ ہے۔ اہل فضیلت: فضیلت والے۔ محروم باشند: محروم رہتے ہیں۔ آنکہ: جس نے۔ خط آفرید: فراخی رزق پیدا کیا۔ روزی سخت: تنگی رزق۔ بافضیلت ہمی دید: یا بزرگی دیتا ہے۔

حکمت کا ترجمہ: ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس قدر بزرگی کے ہوتے ہوئے جو داہنے ہاتھ کو حاصل ہے۔ آپ نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں کیوں پہنی ہے۔ اس نے کہا کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ فضیلت والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

شعر: جس نے رزق کی فراخی اور رزق کی تنگی کو پیدا کیا ہے یا وہ بزرگی دیتا ہے یا نصیب سے نوازتا ہے۔

نتیجہ حکمت: قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے "وہ جس کو چاہے فراخ رزق دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے۔" ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ "مال اور اولاد ایک طرح کی آزمائش ہے۔" کسی کو مال و دولت دے کر آزمائش کرتا ہے اور کسی سے لے کر آزمائش کرتا ہے۔ اس کی جو حکمتیں ہیں وہی بخوبی ان کو سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کسی کو تو مال و دولت دنیاوی جاہ و جلال دنیاوی عظمت و سطوت عطا کرتی ہے اور کسی کو بزرگی جیسی نعمت کا عطیہ عنایت کرتی ہے۔ بقول غلام عباس ماہو ؎

دین و دنیا دو بہنیں ہیں
اکٹھے ان کا مزا کرکرا ہے

حدیث بھی ہے کہ علم اور دولت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ مراد یہ جہاں علم ہو گا وہاں دولت نہ ہو گی جہاں دولت ہو گی وہاں علم نہ ہو گا۔

حکمت نمبر74

حکمت نصیحت پادشاہان کردن کسی را مسلم است کہ بیم سرندارد یا امید زر۔

موحد چہ در پای ریزی زرش چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد ز کس بر ا-نست بنیاد توحید و بس

مشکل الفاظ کے معنی: بیم سرندارد: سر کا خوف نہ ہو۔ امید زر: روپے پیسے کی امید۔ موحد: توحید پرست۔ دریا کے ریزی زرش: پاؤں پر سونا ڈال دینا۔ چہ شمشیر ہندی: خواہ ہندی تلوار۔ امید و ہراسش: امید اور خوف۔

حکمت کا ترجمہ: جو سر کا خوف نہ رکھتا ہو۔ روپے کی امید نہ رکھتا ہو۔ اس کے لئے بادشاہوں کو نصیحت کرنا موزوں ہے۔

مثنوی: توحید پرست کے قدموں پر خواہ سونا ڈال دے۔ خواہ ہندی تلوار اس کے سر پر دھردے اگر اس کو کسی سے خوف و امید نہ ہو تو اسی پر توحید کی بنیاد ہے۔

نتیجہ حکمت: جو لوگ توحید پرست ہیں اللہ کو ایک گردانتے ہیں۔ اس کی وحدانیت پر ایقان و یقین کرتے ہیں۔ وہ شیطانی طاغوتی اور باطلی طاقتوں سے نہیں ڈرتے وہ تو احد احد پکارنے میں ہی اپنی نجات اور فلاح سمجھتے ہیں جو لوگ عشق الٰہی سے سرشار ہوں ان کو بھلا دنیاوی قوتوں سے ڈرنے کا کیا فائدہ؟ بقول اقبال؂

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

یاد رہے یہ شعر علامہ اقبال نے حضرت بلال حبشیؓ کی ایمان کی پختگی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ظالم ان پر ظلم ڈھاتے لیکن وہ توحید پرست تھے جور و ستم کے باوجود وہ توحید کے قائل رہے اور احد احد پکارتے رہے۔

حکمت نمبر 75

حکمت شاہ از بہر دفع ستمگاران است و شحنہ برائی خونخواران و قاضی مصلحت جوی طراران، ہرگز دو خصم بحق راضی پیش قاضی نرود۔

چو حق معائنہ دانی کہ، می باید داد بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی
خراج اگر نگزارد کسی بہ طیبت نفس بقہر از و بستانند و مزد سرہنگی

مشکل الفاظ کے معنی: بہر دفع ستمگاراں: ظالموں کو دفع کرنے کے لئے۔ شحنہ: کوتوال۔ خون خونخواراں: خونخواروں کا خون۔ مصلحت جوئے طراراں: جیب کتروں کی اصلاح۔ دو خصم: دو آدمی۔ معائنہ دانی: کھلم کھلا جاننا۔ کسے بہ طیب نفس: اگر کوئی شخص خوشی سے۔ بقہر: جبراً۔ سرہنگی: سپاہیانہ۔

حکمت کا ترجمہ: بادشاہ ظالموں کو دفع کرنے کے لئے ہے اور کوتوال خونخواروں کا خون کرنے کے لئے ہے اور قاضی جیب کتروں کی اصلاح کرنے کے لئے ہے۔ ایسے دو آدمی جو صحیح بات پر راضی ہو جائیں۔ قاضی کے سامنے نہ جائیں گے۔

قطعہ: اگر تو حق ادا کرنے کے بارے میں واضح طور پر جانتا ہے تو تنگی سے ادا کرنے کی بجائے خوشی سے ادا کرنا بہت بہتر ہے اگر کوئی شخص خوشی سے خراج ادا نہ کرے تو جبراً اس سے وہ خراج بھی لیتے ہیں اور سپاہیانہ بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔

نتیجہ حکمت: لڑائی جھگڑا بالآخر صلح و امن پر ختم ہوتا ہے لہٰذا جو بات آسان سے فریقین کے درمیان طے ہو کر پایہ تکمیل کو پہنچ جائے اس پر دنگا فساد کرنا دانائی تصور نہیں ہوتی جو حق ہے وہ اپنا اثر و ثمر دکھا کر رہے گا۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر76

لطیفہ ہمہ کس را دندان بترشی کند گردد، مگر قاضیان را بشیرنی۔

قاضی چو برشوت بخورد پنج خیار ثابت کند از بہر تو دہ خربزہ زار

مشکل الفاظ کے معنی: دانداں: دانت۔ بترشی کند: ترش چیز کھانے سے دانتوں کا کھٹا ہو جانا۔ شیرنی: مٹھاس یہاں مراد رشوت ہے۔ پنج خیار: ککڑی کی جڑ۔ بہر تو صد خربزہ زار: تیرے لئے خربوزے کے سو کھیت۔

حکمت کا ترجمہ: سب انسانوں کے دانت کھٹی چیز کے کھانے سے کند ہوتے ہیں مگر قاضیوں کے شیرنی (رشوت) کھانے سے کھٹے ہوتے ہیں۔

شعر: جو قاضی رشوت میں ککڑی کی جڑ کھالے وہ تیرے لئے خربوزوں کے سو کھیت ثابت کر دے گا۔

نتیجہ حکمت: رشوت دینا لینا حرام قرار دیا گیا ہے لیکن آج کے دور میں رشوت دینا لینا رواج بنتا جا رہا ہے۔ اس کو معیوب سمجھنے کی بجائے لوگ رشوت دے کر فخریہ اس کا اعلان بھی کرتے پھرتے ہیں کہ ہم نے فلاں کام رشوت کے ذریعے کروایا ہے اور اسی طرح رشوت کھانے والے فخر و مبادیات کا اظہار کرتے پھرتے نظر آ رہے ہیں۔ شاید ان لوگوں نے یہ سن رکھا ہے بقول شاعر ؎

بیچنا ہے تو ضمیر ہی بیچ
آج کل دام اچھے لگتے ہیں

حکمت نمبر77

حکمت قحبہ پیراز نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنہ معزول از مردم آزاری۔

جوان گوشہ نشین پیر مرد راہ خداست کہ پیر خود نتواند ز گوشہ ای برخاست

جوان سخت می باید کہ از شہوت پرہیزد کہ پیر ست رغبت را خود آلت بر نمیخیزد

مشکل الفاظ کے معنی: قحبہ پیرانہ: بوڑھی رنڈی۔ شحنہ معزول: برخاست شدہ کوتوال۔ مردم آزاری: لوگوں کا تنگ کرنا۔ پژمرد راہ خداست: راہ خدا کا پژمرد ہے۔ گوشہ نشین: تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرنے والا۔ پیر: بوڑھا۔ جواں سخت: مضبوط پٹھے والا۔ از شہوت پرہیزد: شہوت پرستی سے بچنا۔ نمی خیزد: نہ اٹھنا۔

حکمت کا ترجمہ: بوڑھی رنڈی اگر نابکاری سے اور معطل شدہ کوتوال انسانوں کو تنگ کرنے سے توبہ نہ کرے تو اور کیا کرے۔

بیت: جواں خلوت پسند اللہ کے راستے کا مرد شیر ہے۔ اس لئے کہ بوڑھے سے تو خود گوشہ سے اٹھا ہی نہیں جاتا ہے۔ مضبوط پٹھے والے جوان کو شہوت سے بچنا چاہئے۔ ست رغبت بوڑھے کو خود ہی خیزش نہیں ہوتی ہے۔

نتیجہ حکمت: بڑھاپے میں توبہ کرنا اگرچہ احسن فعل ہے لیکن جوانی کی توبہ سے جوانی کی چادر پر لگے داغ جلد ڈھل جاتے ہیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ عین جوانی کے عالم میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوا ہے لہٰذا جوانی کی نوخیزی اور اس کی لذت سے بھری شرارتوں سے خود کو بچا کر رکھنا مرد مومن کی عظمت کی دلیل ہے۔

Scanned with CamScanner

حکمت نمبر78

حکمت حکیمی را پرسیدند: چندین درخت نامور کہ خدای عزوجل آفریدہ است و برومند' ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر سرو را کہ ثمرہ ندارد' گوئی درین چہ حکمت است؟ گفت' ہر یکی را دخلی معین است و وقتی معلوم' کہ گاہی بوجود آن تازہ اند و گاہی بعدم آن پژمردہ' و سرو راہیچ ازین نیست و ہمہ وقتی تازہ است و این است صفت آزادگان۔

بہرچہ میگذرد دل منہ' کہ دجلہ بسی   پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد

گرت زدست برآید' چونخل باش کریم   ورت زدست نیاید چو سرو باش آزاد

مشکل الفاظ کے معنی: حکیمے نامور: ایک مشہور عقلمند۔ پرسید: پوچھا۔ ہیچ یک: کسی ایک کو۔ آفریدہ است: پیدا کیا ہے۔ ثمر ندارد: پھل کا نہ آنا۔ چہ حکمت ست: کیا حکمت ہے۔ دخلے معین ہست: معین وقت میں متعین آمدنی ہے۔ بوقت معلوم: معین وقت۔ گاہے: کبھی۔ پژمردہ: افسردہ۔ ہمہ وقت خوش ست: ہروقت خوش رہتا ہے۔ ایں ست صفت آزادگان: آزادوں کی یہی صفت ہے۔ میگذر: جو گذر رہی ہے۔ پس از خلیفہ: خلیفہ کے بعد۔ نخل باش کرم: کھجور کی طرح کرم۔ جو سرو: سرو کی طرح۔ ورت زدست نیاید: اگر بن نہ پڑے۔

حکمت کا ترجمہ: ایک مشہور عقل مند سے لوگوں نے پوچھا کہ جن درختوں کو خدا نے بلند اور پھل دار پیدا فرمایا ہے ان میں سے کسی کو بھی لوگ آزاد نہیں کہتے ہیں۔ سوائے سرو کے درخت کے۔ جس میں پھل بھی نہیں آتا' فرمایا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس نے کہا' ان میں سے ہر ایک کی ایک معین وقت میں متعین آمدنی ہے۔ کبھی اس کے ہو جانے سے شگفتہ ہیں اور کبھی نہ ہونے سے افسردہ ہیں اور سرو کے درخت کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اس لئے ہروقت خوش ہے اور آزادوں کی یہی صفت ہے۔

قطعہ: جو چیز جاری ہے اس سے دل نہ لگا کیونکہ دریائے دجلہ بغداد میں خلیفہ کے بعد بھی اک زمانے تک بہتا رہے گا اگر تجھ سے ہو سکے تو کھجور کی طرح رحم کر اور اگر نہ ہو سکے تو سرو کی طرح آزاد رہ۔

نتیجہ حکمت: نیکی صدقہ جاریہ ہے جو ہمیشہ رہے گا اور ابدی و سرمدی حیثیت میں صدقہ کرنے والے کی یاد دلاتا رہے گا۔ جو لوگ نیک اعمال کے مرتکب ہوئے وہ زندہ رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ شگفتہ و شاداب درختوں کی طرح تروتازہ رہتے ہیں انہیں نہ تو بادسموم کا غم کھائے جاتا ہے اور نہ ہی ناسازگار ہوا ان کو پژمردہ کرتی ہے۔ وہ انسان کی عطاؤں کا لطف اٹھاتے ہیں اور دوسروں پر رحم کھاتے ہوئے خوشنودی خداوندی کو پاتے ہیں یعنی کسی کو دکھ تکلیف نہیں دیتے بلکہ ایک دوسرے کے پرسان حال بن جاتے ہیں۔

حکمت نمبر79

حکمت دو کس مردند و حسرت بردند: یکی آنکہ داشت و نخورد و دیگر آنکہ دانست و نکرد۔

کس نبیند بخیل فاضل را   کہ نہ در عیب گفتنش کوشد

ور کریمی دو صد گنہ دارد   کرمش عیبہا فرو پوشد

مشکل الفاظ کے معنی: دو کس: دو آدمی۔ مردند: مر گئے۔ تحسر بروند: حسرت کے ساتھ۔ یکے: ایک۔ داشت: جس کے پاس تھا۔ نخورد: نہ کھایا۔ دیگر: دوسرا۔ دانست: جانا۔ نکرد: عمل نہ کیا۔ بخیل فاضل: فاضل کنجوس۔ در عیب گفتنش: عیب

گنانے میں۔ دو صد: دو سو۔ کریے: سخی۔ گنہ: عیب۔ عیبہا فرو پوشد: عیبوں کو چھپالینا۔ کرمش: اس کا کرم یعنی اللہ کا رحم۔
حکمت کا ترجمہ: دو شخص مر گئے اور حسرت ساتھ گئے ایک تو وہ جس کے پاس مال تھا لیکن کھا نہ سکا دوسرا وہ جو جانتا تھا لیکن عمل نہ کیا۔
قطعہ: فاضل بخیل کے عیب گنوانے میں ہر کسی کو تو مصروف دیکھے گا اگر کوئی سخی دو سو عیب رکھتا ہے اس کی سخاوت کا کرم اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔
نتیجہ حکمت: دنیا کا مال دنیا پر رہ جائے گا پھر تو پچھتائے گا کہ کاش! میں اس کو اپنے استعمال میں لے آتا' چلو یہ نہیں تو ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کر دیتا اور اپنی اخروی زندگی کو سنوار لیتا۔ سعدیؒ کے مطابق سخی کے سو عیب پردہ سخاوت میں ایسے چھپتے ہیں کہ ڈھونڈنے سے بھی دکھائی نہیں دیتے لہذا سخاوت کرو۔ اس کے بندوں پر رحم کرو۔ ضرورت مندوں کی مدد کرو۔ وہ بھی تجھ پر رحم کرے گا۔ حشر کے دن تیری مدد کرے گا جو خوشنودی ربی کو پانا چاہتا ہو وہ کے چلو اٹھو اس کی راہ میں اس کی عطا سے کچھ لٹا دو۔

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستان واللہ المستعان بتوفیق باری عزاسمہ' درین جملہ چنانکہ رسم مولفانست شعر متقدمان بطریق استعارت تلفیقی نرفت۔

کہن خرقہ خویش پیراستن — بہ از جامہ عاریت خواستن

غالب گفتار سعدی طرب انگیز است و طیبت آمیز و کوتہ نظران را بدین علت زبان طعن دراز گردد' کہ مغز دماغ بیہودہ بردن و دود چراغ بیفائدہ خوردن کار خرد مندان نیست' ولیکن برای روشن صاحبدلان' کہ روی سخن دریشان است' پوشیدہ نماند کہ در موعظ ہای شافی را در سلک عبارت کشیدہ است و داروی تلخ نصیحت .شہد ظرافت برآمیختہ' تاطبع ملول انسان از دولت قبول محروم نماند والحمد للہ رب العالمین وصلواتہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین اجمعین!

ما نصیحت بجای خود کردیم — روزگاری درین بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس — بر رسولان پیام باشد و بس
یا نظرا فیه سل بالله مرحمته — علی المصنف. واستغفر لصاحبه
واطلب لنفسك من خير تريد بها — من بعد ذالك غفرانا لكاتبه

مشکل الفاظ کے معنی: تمام شد: مکمل ہو جانا۔ واللہ المستعان: اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ بتوفیق باری عزاسمہ: خدا کے فضل و کرم سے۔ رسم مؤلفاں ست: مصنفوں کی رسم ہے۔ شعر متقدماں: پہلے لوگوں کے شعر۔ تلفیقے نرفت: رچاؤ اور ملاؤ نہیں ہے۔ کہن خرقہ: پرانی گدڑی۔ خویش: خود' اپنا۔ پیراستن: سنوار لینا۔ جامہ عاریت خواستن: مانگے ہوئے کپڑے۔ گفتار سعدی: سعدیؒ کی باتیں۔ طرب انگیزست: مستی لانے والی۔ طیبت آمیز: مذاق والی۔ کوتہ نظراں: تنگ نظر۔ مغز دماغ: دماغ کا گودا۔ بیہودہ بردن: خواہ مخواہ ضائع کرنا۔ دود چراغ: چراغ کا دھواں۔ کار خردمنداں: عقلمندوں کا کام۔ نیست: نہیں ہے۔ موعظت ہائے شافی: شفا دینے والی نصیحتیں ہیں۔ در سلک عبارت: عبارت کی لڑی میں۔ کشیدہ است: پروئے ہیں۔ تلخ نصیحت: کڑوی بات۔ .شہد ظرافت برآمیختہ: ظرافت کا شہد ملانا۔ طبع ملول انسان: انسان کی افسردہ طبیعت۔ محروم نماند: محروم نہ رہے۔

Scanned with CamScanner

روزگارے: ایک مدت۔ دریں بسر: اس میں صرف کر دینا۔ بگوش رغبت: رغبت کے کان۔ رسولاں بلاغ باشد: رسولوں کا کام پہنچا دینا ہے۔

خاتمہ الکتاب کا ترجمہ: کتاب گلستان مکمل ہو گئی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ اس کے فضل کرم سے یہ پوری ہوئی جیسا کہ مصنفوں کی عادت ہے کہ قدما کے اشعار کا رچاؤ اپنے کلام میں رکھتے ہیں۔ اس مجموعے میں پہلے لوگوں کے اشعار کا ملاؤ نہیں ہے۔

بیت: اپنی پیوند شدہ گدڑی کو سنوار لینا مانگے ہوئے کپڑوں سے کہیں بہتر ہے۔

ترجمہ: سعدیؒ کی اکثر باتیں پُرمست ہیں اور پُرمذاق ہیں۔ تنگ نظروں کی لعن و طعن کی زبان اس پر دراز ہو گی کہ خواہ مخواہ اپنے دماغ کی توانائی کو ضائع کیا ہے۔ عقل مندوں کے نزدیک چراغ کا دھواں بے کار نکلنا مناسب نہیں ہے لیکن صاحب دل لوگوں کی روشن رائے یہ ہے کہ بات ویسے ہی نہیں کی جاتی۔ یاد رہے کہ پُرشفا نصیحتوں کے موتیوں کو ہم نے عبارت کی لڑی میں پرو دیا ہے اور کڑوی باتوں کو ظرافت کے شہد میں ملایا ہے تاکہ ملول و غمگین انسان بھی قبولیت کی دولت سے محروم نہ رہیں۔ الحمدللہ رب العالمین!

مثنوی: ہم نے نصیحت آموز باتیں کہہ دیں جن کو کہنے میں ہمیں اک عرصہ لگا ہے اگر کسی کے رغبت کی کان میں یہ باتیں نہ پڑیں تو اس کی قسمت رسولوں کا کام تو پیغام کو پہنچا دیتا ہے۔

عربی اشعار: اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اللہ سے مصنف کے لئے رحمت کی دعا مانگے اور مغفرت طلب کرے۔ اپنے نفس کے لئے جو بھلائی درکار ہے وہ خدا سے مانگ اور اس کتاب کی کتابت کرنے والے کے لئے بھی مغفرت چاہ اگر مجھے قیامت کے دن اللہ کے پاس کوئی مرتبہ مل گیا تو میں کہوں گا۔ اے میرے پروردگار! میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں تو میرا محسن آقا ہے اگرچہ میں اعمال بد کا مرتکب ہوا ہوں لیکن تیرے احسان کا خواہاں ہوں۔

ختم شد!

نوٹ: اے قاری! ذرا مترجم (غلام عباس ماہو) اور بشریٰ عباس (مرحومہ) کے لئے بھی دست دعائے مغفرت بلند کیجئے شاید تیرے یہ کلمات آہ و نغاں ان ہر دو کی مغفرت اور بخشش کا باعث بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات ہم سب کی حامی و ناصر ہو' آمین!